بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اُردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

مواہب الرحمٰن

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء ——— ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۷

مکتبہ رشیدیہ ملتان

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com

Marfat.com

الجزء السابع

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا ۱

اور جب سنیں جو اُتارا گیا رسول پر تو دیکھے اُن کی آنکھیں اُبلتی ہیں آنسوؤں سے اس پر جو پہچان لی بات

مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ

حق ۔ کہتے ہیں اے رب ہم نے یقین کیا ہو تو لکھدے ہمکو ماننے والے کیساتھ ۔ اور ہم کو کیا ہوا کہ یقین نکریں اللہ تعالیٰ پر اور جو پہونچا ہم پاس حق ۔ اور ہمکو توقع ہو کہ

اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۱۱

داخل کرے رب ہمارا ہم کو نیک بختوں کے ساتھ ہیں ۔ پھر اُن کو بدلا دیا اُن کے رب نے اس کہنے پر باغ ۔ اُن کے نیچے نہریں بہتی ہوئی رہا کریں اُن میں ۔

وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝ ع ۱۱

اور یہی نیکی کرنیوالوں کا بدلا ہے ۔ اور جو منکر ہوئے اور جھٹلانے لگے ہماری آیتیں ۔ وہ ہیں دوزخ کے لوگ ۔

اوپر مذکور ہوا کہ نصاریٰ لوگ بہ نسبت یہود کے مومنوں سے زیادہ مودت رکھتے ہیں اور وہ یہودیوں و اہل مکہ کی طرح حق سے تکبر نہیں کرتے ہیں اور نزول آیت کا اسوقت ہوا جبکہ حبش کے ملک سے واپس آنے والے صحابہ کیساتھ ایک گروہ نصاریٰ کا نجاشی بادشاہ حبشہ کی طرف سے آیا تھا اور حضرت صلعم نے اُن کو سورہ یٰسین سُنائی تھی پس وہ سنکر رونے لگے اور مسلمان ہوگئے اور کہنے لگے کہ یہ بہت ہی مشابہ ہے اُس کلام سے جو عیسیٰ علیہ السلام پر اُترا تھا اور یہی اللہ تعالیٰ نے اُن کے حال سے خبر دی ہے بقولہ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ اور جب اُنھوں نے سُنا جو اُس رسول پر اُتارا گیا ف یعنی محمد صلعم پر جو قرآن اُترا اُس کو سُنا ۔ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ تو تو اُن کی آنکھیں دیکھتا ہے کہ آنسو سے اُن کی آنکھیں جاری ہیں بوجہ اس حق کے جو اُنھوں نے پہچانا ف یعنی حق پہچانکر اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری دیکھو اس سے ثابت ہوا کہ اثر عرفان و جوش قلب سے ہے کہ بندہ کے آنسو جاری ہوں خصوص جبکہ کلام حضرت باری تعالیٰ شانہ کو سُنے اور بعض اکابر سے منقول ہے کہ کلام مجید سنکر ظاہر سے بیہوش ہو جاتے تھے حتی کہ اُن کی زخمی ٹانگ کاٹ لی گئی اور اُن کو خبر نہ ہوئی اور یہاں اس گروہ نجاشی رضی اللہ عنہ کا حال بھی یہی ہوا کہ حق کی معرفت سے اُن کو جوش گریہ نے لیلیا ۔ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا یعنی کہنے لگے کہ اے پروردگار ہمارے ہم ایمان لائے ف یعنی ہم نے تیرے رسول محمد صلعم اور تیری پاک کتاب قرآن مجید کی تصدیق کی تو فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ لکھدے ہم کو شاہدین کے ساتھ ہیں ف یعنی اُن لوگوں کیساتھ ہیں جو اقرار کرنے والے ہیں تیرے رسول و کتاب کے سچ ہونے کے ۔ اور عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ مع الشاہدین اے محمد صلعم کی اُمت کے ساتھ ہیں اور وہی شاہدین ہیں کہ محمد صلعم کے واسطے یہ گواہی دینگے کہ اُنھوں نے ہم کو اللہ تعالیٰ کی رسالت پہونچائی اور باقی رسولوں کے واسطے گواہی دینگے کہ اُنھوں نے اپنی قوموں کو رسالت پہونچائی ہے (رواہ الحاکم وصححہ) اور واضح ہو کہ اُمت محمد صلعم سے اس روایت میں صحابہ رضی اللہ عنہم مراد ہیں اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ قولہ اذا سمعوا الآیات اُن کا نزول اس گروہ کے حق میں ہے جو جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبش سے نصرانی بادشاہ نجاشی کے بھیجے ہوئے آئے تھے کہ تم علماء و زاہد ہو جاکر اس رسول کا کلام سنو اور اسکے اوصاف کو پہلی بشارت سے ملاؤ پس جب رسول اللہ صلعم نے اُن کو قرآن مجید سنایا تو اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور سب کے سب فوراً مسلمان ہو گئے پھر رسول اللہ صلعم نے اُن سے کہا کہ شاید تم اپنے ملک میں واپس جاکر اپنی قوم کے دین کی طرف پھر جاؤ تو کہنے لگے کہ ہم اپنے اس دین اسلام سے کبھی نہیں پھرینگے پس اللہ عزوجل نے انکا یہ پوشیدہ قول و جناب باری تعالیٰ میں دعا کرنا نازل فرمایا سواہ الطبرانی پھر مروی ہوا ہے کہ وہ جب مسلمان ہو گئے تو یہود مردود نے اُن کو عار دلایا کہ اپنا دین تم نے چھوڑ دیا تو ان کے جواب میں کہنے لگے کہ ۔ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ہم کو کیا ہے کہ ہم یقین نہ لائیں اللہ تعالیٰ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے ف یعنی ہم کو کوئی مانع نہیں اور مقتضی موجود ہے پھر کیوں ہم اللہ تعالیٰ اور قرآن پر اور آنحضرت صلعم کی رسالت سے ایمان نہ لائیں حاصل آنکہ جب حق ظاہر ہو گیا تو ایمان لانا ہم پر ضرور ہے کوئی مانع نہیں ہے کیوں نہ ایمان لاویں

Marfat.com

وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ اور ہم آرزو کرتے ہین کہ ہمارا پروردگار ہم کو قوم صالحین کے ساتھ داخل کرے ف یعنی مومنین کے ساتھ داخل کردے یعنی صالحین مین ملادے یا اُن کے ساتھ جنت مین داخل کردے اور مفسر سیوطی نے کہا کہ نطمع کا عطف نومن پر ہی پس معنی یہ ہوئے کہ ہم کیون نہ طمع کرین کہ ہمارا پروردگار ہم کو قوم صالحین کیساتھ مین جنت کے اندر داخل کرے۔ یا اسواسطے کہ عطف جملہ اسمیہ وفعلیہ نہو۔ بعض نے کہا کہ اسمین کوئی برائی نہین ہی جیسا کہ بعض محققین کا قول ہی۔ اور حب بحسب معنی حال ہی یعنی کیون ہم ایمان نہ لاوین ہمکو تو یہ آرزو ہی کہ پروردگار تعالیٰ ہم کو قوم صالحین کے ساتھ بلادے پس جو لوگ کہ صالحین کے ساتھی ہونا نہین چاہتے ہین وہ البتہ ایمان نہ لائین گے۔ بالجملہ جب یہ اُن کی باتین اور اُن کی سچی نیت کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تو حضرت صلعم وصحابہ رضی اللہ عنہم کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ سچے ہین اور ان لوگون کا ایمان زیادہ بڑھ گیا اور صریح اللہ تعالیٰ نے اُن کے جنتی ہونے کی خبر فرمائی۔ بقولہ۔ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُن کے قول کے بدلے جنات عطا فرمائین جنکے نیچے نہرین جاری ہین درحالیکہ اُنمین ہمیشہ رہین گے اور یہی محسنین کا ثواب ہی۔ ف یعنی جو لوگ ایمان لاکر مرتبہ احسان کو فائز ہوئے اور احسان ایک مرتبہ تحقیق ایمان کا نام ہی کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے خلوص سے ہو کہ گویا مشاہدہ ہی۔ کما فی الصحاح۔ اور اس بشارت کے ساتھ ہی یہود وغیرہ کافرون کے وعید بھی فرمادی بقولہ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ۔ اور جنھون نے کفر کیا اور ہماری آیات جھٹلائین ایسے بدکار لوگ جہنم کے لوگ ہین ف حاصل آنکہ کلام الٰہی واسکے رسول کے سچ ماننے کا نتیجہ جنت دا ائسلام ہی اور جھوٹ ماننے کا بدانجام آگ کا مقام وعذاب کا ٹھکانا جہنم ہے ف عرائس مین ہی کہ قولہ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ نے اشارہ سے اپنے خالص بندون کا حال بیان فرمادیا کہ خالص بندون کا یہ حال ہوتا ہی کہ قرآن وخطاب سُننے کے وقت اچھی طرح کان رکھتے ہین پس اُن کی عقلین اچھی انبساط وکشادگی کے ساتھ کتاب مجید کے شواہد وآیات کو مشاہدہ کرتی ہین اور اُن کے دل اس خطاب کی حلاوت کو لیتے ہین اور اُن کی روحین جمال انبیاء علیہم السلام کو مشاہدہ کرتی ہین اور انکے اسرار باطنہ اور انوار صفات کو مشاہدہ کرکے اس کے نادر وعجیب علوم غیب کے لطائف ادراک کرتے ہین پھر اس سے خطاب فرمانیوالے کے جمال کی طرف شوق اُنکا دوڑتا ہے پھر جب بطریق یقین وصول کے اس کی معرفت حاصل کرلیتا ہے تو اسکی ابدیت پہچان جاتا ہے اور اُس کی وحدانیت پر مطمئن ہوجاتا ہی لیکن ابدی بیدار سے اُسکا عاشق صادق ہوجاتا ہی۔ پس اس سے اُس کے جسم کو اثر ہوتا ہے اور وہ مضطرب بیتاب ہوکر آنکھون سے شوق کے آنسو بہاتا ہے اور جلکر فنا ہوجانا چاہتا ہے تاکہ روح کے مانند باقی رہے اور ذکر دیانہ کی مجلس مین یہ دل بھی عشق کی آگ مین جل جاتا ہے پھر ان لوگون کی یہی کیفیت ہوئی کہ ان کی سچی معرفت توحید کی صحیح علامت یہ پیدا ہوئی کہ عشق ومحبت کے آنسو ان کی آنکھون سے جاری ہوئے پس آگاہ فرمایا کہ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول الآیۃ۔ یعنی جب اُنھون نے سماع خطاب مین پایا جو اُن سے گم تھا یعنی لطیف حقائق اسرار وشواہد علوم غیب کو اور خطاب کرنے والے اور جسپر خطاب اُترا ہے ہر ایک کی شان کو پہچان لیا تو اس کو پاکر بہت خوش ہوئے اور جتنی عمر برباد ہوگئی اس سے رنج کیا پس اس خوشی ورنج نے اُن کو جوش دلایا کہ گریۂ شوق مین آنسو بہانے لگے۔ اور یہ گریہ اسی سبب سے ہوا کہ اُن کے دل کی آنکھین معرفت غیب تک پہونچین اور اُنکی روحین مشاہدۂ قرب تک واصل ہوئین پھر ایسے بہت گذرے ہین جن کو قرآن مجید کی تلاوت سے بہت سی معرفتون کے ہجوم نے اور کثرت سے انوار غیب کے ورود نے اُن کو قتل کرڈالا اور ہمیشہ کیواسطے زندہ کردیا۔ اور جنید رحمۃ اللہ سے روایت ہی کہ مین ایک رات مین نماز مین کھڑا ہوا قرآن پڑھتا تھا پس مین نے یہ آیت پڑھی کل نفس ذائقۃ الموت۔ پس مین نے اس کو کئی بار دہرایا پھر گھر کے ایک کونے کی طرف سے آواز آئی کہ کب تک تو اس آیت کو دہرائے جاویگا۔ کہ چار جن کو تو نے قتل کرڈالا جنھون نے اپنے سر آسمان کی طرف نہین اُٹھائے یہانتک کہ مرگئے بسبب تیرے اس آیت کو بار بار پڑھنے کے۔ اور صحیح مین ثابت ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید پڑھنے کے وقت اپنی سنبھال نہین رہتی تھی یعنی بےاختیار روتے تھے۔ پھر اللہ عزوجل نے انجیل والون مین سے ایمان لانے والون کی پاکیزہ تصدیق کو مزید وصف سے ظاہر فرمایا بقولہ یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاہدین۔ یعنی ہم نے تیری تصدیق کی بواسطہ اس معرفت کے جو ہم کو تیری توفیق

Marfat.com

دینے سے تیرے پیچے رسول محمد صلعم سے ظاہر ہوئی اور ہم نے تیرے رسول کی اور اسکے یارون کی پوری قدر پہچانی کہ وہ تیرے قرب و وصال کے شاہد ہین۔ اور ابن عطاءؒ نے قولہ واذا سمعوا کے معنی اشارہ مین کہا کہ آنحضرت صلعم کے مشاہدہ سے کلام مجید سننے سے پہلے ان کے دل کے ہاتھ پانون قریب تھا کہ بول اُٹھین کہ ہم نے اس رسول کی وحی کو قبول کیا پھر جب وحی کو سنا تو ہرگز تاب نہ رہی مگر اسی طرح کہ آنسو بہا کر کلمہ شہادت بول اُٹھے اور یہ جوش عشق و معرفت تھا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ مما عرفوا من الحق۔ اور شیخ اُستادؒ نے کہا کہ خطاب حق سننے سے دل کی آنکھین کھلین اور مقام تحقیق کو دیکھکر جوش گریہ سے تسکین پائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۝

اے ایمان والو حرام مت ٹھہراؤ ستھری چیزین جو اللہ تعالیٰ نے تمکو حلال کردین اور حد سے نہ بڑھو اللہ تعالیٰ نہین چاہتا حد سے بڑھنے والے کو۔

وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝

اور کھاؤ اللہ تعالیٰ کے دیئے سے حلال ستھرا اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے جس پر تم یقین رکھتے ہو۔

نزول اس کلام کا اُسوقت ہوا کہ جب ایک قوم نے صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے یہ قصد کیا تھا کہ برابر جن دنون کے روزے جائز ہین سب دن برابر روزہ رکھین اور ہر شب تمام رات نماز مین قائم رہین اور عورتون سے نزدیک نہ ہون اور خوشبو کو نہ چھوئین اور گوشت نہ کھاوین اور بچھونے پر نہ سوئین اور عبدالرزاق نے مرسل روایت کی جسمین حضرت علی و عثمان بن مظعون و عبداللہ بن عمر کا نام ہی اور معالم مین دس صحابہ کا ایک مکان مین جمع ہوکر ایسا مشورہ کرنا مذکور ہی جن کے نام یہ بیان کئے کہ وہ ابوبکر و علی و ابن مسعود و ابوذر و سلمان و سالم و معقل بن مقرن و عثمان بن مظعون و مقداد بن اسود و عبداللہ بن عمر ہین۔ وقال المترجم رواہ ابن جریر عن مجاہد والسدی وغیرواحد من التابعین مرسلا ولہ شاہد فی الصحیحین۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ یہ آیت ایک جماعت صحابہ کے حق مین ہی پھر ان کے ارادے راہبون کے مانند بیان کرکے کہا کہ نبی صلعم نے اُن سے کہا کہ مین روزے بھی رکھتا اور افطار بھی کرتا اور نماز پڑھتا اور سوتا بھی ہون اور عورتون سے نکاح بھی کرتا ہون پس جس نے میری سنت کو لیا وہ مجھ سے ہی اور جس نے میری سنت کو نہ لیا وہ مجھ سے نہین ہی۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اور صحیحین مین ہی کہ چند صحابہؓ نے حضرات ام المومنین سے آنحضرت صلعم کی پوشیدہ عبادت کو دریافت کیا جب معلوم ہوا تو بولے کہ کہان ہم اور کہان آنحضرت صلعم۔ اُن کو تو اللہ تعالیٰ نے بخشدیا ہی پھر متفق بعض نے کوئی بات ترک کرنا اور بعض نے کوئی بات ترک کرنا بیان کی پھر آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی تو آپنے مانند حدیث مذکورہ بالا کے بیان فرمایا اور نیز ابن عباسؓ سے ہی کہ ایک شخص نے حضرت صلعم سے آکر عرض کیا کہ جب مین گوشت کھاتا ہون تو مجھے عورتون کی خواہش ہوتی ہی اور مین نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا تب یہ آیت نازل ہوئی رواہ الترمذی وحسنہ وابن جریر۔ (وقد روی موقوفا ومرسلا)۔ بالجملہ اتنا ثابت ہوا کہ بعض مومنین نے اپنے اوپر بعض لذیذ چیزین حرام کرنے کا قصد کیا تھا تب نازل ہوا قولہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا ای ایمان والو مت حرام کرو۔ ف اپنے اوپر۔ طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ۔ پاکیزہ لذیذ چیزین مطعومات ان چیزون سے جو اللہ نے تم پر حلال کردی ہین ف اور ابن جریرؒ نے لکھا جسکا خلاصہ یہ ہی کہ کسی مسلمان کو جملہ اشیاء حلال سے کوئی اپنے اوپر حرام کرلینا روا نہین ہے اور چونکہ خیر الہدی ہدی محمد صلعم ہین تو ایسا کرنا جو خلاف سنت ہی جائز نہین اور افضل اتباع سنت و فعل ثواب ہی پس قدرت کے وقت اچھے کپڑے دکھانا چھوڑ کر ردی و خراب کی طرف رجوع لانا اگرچہ اس غرض سے ہو کہ کم قیمت سے جو بچے وہ مساکین کو صدقہ کرے تو بھی روا نہین ہی کیونکہ اپنے نفس پر صرف کرنا مقدم ہے۔ قال المترجم اس مین بعض تامل ہی۔ بالجملہ اللہ تعالیٰ نے اس لیے منع کیا کہ حلال مین سے لذیذ چیزون و پاکیزہ کو اپنے اوپر حرام مت کرلو۔ وَلَا تَعْتَدُوا اور تجاوز مت کرو ف یعنی حکم الٰہی سے تجاوز مت کرو۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ اللہ تعالیٰ تجاوز کرنے والون کو دوست نہین رکھتا ہے ف یعنی تجاوز کرنیوالے محبوب بندے نہین ہین پھر حکم دیدیا کہ۔ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا اور کھاؤ اس چیز سے جو تم کو رزق دیا اللہ تعالیٰ نے حلال طیب کو ف یعنی مرزوق مین سے حلال لذیذ کھاؤ پس رزق کبھی حرام بھی ہوتا ہی بخلاف معتزلہ کے کہ وہ حلال سے مخصوص جانتے ہین اور بحث اوپر بیان ہو چکی ہے اور معنی یہ کہ جائز رکھو کھانا ہر لذیذ حلال کا

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نصیب کرے تو اسکو کھاؤ اگر جی چاہے اور اپنے اوپر حرام مت کرلو۔ پس تقدیر کلام آنکہ کلوا حلالاً طیباً حال کو نہ مما رزقکم اللہ تعالیٰ اور اعراب ظاہر ہے اور آیین دلیل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر بندہ کے رزق کا کفیل ہے پھر یہ وصیت کردی کہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ اور اسی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ رکھو جس پر تم ایمان لائے ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے ممنوعات سے تقویٰ رکھو پس بندہ مطیع و مکلف جبھی ثواب کا مستوجب ہے کہ معارضہ نفس کے وقت اطاعت پر ثابت رہے پس اگر کسی نے آکر تناسل قطع کردیا تو اس کو یہ مدح کرنا کہ واہ واہ یہ شخص زنا نہین کرتا ہے محض مہمل ہے کیونکہ عصمت بی بی از بے چادری ہے۔ کمال اسوقت تھا کہ خوب مرد ہوتا پھر بخوف الٰہی اس کا مرتکب نہ ہوتا۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے اسی آیت سے ان لوگون کو سمجھایا جنھون نے زہد کے واسطے حلال کو حرام کرلیا تھا اور واضح ہو کہ بعض نے یہان یہ تفصیل کی ہے کہ اگر حلال مین سے کسی چیز کو حرام کرلے تو اسی آیت سے منع ہے اور اگر حرام نہ کرے مگر زہدا اختیار کرے اور نہ کھاوے۔ تو مضائقہ نہین ہے لیکن ظاہر حدیث صحیحین و دیگر احادیث اسی امر پر شاہد ہین کہ اپنے نفس سے معارضہ کرے اور کھاوے چنانچہ معلوم ہوگا اور مؤلف فتح البیان نے دعوی کیا کہ جمہور علماء اس طرف گئے ہین کہ جس نے اپنے اوپر کسی حلال چیز کو حرام کرلیا تو اسپر حرام نہین ہوتی اور اسپر کفارہ بھی لازم نہین آتا ہے۔ اور ابو حنیفہ و احمد و انکی اتباع کا قول ہے کہ حرام ہوجاتی ہے اور اسپر کفارہ لازم آتا ہے اگر تناول کرے۔ پھر کہا کہ یہ قول مخالف اس آیت کے ہے اور مدلول احادیث صحیحہ سے بھی خلاف ہے و قال المترجم اس آیت مین فقط اس امر سے ممانعت ہے کہ جو حلال ہین ان مین سے اپنے اوپر کوئی چیز حرام نہ کرلو پس اگر وہ حرام نہین ہوسکتی ہے تو ممانعت کس چیز سے ہے پس آیت کی نہی ویسے ہی ہے جیسے اور امور مین نہی ہے اور یہ مذہب نہین ہے کہ وہ چیز فی نفسہ حرام ہوجاتی ہے بلکہ بالاجماع حلال کو حرام سمجھنا کفر ہے جبکہ ضروری علم ہو بلکہ مراد یہ ہے کہ قسم سے اسنے اپنے اوپر ممنوع کرلیا تو قسم توڑنے پر کفارہ لازم آئیگا۔ پس مؤلف فتح البیان نے جو مخالف آیت کے قرار دیا یہ عجیب ہے اور کچھ عجب نہین بلکہ یہ مؤلف مذکور کا تکیہ کلام ہے۔ شاید مؤلف مذکور کو شروع پارہ پھر ہم یاد نہ آیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ الآیۃ پس یہ صریح ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فقط اپنے اوپر حرام کرلیا تھا ورنہ وہ اورون پر حلال تھا۔ حافظ الحدیث الفقیہ شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے لکھا کہ مسروق نے کہا کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضؓ کے پاس تھے پس اُن کے پاس کھیرے لائے گئے تو ایک شخص فراہٹ گیا پس عبداللہ رضؓ نے فرمایا کہ قریب آکر کھالے۔ اُس نے کہا کہ مین نے اپنے اوپر اسکو کھانا حرام کرلیا ہے پس عبداللہ رضؓ نے فرمایا کہ قریب آکر کھا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر۔ اور یہی آیت پڑھی۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا طیبات الآیۃ رواہ ابن ابی حاتم۔ باسناد صحیح ورواہ الحاکم من طریق جریر عن منصور بہ وصححہ وقال علی شرط الشیخین۔ قال ابن کثیر اور عبداللہ بن رواحہ کے یہان کوئی مہمان آیا اور وہ حضرت صلعم کے پاس تھے جب گھر گئے تو دیکھا کہ گھر والون نے عبداللہ رواحہ کے انتظار مین مہمان کو اسوقت تک نہین کھلایا ہے تو اپنی جورو سے کہا کہ تو نے میرے انتظار مین میرے مہمان کو کھانا نہین دیا یہ کھانا مجھپر حرام ہے پس جورو نے کہا کہ وہ مجھ پر حرام ہے اور مہمان نے کہا کہ وہ مجھپر حرام ہے جب اُنھون نے یہ دیکھا تو اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا کہ کھاؤ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پھر نبی صلعم کے پاس جاکر یہ ماجرا بیان کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تحرموا الآیۃ۔ قال ابن کثیر یہ اثر منقطع ہے اور صحیح بخاری مین حضرت ابوبکر الصدیق کا قصہ اسکے مشابہ آیا ہے اور اسمین امام شافعی وغیرہ ان علماء کی دلیل نکلتی ہے کہ جس نے عورتون کے سوائے کوئی کھانے پینے کی چیز کو اپنے اوپر حرام کیا اسپر حرام نہین ہوتی اور کفارہ بھی لازم نہین آتا کیونکہ نبی صلعم نے اُس شخص کو جس نے اپنے اوپر گوشت حرام کرلیا تھا کفارہ دینے کا حکم نہین کیا اور کہا کہ دوسرے علماء جنمین سے امام احمد بھی ہین اُس طرف گئے ہین کہ جس نے کھانے پینے وغیرہ کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا تو اس پر قسم کا کفارہ لازم آویگا چنانچہ اگر اس نے قسم کے ساتھ ترک کرنیکا التزام کیا تو کفارہ ہے اور اگر اُس نے خالی اپنے اوپر حرام کرلیا تو بھی جو اُس نے التزام کیا اُسپر مواخذہ ہوگا اور اسی پر ابن عباس رضؓ نے فتوی دیا ہے اور ایسے ہی قولہ تعالیٰ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الآیۃ مین ظاہر ہے یعنی ماریہ قبطیہ کو بعض ازواج کی رعایت سے اپنے اوپر حرام کیا تھا اسکو اللہ تعالیٰ نے منع کیا پھر قسم کا کفارہ دینے کا حکم کیا۔ ایسا ہی یہان ہے کہ تحریم حلال سے ممانعت کے بعد وہ آیت بیان فرمائی ہے جسمین قسم کا کفارہ مذکور ہے۔ قال المترجم سدی رحؒ سے جو دس اصحاب کا قصہ موافق مذکورہ سابق کے مفصل

روایت ہر اسمین آخر مین ہر کہ قولہ لاتعتدوا یعنی عثمان بن مظعون نے جو خصی ہونے کا قصد کیا تھا اُن کو ممانعت ہر کہ خصی مت ہو اور یہی اعتداء ہے پھر اُن کو حکم کیا کہ اپنی قسمون کے کفارہ ادا کرین - رواہ ابن جریر بطولہ - واضح ہو کہ قولہ ولا تعتدوا - مین شیخ ابن کثیر نے یہی احتمال بیان کیا کہ مراد یہ ہو کہ مباحات اپنے اوپر حرام کرنے مین حد سے زیادہ تنگی مت کرلو - اور یہ بنا بر قول بعض سلف کے ہر جو اس امر کے قائل ہین کہ آدمی کو بدون تحریم حلال کے بالجملہ مباحات کو جن سے فتنہ مین پڑنے کا خوف ہو ترک کرنا چاہیئے - مترجم کہتا ہے کہ امام بخاری نے تعلیقاً ابن عمر رض کا قول بھی ترک مباحات مین احتیاطاً کمال تقوی قرار دیا ہر اور یہ بھی احتمال ہر کہ یہ مراد ہو کہ حلال چیزون کے لینے و تناول کرنے مین حد سے تجاوز مت کرو بلکہ کفایت وحاجت کے مقدار تناول کرو جیسے قولہ وکلوا واشربوا ولا تسرفوا الایۃ مین ہر ف قال فی العرائس قولہ یا ایہا الذین اٰمنوا لاتحرموا طیبات ما احل اللہ لکم - شیخ نے اشارہ اس سے یہ نکالا کہ یہ خطاب اہل مشاہدہ کو ہے یعنی جب وہ مقام مشاہدہ تک پہونچ جاوین تو اپنے دلون کو مجاہدہ مین مشغول کرکے مردہ نہ کرین کیونکہ مجاہدہ تو نفس کیلیئے ہر اور قلب کے لیئے مشاہدہ تھا اور جب قلب کو مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہر تو نفس کا اسمین کچھ اثر نہین رہتا ہر اور اللہ تعالی نے اس سے اپنے ان خاص بندون کو جو مقام اُنس وبسط تک پہونچے ہین آگاہ فرمایا کہ جو کچھ ان پر ابتدائے حال مین جاری ہوا تھا کہ کھانے پینے وغیرہ مین سے طیبات ولذائذ کو چھوڑین وہ ان مقامات مین جائز نہین کہ ابتدائی حال کی طرف لوٹ جائین کیونکہ یہان تو مجاہدۂ نفس ہی لائق نہین ہر اسواسطے کہ آپ تو وہ اُنس ونور لقا مین پگھلے جاتے ہین حاصل آنکہ ابتدائی حال مین نفس کے مجاہدہ کے واسطے بہت ہی حلال ولذیذ چیزین بدین غرض متروک کرنی پڑتی ہین کہ اس ریاضت مین پورے ہون پھر جب تکمیل ہوگئی تو اب وہ مجاہدہ نہین رہا پس منع ہوا کہ اب حرام نہ کرو کیونکہ یہان اب مقام قلب ہے اور حالت دوسری ہوگئی جیسے کنواری لڑکی کو اُمور زینت دیگر زیبایش بجا ہر پھر بیاہی گئی تو اُسکو وہ سب جائز ہین جو پہلے روا نہ تھین ایسے ہی شیوخ کو وہ چیزین روا ہین جو مریدون کو نہین روا ہین پس شیوخ عمدہ غذائین وعمدہ پوشاک سے بسبب آنکہ باقی ہین انتفاع حاصل کرین تاکہ واردات وجد سے سوختہ نہ ہو جاوین - تو نہین دیکھتا کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہر کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم مانند عثمان بن مظعون رض وابوبکر الصدیق وعلی بن ابی طالب وعبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمرو - وابوذر غفاری وسالم مولی خذیفہ ومقداد بن الاسود وسلمان فارسی و معقل بن مقرن - کے اس امر پر متفق ہوئے کہ عورتین وخوشبو اور گوشت چھوڑ دین اور ہمیشہ روزہ رکھنا اور ہمیشہ رات کو قیام یعنی نماز پڑھنا اور زمین مین سفر کرتے پھرنا اور رہبانیت یعنی آلہ نسل قطع کر دینا اور بالون کا لبالبہ ترک دینا اختیار کرین پس اللہ تعالی ورسول اللہ صلعم نے ان کو اس سے منع کیا اور رسول اللہ صلعم نے اُن کو فرمایا کہ البتہ تمھارے نفوس کا تمپر حق ہر پس روزہ بھی رکھو اور ناغہ بھی کرو اور رات کو نماز پڑھو اور خواب بھی کرو چنانچہ مین قیام بھی کرتا ہون اور سوتا بھی ہون اور روزہ رکھتا اور افطار کرتا ہون اور گوشت روغن وار بھی کھاتا ہون اور عورتون کے پاس بھی جاتا ہون پس جو شخص کہ میری سنت سے منہ موڑے وہ مجھ سے نہین ہر اسمین ظاہر کر دیا کہ جو لوگ اہل مقامات وحال ہین اُن کو ابتدائی مقامات کی طرف پھر جانا نہین چاہیئے اور اس بات کی تصدیق اس دوسری آیت سے ہوتی ہر کہ فرمایا وکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیبا - واضح ہو کہ حلال وہ ہر جو عارف کو خوان غیب سے بدون انسانی تکلیف کے پہونچ جاوے اور طیب ہر وہ چیز ہے جو اللہ تعالی کے شوق مین اسکے دل کو قوت دے اور اسکے جلال قدیم دائم کو یاد دلاوے - سہل رح نے قولہ لاتحرموا مین کہا کہ یہ یون ہر کہ نرمی کرے ان اسباب معاش کے ساتھ جن سے حصول ہر بدون آنکہ جد وجہد کرے اور نفس اسطرف نظر لگائے رہے کہ مطمئن نہ ہو اور گردن اُٹھا اُٹھا کر تاک لگاوے اور کبھی اہل معرفت ایسا کرتے ہین کہ ظاہر مین معلوم ہوتا ہر کہ جو سبب کمائی کا ہر اس کو خوبی سے طلب کرتے ہین حالانکہ درحقیقت وہ اس رزق کو سبب حقیقی عزوجل ہی سے لیتے ہین یعنی اُن کی نظر ان اسباب پر نہین ہوتی ہر کیونکہ کمال یہی ہر کہ باوجود استعمال اسباب کے نظر کو ٹھیک رکھے بعض نے کہا کہ رزق الٰہی جو تجکو روزی کیا ہے وہ ہے جو بغیر تیری حرکت کے اور بغیر نفس کے آرزومند ہونے کے تجکو ملا جسمین حلال طور سے تو نے کوشش کی اور اس سے تجکو سکون ہوا اور اس کے تناول سے تیرا دل خوش ہوا - شیخ اُستاد نے فرمایا کہ منجملہ ان چیزون کے جنکو لذیذات مین سے مباح فرمایا ایک یہ ہر کہ خلوت مین نسیم قرب سے راحت حاصل کرے اور اسکا حرام کرلینا یون ہر کہ لوگون سے مخالطت کرکے یہ حالت بدل ڈالے بدون آنکہ عزلت اختیار کرے اور یہی خواری عظیم ہر اسکو تفسیر قولہ لاتحرموا طیبات الخ مین ذکر کیا اور قولہ کلوا مما رزقکم اللہ - کے معنی مین کہا کہ حلال وہ کھانا ہے کہ جو شہود کی حالت مین کھاوے

Marfat.com

اور اگر اس سے نیچا درجہ ہو تو اسکی بادپر کھاوے کیونکہ غفلت کی حالت پر کھانا ارادت کی راہ مین حرام ہی۔ اور مجھے حلال و حرام مین ایک لطیفہ ظاہر ہوا وہ یہ ہی کہ حلال وہ ہی کہ جو خزانۂ قدرت سے عارف دیکھکر اسمین سے بوصفت رضا و تسلیم حاصل کرلیوے اور حرام وہ ہی جو غیر لیواسطے مقدر کیا گیا اور یہ اسکو اپنے واسطے حاصل کرلینے کی کوشش کرتا ہے اور بسبب اپنی نادانی کے اسکو اختیار کرتا ہے اور اگر مقدر کے معنی جانتا اور عرفان کا نمونہ حاصل کرتا تو ایسا نہ کرتا لیکن عقل سے یہ علم نہین حاصل ہوتا ہی۔ اور واضح رہے کہ جو امر کہ شریعت مین ناپسند ہی وہ معرفت مین بھی ہرگز پسندیدہ نہین ہی قال المترجم یہ مقام یاد رکھنا چاہیئے اور زمانہ مین جو شیطانی فقیر و درویش ایسے ہین کہ خلاف شرع حرکات و اقوال کو اہل اللہ و اکابر اولیا کی طرف نسبت کرکے بدنام کرتے ہین وہ لوگ ہرگز ولی نہین اور حدیث مین ہی کہ اللہ کا ولی جاہل نہین ہوتا ۔ فافہم۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ

نہین پکڑتا تم کو اللہ تعالی تمہارے بے فائدہ تمہارے قسمون پر ولیکن تم کو پکڑتا ہے اس قسم پر جو تم نے گرہ باندھی ۔ سو اُس کا اُتارہے کھلانا دس

مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ

محتاجون کو بیچ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والون کو یا اُن کو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا پھر جس کو نہ ملے تو روزے تین دن کے ۔

كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

اُتارہے تمہاری قسمون کا جب تم قسم کھا بیٹھو اور تھامتے رہو اپنی قسمون کو یون بتاتا ہے تم کو اللہ تعالی اپنے حکمون کو شاید تم احسان مانو ۔

مترجم کہتا ہی کہ یہ کلام اپنے ماسبق سے باین معنی مربوط ہی کہ اوپر تحریم حلال سے منع فرمایا پس جس نے حرام کرلیا اپنے اوپر حلال کو وہ قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے اور اگر حفاظت قسم کے واسطے کوئی امر مندوب پر قسم نہ ہونے کی صورت مین باقی رکھے تو روا ہے مثال آنکہ کسی نے مسکہ اپنے اوپر حرام کرلیا ۔ پس اسکو یہ نہین چاہیئے اور تحریم سے نادم ہو اور قسم توڑے اور اگر مہمان کیساتھ کھانا اپنے اوپر حرام کیا تو توڑنا مستحب ہی اور بعض نے کہا کہ واجب ہی لیکن یہ ربط بنا بر قول ان فقہا کے ہی جو تحریم حلال پر قسم منعقد و اس کا کفارہ واجب ہونے کے قائل ہین جیسا کہ اوپر گذرا اور سیاق نظم کلام اسی کا مؤید ہے قال تع لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ ۔ اللہ تعالی تمکو ایسے لغو پر ماخوذ نہین کرتا جو تمہاری قسمون مین ہو ف یعنی ایسے لغو کی وجہ سے جو تمہاری قسمون مین پایا جاوے یعنی ایسی قسم پر مواخذہ نہین جو لغو پر مبنی ہو ۔ واضح ہو کہ یمین کی تین قسم ہین ۔ یمین لغو ۔ یمین معقود اور یمین غموس ۔ پھر آیت مین فرمایا کہ یمین لغو پر مواخذہ نہین ہی اور ظاہر آنکہ مواخذہ ازراہ کفارہ نہین ہی اور رہا یہ کہ اللہ تعالی کی قسم کھالینے مین مساوات کرلینا کسی راہ سے ہو وہ بدلیل عموم قولہ لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم ۔ کے جو سورۂ بقر مین گذر چکی ہے ممنوع و منکر ہے ۔ پھر یمین لغو کی تفسیر مین اختلاف ہی ۔ عن سعید بن جبیر جو شخص کہ حلال چیز پر قسم کھائے وہ قسم لغو ہے عن مجاہد ۔ دو آدمی خرید و فروخت مین لغو قسم کھادین ۔ ایک کہے کہ واللہ مین نہین بیچونگا دوسرا کہے واللہ مین نہین خریدونگا ۔ عن ابراہیم النخعی ۔ لغو یہ ہی کہ اپنے کلام مین حلف کو ملائے مثلاً واللہ کھاؤن گا اور واللہ پیونگا ۔ اور ایسے کلام سے قسم مقصود نہین ہوتی ہے اور عمداً قسم نہین کھاتا ہی پس وہ لغو قسم ہی اور اس پر کفارہ بھی نہین ہی ۔ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ لغو قسم آدمی کا یون کہنا کہ لا واللہ ۔ اور بلے واللہ ۔ بدون قصد قسم کے اور بعض اہل تفسیر نے ذکر کیا کہ یہی تفسیر جمہور علماء سلف سے مروی ہی اور ابن کثیر نے کہا کہ یہی امام شافعی رح کا مذہب ہی اور بعض نے کہا کہ وہ معصیت پر قسم ہی یعنی معصیت نہین کرونگا اور بعض نے کہا کہ غالب گمان پر قسم ہی اور یہی قول امام حنیفہ و امام احمد کا ہے ۔ ابن کثیر نے کہا کہ صحیح یہ ہی کہ بدون قصد کے جو قسم ہو وہی لغو ہی ۔ بدلیل قولہ ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان یعنی تصمیم و قصد سے جو قسم کھائے اسپر مواخذہ ہی اور مترجم کہتا ہی کہ احوط و احسن ان اقوال مین سے قول نخعی ہی اور جو تفسیر سلف سے مروی ہی اسکا محمل یہی ہی اور یہ بعد تامل صادق کے اسلم ہی اور اللہ تعالی اعلم ۔ ولیکن مفسر سیوطی رح

Marfat.com

نے وہی قول اختیار کیا جو شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ بدون قصد کے لا واللہ وبلی واللہ کہنا لغو قسم ہے اور پوشیدہ نہین کہ اگر وہ داخل قسم ہو تو عقدہ ہو پس مواخذہ نہونے کے یہ معنی کہ کفارہ لازم نہوگا ولیکن ممنوع ہو - اور قول ابو حنیفہ و احمد رحمہما اللہ کی یہ تفسیر ہو کہ کسی کو غالب گمان یہ ہو کہ بات یون ہی ہو پس اُسنے کہا کہ بلی واللہ - یا اسکو غالب گمان ہو کہ یون نہین ہو تو اُسنے کہا کہ لا واللہ - اور اس تقدیر پر عرضہ نہین لازم آتا ہو بالجملہ لغو پر کفارہ نہین ہو - وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۔ ولیکن اللہ تعالی تم سے مواخذہ کریگا اس قسم پر جو تم نے معقود کی ف واضح ہو کہ عقّدتم بفتحہ قاف بدون تشدید کے حمزہ و کسائی و ابو بکر کی قرارۃ ہو اور باقیون کی قراۃ مین بتشدید قاف ہو اور ابن ذکوان نے ابن عامر سے عاقدتم روایت کی - حاصل آنکہ لغو پر کفارہ نہین ولیکن جس پر تم عقد یمین کرو اسکے مقابلہ مین مواخذہ ہو پس اسکی صورت یہ کہ قصد سے ایک چیز پر قسم کھاؤ - اور اس تفسیر پر یمین غموس جو تیسری قسم ہے وہ بھی اسمین داخل ہوگی اور معنی یمین غموس کے یہ ہین کہ کوئی بات گذری ہوئی ہے اسپر جان بوجھکر اُس کے برخلاف قسم کھائی مثلاً زید نے ایک آدمی کو دس روپے دیئے ہین اور بکر جانتا ہے پھر اُس نے قسم کھائی کہ نہین دیئے ہین تو تفسیر مذکور پر یہ قسم بھی بقصد و نیت ہو لہذا کفارہ لازم ہوگا اور یہی امام شافعی کا قول ہو اور امام ابو حنیفہ وغیرہ علمار نے کہا کہ عقد الایمان کے یہ معنی ہین کہ جس بات پر قسم کھائی ہے اُس کو پورا کرنے پر عزم مصمم ہو اور یہ نیت یمین غموس مین ہو نہین سکتی ہو پس یمین غموس اسمین داخل نہین ہو - مؤلف فتح البیان نے نقل کیا کہ یمین غموس ایک قسم زور ہو کر و فریب و جھوٹ کیساتھ پس ایسی قسم کھانے والا اسکا سخت گناہ اپنے سر پر لا دلیتا ہو اور وہ معقود نہین اور نہ اسپر کفارہ ہو اور یہی جمہور علما سلف و خلف کا قول ہو اور شافعی رحمہ نے کہا کہ وہ معقود ہوتی ہو کیونکہ مکتسب بقلب و معقود بخیر و مقرون باسم اللہ تعالی ہو لیکن قول جمہور علما ماخوذ ہو اور جتنی حدیثین کہ قسم کا کفارہ دینے مین وارد ہین سب اسی قسم معقود کی طرف راجع ہین اور یمین غموس کی طرف کوئی بھی راجع نہین بلکہ یمین غموس مین سوائے سخت وعید کے اور کچھ نہین اور احادیث سے ثابت ہو کہ یمین غموس یا یمین الزور بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے جس کو ایمان مٹنے والا ظاہر فرمایا اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ رح کا ہو فَكَفَّارَتُهٗ پس کفارہ قسم ف جب جھوٹ ہو جائے یعنی وہ قسم توڑے تب کفارہ ہو ولیکن لفظ یمین مؤنث ہو پس ضمیر اسکی طرف راجع ہونا چاہیا کہ شیخ عکبری وغیرہ نے کہا ہو باین معنی ہو کہ یمین بمعنی حلف ہو اور بعض نے کہا کہ ما موصولہ کی طرف پس تقدیر کلام آنکہ فکفارۃ نکثہ یعنی کفارہ قسم توڑنے کا چنین و چنان ہے اور یہی زمخشری رح نے مقدر کیا اور یہی اولی ہو پھر کفارہ بیان فرمایا کہ تین چیزون مین سے ایک چیز ہے اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ کھانا دینا دس مسکینون کو اوسط اس چیز سے کہ کھلاتے ہو تم اُس سے اپنے اہل و عیال کو ف یعنی نہ اعلی درجہ کا ہو اور نہ ادنی درجہ کا ہو بلکہ جو غالب استعمال مین ہو پھر اطعام مین آیا کھلانا ضرور ہو یا ان کو مباح کر دینا بھی کافی ہے اور کھلانے مین ایک وقت ہو یا دونون وقت اور ہر مسکین کے واسطے کیا مقدار ہو اور مساکین کوئی ہون یا اسی شہر والے ہون جہان کا قسم کھانے والا ہو - جواب آنکہ چاہے کھلاوے اور چاہے مباح کرے و شافعی کے نزدیک مالک کر دے اور کھلانے مین دونون وقت کھلاوے تب ادا ہوگا اور ابن عبد البر نے کہا کہ فقہا امصار ائمۃ الفتوی کا یہی قول ہو اور حسن بصری و محمد بن الحنفیہ سے روایت ہو کہ ایک ہی وقت کافی ہے پھر پیٹ بھرے چاہے جسقدر ہو اور اگر دیوے تو ہر مسکین کو آدھا صاع گیہون یا چھوہارے کا دیوے اور یہی قول حضرت عمر و علی و عائشہ و مجاہد و سعید و شعبی و ابراہیم و ابو مالک وغیرہ کا ہے - اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ گیہون سے آدھا صاع اور دوسرے طعام سے ایک صاع دیوے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ ہر مسکین کو گیہون کا ایک مد دیوے اور اس کے ساتھ کے کھانے کو بھی دیوے رد کھانہ دیوے - اور یہی ابن عمر و زید بن ثابت و سعید بن المسیب و مجاہد و عطاء و عکرمہ و جابر بن زید و قاسم و سالم و زہری و ابو سلمہ و سلیمان بن یسار و حسن و محمد بن سیرین سے مروی ہو اور شافعی رح نے کہا کہ نبی صلعم کی مد سے ایک مد ہر مسکین کو دیوے ولیکن اسکے ساتھ کے واسطے کچھ نہین کہا اور امام احمد نے کہا کہ گیہون سے ایک مد دیوے اور دیگر طعام سے دو مد دیوے - پھر یہ شرط نہین کہ مسکین اسی شہر کے ہون بلکہ جو حاجت والا قدر کفایت نہ پاتا ہو اس کو کھلاوے اور بالاتفاق ایک ہی مسکین کو دینا کافی نہین ہے جیسے کپڑے مین ہو - پھر دوسری چیز سے کفارہ بیان فرمایا اَوْ كِسْوَتُهُمْ یعنی یا دس مسکینون کو کپڑا دیوے - پھر یہ کسوۃ کسقدر ہو تو مفسر رح نے بنا بر

Marfat.com

مذہب شافعیؒ کہا کہ اسقدر ہی جو کسوۃ یعنی لباس کہلاتا ہو مانند قمیص و عمامہ و ازار یعنی تہ بند کے اور ابو حنیفہؒ نے کہا کہ اسقدر مراد ہے کہ جس سے اکثر بدن ڈھک جاوے۔ اور مالکؒ و احمدؒ نے کہا کہ ہر مسکین کو لباس اسقدر دینا فرض ہے کہ جسمین نماز صحیح ہو جاتی ہے مرد کو مرد کے لائق اور عورت کو اس کے لائق ہووے اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ جامع کپڑا ہو مانند دولائی و چادر کے اور فقط کرتا و کرتی اور ازار کے مانند اُن کے نزدیک جامع نہین اور کافی نہین ہی۔ پھر امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر ایک ہی مسکین کو دس روز کھانا متفرق دیا تو جائز ہی اور ایک ہی دفعہ دیدینا بالاتفاق نہین جائز ہے اسواسطے تفریق منصوص ہی پھر تیسری بات بیان کی بقولہ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ یا آزاد کرنا ایک بندہ کا خواہ غلام ہو یا باندی ہو۔ رہا یہ کہ مسلمان ہونا شرط ہی یا نہین تو مفسر سیوطیؒ نے کہا کہ مسلمان ہونا شرط ہے کیونکہ یہان اگرچہ مطلق بندہ مذکور ہی کوئی خصوصیت مسلمان کی نہین لیکن کفارۂ ظہار و کفارۂ قتل مین مسلمان ہونیکی قید منصوص ہی پس یہان کے مطلق کو اسی مقید پر محمول کیا گیا اور یہ ایک جماعت علماء کا قول ہی اور اکثر علماء نے ظاہر آیت پر کہا کہ مسلمان ہونا شرط نہین ہی چاہے کافر بندہ آزاد کردے تو کافی ہی اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہی فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ أَيَّامٍ پھر جس نے نہ پایا تو روزے تین دن کے ف اسکا کفارہ ہی جبکہ طعام و لباس و بردہ مین سے کوئی نہ پاوے پس اسمین اتفاق ہی کہ اگر اشیاء مذکورۂ بالا مین سے کوئی نہ پاوے تب تین دن کے روزے کافی ہین۔ اب رہا یہ کہ تین دن پے در پے ہون یا چاہے متفرق تین روز روزہ رکھے پس مفسر سیوطیؒ نے بنا بر قول امام شافعیؒ کے لکھا کہ ظاہر آیت یہ ہی کہ پے در پے ہونا شرط نہین ہی اور یہی امام مالک کا قول ہی اور امام ابو حنیفہؒ و احمدؒ و ثوریؒ نے اسکو شرط کیا بسبب اسکے کہ حضرت ابن مسعودؓ کی قرأۃ مین فصیام ثلثۃ ایام متتابعات۔ آیا ہی اور یہی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأۃ منقول ہے اور یہ قرأۃ ایسی مشہور ہی کہ اس سے کتاب یعنی مصحف کے اندر بسبب معنی زیادت کرنا روا ہی یعنی اس قرأۃ کی دلیل سے فصیام ثلثۃ ایام کے جو مطلق ہی پے در پے مراد ہونیکے معنی لئے جائین گے اگر کہا جائے کہ قضائے رمضان کے مسئلہ مین تم کیون پے در پے معتبر نہین رکھتے حالانکہ اسمین بھی ابی بن کعبؓ کی قرأۃ فعدۃ من ایام اُخر متتابعات۔ مروی ہی تو جواب یہ کہ یہ روایت مشہور نہین بلکہ شاذ ہی اور شافعیہ نے جواب دیا کہ قرأۃ ابن مسعودؓ کی منسوخ ہے یعنی پہلے تتابع کی قید تھی پھر منسوخ ہوئی اور ظاہر لناسخ اُس روایت کو ٹھہرایا جو دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ پہلے نزول ہوا صیام ثلثۃ ایام متتابعات۔ پھر ساقط ہوا متتابعات۔ پس ظاہر اس سے یہ ہی کہ حکم و تلاوت دونون منسوخ ہوئے پھر یہ جواب شافعیہ کی طرف سے بنا بر آنکہ اکثر اصحاب شافعی کے نزدیک شاذ قرأۃ پر عمل روا ہے اور بعض کے نزدیک نہین روا ہی تو اُن کی طرف سے یہی جواب ہے لیکن اُنپر وارد ہوتا ہی کہ چور کا دایان ہاتھ کاٹنے مین قرأۃ ابن مسعودؓ یعنی فاقطعوا ایمانہما سے حجت پکڑی حالانکہ شاذ ہی پھر ان کے جواب مین یہی کہا جائیگا کہ قرأۃ ابن مسعودؓ کی مشہور ہے اگرچہ متواتر نہ ہو لیکن اسکے اثبات مین اشکال ہی واللہ اعلم۔ اور اولی جواب یہ ہی کہ روایت دارقطنی از عائشہؓ جسکو ناسخ قرار دیا ہی نسخ کے معنی مین محکم نہین باوجودیکہ نسخ آخری رتبہ رکھتا ہی جب تک وفاق ممکن ہی نسخ مرجوح ہوگا پس قرأۃ ابن مسعودؓ کی طرف اسکو راجع کرنا بطریق تاویل کے متعین ہوا اور بتعین قرأۃ تتابع کے وہ حجت ہی واللہ اعلم۔ اور ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام شافعیؒ نے کتاب الام مین ایک مقام پر یہ بھی منصوص کردیا کہ ان روزون مین پے در پے رکھنا واجب ہے جیسا کہ حنیفہ و حنابلہ کا قول ہی اور ابی بن کعب وغیرہ سے مروی ہوا کہ یہ لوگ ثلثۃ ایام متتابعات۔ پڑھتے تھے یرواہ ابو العالیہ عن ابی بن کعب و حکاہا مجاہد و الشعبی و ابو اسحٰق عن عبد اللہ بن مسعودؓ اور ایسا ہی ابراہیم نخعی نے بھی بیان کیا اور اعمش نے کہا کہ ابن مسعودؓ کے شاگرد یہی قرأۃ پڑھتے تھے۔ قال ابن کثیرؒ یہ قرأۃ اگرچہ متواتر ثابت نہو تب بھی اس سے کم نہین کہ خبر واحد یا تفسیر واحد یا تفسیر صحابہ سے ہو اور وہ مرفوع کے حکم مین ہوتی ہی پھر ابن مردویہ کی روایت ابن عباسؓ ذکر کی کہ اس آیت کے نزول پر خذیفہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگ مختار ہین فرمایا کہ ہان تو مختار ہی چاہے بردہ آزاد کرا و چاہے کپڑا دیدے اور چاہے کھانا کھلادے اور جو اسکو نہ پاوے تو وہ پے در پے تین روزے رکھے قال حدیث غریب جدا۔ ذٰلِكَ کا اشارہ اُن کفارون کی طرف ہی اسی واسطے تلک نہین فرمایا اگرچہ ہوسکتا تھا اور ایسے ہی مقامات سے استنباط کرکے کہا گیا کہ حرف قرآن مجید مین جہان قرأۃ بصیغۂ مذکر و مؤنث مین اختلاف ہو تو معنی کی راہ سے اگرچہ دونون بن سکتے ہون لیکن مذکر راجح ہی چنانچہ یہان باوجودیکہ تلک کا اشارہ ان اشیاء کی طرف اظہر تھا مگر ذلک آیا بتاویل آنکہ۔ ذلک المذکور۔ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ

Marfat.com

یہ جو مذکور ہوا تھا تمھاری قسم کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ ف یعنی جبکہ قسم کھاؤ اور اسمین حانث ہو جاؤ۔ باین طور کہ تم سے پوری نہ ہو سکے خواہ اپنے اختیار سے اسکو عمداً توڑ دو خواہ بطریق گناہ کے مثلاً آج کے روز ظہر کے وقت دو رکعت نفل پڑھنے پر قسم کھائی مگر عمداً نہین پڑھی تو حانث ہوا اور یہ حرام ہے یا بطریق اجازت شرعی کے مثلاً کسی امر نیک کے نہ کرنے پر قسم کھائی جیسے کہا کہ ظہر کی دو سنتین کبھی نہین پڑھونگا تو شرع لازم کرتی ہے کہ قسم توڑے اور اگر بجائے دو سنت کے نفل کہی ہوتی تو قسم توڑنا مستحب تھا اور اگر فرض یا واجب کہی ہوتی تو قسم توڑنا فرض تھا پس اس صورت مین قسم توڑنے سے گنہگار نہ ہوگا لیکن کفارہ واجب ہوگا بخلاف عمداً بلا اجازت شرعی توڑنے کے کہ اسمین گناہگار بھی ہوگا اور کفارہ بھی واجب ہوگا اسی واسطے فرمایا۔ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ اور حفاظت رکھو اپنی قسمون کی ف اور یہ کمال تاکید ہے حالانکہ مقصود الفاظ قسم کی حفاظت نہین بلکہ قسم کو توڑنے سے بچائے رکھو اور معلوم ہو چکا کہ یہ اسی قسم کے بارہ مین ہے جو کسی نیک کام نہ کرنے یا لوگون کے درمیان اصلاح و درستی نکرنے پر ہو ورنہ اسکا توڑنا مباح یا واجب یا فرض ہوگا اور سورۂ بقرہ کی آیت مین ایسی قسم توڑنے کا حکم مذکور ہو چکا ہے۔ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ایسے ہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمھارے نفع کیلئے اپنے احکام کو لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اس نعمت پر شکر گزاری کرو ف اگر بندہ نے حکم الٰہی پر عمل کیا تو اُس نے شکر ادا کیا اور اسمین تنبیہ ہے کہ بیان شریعت بھی بڑی نعمت ہے کیونکہ اس سے حصول جنت و رضائے الٰہی و درستی اخلاق ہے جس سے زندگانی دائمی حاصل ہوتی ہے اور اس سے بڑھکر کون نعمت ہوگی کہ جسمین یہ اوصاف ہون فتدبر۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ

اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے سو اُن سے بچتے رہو شاید

تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ

تمھارا بھلا ہو شیطان یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تم مین دشمنی اور بیر شراب سے اور جوئے سے اور روکے تمکو اللہ کی یاد سے

عَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

اور نماز سے پھر اب تم باز آؤ گے۔ اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو پھر اگر تم پھرو گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ یہی ہے پہونچا دینا کھول کر

اوپر کے کلام سے ظاہر ہوا کہ بیان شرائع نعمت ہے از انجملہ قسم کے احکام بیان ہو چکے اور اس کے حفاظت کی تاکید ہے اور شراب سے جو بد دماغی ہوتی ہے وہ کسی حفاظت کو باقی نہین رکھتی حتیٰ کہ کلام اللہ تعالیٰ بھی بھول جاتا ہے پس بعد ترغیب اس امر کے کہ شرائع جو بیان ہون ان کو نعمت غیر مترقبہ سمجھکر دل و جان سے عزیز کر لو اور نفس کی خواہش پر نظر نہ کرو بیان حرمت شراب وغیرہ مذکور فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے ایمان والو ف کہا گیا خطاب مومنون کو بسبب اُن کے مطیع ہونے کے ہے ورنہ ذمی و کافر سب پر حرام ہے اور بعض نے کہا کہ مخصوص مومن مخاطب ہین اور یہ مسئلہ فرع ہے اس اصل کی کہ کافرون کو ایمان و فروع مسائل دونون سے خطاب ہے یا فقط ایمان سے خطاب پھر بعد ایمان کے اُن پر فروع احکام لازم ہون گے اور فائدہ اس اختلاف کا ایسی صورت مین ظاہر ہوتا ہے کہ مثلاً رمضان مین کسی ایسے کافر نے پانی مانگا جو کچھ عذر نہین رکھتا چنانچہ مسلمان ہوتا تو اُس پر اس دن روزہ رکھنا فرض ہوتا پس بنا بر قول اول کے پانی دینا مکروہ ہوگا اگرچہ روا ہے کہ بطور فسق کے روزہ نہ رکھے اور بنا بر قول دوم کے نہین مکروہ ہے اور یہی قول علماء حنفیہ رح ہے چنانچہ یہان بھی مومنون کو خطاب کیا کہ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ خمر اور قمار اور بت اور قداح تو سب خبیث پلید شیطان کے کام ہین سو تم اس رجس سے پرہیز کرو ف پھر اُن مین سے ہر ایک کی تفصیل ضرور ہے۔ واضح ہو کہ مفسر سیوطی رح نے کہا کہ خمر وہ نشہ کی چیز ہے جو عقل کو مخمور کر دے اور صحیح یہ کہ بیہوش ہو جانا شرط نہین ہے و صحیح یہ کہ فقط انگور سے ہونے پر منحصر نہین ہے بلکہ چھوہارے و انگور و شہد و دیگر بکثرت اقسام کی شراب ہوتی ہے مترجم کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک خمر منصوص فقط انگور یا مع خرما یعنی چھوارہ ہے اور باقی بذریعہ نصوص حدیث کے

Marfat.com

حرام ہین جیکا نشہ ہو المیسر قمار جوا معروف ہی اور ظاہر یہ کہ فعل قمار حرام ہی خواہ داؤ پر مال ہو یا نہ ہو۔ بسند ضعیف از حضرت علیؓ آنکہ شطرنج بھی میسر مین سے ہے عن عطاء و مجاہد۔ اخروٹ سے بچون کا کھیلنا بھی میسر ہی۔ ظاہر امراد آنکہ یہ فعل بھی یہی ہی اگرچہ لڑکے بسبب صغر کے ماخوذ نہ ہون پس اُن کے بڑے منع نہ کرنے والے پکڑے جاوینگے۔ عن ابن عمرؓ میسر قمار ہے اور شطرنج بدتر از نرد شیر ہے اور نرد شیر کے بارہ مین صحیح مسلم وغیرہ مین مرفوع حدیث ہے کہ جو اسکو کھیلے گویا اُس نے سور کے خون و گوشت مین ہاتھ سنے۔ اور ایک روایت احمد مین ہی کہ پھر نماز کو کھڑا ہوا تو ایسا کہ جیسے کوئی کچ لوہو اور خون سے وضو کرکے نماز پڑہنے کھڑا ہوا۔ عن سعید بن المسیب زمانہ جاہلیت والون کا قمار یہ تھا کہ گوشت کو ایک بکری یا دو بکری کے بدلے فروخت کیا۔ قال المترجم اسمین دلالت ہی کہ گوشت مین بڑھتی نہین جایز ہے اور تحقیق فقہ کیواسطے ترجمہ عالمگیری و عین الہدایہ کی طرف متوجہ ہو۔ عن الزہری عن الاعرج رہ پھلون و مال پر قداح چیکنا۔ قال المترجم جیسے اس زمانہ مین گھڑی وغیرہ مال پر چھٹی ڈالنا حرام ہی۔ عن القاسم بن محمد جو چیز کہ یاد الٰہی سے اور نماز سے غافل کرے وہ میسر ہے اور حضرت علیؓ و ابن عمرؓ سے مذکور ہوا کہ شطرنج تو خود شیر سے بھی بدتر ہے اور مالک و ابو حنیفہ و احمدؒ نے شطرنج حرام ہونے پر تنصیص کردی ہی اور شافعیؒ نے مکروہ کہا ہی۔ قال المترجم شرح مسلم مین مولوی عبد العلی بحر العلوم و میزان شعرانی وغیرہ کتابون مین لکھدیا کہ امام شافعی جائز رکھتے ہین اور امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ صحیح قول شافعیؒ یہ ہی کہ وہ مکروہ تحریمی ہی اور یہی ہدایہ مین حنفیہ سے نقل کیا اور بعض سے نقل کیا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر بازی لگاکر شطرنج کھیلے تو بالاجماع حرام ہے۔ الانصاب۔ عن ابن عباس و مجاہد و عطاء، و سعید بن جبیر و حسن وغیرہم۔ یہ پتھر تھے جن کے پاس مشرکین اپنی قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے اور معنی اسکے دوسری روایات سے معلوم ہوئے کہ بتون مین تفصیل تھی۔ بعض کے پاس ذبح کرتے اور بعض کے حضور مین مذبوحہ پیش کرتے پس مراد آنکہ انصاب وہ بت ہین جنکے سامنے قربانی کرتے تھے اور آیت کریمہ مین مطلق بت کے تعلق سے ممانعت ہی پھر جس مخلوق کی تعظیم مین ذبح ہو وہ جانور مردار ہوگا چنانچہ فقہ مین مصرح ہی لہذا شیخ صدو کا بکرا اوسی کے مانند دیگر بھی حرام ممنوع ہین۔ الازلام۔ یہ بھی تیر کے مانند چھوٹی چھوٹی ڈنڈیان تھین جنسے فال لیا کرتے تھے اور اوپر اسکی تفسیر گذر چکی ہے رجس بالفتح و بالکسر ہر عمل قبیح اور رکس بمعنی پلیدی و بدبو اور رجز بمعنی عذاب و بت وغیرہ ایسا ہی ابن زید سے منقول ہی اور عمل شیطان سے یہ مراد کہ اسی کی زینت دینے و بھلا دکھانے سے یہ کام ہوتے ہین اور یہ مراد نہین کہ وہ خود اپنے ہاتھون کرتا ہی اور بعض نے کہا کہ پہلے اس نے خود کیے پھر آدمیون نے اسکی پیروی کی اور یہ اس تقدیر پر کہ شیطان بصورت حیوان مجسم ہوا۔ اور ضمیر فاجتنبوہ۔ یا تو رجس کی طرف راجع ہے یا بجانب ہر واحد از مذکور راجع ہے یعنی فاجتنبوا کل واحد مما ذکر یعنی ہر ایک امر پلید مذکورہ سے اجتناب کرو۔ اور قولہ لعلکم تفلحون۔ اے فلاح پاؤ ان محرمات کے چھوڑنے سے۔ اور کشاف مین کہا کہ خمر و میسر کی حرمت کو اس کلام پاک سے جسمین بچند وجوہ بلاغت تاکید ہے مؤکد فرمایا از آنجملہ یہ کہ انما سے مصدر کیا باوجودیکہ جملہ اسمیہ ہی اور از آنجملہ یہ کہ خمر و میسر کو بت پرستی سے مقارن کیا جیسے روایت ہی کہ شراب خوار جیسے بت پرست دونون برابر ہین از آنجملہ یہ کہ اسکو رجس فرمایا جیسے بتون کی نسبت فرمایا۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان۔ از انجملہ یہ کہ دونون کو شیطان کے عمل سے قرار دیا حالانکہ شیطان سے سوائے خالص شر کے کوئی نیک کام تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین ہو نہین سکتا ہی از انجملہ یہ کہ اُن کے ارتکاب سے اجتناب کرنیکا حکم دیا۔ از انجملہ یہ کہ اُن کے اجتناب سے فلاح پانے کو فرمایا پس جبکہ اجتناب سے فلاح ہوئی تو ارتکاب سے ضرور خواری و بربادی ہوگی۔ از انجملہ یہ کہ جو وبال ان دونون سے پیدا ہوتا ہے وہ آئندہ ذکر فرمایا یعنی شراب خوار دن و جوارلیون کے درمیان آپس مین ایک دوسرے سے حسد و بغض پیدا ہوتا ہی اور نیز جو نتیجہ ان دونون چیزون کا اعمال آخرت مین ہی وہ بھی ذکر فرمایا یعنی ذکر الٰہی سے باز رہنا اور نماز کے اوقات کی نگہداشت نہ کرنا انتہی مافی الکشاف۔ اور اہل علم نے بیان فرمایا ہے کہ شراب کا حرام کیا جانا بتدریج ہوا ہے کیونکہ لوگون کو شراب پینے کی عادت تھی پس کمال حکمت سے اسکو رفتہ رفتہ حرام فرمایا۔ پس پہلی آیت جو اس بارہ مین اتری وہ قولہ یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس ہی پس اسی پر بعض نے پینا چھوڑ دیا اور

Marfat.com

بعض نے نہین چھوڑا پھر نازل ہوا۔ قولہ۔ لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون الآیۃ۔ پس بعض نے چھوڑا اور کچھ باقی رہے جنھون نے نماز کے اوقات کے سوائے وقتون مین پینا باقی رکھا یہانتک کہ یہ آیت اُتری۔ انما الخمر والمیسر والانصاب الآیۃ پس بالکل حرام ہوگئی اور اس کی حرمت مین جو تشدید و تاکید ہے وہ اہل بلاغت خوب سمجھتے ہین اور چند وجوہ اوپر مذکور ہوئین اور احادیث صحیحہ مین اُس کے پینے والے بلکہ لانے والے و بیچنے والے و اعانت کرنیوالے پر حتی کہ دس پر زجر و وعید شدید آئی ہے جنکا ذکر عین الہدایہ مین ہے۔ بالجملہ اسکے کبیرہ گناہ ہے اور مسلمانون کے سب فرقے اسپر اجماع و اتفاق رکھتے ہین کہ یہ حرام ہے تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ عمر بن الخطاب رض نے کہا کہ اے پروردگار ہمارے واسطے خمر کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے پس سورۂ بقر کی آیت یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر الخ نازل ہوئی تو عمر رض کو بلاکر انکو سنائی گئی عمر رض نے پھر دعا کی کہ اے پروردگار ہمارے واسطے خمر کے بارہ مین بیان شافی بھیجدے پھر سورۂ نسا کی آیت لاتقربوا الصلوۃ وانتم سکاری نازل ہوئی پس آنحضرت صلعم کا منادی بروقت حی علی الصلوۃ کے پکارتا کہ جو شخص شراب سے نشہ مین ہو وہ نماز کے پاس نہ آئے پھر عمر رض کو بلاکر اُن کو سنائی گئی تو عمر رض نے دعا مانگی کہ اے پروردگار شراب کے بارے مین بیان شافی بھیجدے پس سورۂ مائدہ کی آیت انما الخمر والمیسر الخ نازل ہوئی پس عمر رض کو بلاکر اُن کو سنائی گئی تو جب قولہ تعالی فہل انتم منتہون تک پہونچے تو عمر رض نے کہا کہ اے پروردگار ہم باز رہے ہم باز رہے۔ رواہ احمد و ابوداؤد و النسائی و الترمذی و صححہ ہو و علی بن المدینی۔ اور واضح رہے کہ جمہور علماء کے نزدیک خمر کا لفظ شراب انگور سے مخصوص نہین ہے بلکہ ہر شراب کو جو مسکر ہو شامل ہے اور صحیحین مین عمر رض بن الخطاب رض سے ثابت ہوا کہ اُنھون نے منبر پر خطبہ مین فرمایا کہ اے لوگو خمر کا حرام ہونا نازل ہوا اور خمر پانچ چیزون سے تھی۔ ایک انگور سے دوم چھوہارے سے سوم شہد سے۔ چہارم گیہون سے اور پنجم جو سے اور خمر وہ ہے جو مخامر عقل ہو قال المترجم آخر کا جملہ اس امر کا بیان ہے کہ خمر انھین پانچ چیزون سے مخصوص نہین بلکہ جو چیز پینے کی ایسی ہو کہ عقل کی مخامرت کرے وہ خمر و حرام ہے اور یہ فقہاء کے نزدیک بالاتفاق ہے اور خلاف ابوحنیفہ رح بمعنی قطعی و ظنی ہے پس روا نہین ہے کہ کوئی شخص شراب کے دو ایک قطرے پیئے اور گمان کرے کہ اسقدر سے مخامرت نہ ہوگی اور حاصل آنکہ جو چیز ایسی ہو کہ اسکے کسی مقدار بھر پینے سے نشہ ہوتا ہو تو وہ تھوڑی بھی حرام ہے اور کلیہ اسمین وہ حدیث ہے کہ ہر مسکر حرام ہے۔ پھر واضح ہو کہ مسکر کے مانند مخدر بھی حرام ہے یعنی جسکے استعمال سے بسبب تخدیر کے حواس مین اختلال ہو جاتا ہے جیسے افیون و بنگ وغیرہ کیونکہ سنن ابوداؤد مین حضرت ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہر مسکر و ہر مخدر سے نہی فرمائی ہے اور اسناد اس حدیث کی حسن حجت ہے اور نہی سے مراد تحریم ہے بقرینہ عطف مسکر کے اور عین الہدایہ للمترجم وغیرہ مین لبن الخشخاش یعنی افیون کے مکروہ تحریمی ہونے کا فتوی منصوص مذکور ہے جس شخص کو عادت ہو اگر عزم کیا کہ چھوڑ دے و توبہ کرے تو کمی کرتے کرتے کہ چھوٹ جاوے عفو ہے اور ایک بارگی چھوڑنا واجب نہین ہے۔ یہی ابن حجر رح نے فتوی دیا۔ کما فی الشامی اور تحریم خمر و اس کی وعید و مذمت مین بہت کثرت سے احادیث ہین جنمین سے ایک بھاری ٹکڑا شیخ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے تفسیر مین وارد کیا ہے اور چونکہ یہ احادیث صحیحہ توضیح اسی آیہ کریمہ کی ہین پس اسقدر تنبیہ کافی ہے تاکہ آیت مین غور کرین کہ اللہ تعالی نے اہل ایمان پر نہایت تاکید سے اس کو حرام کیا بقولہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ۔ پھر اس سے اجتناب کرنے پر وعدۂ ثواب فرمایا بقولہ لعلکم تفلحون تاکہ تم فلاح پاؤ ف حرف لعل جہان او تعالی عزوجل کی طرف سے آیا ہے وہ قطعی ہے یعنی جو بندے اس سے اجتناب کرینگے درحالیکہ مومن ہین تو وہ ضرور فلاح پاوینگے پھر ان کے مقاصد دنیاوی و اُخروی کی طرف اشارہ کیا بقولہ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر۔ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ خمر و میسر مین تمھارے درمیان عداوت و کینہ ڈالے ف یعنی جب تم شراب پیوگے اور جوا کھیلوگے تو شیطان تم مین عداوت و بغض ڈالیگا کیونکہ ان دونون سے طرح طرح کے فتنہ و شر پیدا ہوتے ہین پس ان دونون کے مرتکب ہونے سے شیطان کی دو مراد مین حاصل ہین ایک یہ کہ تم مین عداوت و بغض ڈلوا دے اور دوم کو دیگر امر پر عطف کرکے بیان فرمایا۔ ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ۔ اور یہ کہ باز رکھے تم کو اللہ تعالی کی یاد سے اور نماز سے ف جبکہ تم شراب خوار ی

Marfat.com

وجوہ سے مین مشغول ہو۔ اور خاص کرکے یاد آلہی و نماز کو ذکر کیا حالانکہ دیگر افعال مثل روزہ و حج و زکوۃ و عدل وغیرہ سے بھی باز رہنا ہوگا تو یہ خصوصیت بسبب اسکے کہ جملہ افعال خیر مین سے یہ دونون سب مین سے بڑے اور دائمی ہین پھر تاکید فرمائی بقولہ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ پس بھلا تم باز رہنے والے ہو ف اور یہ استفہام لفظا مین ہی اور مراد یہ کہ۔ پھر تم باز رہو ان دونون کے کرنے سے اور اوپر حدیث عمر رضی اللہ عنہ مین گذرا کہ حضرت عمر رض نے جواب دیا کہ اے پروردگار ہم باز رہے ہم باز رہے اور حضرت انس رض سے حدیث طویل مین یہ مضمون روایت ہی کہ ابو طلحہ رض کے گھر مین لوگ شراب کی دعوت مین تھے اور مین ہی سب کو پلاتا پھرتا تھا کہ ناگاہ رسول اللہ صلعم کے منادی سے سنا کہ لوگو خبردار رہو جاؤ کہ شراب حرام ہوگئی پس قسم ہے اللہ تعالیٰ عزوجل کی کہ پھر کسی نے شراب کو منہ نہ لگایا اور ابو طلحہ رض نے حکم دیا کہ اے انس تو سب شراب کو گلی مین بہادے۔ اور نیز مروی ہے کہ مدینہ کے جنگل و گلی کوچہ مین شراب بہتی تھی۔ پھر واضح ہو کہ اکثر احادیث مین آیا ہی کہ آنحضرت صلعم نے شراب کو فروخت کرنے سے منع فرمایا اور اسکی قیمت معاوضہ کو حرام کیا اور ابن عباس رض نے بھی یہی فتوی دیا کہ شراب کو بیچکر اسکے دام کھانا حرام ہین اور بخاری وغیرہ مین حدیث سے ثابت ہی کہ شراب کو اپنے عمل سے سرکہ کرنا بھی منع ہی اور اگر خود سرکہ ہو جائے تو روا ہے لیکن فقہ کی بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہی کہ سرکہ کرڈالنا جائز ہے اور تمام بحث عین الہدایہ للمترجم مین ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے اجتناب کو اطاعت فرما کر تاکید کی بقولہ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا۔ اور اللہ تعالیٰ و رسول کی طاعت کرو اور پرہیز رکھو ف نافرمانی و جملہ معاصی کے ارتکاب سے۔ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ پھر اگر تم نے منہ موڑا ف طاعت سے تو فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ جان رکھو کہ ہمارے رسول پر یہی لازم ہے کہ تم کو کھلا بیان پہونچا دے ف اور تم کو بدلا دینا ہمارے اختیار مین ہی یعنی نہ مانوگے تو سزا پاؤگے جیسے مانوگے تو ثواب جمیل ملیگا اور دنیا چند روزہ ہی اور آخرت باقی و دائم ہے۔ فی العرائس حبب اللہ تعالیٰ نے بندون کو اپنے لطف و انعام سے بقولہ وکلوا مما رزقکم اللہ حلالا طیبا۔ سرفراز و ممنون فرمایا تب پھر اپنی اطاعت و رسول علیہ السلام کی طاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا تاکہ اُن کو آداب درگاہ و علامات عبودیت و خدمت کے تعلیم سے آراستہ فرماوے اور ایک دم کی مخالفت سے بھی تحذیر فرمائی بقولہ واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واحذروا۔ پس اللہ تعالیٰ کی طاعت تو اسکے ہیبت کی دیدار سے ہے اور رسول علیہ السلام کی طاعت اسکی حلاوت محبت سے ہے اور حذر اس طرح کہ قدم کے جو اوصاف ہین اُن کے ساتھ کسی حدوث معدوم کا لگاؤ نہ رکھے اور ارواح کو منازل اجلال مین محبوس کرے اور حاصل آنکہ معاملات مین مستقیم رہو اور ان معاملات پر نظر رکھنے اور ان کے عوض و ثواب پر نظر رکھنے سے بچو تاکہ اس نظر کی وجہ سے انعام دینے والے کے مشاہدہ سے محجوب نہ ہو۔ قال المترجم بہت سے اکابر نے تصریح کردی ہی کہ عمل نیک کے ثواب وغیرہ کسی چیز پر جب تک نظر ہے تب تک عبادت مین خلوص نہ ہوگا لیکن معنی یہ ہین کہ اپنی طاعت کو دیکھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ادا کرنا بالکل محال ہے اور اگر ثواب کی نیت رکھے تو یہ جائز ہے کہ ثواب جنت یا نجات جہنم مقصود ہو لیکن اعلیٰ یہ ہی کہ رضائے حق عزوجل مراد ہو اور نیز حذر کرو اس امر سے کہ طاعت الٰہی یا طاعت رسول مین کوئی ریا پوشیدہ ہے یعنی طاعت خدا و رسول مین ظاہری ریاکاری تو خود ہر شخص کو معلوم ہی اور ایک قسم کی پیچیدہ و خفیہ ریاکاری ہوتی ہی وہ بھی نہ آنے پائے اور طاعت رسول مین کسی قسم کا خفیہ شک بھی نہ رہے اور اس امر سے حذر کرو کہ طاعت بجالانے مین تمہارے نفوس کو کراہت ہو بلکہ عین محبت و اخلاص سے طاعت ادا کرو تاکہ انانیت کے دعوی سے خارج ہو کر سوزش عشق کے مرتبہ پر پہونچو کیونکہ جو شخص اخلاص و محبت سے اللہ تعالیٰ کی بندگی ادا کرتا ہے وہ ربوبیت کے وصف سے متصف ہو جاتا ہے لیکن یہ مقام خطرہ کا ہے چنانچہ اخبار مین آیا ہے کہ المخلصون علی خطر عظیم۔ جو اخلاص والے ہین وہ بڑے خطرہ مین پڑے رہتے ہین اور نیز یہ وجہ ہی کہ وہان قدم مین حدوث کا فنا پایا جاتا ہے اور فنا ہونیوالا جو درحقیقت حادث ہی وہ اس گمان علط مین پڑ جاتا ہے کہ مرا ازلی کا شیر سو رہا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون! اور واسطی رح نے اس آیت مین کہا کہ حذر رکھنا بندے سے کسی حال مین زائل نہین ہوتا اگرچہ وہ صفات کے تحت مین مدرج ہو جائے آداب اسی مین ہے

Marfat.com

کہ موافقات پر قائم رہے اور جہان تک جب کبھی سر باطنی کو علم مزید حاصل ہو تو اسی قدر خوف الٰہی بڑھتا جاوے قال المترجم عظمت و جلال الٰہی غیر متناہی ہے ولیکن پردۂ پندار سے خواب غفلت ہے جیسے علم کی انتہا نہین ہے پس جسقدر علم مین کمال ہوتا جاوے اُسیقدر اسکو اپنی لاعلمی کا یقین بڑھتا جائیگا اور یہی علامت علم ہے ایسے ہی جسقدر علوم ظاہری سے ترقی بجانب علوم باطنی ہوتی جائے گی اُسیقدر عظمت کا انکشاف ہوگا اور خوف بڑھیگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بندگان کرام کی شان مین فرمایا وہم من خشیتہ ربہم مشفقون یعنی وہ لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے تھرتھراتے رہتے ہین اور حدیث مین ہے کہ انا اخشاکم للہ یعنی تم مین سب سے زیادہ خوف الٰہی عزوجل مجھ پر طاری ہے کما فی الصحیح۔ فافہم۔ اور نیز عذر کرنے کے یہ معنی کہ اپنی فرمانبرداری کو ملاحظہ کرنے سے عذر کرو کیونکہ ایسا کرو گے تو درجۂ کمال سے گر جاؤ گے۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا

جو لوگ ایمان لائے اور کام نیک کئے اُن پر نہین گناہ جو کچھ پہلے کھا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور عمل

الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ع ۱۲

نیک کئے پھر ڈرے اور یقین کیا پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ چاہتا ہے نیکی والون کو

شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب شراب حرام ہوئی تو لوگون نے کہا کہ یا رسول اللہ اُن لوگون کا کیا حال ہوگا جنھون نے اُن کو حرام ہونے سے پہلے پیا ہے تب نازل ہوا قولہ لیس علی الذین آمنوا الآیۃ۔ رواہ ابوداؤد الطیالسی والترمذی قال حسن صحیح۔ اور بیہقی کی روایت ابن عباس مین ہے کہ منافقین نے یہ اعتراض کیا تھا اور ابوبکر البزار کی روایت جابر رض مین ہے کہ یہود نے ایسا کہا تھا واسناد اسکی صحیح ہے لیکن غریب ہے اور روایت احمد از ابن عباس رض مین ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے اُن ساتھیون کا کیا حال ہوگا جو مر گئے حالانکہ اسکو پیتے تھے اور بخاری رح نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جنگ اُحد کے روز صبح کو صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کچھ لوگون نے شراب پی تھی حالانکہ بعد اسکے اُسی روز سب کے سب شہید ہوئے اور یہ واقعہ قبل تحریم الخمر کے تھا۔ وقد رواہ ابوبکر البزار ایضاً مترجم کہتا ہے کہ توفیق ان روایات مین یہ ہے کہ یہود نے اور یہودی منافقون نے مومنون پر یہ اعتراض کیا اور بعض مومنین نے رسول اللہ صلعم سے بھی دریافت کیا تب نازل ہوا۔ قولہ لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا۔ کچھ بھی گناہ نہین ان بندون پر جو ایمان لائے و نیک کام کئے ایسی چیزین جو اُنھون نے کھائی ہون ف پس اسمین لیس حرف سلب و بالکلیہ نفی کو مقدم کرکے تنبیہ کی کہ گناہ نہ ہونا پہلے ہی مستقر رکھو اور اسکے تحت مین جناح نکرہ داخل کیا جس سے عموماً بالکل ہر گناہ کے نفی ہوگئی یعنی اس کے متعلق بالکل کوئی گناہ نہین ہے اور طعم کا استعمال کھانے مین ہے اور پینے کی چیز مین بھی آتا ہے جیسے فرمایا۔ ومن لم یطعمہ فانہ منی۔ یعنی جو کوئی اس نہر کا پانی نہ پیے گا وہ میرے گروہ سے ہے پھر ظاہر یہ ہے کہ سبب نزول سوال خمر کا تھا لیکن جواب عام ہے چنانچہ مفسر سیوطی رح نے کہا۔ اے فیما اکلوا من الخمر والمیسر قبل التحریم یعنی حرام ہونے سے پہلے جو کچھ اُنھون نے شراب پی یا مال قمار کھایا اسکا اُن پر کچھ گناہ نہین۔ اور یہ ظاہر ہے کیونکہ گناہ و ثواب کا مدار عقل پر نہین ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے یا نہ چلنے سے ہے پس جسکو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اسکو نہ کرے تو ثواب ہے خواہ بروقت داعی موجود ہونے کے باز رہنے سے ثواب ہے یا عزم مصمم پر ثواب ہے جیسا کہ اصول فقہ مین اسکی بحث مذکور ہے اور جو حکم کو نہ مانے وہ کافر ہے اور جو اعتقاد رکھے لیکن حد سے تجاوز کر گیا بسبب نفس و شیطان کے غلبہ کے وہ فاسق ہے پس جبتک اسکو اللہ تعالیٰ نے حرام نہین کیا تب تک جس نے اس کو کھایا اسپر گناہ نہین۔ إِذَا مَا اتَّقَوا جبکہ اُنھون نے تقویٰ کیا۔ ف ان چیزون سے جو حرام کی گئین اور بعض نے کہا کہ تقویٰ کیا شرک و کفر سے اور بعض نے کہا کہ تقویٰ کیا باین طور کہ حکم الٰہی کو قبول کیا اور سچ مانا۔ بالجملہ یہ طرف کچھ تخصیص حکم کے لئے نہین ہے تاکہ اس سے استدلال کیا جائے کہ مباحات شرعی مانند مرداروغیرہ کے بعد وقت مخمصہ کے اسی شرط پر حلال ہوتے ہین کہ

Marfat.com

جب طاعت مین ہو ورنہ نہین بلکہ یہ ظرف فقط بیان ایمان و تقوی ہی۔ وَاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور ایمان لائے و نیک کام کئے ف یعنی جو اعمال اللہ تعالی نے نیک فرمائے ہین اُن کو جس طرح ادا کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو بجا لائے فرض کو اور واجب کو بطور وجوب کے ضرور بجا لائے اور مستحب و نفل کو بطور تطوع کے بجا لائے اور بعض نے کہا کہ شرک سے تقوی کیا اور ایمان لائے۔ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا پھر تقوی کیا اور ایمان لائے ف یعنی پھر ثابت رہے تقوی ایمان پر ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا یعنی پھر تقوی رکھا اور نیک عمل کئے ف اور بعض نے کہا کہ پہلا تقوی تو بندہ اور اُسکے نفس کے درمیان ہی اور دوسرا تقوی اُسکے لوگون کے درمیان ہی اور تیسرا تقوی اسکے اور اللہ تعالی کے درمیان ہی۔ اور بعض نے کہا کہ اول تقوی از حرام ہی اور دوم از شبہات ہی اور سوم از بعض مباحات ہی تاکہ طبیعت و قلب پر میل کچیل نہ آوے اور بعض نے کہا کہ اول تقوی تو اسلام مع تصدیق کیساتھ جہانتک ممکن ہو اور دوم تقوی مع ایمان و تصدیق کامل ہی جو اسلام کے اعمال صالحہ سے بسبب صفائی قلب کے ظاہر روشن ہو جاتی ہے اور تیسرا تقوی مرتبہ احسان کیساتھ ہے اور یہی مرتبہ کمال ہی لہذا فرمایا۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ اور اللہ تعالی محسنین کو محبوب رکھتا ہے ف مفسر رح نے کہا کہ مراد آنکہ نیک کام کرنیوالون کو یعنی شرع مین جو نیک کام جس طور پر مشروع ہین اُنکے بجا لانیوالون کو اللہ تعالی ثواب جمیل عطا فرماتا ہے اور محبت کے یہی معنی ہین اور حق یہ ہی کہ محبت کی حقیقت سے اللہ تعالی دانا تر ہے لیکن یہ یقین ہی کہ جنکو اللہ تعالی محبوب فرماتا ہے انکو ثواب جمیل ضرور ملتا ہے عبداللہ بن مسعود رض سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ سے کہا گیا کہ اے ابن مسعود تو انھین محسنین مین سے ہی۔ رواہ مسلم والنسائی والترمذی ف فی العرائس قولہ تعالی لیس علی الذین آمنوا الآیۃ۔ جب تک اللہ تعالی کسی چیز پر جو بندون کیلئے محل امتحان ہے لطف سے تجلی فرماتا ہے تو وہ بندون کیواسطے مباح ہوتی ہے اور وہ اُسکے تناول سے اور استعمال مین لانے سے ماخوذ نہین ہوتے ہین جب تک اسمین یہ حالت نظر آتی رہی پھر جب اسپر سے نور تجلی لطف اُٹھا لیا گیا تو وہ اُن پر حرام ہو گئی اور سمجھدار کیلئے یہ لطیف اشارہ ہی اب مین اشارات کی طرف رجوع کرتا ہون جس سے سردست مجکو تشغل ہے سو واضح ہو کہ عارف عاشق جبتک کہ اللہ عزوجل کی طرف چلا جاتا ہے اس صفت کیساتھ کہ وہ ماسوائے اللہ تعالی کے سب سے تجرید و ترک و تفرید کئے ہوئے ہے اور مراقبہ و اجلال ہے اسکی نظر فقط اللہ تعالی کی درگاہ پر ہے تب تک وہ اپنی حیات و زندگانی مین چاہے مباحات و رخصت کو استعمال کرے اور چاہے رفاہیت و عمدہ آسودگی سے بسر کرے بشرطیکہ علم الٰہی و شرع پاک کے موافق ہو اس کو یہ اوقات و رفاہیت و فراخی سے بسر کرنے کی کچھ مضرت نہین پہونچاتے ہین کیونکہ اصل نظر اسکی ان چیزون پر کچھ بھی نہین ہی۔ شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب اس نے حلال کھانا پینا تلاش کیا جس طرح شرع مین حکم ہے اور اسمین سے بھی کفایت سے زائد نہ لیا تو جسقدر اُس نے برداشت کیا وہ عین نور اور بالکل ثواب ہی قال المترجم۔ آیت مین استیناس ہی کہ اعمال فروعیہ کی بنیاد تقوی پر ہے لہذا اگر ایک مجتہد عالم کے شرعی اجتہاد مین کوئی چیز مباح ہے تو وہ اسی پر عمل کرے اور دوسرے مجتہد کے شرعی اجتہاد مین وہی چیز مکروہ ہے تو وہ ہرگز مباح نہ کرلے اور اسی تکلیف پر عمل کرنے سے ہر ایک کو ثواب ملے گا۔ فافہم۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ

اسا ایمان والون البتہ تمکو آزماوے گا اللہ کچھ ایک شکار کے حکم سے جس پر پہونچین تمھارے ہاتھ اور نیزے کہ معلوم کرے اللہ کون اُس سے ڈرتا ہے

بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ

بن دیکھے۔ پھر جس نے زیادتی کی اسکے بعد تو اس کو دُکھ کی مار ہے۔ اے ایمان والون نہ مارو شکار جسوقت ہو تم احرام مین اور جو

قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ

کوئی تم مین سو جان کر تو بدلا ہے اُس مار کے برابر مواشی مین سے وہ ٹھہرا دین دو معتبر تمھارے کہ نیاز پہونچاوے کعبہ تک یا

Marfat.com

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ

گناہ کا اُتارنا ہے کئی محتاج کا کھانا یا اُس کے برابر روزے کہ چکھے سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی

عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

پھر کریگا اُس سے بیر لیگا اللہ اور اللہ زبردست ہے بیر لینے والا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اسمین اختلاف ہے کہ خطاب کئی لوگون کو ہے تو امام مالکؒ سے مروی ہے کہ ایسے لوگون کو خطاب ہے جو احرام نہین باندھے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احرام باندھے ہوئے لوگون کو خطاب ہے ولیکن اس تخصیص کیواسطے کوئی وجہ ظاہر نہین بلکہ اظہر یہ ہے کہ مطلقاً مومنون کو خطاب فرمایا کہ اے ایمان والو لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ اسمین لام قسم ہے اے واللہ لیجزینکم اللہ۔ واللہ تمکو امتحان فرمادیگا اللہ تعالیٰ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ کچھ شکار سے ف اسمین بعض نے کہا کہ من بیانیہ ہے اے بشیٔ حقیر من الصید یعنی ایک حقیر چیز سے امتحان کریگا وہ صید ہے اور تنوین شیٔ کے تحقیر کیواسطے ہے اور صید مصدر بمعنی مفعول ہے یعنی ایسی چیز سے جو شکار کی جاتی ہے اور بعض نے کہا کہ من تبعیضیہ ہے یعنی بعض صید ہے اور وہ خشکی کے جانور لائق شکار ہین نہ دریائی جانور اور یہی شیخ ابن جریر وغیرہ کا قول ہے اور ظاہر کلام مفسرؒ اول وجہ پر دلالت کرتا ہے کیونکہ کہا اے بشیٔ یرسلہ لکم من الصید یعنی صید تم پر بھیجکر تم کو امتحان فرمادیگا۔ اگر کہا جاوے کہ لیبلونکم اللہ بالصید کیون نہین فرمایا تو جواب آنکہ امتحان بالشیٔ خود نہایت توجہ کے لائق ہے پھر من الصید سے بیان نہایت مؤثر ہوگا جیسا کہ علم بلاغت مین ثابت ہوا اور دیگر آنکہ بشیٔ سے اظہار ہوا کہ یہ امتحان کچھ بڑے امتحانون مین سے نہین ہے۔ پھر واضح ہو کہ اہل عرب کو شکار کی بہت عادت تھی بلکہ بعض جرگون کا گذران اسی پر تھا پس اُنکو امتحان کیا اس طور پر کہ احرام کی حالت مین ان پر شکار کرنا حرام کرکے ایک جھنڈ شکاری جانورون کا اُن کے مکانون و خیمون مین ڈالدیا کہ وہ جانور خود بخود چلے آتے تھے لیکن الحمد للہ کہ مومنین صحابہؓ ثابت و مستقیم رہے اور یہ ویسا ہی امتحان تھا جو شہر ایلہ کے بنی اسرائیل پر زمانہ داود علیہ السلام مین مچھلیون کے شکار کے حق مین ڈالا تھا چنانچہ وہ قصہ مجملاً مذکور ہوا اور مفصل انشاء اللہ تعالیٰ آویگا پھر اسی شیٔ کی جو صید ہے یہ صفت بیان کی کہ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ اُن کو پاوین گے تمھارے ہاتھ ف یعنی اس صید مین سے چھوٹے بچہ و ضعیف کو تمھارے ہاتھ پا جاوین گے چاہو ہاتھ سے پکڑ لو وَرِمَاحُكُمْ اور تمھارے نیزے ف یعنی بڑے صید و توانا کو تمھارے نیزے پاوینگے جسکو چاہو نیزہ سے مار لو۔ اور واضح رہے کہ نیزے کی خصوصیت مقصود نہین بلکہ اکثر ہاتھون ہی سے شکار پکڑ لیتے یا عرب والے اکثر وحشی رمندہ کو نیزے سے مارتے تھے اس معنی کر ہاتھ و نیزے کو ذکر فرمایا اور مقاتلؒ سے مروی ہے کہ عمرہ حدیبیہ مین ہجرت کے چھٹے سال یہ آیت اُتری تھی اور حالت یہ ہوئی کہ وحشی چرند و پرند مومنون کے ڈیرون خیمون مین چھائے پڑتے تھے چنانچہ سابق زمانہ مین کبھی ایسی کیفیت نہین دیکھی گئی تھی پس اللہ تعالیٰ نے حالت احرام مین اُن کے شکار کرنے سے منع فرمایا اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ اُن کو امتحان کریگا صیود بھیجکر جو اُن کے ڈیرون مین چھاوین گے اس طرح کہ وہ لوگ اُن کو ہاتھون سے پکڑنے و نیزون سے مار لینے پر یعنی آسانی سے شکار کر لینے پر قادر ہونگے لیکن احرام مین انکو شکار سے ممانعت کی جاے گی لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ جانے کہ کون اسکی غیبت کے باوجود ڈرتا ہے ف یعنی یہ امتحان اسواسطے ہوگا تاکہ او تعالیٰ جو ظاہر و پوشیدہ سب جانتا ہے وہ بطور علم ظہور کے جان لیوے کہ کون بندہ اس سے خوف رکھتا ہے درحالیکہ وہ غائب ہے یعنی او تعالیٰ جل جلالہ کو نہین دیکھا ہے پس خوف کرکے شکار مارنے سے اجتناب کرے اور مراد علم ظہور سے یہ کہ مخلوق پر ظاہر ہو جاوے اور بیضاوی نے کہا کہ او تعالیٰ نے جاننا ذکر کیا حالانکہ مراد یہ کہ جو معلوم ہے وہ واقع و ظاہر ہو یا اس سے علم قدیم متعلق ہونا مراد ہے اور مترجم کہتا ہے کہ دوسرے پارہ مین بحث مفصل گذر چکی ہے اب دوہرانا تطویل ہے پھر ایمان کا مدار اسی غیب پر ہے اسیواسطے مرتے دم جبکہ ہر کافر و بے ایمان کے سامنے عذاب و ہر وہ چیز جسمین شک یا انکار رکھتا تھا کھلجاتی ہے تو اسوقت کا ایمان قبول نہین ہوتا ہے فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ پھر جس نے حد سے تجاوز کیا بعد اسکے ف یعنی شکار سے ممانعت کرنیکے بعد حکم سے تجاوز کیا اور شکار کیا تو فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اسکو دکھ دینے والی مار ہوگی ف خواہ دنیا مین یا آخرت

Marfat.com

مین یاد دونون جگہ جس طرح اوتعالیٰ چاہے۔ پھر اسکے بعد علی العموم حالت احرام مین شکار مارنے سے منع فرمایا بقولہ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اے ایمان والو تم شکار نہ مارو درحالیکہ تم حرم ہو۔ حرم جمع حرام بمعنی محرم ہے اے حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہونیکی حالت مین مت شکار مارو۔ اور صید ہر جانور وحشی ہو اگرچہ کھایا نہ جائے جیسے شیر ہے اور ایک جماعت علماء نے خاص اسی کو صید کہا جو کھایا جائے۔ اوّل مختار حنفیہ ہی دوم مختار شافعیہ بدلیل حدیث جابرؓ کہ ایک نے جابرؓ سے پوچھا کہ کیا ضبع بھی صید ہی فرمایا کہ ہان۔ تو کہا مین اسکو کھاؤن۔ فرمایا کہ ہان۔ تو کہا آپنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرمایا کہ ہان (ابوداؤد والترمذی وغیرہ) پس عرب اسی جانور کو صید کہتے جو کھایا جاوے پھر صید عام ہے خشکی کے جانور ہون یا تری کے لیکن آگے کی آیت مین تصریح موجود ہی لہذا صید سے مراد فقط خشکی کے شکار ہین اور خشکی والے صید عام رہے چنانچہ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ براہ معنی کے یہ لفظ عام شامل ہی ان جانوران شکار کو جو کھائے جاتے ہین اور جو نہین کھائے جاتے ہین اور جو ماکول اور غیر ماکول سے پیدا ہوتے ہین لیکن شافعیؒ کے نزدیک جو خشکی کے جانور نہین کھائے جاتے ہین انکو قتل کرنا احرام باندھے ہوئے آدمی کو روا ہے کیونکہ صید نہین ہین اور جمہور علماء نے کہا کہ نہین بلکہ ان کو قتل کرنا بھی حرام ہی اور اسمین سے کچھ بھی مستثنیٰ نہین سوائے پانچ جانورون کے جو صحیحین کی حدیث ام المومنین عائشہؓ مین مذکور ہین کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ پانچ جانور فاسق ہین ان کو حل و حرم مین قتل کرنا روا ہی وہ غراب اور چیل اور بچھو اور چوہا اور کلب عقور ہی اور ابن عمرؓ رضی اللہ عنہما کی روایت مین مصرح ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پانچ جانور ہین جن کے قتل کرنے مین احرام باندھے ہوئے آدمی پر کچھ گناہ نہین اور وہ غراب و چیل و بچھو و چوہا و کلب عقور ہی۔ روا البخاری و مسلم ایضاً ایوب رحمہ اللہ نے کہا کہ مین نے نافع رحمہ اللہ سے کہا کہ پھر سانپ کا کیا حکم ہے تو فرمایا کہ اسکے قتل کئے جانے مین کچھ شک نہین ہی اور اسمین اختلاف نہین اور مترجم کہتا ہی کہ نسائیؒ کی روایت حضرت عائشہؓ مین یون ہی کہ پانچ جانور ہین جنکو محرم قتل کرے سانپ و چوہا و چیل و غراب ابقع اور کلب عقور۔ اسی روایت سے بعض نے استدلال کیا کہ غراب یعنی کوے سے مراد وہ کوا ہی جو ابقع ہو یعنی اُس کے پیٹھ و پیٹ پر سپیدی ہوتی ہی اور کالا کوا سپید کوا مراد نہین ہی ولیکن جمہور نے کہا کہ سب مراد ہین کیونکہ روایت صحیحین مین لفظ عام ہی اسمین غراب ابقع بھی داخل ہی پس اس سے تخصیص نہین ہوسکتی ہی۔ پھر کلب عقور کے معنی کٹہا کتا۔ اور مانند امام مالکؒ و احمدؒ کے بعض علماء نے کلب عقور مین بھیڑیا و سیاہ گوش و چیتا و شیر و درندے شامل کئے ہین کیونکہ کلب عقور سے انکا ضرر زائد ہوتا ہی۔ اور زید بن اسلم و سفیان بن عیینہ نے کہا کہ کلب عقور کا لفظ ان سب درندون کو شامل ہی جو حملہ آور ہوتے ہین اور ان لوگون نے اس حدیث عتبہ سے استیناس کیا کہ آنحضرت صلعم نے عتبہ بن ابی لہب کے حق مین بددعا کی تھی کہ اے پروردگار اسپر اپنے کلاب مین سے ایک کلب کو مسلط کردے پھر اس کا انجام یہ ہوا کہ مقام زرقا مین اسکو بھیڑیئے نے پھاڑ ڈالا۔ اور ان لوگون نے کہا کہ اگر سوائے انکے لومڑی و سیاہی وغیرہ کو مارا تو اسکا فدیہ دینا پڑیگا پھر ان پانچون کے ساتھ ان کے بچے بھی لاحق کئے گئے ہین اور شافعی رحمۃ اللہ غیر ماکول کا قتل روا رکھتے ہین تو انکے نزدیک چھوٹے و بڑے مین کچھ فرق نہین ہی اور فقط نہ کھایا جانا انکے نزدیک علت جامعہ ہی۔ اور امام ابوحنیفہ رحؒ نے کہا کہ محرم کو روا ہے کہ کلب عقور کو قتل کر ڈالے اور بھیڑیئے کو بھی قتل کرسکتا ہی کیونکہ وہ بھی کلب بری ہی اور اگر ان دونون کے سوائے کسی درندے کو قتل کیا تو اس کا فدیہ دیوے لیکن اگر کسی درندے نے اسپر حملہ کیا اور اُس نے قتل کر ڈالا تو اسپر کچھ فدیہ نہین ہی اور یہی قول اوزاعی و حسن بن صالح کا ہی۔ اور شیخ زفر رحمۃ اللہ نے کہا کہ کلب عقور کے سوائے باقی درندون کے قتل کی اجازت درصورت حملہ آور ہونے کے ہے ولیکن اسکا فدیہ دینا پڑیگا۔ پھر واضح ہو کہ اس ممانعت مین مرد و عورتین سب شامل ہین کیونکہ محرم دونون پر بولا جاتا ہی چنانچہ رجل حرام اور امرأۃ حرام۔ پس عورت پر بھی اسکی پابندی لازم ہی۔ اور احرام الرجل بمعنی زمین حرم مین داخل ہوا اور محرم وہ شخص جو احرام باندھے ہو اگرچہ زمین حل مین موجود ہو پھر جو لوگ کہ حرم مین ہین خواہ وہ وہین رہتے ہین یا وہان چلے جاوین وہ بھی اسی حکم مین داخل ہین اگرچہ احرام باندھے نہ ہون اور بعض نے کہا کہ آیت کریمہ ہی سے دونون مراد ہین حاصل آنکہ زمین حرم کا جانور تو مطلقاً شکار سے ممنوع ہی خواہ آدمی احرام باندھے ہو یا نہو اور زمین حل کا جانور حالت احرام مین شکار کرنا منع ہی اور جب احرام مین نہ ہو تو شکار کرسکتا ہی پھر جسنے حالت احرام مین شکار کیا یا حرم کی سرزمین کا شکار مارا تو اسکی سزا یون بیان فرمائی۔ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ

Marfat.com

مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ اور جس نے تم مین سے صید کو عمداً قتل کیا تو واجب جزا اسی مثل اسکے جو قتل کیا نعم سے ف نعم صرف اونٹ گائے بکری کے اقسام ہین یعنی نعم سے مثل مقتول کا تاوان دے۔ رہا یہ کہ مثل صورت ہو یا مثل معنوی یعنی قیمت ہو تو اسمین دونون احتمال ہین اسی وجہ سے فقہائین اختلاف ہی واضح ہو کہ جزا کو رفع ہے اور مبتدا مقدر ہی اے فجزاء ہو مثل ما قتل اور ایک قرأۃ مین باضافت ہی اے فجزاء مثل ما قتل۔ پھر جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے متعمداً فرمایا جو تعمد کر کے قتل کرے یعنی حرام کو جان بوجھکر یاد رکھتا ہو اور قصد کر کے قتل کرے جیسے خطاء کرنیوالا وہ کہ کسی اور چیز کا قصد رکھتا تھا لیکن شکار کے لگ گیا۔ اور بھولا ہوا وہ قصد کر کے شکار کو مارے مگر احرام یاد نہ ہو۔ ایک روایت مین ابن عباس و احمد بن حنبل نے اور داؤد ظاہری نے اس سے استدلال کیا کہ جزا فقط اسی پر عائد ہوتی ہی جسنے متعمداً قتل کیا ہو اور یہی قول سعید بن جبیر و طاؤس و ابو ثور کا ہے اور شیخ ابن کثیر رح نے طاؤس سے بروایت ابن ابی حاتم یہ قول نقل کر کے کہا کہ یہ مذہب غریب ہی اور مجاہد نے کہا کہ متعمد سے مراد یہان وہ شخص ہی جس نے احرام کو بھول کر عمداً شکار قتل کیا ہو اور اگر احرام یاد کر کے قتل کیا تو یہ بڑا گناہ ہے کفارہ سے پورا نہ ہوگا اور اسکا احرام باطل ہو گیا یہ داؤد ابن جریر بوجوہ عنہ۔ اور یہ بھی قول غریب ہی اور جمہور فقہاء جسمین سے ائمہ اربعہ بھی ہین اس قید تعمد کو بطریق غالب احوال کے قرار دیا جیسے قولہ وربائبکم اللاتی فی حجورکم ہین ہی پس وہ عمداً قتل کرے یا خطاء سے یا بھولکر ہر صورت اسپر جزا واجب ہوگی اور یہی حضرت عمر و ابن عباس و حسن بصری و نخعی و زہری سے مروی ہی اور شیخ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ زہری رح نے فرمایا کہ قرآن مجید دلالت کرتا ہے کہ تعمد کرنیوالے پر جزا ہی اور سنت اس امر پر دلالت کرتی ہی کہ بھولے ہوئے پر بھی جزا ہے اور حاصل آنکہ قرآن مجید مین تعمد کرنیوالے پر ضمانت کے باوجود گناہ بھی مذکور ہی اور سنت و احکام صحابہؓ سے خطاء سے قتل کرنے والے پر بدون گناہ کے جزا ضمان مذکور ہی قال ابن کثیر اور نیز شکار کے قتل کرنے مین اسکو تلف کرنا ہوتا ہی اور تلف کر دینا ہر حال مین مضمون ہوتا ہی خواہ عمداً ہو یا خطاءً ہو لیکن فرق اسی قدر ہی کہ عمداً مین ملامت بھی ہے اور خطاء مین ملامت نہین ہی پھر رہا جزا کا بیان تو مفسر سیوطی رح نے کہا کہ ہو مثل ما قتل من النعم اے شبیہ فی الخلقۃ یعنی جو صید قتل کیا اسکے مثل جزا ہے یعنی خلقت مین اسکے مشابہ جانور جو نعم مین سے ہو وے اسکا بدلا ہے پس مماثلت اس تفسیر پر باعتبار خلقت صورت کے ہوگی اور ابن جریر رح نے حضرت ابن مسعود سے حکایت کیا کہ انھون نے فجزاء وہ مثل ما قتل پڑھا ہے اور اسمین دلیل ہی کہ جو محرم نے قتل کیا اسکے مثل جزا ہے اور یہ مثل لیا جاوے انعام مین سے اور یہی امام مالک و شافعی و احمد و جمہور فقہا کا مذہب ہی اور امام ابو حنیفہ نے کہا کہ قیمت واجب ہوگی یعنی مثل معنوی مراد ہے کیونکہ جو جانور صید کہ محرم قتل کرے اسکا مثل بسبب تفاوت فاحش کے پیدا نہین ہی حتی کہ مثلاً ہرن مارا تو اسکا مثل ہرن نہین ہو سکتا ہی بلکہ فرق ہوگا اور خصوص اس صورت مین کہ وہ انعام مین سے ہووے، تو ہرن کے مثل اونٹ یا گائے یا بکری سے کیونکر لیا جائے یا خرگوش مارا یا کبوتر مارا تو مثل کہان سے آوے پس ظاہر ہوا کہ صورت مین مثل ہونا مراد نہین ہے بلکہ معنوی مثل ہونا مراد ہے اور وہ باعتبار قیمت کے ہی کیونکہ ہر چیز کی قیمت اسکی مماثل معنوی ہی پھر اس قیمت سے البتہ نعم مین سے کوئی جانور خرید کر قربانی کر دیا جاوے بشرطیکہ قیمت اسقدر ہو ورنہ مثل معنوی ادا کر دے لہذا ہر صورت مین اسکو اختیار ہی کہ چاہے یہی قیمت پہونچا دے یا اس قیمت کے عوض کوئی جانور از قسم انعام خرید کرے بشرطیکہ قیمت اسقدر تک پہونچتی ہو شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ صید مقتول یا تو ایسا ہوگا کہ انعام سے اسکا مثل کوئی چوپایہ پایا جاتا ہے یا نہین پس جبکہ صورت مین اسکا مثل پایا جاوے تو وہی مثل قرار دیا جائے گا اور صحابہؓ نے مثلی مین باعتبار صورت کے مثل کا حکم دیا ہے جیسے لغامہ قتل کرنے مین بدنہ کا حکم دیا اور نیل گاؤ مارنے مین گاؤ کا حکم دیا اور ہرن قتل کرنے مین بھیڑ کا حکم دیا اور یہ باسانید صحیحہ ثابت ہوا ہے پس در صورت مثلی موجود ہونے کے قضاء صحابہ رضی اللہ عنہم کو لینا اولے ہے مترجم کہتا ہے کہ اصول حنفیہ سے بھی یہی موافق تھا کیونکہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جہان حدیث نہ ہو وہان صحابہ کی تقلید لازم ہی لیکن ظاہر مذہب حنفیہ مین وہ ہی جو مذکور ہوا پھر شیخ رح نے لکھا اور در صورتیکہ صورت مین مثل موجود نہ ہو تو ابن عباسؓ نے حکم دیا کہ اسکے دام لیکر مکہ مین پہونچائے جاوین۔ کما رواہ البیہقی عنہ۔ پھر اس مثل ہونے کو دو عادلون کی رائے پر محول فرمایا بقولہ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اسکے ساتھ تم مین سے دو صاحبان عادل حکم کرینگے ف یعنی صید مقتول کا مثل وہ کہ جو حکم کرین دو مرد صاحبان عدل تم مین سے مفسر سیوطی رح نے کہا جن کو ایسی دانائی حاصل ہو کہ اسکی وجہ سے وہ تمیز کر لین کہ اس صید مقتول کے مشابہ

Marfat.com

چوپاؤن مین سے کون جانور ہے چنانچہ حکم دیا ابن عباس نے وعمر نے نعامہ شکار کے عوض بدنہ کا یعنی کسی شخص نے نعامہ کو احرام مین قتل کر ڈالا تو
ابن عباس و عمر بن خطاب رض نے حکم دیا کہ اسکا فدیہ مشابہ ایک بدنہ ہی (رواہ ابن ابی شیبہ) اور نیل گائے اور جنگلی گدھے کے عوض مین ابن عباس و ابو عبیدہ
بن الجراح نے پالو گائے کا حکم دیا اور ابن عمر رض و عبد الرحمن بن عوف نے ہرن کے عوض بکری کا حکم دیا۔ (رواہ مالک) (اونٹ ۱۲) اور ابن عباس و عمر بن الخطاب وغیرہ نے
کبوتر کے عوض بکری کا حکم دیا کیونکہ بغیر چوسے پانی پینے مین بکری مشابہ کبوتر کے ہے۔ قال المترجم یہ سب اسی قول جمہور کے موافق ہے کہ مراد مثل سے جسمانی
مشابہت ہے اور بنا بر قول امام ابو حنیفہ رح کے معنی یہ ہون گے کہ دو عادل مرد اس مثل معنوی کا یعنی قیمت کا حکم کرین ولیکن جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہ آثار صحیح ہوے
تو کوئی شک نہین کہ بقول شیخ ابن کثیر رح کے اسکو لینا اولیٰ ہوگا اگرچہ قول ابو حنیفہ رح آسان اور اس زمانہ کے موافق ہی بسبب آنکہ اہل عدل بصیرکم یاب ہوگئے
لیکن عمل ممکن ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ علاوہ برین درصورت عدم مثل کے قیمت اسکا مثل ضروری لیا گیا ہی جیسا کہ معلوم ہوا بالجملہ بقول شیخ ابن کثیر رح کے درصورت
مثل ہونیکے صورت کا مشابہ لینا اولیٰ ہی اور روا ہے کہ قیمت لے لی جاوے خواہ اسکے عوض کوئی جانور چوپایہ لائق قربانی کے خریدا جائے یا نہ خریدا جاوے
پھر بیان فرمایا کہ مثل لیکر کعبہ کو پہونچایا جاوے چنانچہ کہا۔ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ درحالیکہ ہدی ہو جو کعبہ کو پہونچے ف پس ہدیا مصدر بمعنی مفعول حال ہے
جزا سے اور بالغ الکعبۃ صفت ہدیا ہے۔ قال المفسر رح بالغ الکعبۃ کے معنی یہ کہ مثل لیکر حرم مین پہونچایا جاوے اور وہان ذبح کیا جاوے اور وہین کے
مسکینون کو صدقہ بانٹ دیا جاوے اور یہ جائز نہین ہی کہ جس مقام پر اس نے شکار قتل کیا ہے وہین ذبح کیا جاوے اور بالغ الکعبۃ کو نصب اسوجہ سے کہ ہدیا کی
صفت ہی اور اگر یہ وہم ہو کہ ہدیا نکرہ ہے اور بالغ الکعبۃ مین بالغ کو معرف باللام کی طرف اضافت ہی تو جواب یہ ہی کہ یہ اضافت لفظیہ ہی جس سے معرفہ نہین
ہوتا پس نکرہ رہا تو صفت نکرہ ہوسکتا ہے۔ یہ سب اس صورت مین ہی کہ صید مقتول کا مثل چوپایہ مین سے پایا جاوے اور اگر اسکا مثل نہ پایا جاوے جیسے مثلاً
گرگٹ یا کوا مارا یا ٹیڑی مار ڈالی تو ایسی صورت مین اس کی قیمت واجب ہوگی۔ پھر واضح ہو کہ یہان دو مقام باقی رہے اول آنکہ سلف صحابہ وغیرہ رضی اللہ عنہم
نے جو مثل کسی جانور کا قرار دیا ہے وہ ہم پر لازم ہے یا نہین اور دوم آنکہ جس شخص نے شکار کو قتل کیا وہ بھی دو حکم مین سے ایک ہوسکتا ہے یا نہین پس توضیح
مقام اول آنکہ مثل ہونا تو ضرور معتبر ہے اور دو عادل فقط اسی مثل کے حکم کرنے کو ہین حتی کہ اگر دونون نے کسی غیر مماثل کا حکم دیا تو نافذ نہ ہوگا پھر ظاہر یہی ہے
کہ ہر واقعہ کے وقت دو عادل حکم کرین اور انھون نے ویسے واقعہ مین سلف کا کوئی حکم لیا تو اس کی مطابقت لازمی نہین ہی اگرچہ بعض جہت سے اولیٰ ہوگا
کیونکہ مثل کے دریافت مین ایک نوع بصیرت ضرور ہے جیسے کہ مومن کی فراست کی بابت حدیث آئی ہے کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہی اور اسمین شک نہین کہ
وہ لوگ اس نوع بصیرت و تمیز مین اعلیٰ و اقدم ہین لیکن ہر واقعہ پیش آنے پر دو عادل کا حکم جائز ہونے سے یہ کہا گیا کہ حکم سلف لازمی نہین ہی اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے وسعت رحمت ہی اور امام مالک و ابو حنیفہ رح کا قول ہے کہ جب حادثہ پیش آوے ہر ہر حادثہ پر دو عادلون سے حکم لینا واجب ہی خواہ ویسے واقعہ مین صحابہ رض سے
کوئی حکم پایا جاوے یا نہ پایا جاوے کما ذکرہ ابن کثیر۔ توضیح مقام دوم آنکہ علماء نے اختلاف کیا ہے پس امام مالک وغیرہ نے فرمایا کہ جس نے صید کو قتل کیا
وہ مثل کیواسطے خود ایک حکم نہین ہوسکتا ورنہ وہ خود اپنے نفس پر حکم کرنیوالا ہوگا اور ایک ہی واقعہ مین ایک شخص خود حاکم و محکوم نہین ہوسکتا ہے اور امام شافعی رح
و احمد وغیرہ نے کہا کہ ان ہوسکتا ہے اور اول اظہر ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس جرم کا دوسرا کفارہ فرمایا۔ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ یا کفارہ طعام
مساکین ہے ف یعنی مثل دے یا اسپر کفارہ واجب ہی یعنی جو جزاء اوپر مذکور ہوئی اسکا غیر یہ کفارہ ہے چاہے اسکو دیدے اگرچہ اسکو جزائے مذکور پر بھی
دسترس ہو یعنی حرف او یہان ترتیب کیواسطے نہین ہے جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے اور یہی شافعی رح کا ایک قول ہی ولیکن مفسر سیوطی رح کے نزدیک مختار
قول دوم شافعی رح ہے کہ حرف او یہان تخییر کے واسطے ہے پس مجرم کو اختیار ہے چاہے جزائے مذکور یعنی مثل از چہارپایہ دیدے اور چاہے اسکو نہ دے بلکہ
کفارہ دیدے جو کہ طعام مساکین ہی اور یہی قول امام مالک و امام ابو حنیفہ و ان کے دونون شاگردون کا اور مشہور قول امام احمد رح کا ہے۔ پھر اسکی صورت مین اختلاف ہے،

Marfat.com

پس ابراہیم نخعی و حماد بن ابی سلیمان و ابو حنیفہ رح و صاحبین و مالک رحمہم اللہ کے نزدیک جس صید کو قتل کیا ہے اسکی قیمت اندازہ کر کے اتنے کا اناج خریدے اور شافعی رح کے نزدیک اس کے مثل چوپایہ کی قیمت اگر موجود ہوتا اندازہ کر کے اُس کا اناج خریدے اور قیمت سے مساوات اسواسطے کہی کہ اس کے مثل جزاء تو فرضی ہے موجود نہین ہوتا کہ اسی کی قیمت کہی جاوے بلکہ اگر ہوتی تو جو کچھ اسکی قیمت ہوتی اسی کے مساوی سے اناج خریدے ہان یہ البتہ بیان ہونا چاہیئے کہ ہر مسکین کو کس قدر دیوے تو مفسر سیوطی رح نے بیان کر دیا کہ ہر مسکین کو ایک مُد دیوے اور یہ قول امام شافعی و امام مالک و فقہاء حجاز کے نزدیک ہے اور یہی ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے اور ابو حنیفہ رح و ان کے اصحاب نے کہا کہ ہر مسکین کو دو مُد دیوے اور یہی مجاہد رح کا قول ہے اور امام احمد نے کہا کہ گیہون ہون تو ایک مُد دیوے اور دوسرا اناج ہو تو دو مد دیوے کذا ذکرہ ابن کثیر اور مدارک مین امام ابو حنیفہ رح کا قول یہ نقل کیا کہ گیہون سے نصف صاع اور دوسری چیز سے ایک صاع دیوے پھر مفسر رح نے کہا کہ ایک قراءۃ مین کفارہ مضاف ہے طعام مساکین کی طرف اور یہ اضافت بیانیہ ہے پس معنی وہی ہین جو قراءۃ اولیٰ کے ہین پھر اللہ تعالیٰ نے تیسرا اختیار دیا بقولہ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا یعنی یا اسپر یہ واجب ہے کہ برابر اس طعام کے روزے رکھے ف ہر مسکین کے عوض ایک روزہ رکھے اگرچہ اسکو طعام دینے کی دسترس ہو پس حرف او واسطے تخییر کے ہے اور ترتیب کے لئے نہین ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا پھر ہر مجتہد کے نزدیک جسقدر اناج ایک مسکین کو دینا چاہیئے۔ اسکی عوض ایک روزہ ہے۔ بالجملہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ رح کے گیہون سے یا اور اناج سے جو قیمت صید کے عوض اندازہ کیا جائے اسمین جسقدر مسکینون کا حساب ہوتا ہو بجائے ہر مسکین کے ایک روزہ رکھے اور اگر کسی قدر اناج زائد ہو جو ایک مسکین کا پورا نہ ہوتا ہو تو اسقدر صدقہ کر دے یا اسکے عوض روزہ رکھے اور پوری تفصیل فقہ مین مذکور ہے پھر جزاء مشروع ہونے کا سبب فرمایا۔ لِيَذُوقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ تاکہ اپنے امر کا وبال چکھے ف یعنی یہ تکلیف مذکور جو اسپر واجب ہوئی اسلئے کہ چکھے بھاری بدلا اپنے اس کام کا جو اس نے کیا ہے۔ اور ذوق اگرچہ چکھنے کی چیزون کے واسطے ہے لیکن یہان مستعار ہے بمعنی مشقت اٹھانے کے اور اسکے فعل کے ناپسند ہونے کی طرف تنبیہ ہے اور وبال کے معنی قاموس مین بوجھ و سختی و شدت کے مذکور ہین اور طعام وبیل وہ کھانا جو ثقیل ہو پس نفس نے جو اپنی خواہش کے واسطے صید کو قتل کیا تھا اس کے عوض مال کے نقصان سے یا روزہ کی تکلیف سے اسکو حزن و اندوہ دیا گیا۔ پھر اسمین اختلاف ہے کہ صید کو کہان کہان دیوے تو امام شافعی رح نے کہا کہ حرم مین دیوے اور یہی حضرت عطاء رح کا قول ہے اور حضرت مجاہد نے کہا کہ جہان شکار مارا ہے یا اس سے جو گاؤن و آبادی زیادہ قریب ہو وہان دیوے اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ چاہے حرم مین دیوے اور چاہے کہین اور دیدے عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ جو گذر چکا اللہ تعالیٰ نے عفو کیا ف عطاء رح سے روایت ہے کہ معنی یہ ہین کہ جاہلیت مین جو ہو گذرا اسکو اللہ تعالیٰ نے عفو کیا اور صحیح یہ ہے کہ جو مفسر رح نے کہا کہ شکار مارنا حرام ہونے سے پہلے جس نے صید کو قتل کیا ہو اس کو اللہ تعالیٰ نے عفو فرمایا۔ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ اور جو لوٹا اللہ تعالیٰ اُس سے انتقام لیگا ف یعنی جو بعد حرام ہونے اور حکم شرعی پہونچنے کے قتل صید کی طرف عود کریگا اس سے اللہ تعالیٰ انتقام لیگا۔ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے اُمور مین غالب ہے اور جو نافرمانی کرے اس سے انتقام لینے والا ہے ف بعض نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ جو شخص بعد اس بیان تحریم کے پھر کسی شکار کو قتل کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ آخرت مین اُس سے انتقام لیگا یعنی اسکو عذاب دیگا اور فقط کفارہ سے معاف نہ ہوگا اور بعض نے کہا کہ مراد انتقام سے یہی ہے کہ وہ اس کفارہ مذکورہ کے واسطے ماخوذ ہوگا۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن جریج نے فرمایا کہ مین نے حضرت عطاء رح سے کہا کہ آپ کو عود کی کوئی حد معلوم ہے تو فرمایا کہ نہین۔ مین نے کہا کہ آپکے نزدیک امام المسلمین پر واجب ہے کہ اس کو سزا دیوے۔ فرمایا کہ نہین یہ تو اُسنے فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ ایک گناہ کیا ہے لیکن اسکو فدیہ دینا پڑیگا۔ رواہ ابن جریر۔ اور بعض نے کہا کہ اس کو کفارہ مین ماخوذ کر کے انتقام لیگا۔ اور یہ قول سعید بن جبیر کا ہے۔ پھر جمہور سلف و خلف کا یہ قول ہے کہ ہر بار جب محرم نے کسی صید کو قتل کیا تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا خواہ پہلی بار ہو یا دوسری بار ہو یا مکرر کئی بار واقع ہو اور خواہ عمداً ہو یا خطاءً ہو۔ اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ جس نے خطاء سے احرام مین شکار کو قتل کیا تو جتنی بار اس سے واقع ہو ہر بار دو عادل حکم کرین اور وہ جزاء

Marfat.com

دیوے اور اگر اُس نے عمداً ایسا کیا تو ایکبار ایسا کیا جائے گا اور اگر دوبارہ عود کیا تو اُس سے کہا جائیگا کہ تجھ سے اللہ تعالیٰ انتقام لیگا اور یہی عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی اور یہی قول ابن جریج و مجاہد و سعید بن جبیر و حسن بصری و نخعی کا ہی جیسا کہ ابن جریر نے روایت کیا اور خود ابن جریر نے قول اول ہی کو اختیار کیا ہے اور ابو المعلی نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ ایک شخص نے احرام مین عمداً شکار کیا تو اُس سے درگذر کی گئی پھر اُس نے دوبارہ بھی کیا تو آسمان سے ایک آگ اُتری اُس نے اُس شخص کو جلا دیا۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ واضح رہے کہ یہ تنبیہ عمدہ تھی ولیکن ہمیشہ ایسا واقع ہونا ضرور نہین اور یہ زیادہ سخت ہی کہ چھوڑے جاوین آخرت کیلئے کہ وہ عذاب شدید ہے۔ اگر کہا جاوے کہ انتقام آلہی کے بعد دنیا مین اسپر جزا کیون ہی تو جواب یہ کہ عمداً اُس کی بیباکی اور نافرمانی کی سزا مین یہ وعید ہے اور جو اس سے ایذا رسانی سرزد ہوئی اُسکے عوض مین جزا مذکور ہے پس وعید مذکورہ اُسپر جزا مذکور واجب ہونے سے مانع نہین ہی

پھر یہ سب خشکی کے شکار کیواسطے مذکور ہوا اب بیان شکار دریائی تو فرمایا

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي

حلال ہوا تم کو دریا کا شکار اور اُسکا کھانا فائدے کو تمھارے اور مسافرون کے اور حرام ہوا تم پر شکار جنگل کا جب تک رہو احرام مین اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پاس

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ

جمع ہوگے اللہ نے کیا ہے کعبہ گھر بزرگی کا ٹھہرا لوگون کے واسطے اور مہینہ بزرگی کا اور قربانی بیجانی اور گلے مین لٹکن

ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ

ایسا کرنا لیواسطے کہ تم سمجھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین مین اور اللہ ہر چیز سے واقف ہی جان رکھو کہ اللہ کی مار سخت ہے

الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ہوں پر ذمہ نہین مگر پہونچا دینا اور اللہ کو معلوم ہے جو ظاہر مین کروگے اور جو چھپا کر۔

أُحِلَّ لَكُمْ یہ خطاب عموماً سب لوگون کو ہی خواہ احرام مین ہون یا حلال ہون صَيْدُ الْبَحْرِ تمھارے لیے صید البحر حلال کیا گیا ف یعنی صید مصدر بمعنی مفعول ہے اور مراد اس سے یہ کہ دریائی شکار کو صید کرکے اس کو کھانا تم کو حلال کیا گیا ہے اور یہ مراد نہین کہ شکار کھیلنا حلال ہے کیونکہ ضرورت سے شکار مارنا تو مباح ہے اور مراد بحر سے یہان ہر وہ چیز ہے جسمین دریائی شکار پایا جاوے خواہ سمندر ہو یا دریا ہو یا نہر ہو یا تالاب ہو اور خواہ اُسکا پانی میٹھا ہو یا کھاری ہو۔ اور ظاہر یہ ہی کہ سمندر و دریا تو منصوص ہے اور نہر و تالاب کے دریائی شکار اس سے ملحق کیے گئے ہین صید البحر کی تعریف مفسر سیوطیؒ نے یہ بیان کی کہ جو سوائے بحر کے اور جگہ زندہ نہ رہے ماسوا مچھلی کے پس گیدڑ وغیرہ ایسے نہین ہین کیونکہ بحر و بر دونون جگہ جیتے رہتے ہین اور اولیٰ یہ ہی کہ دریائی وہ جانور قرار دیئے جاوین جو پانی ہی مین زندہ رہتے ہین اور وہین انڈے بچے دیتے ہین اور حاصل آنکہ آبی جانور دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ کہ سوائے پانی کے اور جگہ زندہ نہین رہتے ہین اور دوم وہ کہ پانی مین بھی جیتے ہین اور خشکی مین بھی زندہ رہتے ہین پس مفسرؒ نے صید البحر انھین جانورون کو قرار دیا جو از قسم اول ہین وَطَعَامُهُ اور طعام البحر حلال کیا گیا طعام البحر وہ چیز ہے جسکو مرا ہوا کنارے پھینکدے۔ اور یہ تفسیر حضرت عمر و ابن عمر و ابن عباسؓ و ابو ہریرہ وغیرہ بہت سے صحابہ و تابعین سے مروی ہی۔ اور ابن عباس سے ایک روایت مین و سعید بن جبیر و سدی و سعید بن المسیب سے مروی ہوا کہ طعام البحر وہ جو نمک لگائی ہوئی خشک کی ہوئی ہو۔ صید البحر جو تر و تازہ ہو۔ اور بعض نے کہا کہ طعام البحر اسکا نمک و دیگر نباتات مین اور زمخشری نے کشاف مین کہا کہ صید البحر تو وہ جانور ہین جو دریا سے شکار کیے جائین خواہ وہ کھائے جائین یا نہ کھائے جاوین۔ پس اُحل لکم صید البحر کے یہ معنی ہین کہ دریائی جانورون کو شکار کرنا تم کو حلال ہوا پھر فرمایا وطعامہ یعنی طعام البحر اور طعام وہ ہی جو اُس کے شکار مین سے کھایا جاتا ہے پس حاصل یہ ہوا کہ سمندر سے جو کچھ

تم شکار کرو اس سے نفع حاصل کرنا تمہارے واسطے حلال کیا گیا اور تمہارے واسطے اسمین سے کھالے کے جانورون کو کھانا حلال ہوا ۔ اور وہ فقط مچھلی ہے انتہی کلامہ اور تفسیر بنا بر قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہے کہ دریائی جانورون مین سے فقط مچھلی حلال ہے اور جو مچھلی کہ مردار ہو کر اتراوے وہ بھی حلال نہین ہے اور شیخ ابن کثیر نے تفسیر مین کلام بسیط بیان کیا جسکی تلخیص یہ ہے کہ طعام البحر جسکو وہ مرا ہوا کنارے پھینکدے یہ مشہور روایت ابن عباس ہے اور یہی ابو بکر الصدیق و زید بن ثابت و عبداللہ بن عمر و ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم و عکرمہ و ابو سلمہ و نخعی و حسن بصری سے مروی ہے ۔ و عن الصدیق رض طعام البحر سب جو اسمین ہے ۔ رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم ۔ قال المترجم ہو منقطع ۔ اور ابن جریر نے یہی اختیار کیا کہ طعام البحر جو اسمین مرجاوے و عن ابی ہریرہ مرفوعاً و موقوفاً طعام البحر جسکو وہ مرا ہوا پھینکدے ۔ قولہ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۔ یعنی یہ حلال کر دیا تمہارے واسطے و مسافرون کیواسطے تمتع ہے ف کہ تم حاضر ہونے کی حالت مین اس سے کھاؤ اور سفر مین مسافر لوگ اس سے زاد راہ لیوین ۔ سیارہ جمع سیار بمعنی سیر کرنیوالے یعنی چلنے والے مسافر لوگ ۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ جمہور علمار نے مردار مچھلی کے حلال ہونے پر اس آیت سے استدلال کیا اور نیز اس حدیث سے جو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک لشکر بجانب ساحل روانہ کیا اور اُنپر ابو عبیدہ بن الجراح کو امیر کیا اور وہ تین سو آدمی تھے اور مین بھی انھین مین سے تھا پس ہم لوگ روانہ ہوئے پھر راہ مین ہمارے زاد راہ فنا ہوئے یعنی زاد راہ نہ رہا پس ابو عبیدہ نے تمام لشکر کو زاد راہ جمع کرنے کا حکم دیا ۔ و مرزوقہ چھوہارے ۔ انٹا پھر ہر روز وہ ہم کو تھوڑا تھوڑا دیتے یہانتک کہ وہ بھی ہو چکا اور ہم کو ایک ایک چھوہارہ ہی ملا کرتا تھا اسپر بھی بالکل ختم ہو جانے پر ہمارے دل غمناک ہوئے پھر آخر ہم سمندر کنارے پہونچے تو ناگاہ ہم نے ایک بہت بڑی مچھلی جسکو عنبر کہتے ہین کنارے پڑی دیکھی پس اس سے تمام لشکر نے اٹھارہ روز تک کھایا پھر ابو عبیدہ رض نے حکم دیا کہ اسکی دو پسلیان کھڑی کی گئین پھر اونٹ پر کجاوہ باندھنے کا حکم دیا اور اُسکے نیچے سے روانہ کیا تو وہ گذر گیا اور اس سے نہ لگا رواہ مالک اور یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم مین کئی طرق سے جابر رض سے مروی ہے اور بعض روایت مین ہے کہ کنارے پر مانند بڑے بھاری تودہ ریگ کے تھا پھر قریب ہو کر ہم نے دیکھا تو ایک جانور دریائی تھا جسکو عنبر کہتے ہین اور بعض روایت مین ہے کہ ابو عبیدہ رض نے مردار قرار دیا پھر بوجہ اضطرار کے اسکو کھانے کا حکم دیا ۔ اور بعض روایات مین ہے کہ اس سے زاد راہ لائے تھے اور جب مدینہ پہونچکر حضرت صلعم سے بیان کیا تو آپنے فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رزق تھا اور اسمین سے کچھ تمہارے پاس موجود ہو تو ہم کو بھی کھلاؤ پس ہم نے کچھ گوشت بھیجا تو آپنے اسمین سے کھایا ۔ اور بعض روایات مین ہے کہ ہم لوگ آنحضرت صلعم کیساتھ تھے ۔ پس بعض علمار نے یہ تاویل کی کہ دو مرتبہ ایسا واقعہ ہوا اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ یہ لوگ آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے پھر آپنے ابو عبیدہ رض کو سردار کر کے ایک ٹکڑا علیحدہ کر کے روانہ کر دیا ۔ اور نیز اس حدیث سے استدلال کیا جو ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ہم سمندر مین سفر کرتے ہین اور تھوڑا پانی اپنے ساتھ لیتے ہین سو اگر اس سے وضو کرین تو پیاسے رہجاتے ہین بھلا سمندر کے پانی سے وضو کرین تو فرمایا کہ سمندر کا پانی طہور ہے اور اس کا مردار حلال ہے رواہ الشافعی و احمد و ابن السنی و صححہ البخاری و الترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان و غیرہم اور اسی آیت سے مع دلالت احادیث بعض فقہا نے دریائی کل جانورون کے حلال ہونے پر استدلال کیا اور کچھ استثنا نہین کیا اور بعض نے کچھوے و نہنگ کو مستثنی کیا اور امام ابو حنیفہ رح نے کہا کہ جو دریا مین مرجاوے وہ خشکی کے مرے ہوئے کے مانند نہ کھائی جائے گی بسبب عموم قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتۃ اور جمہور فقہار نے حدیث عنبر مذکور و حدیث ابو ہریرہ مذکور وغیرہ سے حجت قائم کی اور شیخ سیوطی رح نے حدیث ابو ہریرہ مذکور کو مشہور بلکہ متواترات مین سے شمار کیا ہے ۔ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا یعنی خشکی کے شکار کو حالت احرام مین شکار کرنا تم پر حرام کیا گیا جب تک کہ تم احرام مین ہو ف اور بری صید وہ ہین جو خشکی مین جیتے ہین اور مفسر سیوطی رحمۃ اللہ نے یہ قید بھی لگائی کہ ایسے وحشی جانور ہون جنکا کھانا حلال ہے اور پہلے معلوم ہوا کہ یہ فقط شافعی رح کا مذہب ہے اور جمہور علمار کے نزدیک کھائے جاتے ہون یا نہ کھائے جاتے ہون سب کا شکار حالت احرام مین ممنوع ہے پھر کہا کہ سنت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اگر خشکی کے جانور صید کو کسی حلال نے

Marfat.com

شکار کیا ہو تو محرم اسکو کھا سکتا ہے بشرطیکہ اسکے واسطے شکار نہ کیا گیا ہو جیسا کہ روایت ابو داؤد مین مصرح ہی اور یہی امام ابو حنیفہ رح و مالک رح و شافعی رح و احمد رح کا مذہب ہی اور توضیح کلام یہ ہی کہ آیت کریمہ اصطیاد بحالت احرام کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہی پس اگر عمداً محرم نے شکار مارا تو گنہگار ہوگا اور تاوان دے جیسا کہ مذکور ہوا اور اگر خطا سے ایسا کیا تو فقط تاوان دیدے اور محرم پر اسکا کھانا حرام ہے کیونکہ اسکے حق مین یہ شکار مثل مردار کے ہی اب رہا یہ کہ دوسرے لوگون کے حق مین کیا حکم ہے تو امام مالک و ابو حنیفہ رح اور بنا بر یکی از دو قول شافعی وہ ہر دو سرون کے حق مین بھی مردار ہے خواہ وہ محرم ہون یا حلال ہون اور یہی قول عطار و سالم و قاسم و ابو یوسف و محمد بن الحسن و غیرہم کا ہی اور اگر محرم یا محل نے اسمین سے کچھ کھایا تو اسمین علمار کے دو قول ہین ایک یہ کہ اسپر جزار لازم آوے گی اور عطار رح سے مروی ہی کہ اگر ذبح کر کے کھایا ہو تو اسپر دو جزار لازم ہونگی اور دوسرا قول یہ کہ کھانیوالے پر جزار نہ ہوگی اور یہ امام مالک نے صریح کہا ہے اور ابن عبد البر رح نے کہا کہ جمہور علمار و فقہار کا یہی قول ہی بقیاس آنکہ اگر کسی نے وطی کے پھر حد مارے جانے سے پہلے اور دو ایک بار وطی کر لی تو اُسپر ایک ہی حد لازم آتی ہے ۔ اور امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ جو کچھ اُس نے کھایا اسکی قیمت اسپر لازم آویگی اور یہ قول احسن و اصوب ہے ۔ اور اگر کسی حلال نے شکار کیا اور محرم کو ہدیہ بھیجا تو بعض علمار اس طرف گئے ہین کہ مطلقاً مباح ہے خواہ حلال نے اس کے واسطے شکار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور ابن عبد البر رح نے یہی قول حضرت عمر بن الخطاب و ابو ہریرہ و زبیر بن العوام و کعب احبار و مجاہد و عطار فی روایۃ اور سعید بن جبیر سے حکایت کیا اور یہی فقہار کوفہ کا مذہب ہے لیکن مترجم نے ظاہر مذہب حنفیہ مین امام ابو حنیفہ رح سے اسکے خلاف پایا ہے ۔ **قال** اور ابو ہریرہ رض سے سوال کیا کہ جس صید کو محل نے شکار کیا اسکو محرم کھاوے تو فتوی دیا کہ ہان کھاوے پھر عمر بن الخطاب رض سے اپنا یہی فتوی دینا بیان کیا تو عمر رض نے فرمایا کہ اگر تو اسکے سوائے اور فتوی دیتا تو مین تیرے سر کو دکھ پہونچاتا ۔ رواہ ابن جریر من طریق سعید بن المسیب عنہ ۔ **قال المترجم** لم یصح لسعید روایۃ عن عمر رض عند المحدثین **قال** ۔ اور دوسرے فقہار نے کہا کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا مطلقاً حرام ہے بسبب عموم اس آیہ کریمہ کے اور ابن عباس و ابن عمر سے مروی ہے کہ دونون نے اسکو مکروہ جانا اور ابن عبد البر رح نے کہا کہ یہی قول طاؤس و جابر بن زید کا اور مذہب ثوری وغیرہ کا اور مروی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی ۔ کما رواہ ابن جریر من طریق ابن المسیب عنہ و مالک و شافعی رح و احمد و اسحٰق نے اور جمہور نے کہا کہ اگر محل نے شکار کرنے مین یہ قصد کیا کہ فلان محرم کیواسطے شکار کرتا ہے تو محرم کو کھانا روا نہین ہے بسبب حدیث صعب بن جثامہ کے کہ حمار وحشی ہدیہ بھیجا اور آنحضرت صلعم مقام ابوار مین یا ودان مین تھے پس آپنے رد کر دیا پھر جب صعب بن جثامہ کے چہرہ سے ملال دیکھا تو فرمایا کہ ہم نے اسی وجہ سے اسکو قبول نہین کیا کہ ہم محرم ہین اور یہ حدیث صحیحین مین موجود ہی پس ان فقہار نے کہا کہ حضرت صلعم نے اسی گمان سے رد کیا کہ اُس نے ہمارے ہی واسطے شکار کیا ہے اور اگر حلال نے شکار مین محرم کا قصد نہ کیا ہو تو محرم کو اس کا گوشت کھانا جائز ہے بسبب حدیث ابو قتادہ رض کے کہ حمار وحشی شکار کیا اور ساتھی احرام مین تھے اُنھون نے نہ کھایا اور حضرت صلعم سے پوچھا تو آپنے فرمایا کہ بھلا تم مین سے کسی نے اُسکی طرف اشارہ یا اعانت کی تھی بولے کہ نہین تو فرمایا کہ پھر کھاؤ اور خود بھی اسمین سے کھایا اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہی ۔ **قال المترجم** یہی مذہب ابو حنیفہ رح ہے ۔ **قال** اور حدیث مطلب بن عبد اللہ بن حنطب از جابر رضی اللہ عنہ مرفوعاً آنکہ خشکی کا شکار درحالیکہ تم محرم ہو تمھارے واسطے اس شرط سے حلال ہے کہ تم نے خود نہ شکار کیا ہو اور نہ تمھارے واسطے شکار کیا گیا ہو ۔ رواہ احمد و ابو داؤد و النسائی و الشافعی و الترمذی ۔ یہ حدیث بھی اسپر دلالت کرتی ہے ولیکن ترمذی رح نے کہا کہ مطلب رح کا جابر سے سماع مجھے معلوم نہین ہوا اور کبھی اس کی تقویب کی جاتی ہے ۔ اور عثمان رض سے کہ وہ مقام عرج مین تھے اور شکار کا گوشت لایا گیا تو اصحاب سے فرمایا کہ تم کھاؤ اُنھون نے کہا کہ آپ کیون نہین کھاتے ہین تو فرمایا کہ میرا تمھارا کیسان حال نہین ہی ۔ یہ میرے ہی واسطے شکار مارا گیا ہے ۔ رواہ مالک ۔ اس تفصیل پر احادیث صحاح مین توفیق ہو جاتی ہی **مترجم** کہتا ہے لیکن یہ معلوم ہوا کہ حلال نے جس محرم کے لئے شکار کیا اسپر مردار ہے اور باقیون پر حلال ہے ۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مذہب تھا پھر اللہ تعالیٰ نے بندون کو مخالفت احکام سے پرہیز کرنے پر تاکید فرمائی بقولہ ۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے جسکی یہ شان ہے کہ اُسی کی طرف

Marfat.com

حشر کیے جاؤ گے ف یعنی اعمال کا ربندون کا قطعاً موت ہی پس زندگی مین موافقت رکھین تاکہ ثواب و راحت پاوین اور مخالفت نہ کرین ورنہ عذاب و دکھ پاوینگے جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ کعبہ اس کا نام بوجہ اسکے کہ مربع ہے ماخوذ از تکعیب بمعنی مربع کر دینا اور عرب کے اکثر گھر مدور ہوتے تھے اور یا بوجہ اونچے و ابھرے ہونے کے خواہ سطح مکہ سے یا ابتدائے حال مین سطح پانی سے اور اسی سے ٹخنہ کو کعب کہتے ہین اور ارجح قول یہ ہے کہ یہ نام اللہ تعالیٰ نے قدیم سے مقرر فرمایا ہے پھر کعبہ کا عطف بیان یا بدل ہے قولہ اَلْبَیْتَ الْحَرَامَ یعنی ایسا بیت کہ حرام کر دیا گیا اسمین قتل و خونریزی و جملہ فسق و فجور اور بندون کے واسطے اسکا احترام لازم کیا گیا اور مفسرین نے برتقدیر عطف بیان کے اسکو بطریق مدح قرار دیا نہ بطریق توضیح - اور بیت درحقیقت وہ کہ چہار دیواری و چھت و دروازہ ہو اگرچہ اسمین بیوتت نہ ہو یعنی اسمین کوئی رہتا نہ ہو اور بیت الحرام کعبہ کیواسطے بمنزلہ علم کے ہوگیا اور جعل یہان متعدی بدو مفعول ہے اور ارجح آنکہ بمعنی صیّر یعنے ایسا کر دیا بفرینہ دعاے حضرت ابراہیمؑ جو سورۂ حج وغیرہ مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگی لیکن صواب یہ ہے کہ دعاے ابراہیم موافق قضاے ازلی کے واقع ہوئی یعنی کہ اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے یہ مقرر فرمایا تھا - بالجملہ یہان دو مفعول ہین - اول کعبہ ہے اور دوسرا مفعول فرمایا قِیٰمًا لِّلنَّاسِ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس بیت الحرام کو بندون کیواسطے قیام کر دیا ف اے یقوم بہ امرھم بالحج الیہ و دنیاھم بامن داخلہ و عدم التعرض لہ و جبی ثمرات کل شئی الیہ یعنی اس خانۂ مکرم کے سبب مردون کے دین و دنیا کے کام قائم و ٹھیک ہوتے ہین پس دین کے کام اس طرح کہ اسکا حج کرتے اور خلوص نیت و تقوی کے ساتھ ثواب عظیم و انوار جلی و خفی ایسے پاتے ہین کہ زبان سے اسکا بیان نہین ہو سکتا اور سوائے حقوق العباد کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہین اور دنیا کے کام اس طرح کہ بحکم قولہ تعالیٰ و من دخلہ کان اٰمنا - جو اسمین گھس گیا وہ جب تک اسمین ہے کوئی اس سے تعرض نہین کر سکتا وہ امن مین ہوگیا - اور بقولہ یجبیٰ الیہ ثمرات کل شئی - ہر قسم کے پھل و پیداوار اس کی طرف کھنچے آتے ہین اور یہ عظیم قدرت الٰہی کا ظہور ہے کہ اس ریگستان مین بندے جو قدرت کے قبضہ مین مسخر ہین ضروریہ نعمتین وہان لیجاتے اور بیچتے و تجارت کرتے اور کھاتے پیتے ہین اور کھجور و پانی پر سو انکی غذا ہے اور کچھ مضرت نہین پہونچاتی - حالانکہ طبیب و حکیم متفق ہین کہ اس سے جذام ہو جاتا ہے لیکن ظہور قدرت الٰہی ہے کہ وہان کچھ ضرر نہین ہوتا - و فی قراءۃ قیما بلا الف - اور ابن عامر کی قراءۃ مین قیاما کی جگہ قیما بکسر اول و فتح دوم بدون الف کے بھی مصدر ہے قام کا اور اسکا عین کلمہ یعنی یاے تحتانیہ مین تبدیل نہین ہوئی ہے تاکہ یہ اعتراض ہو کہ مانند قول و عور کے تعلیل نہ ہونا چاہیے پس قیم دراصل قوم تھا بکسر یہ صلی ہے اور اخفش نے کہا کہ اسمین تین لغات ہین - قیام و قوام و قیم اور بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یہ ہے کہ صیّر اللہ الکعبۃ البیت الحرام حال کونہا قیما للناس - یعنی اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو بیت الحرام کر دیا درحالیکہ وہ لوگون کیلئے قیام ہے - ھ - لیکن اول راجح و اظہر ہے اور وہی مفسرؒ نے اختیار کیا - وَالشَّھْرَ الْحَرَامَ ای وجعل الشھر الحرام قیاما لھم بامنھم القتال فیہا - یعنی اور اللہ تعالیٰ نے شہر حرام کو بھی ان کے واسطے قیام کر دیا کہ ان مہینون مین لڑائی و قتال سے مامون رہتے ہین اور الف لام جنس کا ہے اور مراد شہر حرم یعنی ذی القعدہ و ذی الحجہ و محرم و رجب ہین - وَالْھَدْیَ وَالْقَلَآئِدَ اے وجعل اللہ الھدی و القلائد قیاما لھم بامن صاحبھم من التعرض - یعنی ہدی و قلائد کو بھی بندون کیلئے قیام کر دیا بسبب اسکے کہ جو شخص ہدی و قلادہ والا ہو اس سے تعرض نہین کیا جاتا ہے اور تمام تفسیر قولہ تعالیٰ ولا الھدی ولا القلائد ولا اٰمین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربھم الآیہ کے تحت مین بیان ہو چکی ہے وہان رجوع کرو تو معلوم ہوگا کہ خود ہدی و قلادہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اس سے تعرض نہین کرتے تھے - ذٰلِکَ الجعل المذکور یعنی ذلک کا مشار الیہ وہ مضمون ہے جو اوپر مذکور ہوا - لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اسواسطے یہ سب کہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے سب جو آسمانون مین ہے اور سب جو زمین مین ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ف کیونکہ تمھارے نفع حاصل ہونے و مضرتین دور ہونے کیواسطے وقوع ہونے سے پہلے ایسا کر دینا اس بات کی دلیل ہے کہ جو موجود ہے اور جو ہونے والا ہے سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور اسمین قوی دلیل ہے آنحضرت صلعم کے صدق نبوت پر کہ قوانین شرع اسلام اپنے تمام ارکان کیساتھ نہایت قوی و عدل و انصاف کے ساتھ قائم ہین اور زمانہ کی گردش سے ان مین کوئی تغیر نہین پس اگر اہل اسلام ان پر مستقیم رہتے

تو اُن کے دین و دنیا دونون کیواسطے نہایت خوبی بھلائی ہے۔ لیکن لوگون نے اس قانون عدل کو برہا دھچوڑ دیا تو لامحالہ قانون علم سے مقہور ہوئے کیونکہ شیطان نے صراط مستقیم سے بیراہ کیا اور طریقہ جور مین لاکر خوار کیا نعوذ باللہ من ذلک فتدبر۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ شدید العقاب ہے ف یعنی کفر و شرک انکار و خلاف کرنے والون کے حق مین۔ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے ف یعنی فرمانبرداری و طاعت و ایمان لانیوالون کے حق مین مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ اور رسول پر کچھ نہین مگر کھلا حکم پہونچا دینا ف یعنی تم کو حکم آلہی پہونچا دینا ہی رسول صلعم پر واجب ہے وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو ف جو اعمال تم کھلے کھلے کرتے ہو۔ وَمَا تَكْتُمُوْنَ اور تم جو اعمال کہ لوگون سے چھپے کرتے ہو ف پس تمھارے اعمال کی تم کو جزا دیگا اگر اچھے ہین تو ثواب اور اگر بُرے ہین تو عذاب ملیگا۔ اسمین سخت تہدید ہے اور عمدہ وعدہ ہے مفسرؒ نے لوگون سے چھپے ہونے کی قید سے اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین ہوسکتی ہے۔ واضح ہو کہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خوف کرنا چاہیئے اور لوگون سے چھپانے مین نجات نہین ہے لیکن اگر کسی شخص نے بدکاری کو اسطرح کیا کہ لوگون پر بھی ظاہر کیا تو یہ دونا عذاب ہے اور ایک حدیث مین ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض گنہگار مومن کو مخفی فرماویگا کہ تو نے یہ گناہ کیا تھا وہ اقرار کریگا پھر فرماوے گا مین نے دنیا مین تجھ پر پوشیدہ کر دیا اور آج تجھے عفو کرتا ہون (الصحیح) اور حدیث مین ہے کہ بدکار فاحش بدتر شخص ہے (من الصحاح) ف عرائس مین ہے کہ قولہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس کعبہ معظمہ ظاہر مین ایک مکان پتھر وغیرہ سے بنا ہوا ہے لیکن اوتعالیٰ نے اسکو اپنی آیات سے روشن اور نور صفات کے پرتو سے منور فرمایا ہے پس وہ ان انوار کے ادراک کیلئے آئینہ ہے اسی واسطے جو لوگ حج کرتے ہین ہر ایک اپنی استعداد کے موافق اسکے فیض سے پاکیزہ ہو کر مکمل ہوتا ہے چنانچہ اہل معرفت کو اس سے کشف عظمت و کبریائی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور ارکان حج کے ہر موقف مین ان کو صفات کے انوار کا چاند اور جلال قدم کا آفتاب نظر آتا ہے اور غیرون کی نظرین اس سے محروم ہین اسی واسطے وہ ممنوع ہین اور کعبہ کو بیت الحرام بنایا اور وہ عالم کیواسطے جو بمنزلہ ایک شخص کے ہے قلب مقرر کیا اور عارفون کی نظرین اس سے انوار جلال ظاہر ہوتے ہین جیسے موسیٰؑ کو کوہ طور سے اور عیسیٰؑ کو مصیصہ سے ظاہر ہوئے ویسے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی اُمت کو کعبہ معظمہ سے ظاہر ہوئے اور یہی معنی ہین جو آیا ہے کہ جاء اللہ من سیناء واستعلن بساعیر واشرق من جبال فاران۔ اللہ تعالیٰ سیناء سے آیا اور ساعیر سے اعلان ہوا اور فاران سے چمکا۔ فاران جبال مکہ مین اور یہ قول انجیل وغیرہ کتب انبیا مین ہے۔ اسی طرح قلب عارف بھی قبلہ مشاہدہ ہے اور وہ ہر تصور و خیال و اعتبار سے ممنوع ہو کر محل نظر قدسی ہو جاتا ہے پس اُس کے آثار جلال عارفون کے چہرے سے ظاہر ہوتے ہین۔ شبلیؒ نے کہا کہ چشمہائے مردم کا امام کعبہ ہے اور قلوب اہل ایمان کا امام خالق کعبہ ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ بیت الحرام باین معنی کہ اسکے جوار مین مخالفت کرنا سخت حرام ہے قال المترجم کعبہ مین جس طرح نیکیون کا ثواب ایک لاکھ تک زائد ہے یعنی اس کثرت سے ثواب مین ترقی ہے ویسے ہی مخالفت کرنے مین بھی وہان اسے کثرت سے عذاب ہے۔ اور بعض نے کہا کہ وہان بھی حرام ہے بندے پر کہ مخلوق پر نظر رکھے بلکہ اسکے خالق عزوجل پر نظر رکھے اور بعض نے قولہ قیاما للناس سے اشارہ لیا کہ جو کوئی بسبب ارتکاب معصیت کے کج اور ٹیڑھا ہو گیا ہو جب وہ اگر کعبہ معظمہ سے لپٹ جاوے اور قلبی تعلق اُس سے پیدا کرے تو ان انوار کی برکت سے قیام یعنی مستقیم ہو جائے گا۔ اگر کہا جاوے کہ ہزارون کرورون خانہ کعبہ سے محروم ہین اور ہزارون جا کر کورے آتے ہین تم صرف تھوڑے لوگ ہو جو اسلام کی خوبی و شرائع کی مرغوبی کا دعویٰ کرتے ہو اسکی کیا وجہ ہے کہ تم ہی عالم ہو اور باقی لوگ جاہل ہین۔ جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان جاہلون کا خود ہی رد کر دیا جو شیطانی بندے ہو کر اندھے ہو رہے ہین

ع ۱۳ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

تو کہہ برابر نہین گندا اور پاک اگر تجھکو خوش لگے گندے کی بہتایت سو ڈرتے رہو اللہ سے اے عقلمندون شاید تمھارا بھلا ہو۔

قُلْ لَّا یَسْتَوِی کہدے اے محمد صلعم کہ برابر نہین ۔ اَلْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ خبیث اور طیب ف خواہ آدمی ہو یا مال ہو یا بات ہو یا اور کوئی چیز ہو چنانچہ آدمیون مین مومن و کافر یکسان نہین ہین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور مال حلال و حرام یکسان نہین اور اچھی بات و بری بات برابر نہین بالجملہ جس چیز مین خبث ہو اور جو چیز طیب ہے وہ دونون مساوی نہین ہین بلکہ طیب ہی خوب ہے اور خبیث خراب ہے وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ اگرچہ تجھے خبیث کی کثرت سے عجب ہو ف یعنی اگرچہ نظر مین جو خبیث ہے وہ بسبب کثرت کے تجکو بھلی نظر آوے یا تجھے اس امر سے تعجب ہو کہ خبیث مین اسقدر کثرت ہے کہ اسکے مقابلہ مین خوب و پاکیزہ بہت کم ہین کیونکہ قلت و کثرت کا کچھ اعتبار نہین بلکہ خبث و پاکیزگی کا اعتبار ہے چنانچہ لعل و موتی اگر کم ہین تو کنکر اپنی کثرت کیوجہ سے اُن سے اچھے نہین ہو سکتے ہین اور اسمین اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر خلقت مین یہ بات جاری ہو چکی ہے کہ بھلے کم ہونگے اور بُرے بہت ہونگے اور مفسر رحمہ اللہ نے خبیث کو حرام سے اور طیب کو حلال سے تفسیر فرمایا اور یہ تخصیص بنظر سیاق ہے ورنہ اعتبار عموم لفظ کا ہے اور وہی یہان از راہ حکم کے معتبر ہے ۔ پھر اعجبک مین خطاب ہر ایسے شخص کو ہے جو عبرت و نصیحت کی لیاقت رکھتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ علی العموم ہر شخص مخاطب کو خطاب ہے اگرچہ اس سے عبرت و نصیحت اسی شخص کو حاصل ہوگی جو عقل نورانی رکھتا ہے اسی واسطے فرمایا ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ پس اے اہل عقول تم تو تقوی الٰہی بکھوف یعنی جب یہ بات اہل عقل نے سمجھ لی تو اے عقل والو خبیث کو چھوڑ دو اور طیب پر اکتفا کرو لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ تاکہ تم فلاح پاؤ یا البتہ تم فلاح پاؤگے اور ابن کثیر نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بندون کو آگاہ فرمایا کہ خبیث و طیب اسکے نزدیک برابر نہین یعنی قلیل حلال نافع بہ نسبت کثیر حرام کے بہتر ہے چنانچہ خبر مین آیا کہ ماقل وکفی خیر مما کثر والہی یعنی قلیل جو کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو بہت ہو اور لہو مین ڈالدے ۔ اور بغوی رحمہ اللہ نے اپنے معجم مین اپنی اسناد کے ساتھ ابوامامہ رض سے روایت کی کہ ثعلبہ بن حاطب نے کہا کہ یارسول اللہ آپ دعا فرماوین کہ اللہ تعالیٰ مجھے مال دے تو فرمایا کہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے اچھا ہے جس کی تجھے طاقت نہ ہو ۔ بالجملہ طیب پر ترغیب اور خبیث پر تحذیر ہے اور اس آیت مین اہل عقل و ایمان کیلئے وسوسۂ شیطان سے کافی تنبیہ ہے کہ دنیا مین اُن کے سامنے یہ منظر عجیب آویگا کہ اہل کفر و ضلالت مین جو دنیائے ملعونہ کو آراستہ کرین بہت دنیاوی عروج مین کثرت سے ہون گے پس کبھی اپنے نور ایمان سے متزلزل نہ ہو کہ اگر اسلام حق ہوتا تو یہ دنیا سنوارنے والے بھلا کیون نہ مانتے پس اس آیت سے تنبیہ حاصل کرے کہ اللہ تعالیٰ اس دنیائے ملعونہ کو انھین لوگون کو دیگا جو ملعون ہین لہذا جب صحابہ رضی اللہ عنہ نے سب سلطنتین فتح کین تو صرف عدل و حق پھیلایا اور دنیاوی حصہ کچھ نہ لیا چنانچہ اُن کا زہد و تقوی تمام متواترات روایات مین ماثور ہے فاستقم واللہ تعالیٰ ہو الموفق ۔ پھر واضح ہو کہ تقوی یہ نہین ہے کہ ذرا ذرا سی بات مین کرید کر کے اپنے اوپر سختی کرے بلکہ نرمی کیساتھ حق تعالیٰ کی فرمانبرداری کرے لہذا حق تعالیٰ نے اپنے عادل بندون صحابہ رضی اللہ عنہم کو سوال پوچھ گچھ مسائل سے منع فرمادیا ۔ حدیث مین ہے کہ وہ شخص بدتر ہے کہ اسکے پوچھنے سے کوئی چیز حرام کردی گئی حالانکہ پہلے مباح تھی لہذا فرمایا ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ

اے ایمان والون مت پوچھو بہت چیزین کہ اگر تم پر کھولے تو تم کو بُرے لگین اور اگر پوچھو گے جس وقت قرآن اُترتا ہے تو

تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِیْنَ

کھولی جاوینگی اللہ نے اُن سے درگذر کی ہے اور اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا ۔ ویسی باتین پوچھ چکے ہین ایک لوگ تم مین سے پہلے پھر سویرے اُن سے منکر ہوئے ۔

لوگون نے آنحضرت صلعم سے کثرت سے سوال کرنے شروع کئے تو نازل ہوا قولہ تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اے ایمان والون چیزون کو مت پوچھو واضح ہو کہ سیبویہ و خلیل کے نزدیک لفظ اشیاء اسم جمع ہے پس لفظاً مفرد اور معناً جمع ہے اور فراء و اخفش و کسائی و ابوحاتم وغیرہ نے اسکو افعلۃ شئ کی جمع قرار دیا لیکن دونون مفرد مین باہم اختلاف ہے ۔ اور معنی یہ کہ جن چیزون کی ضرورت نہین ہے ان کو مت پوچھو اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

Marfat.com

یعنی اگر بیان کردی جائین گی تو تم کو ناخوشی دینگی ف بسبب اس مشقت کے جو ان چیزون مین ہی۔ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ اور اگر تم ان چیزون کو جب قرآن نازل ہو رہا ہے پوچھوگے تو تمھارے واسطے ظاہر کردی جائین گی ف معنی یہ ہین کہ اگر آنحضرت صلعم کے زمانہ حیات مین تم چیزون کو پوچھوگے تو اُن کے اظہار کے واسطے قرآن نازل ہوگا اور جب اظہار ہوگا تو تم کو رنج دیگا۔ لہذا تم ان مت پوچھو۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا اللہ تعالیٰ نے اس سے عفو کیا ف عنہا کی ضمیر بجانب مسالت راجع ہے جو تسئلوا سے مفہوم ہی اور معنی یہ کہ عفو کردیا اللہ تعالیٰ نے مسالت کو پس دوبارہ ایسا نہ کرنا۔ اور بعض نے اشیاء کی طرف راجع کی لیکن اس نوع اشیاء کی طرف راجع ہی جس سے ممانعت کی گئی ہے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہون کہ اشیاء سے خواہ دین کے متعلق ہون یا دنیا کے متعلق ہون سوال مت کرو کیونکہ ظاہر کی جاوینگی تو تم کو گوارا نہ ہونگی خواہ بوجہ دنیاوی ایسے امر کے جو نفس پر ناگوار ہوتا ہے مثلاً کوئی شخص اولاد زنا ہے تو اظہار قرآن سے ناگوار ہوگا اور خواہ بوجہ مشقت بجاآوری کے دین مین مثلاً ہر سال حج فرض ہوجائے جیسے ایک شخص نے حج کو پوچھا تھا۔ اور علی ہذا عفا اللہ عنہا کے یہ معنی کہ جو سوال ہوچکا اسکو اللہ تعالیٰ نے عفو کیا اور آیندہ ایسا نہ کرنا اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہون کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء کو عفو و مباح رکھا ہے چنانچہ مقرر ہوا کہ اشیاء کے حق مین اصل یہ ہی کہ مباح ہین سوائے ان خاص اشیاء کے جن کی نسبت کوئی دلیل شرعی کسی حکم پر دلالت کرتی ہو مثلاً ماڑی کی حرمت پر حدیث کل مسکر حرام سے دلیل قائم ہوئی۔ پس سوال کرنے سے یہ ضرر بندون کے حق مین پیدا ہوگا کہ ان مباح چیزون مین سے بعض واجب و بعض حرام وغیرہ سے مکلف ہوجاوینگے حالانکہ پہلے بسبب رحمت الٰہی کے عفو تھین پس اگر صحابہ رضی اللہ عنہم اسکو ادا کرلیجاتے تو مابعد والے حتی کہ اس زمانہ والے ایک مشقت شدید و فتنہ عظیم مین پڑجاتے پس سوال سے ممانعت بھی اس اُمت مرحومہ کیلئے خاص رحمت ہی اور حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے سوائے مکلف بہا چیزون کے باقی سے عفو کیا اور ترک فرمایا ہے پس سوال کرکے اُنکو اپنے اوپر لازم مت کرلو کیونکہ آخر بجا نہ لاؤگے اور خراب ہوگے پس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تم کو منع فرماتا ہے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ غفور حلیم ہے ف بندون کے گناہ بخشنے والا ہے اور اُن کی بے ادبی پر انکو حلم سے جلد ماخوذ فرمانے والا نہین ہے۔ قَدْ سَاَلَهَا یعنی ایسی ہی چیزون سے سوال کیا تھا۔ قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ایک قوم نے جو تم سے پہلے ہوگذرے ہین ف یعنی اگلی اُمتون مین سے ایک قوم نے سوال کیا تھا ان چیزون کے احکام کا اپنے انبیاء علیہم السلام سے پس اُن کے احکام بیان کرکے جواب دیدیا گیا اور اُن کا انجام خراب ہوا چنانچہ فرمایا۔ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ پھر وے لوگ ان چیزون سے کافر ہوگئے ف یا ین طور کہ ان پر عمل کرنا چھوڑدیا۔ واضح ہو کہ یہان ترک عمل پر کفر کا اطلاق کیا یا ین معنی کہ ان لوگون نے ان احکام کو کچھ نہین سمجھا اور ان کو مباح کرلیا کہ بے تردد اُن کے ساتھ اباحت کا معاملہ کرنے لگے پس کافر ہوگئے۔ یہان سے معلوم ہوا کہ کفر کا اطلاق سوائے کفر بمعنی عدم ایمان کے بھی معصیت پر آتا ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے اس بارہ مین باب باندھا ہے۔ واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے متعلق سبب نزول چند احادیث جو مفید بمعنی آیت و افادات دیگر ہین بیان کین اور مترجم اسکی تلخیص لاتا ہے کہ عن انس بن مالکؓ کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ایسا خطبہ ایک روز پڑھا کہ مین نے ویسا نہین سنا تھا اور اس خطبہ مین یہ بھی کہا کہ جو کچھ مین جانتا ہون اگر تم جانتے تو کم ہنستے اور بہت رویا کرتے اور مین نے دیکھا کہ اصحاب رسول اللہ صلعم منہ چھپائے روتے ہین حتی کہ رونے کی باریک آواز سنائی دیتی تھی۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہی تب یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء الآیۃ۔ رواہ البخاری و مسلم و احمد و الترمذی و النسائی۔ و عن انس بن مالکؓ ایضاً کہا کہ لوگون نے حضرت صلعم سے سوال کرنے شروع کئے یہانتک کہ بہت مبالغہ کیا پس ایک روز آپ نکلکر منبر پر بیٹھے اور فرمایا آج جو کچھ تم پوچھوگے مین ضرور تم سے بیان کرونگا پس صحابہ رضی اللہ عنہم ڈر گئے کہ شاید کوئی واقعہ پیش آنیوالا ہی پس مین دائین بائین جدہر نظر کرتا تھا ہر ایک کو دیکھتا تھا کہ اپنے کپڑے سے منہ ڈھکے ہوئے رو رہا ہے پھر ایک شخص اپنے باپ کے سوائے دوسرے کی طرف نسبت کیا جاتا تھا۔ پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہی فرمایا کہ تیرا باپ حذافہ ہی

پھر عمر بن الخطابؓ نے کھڑے ہوکر یہ عرض کرنا شروع کیا کہ ہم راضی ہوئے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور محمد صلعم ہمارے واسطے رسول ہین ہم لوگ سب شر فتنہ سے پناہ مانگتے ہین پس آنحضرت صلعم کا غصہ فرو ہوا اور فرمایا کہ خیر و شر مین آج کے دن سا مین نے نہین دیکھا کہ جنت دوزخ کی تصویر میرے روبرو کردی گئی کہ مین نے اس دیوار کے ادھر دیکھی - رواہ ابن جریر والبخاری و مسلم اور ایک روایت مین ابوہریرہؓ سے ہے کہ آنحضرتؐ کا چہرہ مبارک سرخ تھا جب منبر پر آئے - اور یہ بھی زیادہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بعد کلمات مذکورہ کے یہ بھی کہا کہ یا رسول اللہ ہم لوگون کا زمانہ جاہلیت و شرک تھوڑے دن ہوئے دور ہوا ہے سو آپ ہم لوگون کی بے ادبیان عفو کرین اللہ تعالیٰ آپ کو عفو فرماوے پس آنحضرت صلعم کا غصہ فرو ہوا - رواہ ابن جریر باسناد جید اور مرسل روایات مین اکثر تابعین سے یہ قصہ مروی ہوا اور سدیؒ کی روایت قصہ مین یہ بھی ہے کہ عمرؓ نے کھڑے ہوکر آپ کے پانون چوم لئے اور وہی اعتذار کیا جو اوپر مذکور ہوا اور برابر یہی کہتے رہے یہان تک کہ غصہ فرو ہوا عن ابن عباسؓ ایک قوم سوال کیا کرتی رسول اللہ صلعم سے بدون کسی ضرورت و مراد کے سو بعض کہتا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے اور کوئی کہتا کہ میری اونٹنی گم ہوگئی وہ کہان ہے تو اُن کے حق مین اللہ تعالیٰ نے نازل کیا قولہ لاتسالوا عن اشیاء الآیۃ - رواہ البخاری عن علیؓ جب یہ آیت اُتری وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الآیۃ - تو بعض لوگ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال یہ واجب ہے آپ خاموش رہے پھر یہی کہا پھر آپ خاموش رہے پھر اُنھون نے یہی کہا تو آپ نے فرمایا کہ نہین اور فرمایا کہ اگر مین ہان کہدیتا تو ہر سال واجب ہوجاتا اور اگر یون واجب ہوجاتا تو تم سے ہرگز نہو سکتا پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا - یا ایہا الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء الآیۃ - رواہ احمد و ابن ماجہ والترمذی وقال غریب - اور یہ معنی بروایت ابوہریرہؓ و ابوامامہؓ بھی مروی ہین اور ابوہریرہ کی روایت مین ہے کہ فرمایا - اور اگر مین ہان کہدیتا تو واجب ہوجاتا اور اگر واجب ہوتا تو تم نہ کرسکتے اور اگر چھوڑ دیتے تو کافر ہوجاتے پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا الحدیث یہ دلیل ہے کہ حج چھوڑنے کی معصیت کو کفر فرمایا - تو یہ کفر مقابل ایمان نہین بلکہ کفران نعمت ہے اور ابوامامہ کی روایت مین مصرح ہے کہ پوچھنے والا ایک اعرابی تھا - اور نیز اسمین ہے کہ آپنے بعد اس ملامت کرنے کے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ تم سے پہلے اُمتون کو اُن مین کے ایسے سرغنہ لوگون نے برباد کیا جو فتنہ و حرج مین ڈالنے والے ہوئے اور قسم ہے اللہ عزوجل کی کہ اگر مین تمھارے لئے تمام وہ چیز جو روئے زمین پر ہے حلال کردون اور فقط ایک موزہ بھر جگہ اسمین سے حرام کردون تو تم اسی قدر مین فتنہ مین پڑوگے - رواہ ابن جریر باسناد ضعیف اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ ظاہر آیت مین سوال ایسی چیزون سے ممنوع ہے کہ بیان ہونے پر آدمی کو ناگواری دین - اور نیز کہا کہ حدیث مین آیا ہے کہ مسلمانون مین سے وہ بڑا مجرم ہے جس نے ایسی چیز سے سوال کیا جو حرام نہ تھی پھر اُسکے پوچھنے سے حرام ہوگئی ولیکن اگر قرآن مجید مین مجمل نازل ہوا تو اُسکے بیان کو پوچھنا جائز رہا کیونکہ ان کو اس کی ضرورت تھی - وقولہ عفا اللہ عنہ اے جو اپنی کتاب مجید مین ہمین فرمایا وہ منجملہ ان چیزون کے ہے جن کو عفو فرمایا ہے تو تم بھی اس سے سکوت کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے ہمین بیان کیا ہے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ چھوڑ دو مجکو جبتک مین تم کو چھوڑے رکھون کیونکہ تم سے اگلے لوگ اسی سبب سے ہلاک ہوئے کہ اپنے انبیا علیہم السلام سے بہت سوال کرتے پھر مخالفت کرتے تھے - اور نیز حدیث صحیح مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرائض مقرر کئے ہین ان کو ضائع مت کرو اور جو حدود باندھے ہین اُن سے تجاوز مت کرو اور کچھ چیزین حرام کردین اُن کی ہتک حرمت نہ کرو اور بہت چیزون سے سکوت فرمایا وہ تم پر رحمت کرنے کیواسطے سکوت ہے کچھ بھول کی وجہ سے نہین ہے تو تم ان چیزون سے سوال مت کرو - اور حدیث ابن عباسؓ مین جو قصہ فرضیت حج مین ہے - یون فرمایا کہ پھر تم لوگ مجھ سے سوال چھوڑ دو جبتک کہ مین تم کو چھوڑ دون اور جب تم کو کسی امر کا حکم دون تو اُسکو بجا لاؤ اور جب کسی چیز سے منع کردون تو اس سے باز رہو تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو سوال کرنے اور پوچھنے سے منع کردیا جیسے نصاریٰ نے مائدہ آسمان سے اُترنے کی درخواست کی تھی پھر کافر ہوگئے پس اللہ تعالیٰ نے اسی سے اس اُمت کو منع فرمایا کہ اگر قرآن مین سختی سے کوئی حکم نازل ہوا تو تم کو گوارا نہ ہوگا اور تم منتظر رہو قرآن مجید خود نازل ہوگا سو جس چیز سے تم سوال کرتے تھے

Marfat.com

اس کا بیان خود قرآن مین مل جائیگا رواہ ابن جریر من طریق العوفی عنہ وقال المترجم کلام مجید مین جملہ احکام سب چیزون کے موجود ہین لیکن اُنکو نکالنے اور جاننے کے واسطے اجتہاد وکمال ایمان وتوفیق الٰہی ضرور ہے پس اگر ہر چیز کا حکم مصرح الگ الگ ہوتا تو ایک ہی امر قطعی ہو جاتا اور اب اس اُمت کو مانند اگلی اُمتون کے کتاب الٰہی مین اجتہاد کا حکم دیا اور یہ کمال رحمت ہی کہ علماء کے اجتہاد آسانی وسختی مین مختلف آتے ہین اور اسی قدر پر اُن کو معذور رکھا اور ہر ایک کی اجتہاد کے مطابق عمل کرنے پر اس کو ثواب دیا پس یہ کمال رحمت ہی اسی واسطے کہا گیا کہ اختلاف علماء رحمت ہی فتامل وافہم اور مجاہد کے طریق سے ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قولہ لاتسئلوا عن اشیاء۔ یہ اشیاء وہی بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام ہین۔ تو نہین دیکھتا کہ آگے فرمایا۔ ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا کذا ولا کذا۔ اور عکرمہؒ نے کہا کہ وہ لوگ آیات معجزات کا سوال کیا کرتے تو اس سے منع کر دیئے گئے۔ رواہ ابن جریر ومراد عکرمہؒ کی یہ ہی کہ ان آیات سے سوال کرنے مین جبکہ پورے کئے جاوین تو بعد اُسکے اگر کفر وانکار ہو تو ع۔ اب نازل ہوگا جیسے اگلی اُمتون پر ہوا تھا ولیکن مترجم کہتا ہی کہ اگرچہ یہ قول فی نفسہ عمدہ ہی ولیکن آیت کریمہ سے موافقت تفسیری نہین رکھتا ہے چنانچہ ادنی تامل سے واضح ہے پھر جاننا چاہیئے کہ سوال سے ممانعت جو اس آیت مین ہی ضرور ہے کہ ایسے سوالات کیساتھ مفید ہو جن کی حاجت نہین اور مزید تکلیف کے موجب ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا اسواسطے کہ اُمور دین ودنیا مین سے جن کی حاجت وضرورت ہی اُن کا سوال کرنا جائز فرمایا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون اور حدیث مین جب ایک زخمی آدمی کو اسکے ساتھیون نے تیمم جائز نہ بتلایا اور نہانے ہی پر مقصور رکھکر ہلاک کیا تو آنحضرت صلعم نے اس واقعہ کے بیان پر فرمایا۔ قاتلہم اللہ الا سالوا فانما شفاء العی السوال۔ یعنی ان کمبختون نے دریافت کیون نہین کیا فقط راے سے کیون کہا کہ تیمم نہین روا ہے کیونکہ نہ جاننے والے کی دوا یہ ہے کہ دریافت کرلے پس ظاہر ہوا کہ ضروری اُمور مین سوال جائز ہے۔ فافہم۔ اگر کہا جاوے کہ جب یہ بات ہی تو تم لوگون نے کیون فقہ کی کتابون مین ایسی صورتین واُن کے احکام جمع کئے جو مذکور نہین ہین بلکہ بعض کبھی واقع نہین ہوتی ہین جواب اسکا بہت تفصیل سے ہے لیکن مختصر یہ ہی کہ فقہ والون نے دراصل نکالنے کا طریقہ سمجھایا ہے کیونکہ حکم دینا تو بعد واقع ہونے کے ہوا کرتا ہے چنانچہ امام دارمی نے مسند مین بہت آثار بلکہ اخبار روایت کئے جن سے قبل واقعہ کے حکم نکالنا مذموم ہے پس طریقہ اجتہاد جاننے سے مجتہدون پر آسانی حاصل ہوگئی جو پچھلے زمانہ مین عالم ہوئے ہین لیکن اس زمانہ مین جہال اس کثرت سے پھیل گئے کہ اُنھون نے اس غرض کو برباد کرکے یہان تک تعصب کیا کہ ہر فرقہ یہ چاہتا ہے کہ دین صرف اسی کے مذہب مین منحصر ہو جائے اور یہ بدتر مخلوق ہی جو دین اسلام مین مفسد اور اسرار شریعت سے جاہل ودر نفاق پھیلانے والی ہے۔ نعوذ باللہ من الضلال ف فی العرائس۔ قولہ تعالیٰ یاایہا الذین امنوا لاتسئلوا عن اشیاء الآیۃ اس سے بطریق اشارت ثبوت ہوا کہ جب غیب کے دیدار ومکاشفہ سے وقوف نہ ہو اور اہل معرفت وکشف کے درجہ کو نہ پہونچا ہو تو اُس کے حقائق کو مت دریافت کرے کیونکہ جب اہل اسرار کی باتون مین کوئی عارف اس کے دقائق کو بیان کریگا تو نادان لوگ اسکو ادراک نہین کرینگے پس اُن کی محرومی اُن کو رنج دیگی اور بسا اوقات وہ بعض اسرار سے منکر ہون گے اور اللہ تعالیٰ عزوجل علیٰ غیار کو غیب سے مطلع نہین فرماتا ہے اور اسمین مریدون کو تنبیہ ہی کہ ابتدائی حال مین مشائخ کے حالات واُن کے قصص وحکایات دریافت کرنے مین نہ پڑین۔ بعض مشائخ نے اس آیت کے اشارہ مین کہا کہ صدیقین واولیاء کے مقامات ودرجات مت دریافت کرو کیونکہ خالی بیان سے تم کو فائدہ نہین اور اگر اسمین سے کچھ انکار کروگے تو مضرت ہی کہ تباہ ہو جاؤگے شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غیب کے حالات ومقامات کو زبانی دریافت کرنا تو پردۂ حجاب اُٹھنا ہے اور اگر کوئی اسکا دعویٰ کریگا۔ تو وہ کمبخت قاسی القلب ہو گیا یعنی زبانی دریافت کیا تھا یا کتاب مین دیکھ لیا تھا پھر خود مدعی کاذب بن بیٹھا تو بدکار مکار ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو بھی کیا فائدہ ہوا بلکہ وہ ایک حجاب مین پڑ گیا کہ اسکا دھیان اسطرف لگ گیا بلکہ یہان تو خلوص طاعت وعمل معرفت چاہیئے ہے مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین اگر ظاہر شرع مین

Marfat.com

دیکھو تو ہر شخص مدعی علم و مدعی مذہب ہے حالانکہ اعمال ظاہرہ مین خود فاجر ہے اور اگر اعمال قلبی مین دیکھو یعنی علاوہ ظاہری اعمال کے صدق و صفا و حسن نیت و اخلاص وغیرہ قلبی اعمال کو دیکھو تو کچھ نہین سوائے اسکے کہ ہر فاجر بدکار خلاف شرع جاہل نے عوام کو دھوکا دیا کہ یہ علم طریقت کچھ اور ہی چیز ہے اور وہ مدعی ولایت بن بیٹھا۔ عوام کو دیکھو تو وہ آخرت کو موہوم جانتے ہین اور دنیا کو نقد خیال کر کے اس مدعی کاذب کے پاس دنیا لینے جاتے ہین اور آخرت کا وعظ کہنے والے لوگون کو علم حقیقت سے گمراہ سمجھکر شریعت کی باتین بنانیوالا سمجھتے ہین اور شریعت سے اس گمراہ نے پہلے ہی اُن کو بہکا دیا تھا اور یہ عوام نہین سمجھتے کہ خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو چلا وہ جہنم مین گیا پھر عجب ہے کہ اسکو ولی جانتے ہین اور خود عارف کامل سمجھکر اسکو پہچان جاتے ہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیآت اعمالنا۔ راہ مستقیم یہی ہے کہ ظاہر و باطن مین سنت پر ثابت قدم ہو اور اپنی رائے و قیاس کو کچھ بھی دخل نہ دے۔ جیسے کافرون و مشرکون و بدعتیون و رافضی و خوارج وغیرہ کا قاعدہ ہے کہ اپنی رائے سے حرام و حلال و عذاب و ثواب بناتے ہین اور حکم الٰہی و سنت رسالتپناہی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رائے لگاتے ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کافرون کی مذمت بلیغ فرمائی۔ بقولہ تعالےٰ

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ لا وَلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ
نہین ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی اور لیکن کافر باندھتے
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى
اللہ پر جھوٹ اور اُن مین بہتون کو عقل نہین اور جب کہے ان کو آؤ اس طرف جو اللہ نے نازل کیا اور رسول
الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
کی طرف کہین ہم کو کفایت ہے جس پر پایا ہے ہم نے اپنے باپ دادون کو بھلا اگرچہ اُن کے باپ نہ علم رکھتے ہون
شَيْـــًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝

کچھ اور نہ راہ جانتے ہون۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ اے ما شرع اللہ یعنی مشروع فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ پس جعل بمعنی شرع و وضع لیا جیسا کہ ابن عطیہ و زمخشری و عکبری نے کہا اور نیز عکبری نے بمعنی سمّی تجویز کیا یعنی نہین نام رکھا اللہ تعالیٰ نے کسی جوان کا بحیرہ۔ اعتراض کیا گیا کہ اہل لغت نے جعل کے یہ معنی نہین بیان کئے اور رد کیا گیا کہ جعل کسی شئی کا فعل ہے خواہ اسکے نفس ذات کا جو کہ خلق ہے یا اسکے خلق کا کسی صفت پر یا کسی صفت سے دوسری صفت پر خواہ بطریق تعبدی ہو اور وہ شرع ہے اور خواہ غیر تعبدی ہو پس یہان جعل تکوینی نہین بلکہ تشریعی ہے۔ شیخ ابو السعود رح نے کہا کہ ما جعل یہان بمعنی ما شرع ہے اسی واسطے مفعول واحد یعنی بحیرہ کی طرف متعدی ہوا اور سائبہ وغیرہ عطف ہین بحیرہ پر اور من زائدہ ہے بغرض تاکید نفی کیونکہ جعل تکوینی جیسے کبھی دو مفعول کی طرف مانند قولہ جعل لکم الارض فراشاً۔ اور کبھی ایک مفعول کی طرف کمافی قولہ خلق السموات والارض متعدی ہوتا ہے ایسے ہی جعل تشریعی کبھی متعدی بدو مفعول مانند قولہ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس کبھی متعدی بیک مفعول ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ مین ہے اور بعض نے جعل بمعنی صیّر تجویز کیا اے ما صیّر اللہ من بحیرۃ مشروعۃ اور ابن عطیہ وغیرہ نے اسکو منکر ٹھہرایا کیونکہ تقدیر مفعول دوم بلا ضرورت ہے علاوہ برین مقادیہ ہوگا کہ اس سے بحیرہ ہونے کی نفی نہ نکلے گی غایت یہ کہ بحیرہ مشروع ہونے کی نفی ہے حالانکہ من بحیرہ مین من کی زیادت بغرض نفی مطلق بحیرہ ہے از جانب حق تعالیٰ پس صحیح وہی معنی ما شرع اللہ من بحیرۃ ہین پھر بحیرہ بروزن نطیحہ مشتق از بحر ہے بمعنی کان پھاڑ دینا۔ اور واضح ہو کہ ان جانورون کے واسطے ان کے جسم مین علامات ہوتے تھے اور اُن کے ساتھ برتاؤ کے قواعد ہوتے تھے اور وجہ اُن کی بحیرہ وغیرہ کر دینے کی خاص خاص ہوتی تھین اور یہ سب کافرون نے اپنی طرف سے بنائی تھین اُن مین سے کوئی اللہ تعالیٰ نے نہین فرمائی بلکہ قولہ فلیبتکن آذان الانعام سے ثابت ہوا کہ شیطان نے اُن کو یہ باتین کرنے کی راہ بتائی تھی اور جب یہ معلوم ہوا تو آیندہ جو روایات آئی ہین اُن مین تطبیق دینا آسان ہے۔ وَلَا سَآئِبَةٍ اے مسیبۃ جو چھٹے پھرے جیسے سانڈ بیل۔ وَلَا وَصِيْلَةٍ اے وصل کی ہوئی اور وجہ اُسکے مابعد مین مذکور ہون گے۔

Marfat.com

وَلَا حَامٍ کیونکہ اُسنے سواری سے اپنی پیٹھ کی حمایت کرلی کیونکہ اسپر سوار ہونا روا نہین رکھتے تھے بالجملہ معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بحیرہ نہین کیا۔ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ کوئی وصیلہ ونہ کوئی حامی جیسے کہ زمانۂ جاہلیت والے اُن کو بتایا کرتے تھے **قال المفسر** رح بخاری رحمۃ اللہ نے سعید بن المسیب رح سے روایت کی کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہی جس کا دودھ فقط طواغیت یعنی بتون کیلئے کردیتے اور آدمیون مین سے اُسکو کوئی نہین دوہتا تھا **قال** فی الکمالین بحیرہ خواہ اونٹ ہو یا اونٹنی ابو عبیدہ رح نے کہا کہ دودھ اسکا فقط عورتون سے ممنوع ہوتا تھا۔ فافہم۔ اور سائبہ جسکو اپنے بتون کے واسطے چھوڑ دیتے جہان چاہے جاوے اور وصیلہ وہ پچی اونٹنی جو پہلے بیدمین مادہ جنی پھر دوسرے بیدمین بھی مادہ جنی تو اسکو بتون کے واسطے اُنکے نام پر چھوڑ دیتے اس جہت سے وصیلہ ہوئی کہ اُسنے ایک مادہ بچہ کو دوسری مادہ بچہ سے ملادیا اور دونون بیدن کے بیچ مین کوئی نر بچہ نہین جنی ہی اور حام وہ نر اونٹ ہی جو چند محدود جفتیان کھا چکا پھر جب وہ اسقدر جفتیان پوری کرتا تو اسکو بتون کے نام پر چھوڑ دیتے اور بوجھ لادنے سے معاف کرتے پس اسپر کچھ لادا نہین جاتا تھا اور حامی اسکا نام رکھتے تھے۔ وَلٰکِنَّ یہ واؤ حالیہ ہی جیسا کہ زمخشری نے کہا اور بعض نے عاطفہ قرار دیا ولیکن اول اولیٰ ہی اور معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ نے تو کوئی بحیرہ وسائبہ ووصیلہ وحام نہین مشروع کیا مگر حال یہ ہی کہ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ جو کافر مشرک ہوے ہین وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا افترا باندھتے ہین ف چنانچہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم دیا ہے وَاَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ اور ان مین سے بہتیرے سمجھتے نہین ف کہ یہ افترا ہے کیونکہ اُنھون نے اس معاملہ مین اپنے باپ دادون کی تقلید کی تھی اور تقلید مین مقلد کو کوئی دلیل تو معلوم نہین ہوتی ہی صرف یہ نیک گمان ہوتا ہے کہ ضرور ہمارے بزرگ نے عقلمندی و دلیل ہی سے ایسا کیا ہوگا تو ضرور یہی ٹھیک ہی۔ واضح ہو کہ سعید بن المسیب رح سے بخاری رح نے جو روایت کی ویسی ہی مسلم رح ونسائی رح نے بھی روایت کی ہی اور یہ روایت بمنزلہ روایت مرفوع کے ہی اور خود بخاری رح نے ابو الیمان رح کے قول سے روایت کیا کہ سعید بن المسیب نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے اسکے مانند سنا ہے اور روایت بخاری از سعید رحمہ اللہ جو مفسر سیوطی رح نے ذکر کی ہی اسمین سائبہ کے ذکر کے بعد یہ بھی ہی کہ سعید رح نے کہا کہ ابو ہریرہ رض نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا کہ دوزخ مین اپنی آنتین چکی کی طرح کھینچتا پھرتا ہے اسی نے پہلے سائبہ کرنا نکالا تھا اور بخاری رح نے حضرت عائشہ رض سے اسکے مانند روایت کی۔ ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اکثم بن الجون سے کہا کہ مین نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا کہ اپنی آنتین دوزخ مین چکی کی طرح گھمائے پھرتا ہے سو مین نے کوئی شخص اُسکے ساتھ زیادہ مشابہ تجھ سے نہین دیکھا پس اکثم نے کہا کہ یا رسول اللہ مین خوفناک ہون کہ اسکی مشابہت مجکو ضرر کرے تو آپنے فرمایا کہ نہین بلکہ تو مومن ہی اور وہ کافر ہے اسی نے پہلے پہل دین ابراہیم کو بدلا اور بحیرہ کرنا نکالا اور سائبہ بنایا اور حامی نکالا ہے۔ رواہ ابن جریر تحدیثا عن ہناد عن یونس بن بکیر عن محمد بن اسحاق عن محمد بن ابراہیم بن الحرث عن ابی صالح عن ابی ہریرہ۔ وقد رواہ عن ہناد عن عبیدۃ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ مرفوعا بنحوہ او مثلہ ولیس ہذان الطریقان من الکتب **قال المترجم** اور ایک حدیث مین اسکی نسبت آیا کہ یہی حجاز مین پہلے بت لایا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پہلے جس شخص نے سائبہ کرنا نکالا اور بتون کو پوجا وہ خزاعہ کا باپ عمرو بن عامر ہے اور مین نے دیکھا کہ جہنم مین اپنی آنتین کھینچتے پھرتا ہی رواہ احمد یعنی گدھے کی طرح چکی کے مانند گھماتا ہے اور یہ اسکے حق مین شدت عذاب ہی۔ اور زید بن اسلم سے مرسل روایت مین اول معرو بن ابراہیم علیہ السلام وہ عمرو بن لحی ہی اور بحیرہ نکالنے والا پہلا شخص ایک بنی مدلج مین سے ہے جسنے اپنی دو اونٹنیون کو بحیرہ کیا کہ کان کاٹے اور دودھ حرام کیا اور اس روایت مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین نے آگ مین اسکو دیکھا کہ وہی دونون اونٹنیان اسکو منھون سے کاٹتی اور کھرون سے روندتی ہین **قال ابن کثیر** رح پس عمرو بن لحی وہی رئیس خزاعہ ہی جو جرہم قبیلہ کے بعد خانہ کعبہ کے متولی ہوے پس اس عمرو نے سب سے پہلے دین ابراہیم یعنی توحید و اسلام کو بگاڑا اور حجاز مین بت لایا اور لوگون کو اُن کی پرستش کرنے کو کہا اور یہ شرائع بحیرہ وغیرہ نکالین **قال المترجم** اوپر کی روایت مین بحیرہ کا حکم مذکور ہی اور نیز فقط اونٹ کے

Marfat.com

قسم مین بحیرہ وغیرہ کا ذکر ہوا حالانکہ عرب کے بُت پرست گائے بکری وغیرہ جانورون سے بھی بحیرہ وسائبہ وغیرہ بناتے تھے اور نیز مختلف قبائل وگروہ مین جدا جدا طریقہ تھا اور احکام بھی مختلف تھے اور سورۂ انعام مین انشا اللہ تعالیٰ کچھ ذکر آویگا ولیکن اہل تفسیر کے موافق مختصر ذکر یہان بھی مترجم کو لکھنا اولیٰ معلوم ہوا۔ عن علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس۔ اونٹنی جب پانچ بید جنی تو پانچوین کو دیکھتے اگر وہ نر ہوتا تو ذبح کرتے اور اُسکو فقط مرد کھاتے عورتین نہین اور اگر مادہ بچہ ہوتا تو کان کاٹ کر بحیرہ کرتے **قال المترجم** اس سے معلوم ہوا کہ بحیرہ یہ بچہ ہوتا تھا واللہ اعلم اور شافعیؒ نے کہا ناقہ جب پانچ بید مادہ مادہ جنی تو اُونٹنی کو بحیرہ کرکے حرام کردیتے تھے اور مجاہدؒ نے سائبہ کو کہا کہ وہ بکری ہوتی اور وہی کیفیت بحیرہ کے مانند اسمین بھی تھی مگر اتنا فرق کہ چھ بید تک تو اپنے حال پر رہتی پھر ساتوین بید پر اگر بکرا یا دو بکرے جنی تو بچہ ذبح کرکے مرد کھاتے اور عورتون پر حرام تھا اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ سائبہ اونٹنی تھی جب دس بید مادہ جنتی جنمین نر کوئی نہ ہوتا تو چھوڑ دی جاتی کہ اسپر کوئی سوار نہ ہوتا اور نہ اسکے بال کاٹے جاتے اور نہ اُسکا دودھ دوہا جاتا سوائے مہمان کے واسطے اور ابو روق نے کہا کہ کوئی بیمار ہوتا یا کسی کا عزیز کہین جاتا تو وہ نذر مین اونٹنی چھوڑتا سو جو اس سے بچہ ہوتے وہ بھی اسی کے ساتھ رہتے تھے۔ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس وصیلہ وہ بکری کہ اسکے ساتوین بید کو دیکھتے اگر نر ہوتا تو مرد بانٹ کھاتے عورتون پر حرام ہوتا اور اگر مادہ ہوتا یا نر و مادہ ایک ہی جھول مین ہوتے تو وصیلہ کردیتے۔ عن سعید بن المسیب **وصیلہ** اُونٹنی ہے کہ پہلے بید پر مادہ جنی پھر دوسری بار مادہ جنی تو وصیلہ اُسکا نام رکھتے کہ اُسنے دو مادہ کو ملا دیا پس کان کاٹ کر بتون کے نام پر چھوڑ دیتے **وکذا قال مالکؒ** اور محمد بن اسحاق نے کہا کہ وصیلہ وہ بکری کہ پانچ بید مین ہر بار دو بکریان جنی تو اسکو وصیلہ کہتے اور چھوڑتے پھر جو نر یا مادہ جنتی وہ مردون کو حلال و عورتون پر حرام جانتے تھے اور اگر مردہ بچہ جنی تو اسمین مرد و عورتین شریک ہوجاتے تھے۔ رہا حام تو عوفی عن ابن عباس مروی ہے کہ دس دفعہ وہ مادہ پر چھوڑا گیا تو کہتے کہ حام ہوا اسکو چھوڑ دو کذا قال ابو روق وقتادہ۔ قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس۔ حام نر اونٹ جبکہ اُسکے بچے کے بچہ ہوا تو کہتے کہ حمی ہذا ظہرہ۔ اسنے اپنی پیٹھ کی حمایت کرلی پس اُسپر نہ سواری لیتے اور نہ کچھ لادتے۔ اور نہ اُس کے بال کاٹتے اور چاہے جسکی چراگاہ و حوض مین چلا جاتا کوئی اسکو منع نہین کرتا۔ اور اسی طرح اور مختلف اقوال بحیرہ وسائبہ و وصیلہ و حام کے بیان مین وارد ہوئے ہین اور منشا اُنکا یہی ہے کہ عرب والے مختلف خیالات و طرح طرح کے گڑھے ہوئے شیطانی اعتقادات رکھتے تھے حتی کہ قبیلہ و گروہ آپس مین مختلف تھے لہذا تفاسیر مختلف مروی ہوئی ہین اور مقصود اس سے یہ ہے کہ یہ سب طریقے خلاف حکم الٰہی ہین اور ابن ابی حاتم نے من طریق ابی اسحاق السبیعی عن ابی الاحوص الجشمی عن ابیہ مالک بن نضلہ روایت کی کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پرانے پھٹے دو کپڑے میرے بدن پر تھے تو آپنے مجھ سے فرمایا کہ بھلا تیرے پاس مال ہے مین نے کہا کہ ہان۔ فرمایا کہ کون مال ہے مین نے عرض کیا کہ اونٹ بکری گھوڑے غلام باندی سب قسم کا مال ہے تو فرمایا کہ جب تجھے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اپنے اوپر اس سے زیادہ خرچ کر۔ پھر فرمایا کہ تیرے اونٹ پورے کان والا بچہ جنتے ہین۔ مین نے کہا کہ ہان۔ تو فرمایا کہ ہان اونٹ تو یون ہی جنتے ہین پھر فرمایا کہ شاید تو استرہ لیکر انمین سے بعض کے کان کاٹ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ بحیرہ ہین اور بعض کے کان پھاڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ حرام ہین۔ مین نے کہا کہ جی ہان۔ فرمایا کہ ایسا مت کیا کر۔ جو کچھ تجکو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ سب تیرے واسطے حلال ہے پھر یہ آیت پڑھی۔ ما جعل اللہ من بحیرۃ الآیۃ۔ اور واضح ہو کہ مشرکین عرب مین بعضے تو بتون کے نام پر چھوڑتے اور بعضے اللہ تعالیٰ کے واسطے بھی چھوڑتے اور باہم احکام مین اختلاف رکھتے تھے مسئلہ جس شخص نے سانڈ چھوڑ دیا اُسنے اپنے ملک سے بت وغیرہ کے نام پر نکالا حالانکہ وہ مالک ہونے کے قابل نہین لہذا اختلاف ہے کہ وہ کسی کی ملک مین رہا یا غیر مملوک ہوگیا کیونکہ بت کے ملک مین دینا تو کچھ نہین ہے اور اگر چڑیمارون سے لیکر چڑیان چھوڑے تو وہ ملک سے خارج نہین ہوتی ہے پس باب الکراہیۃ ترجمہ ہدایہ یعنی عین الہدایہ للمترجم دیکھو۔ اور جس نے کسی بت وغیرہ کے نام پر کوئی بکرا وغیرہ جانور ذبح کیا وہ مردار ہے اور کرنے والے پر خوف کفر ہے اور جس شخص نے کسی جانور کا گوشت یا دودھ اپنے اوپر حرام کرلیا تو حرام نہین ہوجاتا ولیکن یہ قسم ہوجاتی ہے پس قسم کا کفارہ دیوے تب کھاوے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اور جب ان مشرکون سے کہا جاتا ہے کہ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ آؤ اس چیز کی طرف جو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے اُتاری ف یعنی قرآن کی پابندی کرو۔ وَاِلَى الرَّسُوْلِ اور آؤ رسول کی طرف ف یعنی قرآن اور رسول کے حکم کو مانو کہ جو کچھ تم نے حرام سمجھ رکھا ہے وہ حلال ہے۔ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا کہتے ہین کہ کافی ہے ہم کو وہ جسپر ہم نے اپنے باپ دادون کو پایا ف یعنی جس راہ و طریقے پر ہمارے باپ دادے گذرے وہ ہمکو کافی ہے یعنی اپنے باپ دادون کی تقلید پر اڑے ہوئے تھے اور اسی کو عمدہ و کافی سمجھتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ اے جسبہ ذلک و لو کان آباؤہم لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ کیا کافی ہوگئی اُن کو یہ تقلید اپنے باپ دادون کی اگرچہ بات یہ کہ اُن کے باپ دادے کچھ نہین جانتے اور نہ راہ پاتے تھے حق بات کی طرف ف اور یہ استفہام انکاری ہے اور بعض نے کہا ہمزہ استفہام انکاری تعجب دلانے کو واؤ حالیہ پر داخل ہے اور معنی یہ کہ یہ تقلید جہالت کا فی جانتے ہین گو اُن کے باپ دادے نہ کچھ جانتے اور نہ ہدایت پاتے تھے اور حاصل آنکہ دین مین اقتدا تو اسی عالم کی صحیح ہے جو ایسا ہدایت یافتہ ہو کہ اپنے اقوال کا ذکر درمیان مین نہ لاوے بلکہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلعم و دلیل شرعی سے جو حکم نکلتا ہو وہ بیان کر دے چاہے اسکے نفس کی یا کسی اور کی رائے و عقل اسکے مطابق ہو یا نہ ہو۔ اور توضیح یہ ہے کہ آدمی پر اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول کی پیروی فرض اور وہی عین ایمان ہے پس اگر حکم خدا و رسول کو خود جان سکتا اور سمجھ سکتا ہے تو وہ کسی کی پیروی نکرے جیسے علمائے مجتہدین پر دوسرے کی تقلید کرنا حرام ہے اور اگر آدمی خود نہین سمجھ سکتا اور اُس کو کسی مسئلہ مین حاجت ہوئی تو کسی عالم سے دریافت کرے مگر اسی عالم پر اعتماد کرے جو ہدایت یافتہ ہو اور اللہ تعالیٰ اُسکے رسول کا حکم صریح یا قیاس شرعی سے حکم نکالکر بیان کر دے پس یہ شخص اس حکم کو جو بدلیل شرعی ہے لیکر اسپر عمل کرے اور اگر وہ عالم اپنا قول یا اپنی رائے یا بدون دلیل شرعی کے اپنا قیاس بیان کرے تو اسکو نہ مانے ورنہ وہی مذمت اُسپر عائد ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے حق مین فرمائی بقولہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم ارباباً من دون اللہ کیونکہ حدیث مین اس آیت کی تفسیر مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ تو اپنے علماء و درویشون کو رب نہین بتاتے تھے تو فرمایا کہ اُن کی ہر بات کو مان لیتے تھے عرض کیا گیا کہ ہان یہ تو تھا۔ تو فرمایا کہ یہی ہے (رواہ الترمذی و صححہ) پھر واضح رہے کہ احادیث و آثار مین یہ بیان ہوا ہے کہ آخر زمانہ مین ایسے لوگ ہون گے جو خلاف حکم خدا و رسول کے باتین بناوینگے اور اُن کو اللہ تعالیٰ و رسول صلعم کا حکم ظاہر کرینگے لہذا اکثر علماء و فقہاء نے یہ مصلحت دیکھی کہ جو مذاہب رائج و مدون و اُن کی کتابین شائع ہوئی ہین انھین کو لوگ لیوین تاکہ اس فتنہ سے محفوظ رہین اور اس زمانہ مین فقہ و حدیث کی کتابین ترجمہ ہوگئی ہین لہذا ہر دیندار پر آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ و اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے وقوف حاصل کرے اور فقہ کے مسائل و اجتہادات فقہاء سے واقف ہو اور شر و فتنہ سے اپنے دین کو محفوظ رکھے واللہ الموفق۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ

اے ایمان والو تم پر لازم ہے فکر اپنی جان کا تمہارا کچھ نہین بگاڑتا جو بہکا جب تم ہوتے راہ پر۔ اللہ پاس پھر جانا ہے

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

تم سب کو پھر وہ جتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ اے ایمان والو لازم پکڑو اپنے نفسون کو ف مراد آنکہ حفاظت رکھو اپنے نفوس کی اور اپنے نفوس کی درستی اور اصلاح پر قائم رہو۔ محاورہ مین بولتے ہین۔ علیک زیداً اے لازم پکڑ زید کو۔ پس انفسکم کو نصب بطریق اغراء ہے اور نحویون نے علیکم اور اسکے مانند کی ضمیر متصل مین اختلاف کیا کیونکہ ظاہرا یہ حرف جر ہے مثل علیکم۔ اور الیک عنی مجھ سے دور رہ اور مکانک۔ اپنی جگہ ٹھہرا رہ ظاہرا مضاف الیہ ہے پس صحیح قول یہ ہے کہ وہ موضع جر مین ہے جیسے کہ اغرا کی طرف منتقل کرنے سے پہلے وہ موضع جر مین تھی اور یہ سیبویہ کا قول ہے۔ اور حاصل معنی یہ کہ اے

مومنو تم اپنے نفوس کی اصلاح و درستی کرنے پر قائم رہو۔ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ نہین ضرر دیگا تم کو وہ شخص جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر رہو
ف اور بعض نے مضاف مقدر کیا یعنی نہین ضرر دیگا تم کو گمراہ ہونا کسی شخص کا جو گمراہ ہو جبکہ تم ہدایت پر ہو۔ پس بدون تقدیر مضاف کے ظاہر معنی یہ ہین
کہ اہل ایمان کو وہ کیا وہ اپنے نفوس کو ایمان و ہدایت پر رکھین و ثابت و قائم رہین اور کسی گمراہ سے نہ ڈرین کہ کسی گمراہ سے اُن کو کچھ ضرر نہ ہوگا جبکہ وہ مضبوطی
کے ساتھ ہدایت پر قائم رہین۔ اور تفسیر مین اسکے اختلاف ہی چنانچہ مفسرؒ نے کہا کہ بعض کے نزدیک مراد یہ کہ نہین ضرر دیگا تمکو وہ شخص جو اہل کتاب مین سے
گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت پر مضبوط رہو اور بعض کے نزدیک غیر اہل کتاب مراد ہین بدلیل حدیث ابو ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ کے کہ مین نے حضرت صلعم سے اس
آیت کو دریافت کیا تو آپنے فرمایا کہ آپس مین ایک دوسرے کو معرف شرعی باتون کا حکم کرو اور مانو اور آپس مین ایک دوسرے کو ممنوع باتون سے منع کرو
یہان تک کہ جب تو یہ نوبت دیکھے کہ بخل کی اطاعت کی جاتی ہی اور خواہش نفس کی پیروی کی جاتی ہے اور دنیا اختیار کی جاتی ہے اور ہر شخص رائے
لگانے والا اپنی رائے کو اچھا سمجھتا ہے تو ایسے وقت تو فقط اپنے نفس کو لازم پکڑ۔ رواہ الحاکم وغیرہ۔ **قال المترجم** یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ ایمان والا اپنے
نفس کی اصلاح کو لازم پکڑے اور کوئی گمراہ ہو کچھ پرواہ نہ کرے اور کسی کو نیک بات کرنے کیواسطے یا بد بات نہ کرنے کیواسطے نصیحت نہ کرے تو شاید
اسی وہم دور کرنے کو ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے معنی دریافت کئے۔ بالجملہ آنحضرت صلعم نے بھی جواب دیا کہ معروف باتون کا حکم
کرنا اور بد باتون سے منع کرنا ضروری ہے لیکن اسکے واسطے ایک میعاد لگا دی کہ جب لوگ بخل کی تابعداری کرین اور خواہش نفس کی پیروی کرین اور دنیا
کو دین پر اختیار کرین اور ہر شخص اپنی رائے پر نازان ہو تو اسوقت اپنے نفس کی اصلاح پر رہے اور روا ہے کہ لوگون کو نصیحت نہ کرے ورنہ امر
بمعروف اور نہی از منکر نہایت ضروری و واجب و فرض ہی اگر اسکو چھوڑیگا تو خود ہدایت پر کیونکر ہو سکتا ہے اور وجوب نصیحت پر آیات و احادیث
دلالت کرتی ہین پس ضرور ہے کہ اس آیت کا محمل یہ ہی کہ جب امر بمعروف پر قدرت نہ ہو یا کسی حال مین اسکا اثر نہ خیال کرے یا اُس سے اپنے اوپر
دینی و دنیاوی ایسے ضرر پہونچنے کا گمان غالب ہو کہ جسکے ہوتے ہوئے امر بمعروف و نہی از منکر چھوڑنے کی گنجایش ہو تب البتہ ترک کر سکتا ہے جیسا کہ
حدیث ابو ثعلبۃ الخشنی رضی اللہ عنہ سے مستفاد ہی اور اس حدیث کو ابو الشیخ و ابن مردویہ و بیہقی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و بغوی و طبرانی و ابن ماجہ و حاکم و ترمذی نے
روایت کیا اور حاکم اور ترمذی نے اُسکو صحیح کہا اور بعض طرق اس حدیث مین اسطرح زیادت ہی کہ تو ایسے وقت فقط اپنے نفس کو لازم پکڑ اور عوام کے امر کو اپنے سے چھوڑ اور البتہ تمھارے
پیچھے ایسے دن آنیوالے ہین کہ انمین صبر کرنا ایسا مشکل ہوگا جیسے چنگاری کو پکڑ لیا ایسے دنون مین راہ راست پر عمل کرنے والے کو پچاس آدمیون کا ثواب
ملیگا تو عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم مین کے پچاس مردون کا سا ثواب یا اُن مین کے پچاس کا سا ثواب تو فرمایا کہ نہین بلکہ تم مین کے پچاس آدمیون کا سا ثواب
ملیگا۔ **قال المترجم** اب وہ زمانہ ہی کہ جو علامات حدیث شریف مین مذکور ہین وہ پورے ہونے کے قریب ہین لیکن از راہ بلاغت یہ نکلتا ہی کہ ابھی بالکل پورے
نہین ہوئے ہین اگرچہ ایسا ہی کہ ٹھوڑی تک پانی آگیا پس اے اہل اسلام لوگون کو سمجھاؤ اور باز نہ رہو واللہ الموفق والمعین۔ ابو عامر الاشعریؓ سے روایت
ہے کہ ایک اندھا چند روز حضرت صلعم کے پاس نہ آیا پھر آیا تو آپنے پوچھا اُسنے کہا کہ مین نے یہ آیت پڑھی۔ یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم الآیۃ۔ تو نبی صلعم نے
فرمایا کہ تم کہان پہونچے اسکے تو یہ معنی ہین کہ کافرون مین سے جو گمراہ ہوا وہ تم کو مضر نہین جب کہ تم راہ پر ہو۔ رواہ احمد و ابن ابی حاتم و الطبرانی و ابن مردویہ
اس روایت سے واضح ہی کہ امر بمعروف اسوقت تک اس سے موقوف نہ تھا اور نہ اسمین اس بات پر دلالت تھی اور یہ مؤید قول اول ہی جو مفسر سیوطیؒ نے بیان کیا اور قیس
بن ابی حازم سے روایت ہی کہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ اے لوگو تم یہ آیت یا ایہا الذین آمنوا
علیکم انفسکم الآیۃ پڑھتے ہو اور تم اسکو اسکے ٹھکانے سے دوسرے ٹھکانے رکھتے ہو یعنی دوسرے معنی سمجھتے ہو کہ امر بمعروف و نہی از منکر ضرور نہین ہی حالانکہ
مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگون نے جب ایسے کام کرتے دیکھا جو شرع مین منع ہین اور اسکو نہ مٹایا یعنی یہ سمجھایا و نہ منع کیا تو قریب ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ

ان سب کو عذاب مین مبتلا کرے اور ایک روایت مین کہا کہ واللہ یا تو تم امر معروف ونہی از منکر کرو اور یا تم سب کو علی العموم اللہ تعالی کا عذاب پہونچے گا - رواہ الدارقطنی وابن حبان واحمد وابن جریر وابن ابی حاتم وابن المنذر وابن ماجہ والنسائی وابو داؤد وصححہ الترمذی اور مترجم کہتا ہے کہ آیت کریمہ کی تاویل ایک معجزہ ہے کہ وہ ہر زمانہ کو شامل ہے چنانچہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین اس آیت کریمہ کے یہی معنی تھے کہ مسلمان اپنے دین پر مضبوط رہین اور کافر جو گمراہ ہوئے انسے انکو کچھ ضرر نہین اور مومنین آپس مین اپنے نفسون کو یعنی باہم مومنون کو ایک دوسرے کو ہدایت وراہ راست وعمل صالح پر رکھین - پھر ایک زمانہ اخیر آنیوالا ہے کہ ہر شخص اپنے اپنے خاص نفس کو دین پر ثابت رکھے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ مین انفسکم جمع کا حکم بمنزلہ نفس واحد کے تھا اسی واسطے ثابت ہوا کہ مومنون نفس واحدہ کے ہین تو آپس مین ایک دوسرے کو سمجھانا وراہ پر رکھنا بمنزلہ اپنے نفس کی اصلاح کے تھا کیونکہ انمین حقد وحسد وکینہ تھا اور یہ بات اُن کی باہمی جھگڑون کے خیال سے نفوت سمجھو بات وہی ہے جو مین نے بیان کی اور تاوقتیکہ ایمان کو استقامت نہ ہو اور دل منور نہ ہو اسکی بحث مت کرو اور یہ اشارہ جان لو کہ چراغ کے پتنگے ایک دوسرے پر گرتے مرتے ہین حالانکہ باہم انمین دلی حقد وحسد نہین ہے فلیتفکر وایا اولی الالباب واللہ الملہم للصواب پس جب معلوم ہوا کہ بات یون ہے تو تفسیر آیت مین اس زمانہ کے گمراہون کی گمراہی سے عدم مضرت اور مسلمانون کی ہدایت واپنون کو لازم پکڑنا بھی صحیح ہے اور یہ بات کہ اسکی تاویل آئندہ زمانہ مین آویگی یہ بھی صحیح ہے - ابن مسعودؓ سے ایک نے یہی آیت پوچھی تھی آپنے فرمایا کہ اس آیت کا یہ زمانہ نہین یہ تو اس زمانہ مین مقبول ہے لیکن قریب مین ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ تم (یعنی جو اسوقت مومن ہوگا وہ) امر معروف کا حکم کروگے تو تمھارے ساتھ ایسا ایسا برتاؤ کیا جائیگا یا یون کہا کہ تم سے یہ نصیحت قبول نہ ہوگی تو ایسے وقت مین تم کو لازم ہوگا کہ اپنے نفس کو درست کئے رہو - ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ مضمون آیا ہے کہ یہ آیت ایسے لوگون کے واسطے ہے جو ہمارے بعد آوینگے اگر کہین گے تو اُن کی بات قبول نہ ہوگی اور ابن مردویہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلعم کے سامنے اس آیت کا ذکر ہوا تو آپنے فرمایا کہ ہنوز اسکی تاویل کا وقت ہے ابھی نہین آیا اور عیسی بن مریم جب تک نہین اُترینگے تب تک نہ آویگا - اور ابی بن کعب نے بھی کہا کہ قیامت کے قریب آخر زمانہ مین اسکی تاویل کا وقت ہوگا - ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد بیٹھے تھے اور دو آدمیون مین ایسی کچھ رنجش تھی جیسے لوگون مین ہوا کرتی ہے سو ایک دوسرے کی طرف اُٹھے پس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردون مین سے ایک نے کہا کہ بھلا مین اُٹھکر اُن کو امر معروف ونہی از منکر کی فہمایش نکرون تو دوسرے شاگرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کی اصلاح کو لازم پکڑ کیونکہ اللہ تعالی قرآن مین فرماتا ہے علیکم انفسکم الآیۃ - سو ابن مسعودؓ نے سنکر فرمایا کہ ٹھہرا اے شخص اس آیت کی تاویل ابھی نہین آئی ہے اور قرآن اُترا جب اُترا ولیکن اسمین چند آیات ایسے ہین کہ اُن کی تاویل تو اُترنے سے پہلے ہو چکی اور کچھ آیتین ایسی ہین کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین اُن کی تاویل واقع ہو چکی اور کچھ آیتین ایسی ہین کہ آنحضرت صلعم کے کچھ ہی دن بعد ان کی تاویل واقع ہوئی اور کچھ آیتین ایسی ہین کہ انکی تاویل قیامت کے روز واقع ہوگی سو جبتک تمھارے دل ایک ہین اور خواہشین ایک ہین تو آپس مین امر بمعروف ونہی از منکر کرو اور جب تمھارے دل اور تمھاری خواہشین مختلف ہو جائین تو فقط اپنے نفس کو حکم کرو اور اسوقت مین ہم مسلمانون پر اسکی تاویل آویگی - واہ ابن جریر ابن عمرؓ نے کہا کہ آیت میرے اور میرے اصحاب کیلئے نہین ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم نے ہم لوگون کو فرمایا کہ خبردار تم مین جو حاضر ہین وہ غائبون کو میرا حکم پہونچا دین سو ہم لوگ تو حاضر تھے اور تم لوگ غائب تھے ولیکن یہ آیت ایسی اقوام کے حق مین ہے جو ہم سب کے بعد آوینگی - رواہ ابن جریر اور قتادہ رح نے ابو مازن رح سے روایت کی کہ مین زمانہ عثمانؓ مین مدینہ مین آیا تو مین نے مومنون کی ایک جماعت کو بیٹھا دیکھا ان مین سے ایک نے یہی آیت پڑھی تو اُن مین سے بہت نے فرمایا کہ آج تک تو اس کی تاویل کا وقت نہین آیا ہے - رواہ ابن جریر اور جبیر بن نفیرؒ سے روایت ہے کہ مین صحابہ رسول اللہ صلعم کے حلقہ مین بیٹھا اور مین سب سے چھوٹا تھا اور اُنھون نے امر بمعروف ونہی از منکر کا ذکر کیا تو مین بولا کہ کیا اللہ تعالی نے قرآن مین نہین فرمایا کہ علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل الآیۃ - تو سب کے سب ایک زبان مجھ پر بھبک پڑے اور بولے کہ تو نے قرآن مین سے ایک آیت سند کرتی تجکو اس کی مراد نہین معلوم اور نہ اسکی تاویل جانتا ہے - مجھے یہ تمنا ہوئی کہ کاش مین نہ بولا ہوتا پھر وہ لوگ باتین کرتے رہے جب اُٹھنے لگے تو مجھ سے فرمایا کہ تو ابھی کم سن لڑکا ہے

اور تو نے ایک آیت نکالی تجھے اسکی تاویل نہین معلوم اور نہین جانتا کہ وہ کیا ہے اور شاید تجھے اس کی تاویل کا زمانہ ملجائے جب تو دیکھے کہ خواہش مال واسکی چاہ مین بخل کی تابعداری کی جاتی ہے اور خواہش نفس کی پیروی ہوتی ہے اور ہر رائے والا اپنی رائے پر نازان ہے اور دنیا کی دوستی اختیار کی گئی ہے تب تجھ پر لازم ہوگا کہ اپنے نفس کو لازم پکڑے سو جو کوئی گمراہ ہوگا وہ تجھے ضرر نہین کریگا۔ رواہ ابن جریر۔ اور حسن بصری نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ الحمد للہ کوئی مومن گذشتہ زمانہ مین اور کوئی مومن آیندہ زمانہ مین ایسا نہین کہ ضرور اسکے پہلو مین ایک منافق نہ ہو جو اسکے اعمال کو برا جانے۔ سعید بن المسیب نے کہا کہ جب تو نے معروف شرعی کا حکم کر دیا اور منکر سے منع کر دیا تو پھر جو کوئی گمراہ ہو جائے تجکو کچھ مضر نہین ہے اور ایسا ہی قول حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی سلف کے بہت بزرگون سے مروی ہے۔ رواہ ابن جریر۔ **قال المترجم** قول سعید بن المسیب وغیرہ رحمہم اللہ سے آیت کی تیسری تاویل یہ نکلی کہ قولہ یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم یعنی مومنو تم اپنے نفس کو لازم پکڑو کہ فرائض و واجبات ادا کرو اور از انجملہ یہ ہے کہ دوسرون کو امر معروف اور نہی از منکر کر دو۔ پھر لایضرکم من ضل اذا اہتدیتم۔ جو کوئی گمراہ ہو جاوے وہ تم کو کچھ مضر نہ ہوگا جبکہ تم نے ہدایت کی بات اختیار کی یعنی امر بمعروف و نہی از منکر جو تم پر واجب تھا ادا کر دیا پس فسق و فجور والون کے عذاب مین تم گرفتار نہ ہوگے۔ شیخ ابن جریر رحمۃ اللہ نے بعد بیان اقوال کے کہا کہ ان اقوال مین سے اولی و اوضح قول ہمارے نزدیک وہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ اے مومنو طاعات الٰہی کو بجا لاؤ اور جو تم پر امر معروف و نہی از منکر اور ظالم و فاسق کا ہاتھ روکنا واجب و لازم ہے اسکو ادا کرو تو پھر کوئی گمراہ ہوا کرے تم کو کچھ مضر نہین ہے۔ ابن المبارک نے کہا کہ قولہ علیکم انفسکم یعنی انفس المسلمین یعنی تم مسلمانون کے نفس کی اصلاح لازم پکڑو کہ آپسمین ایک دوسرے کو نصیحت کرو پس اس آیت مین امر بمعروف و نہی از منکر کی نہایت تاکید ہے۔ **قال المترجم** یہ معنی اس آیت مین بہت جید و قوی ہین اور ظاہر آیت سے بہت مربوط ہین اور مترجم ضعیف نے بتوفیق الٰہی عزوجل ایک بیان تحقیقی کی طرف اشارہ کیا اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو اقوال علماء سلف و بزرگان دین سے اسکی تفسیر مین مروی ہین سب بجائے خود صحیح ہین درحقیقت کچھ اختلاف نہین ہے فلیتامل۔ الی اللہ مرجعکم جمیعا۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تم سب کا مرجع ہے ف یعنی آخرت مین ہر مطیع و ہر عاصی کا اور ہر راہ پائے ہوئے و ہر گمراہ کا رجوع اسی کی طرف ہے اور یہ ایک چکلے مین فیصلہ ہے۔ فینبئکم بما کنتم تعملون پس تم کو تمہارے اعمال سے آگاہ کریگا ف حتی کہ ایسے اعمال خیر و شر سے جن سے کرنیوالا خود آگاہ نہین ہوا اور محصول اسکا یہ کہ ہر مطیع کو اسکا ثواب اور ہر عاصی و گمراہ کو اسکا عذاب دیگا پس اسمین ہر دو فریق کو وعدہ و وعید ہے اور تنبیہ ہے کہ کوئی کسی غیر کے اعمال سے ضرر نہ پائے گا۔ اور حدیث مین یہ مضمون آیا ہے کہ زبان کی حفاظت چاہیئے بسا اوقات بندہ ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی ناپسند ہوتی ہے کہ قیامت تک اس کی گردن پر وبال لکھا جاتا ہے حالانکہ اسکو خود شعور نہین ہوتا اور بسا اوقات ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ تا قیامت اسکے واسطے ثواب لکھا جاتا ہے حالانکہ بندہ نہین جانتا ہے پس جو حالت زبان کی ہے اسی پر نفس کو قیاس کرو کہ اسکی حفاظت کہانتک واجب و لازم ہے ف **قال فی العرائس** قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم الآیۃ۔ ظاہر معنی آیت کے لینا اہل تصوف کا مذہب ہے اور وہی معنی صحیح ہین اور تکلف و تاویل کرنا بایں گمان کہ نہین بنتے ہین یہ فقط نفس و وہم کا قصور و فتور ہے پس اس آیت کریمہ مین ظاہری معنی سے یہ نہین لازم آتا کہ بھلی باتون کا حکم نہ کرو اور بری باتون سے منع نہ کرو بلکہ یہ تو ضرور کرو لیکن آیت کریمہ مین ایک دقیقہ ہے کہ قولہ علیکم انفسکم یعنی تم پر واجب ہے کہ اپنے نفس امارہ کی چھپی باتون کو دیکھتے و پہچانتے رہو۔ اور اسکو غفلت مین مت چھوڑو کیونکہ اگر غافل چھوڑا تو وہ ربوبیت کا دعوی کریگا جیسے فرعون نے انا ربکم الاعلی سے دعوی کیا تھا اور جب تم نفس کے مکر و فریب کو جانوگے تو قہر ازلی کا بھید تم پر کھل جائے گا اسی واسطے معروف ہوا کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ اور جس نے اوتعالیٰ عزوجل اپنے رب کو پہچانا تو اپنے رب کی بندگی مین مستقیم ہوا اور اسکی نظر رحمت مین آگیا پھر اسکو کسی کافر و مکار کا مکر و فریب ٹیڑھی راہ نہین لیجا سکتا ہے کیونکہ وہ حفظ الٰہی مین محفوظ ہو گیا بلکہ جو کوئی اسکے ساتھ ضرر کرتا ہے تو ضرر اسکے حق مین نفع ہو جاتا ہے اور فساد اس کے حق مین اصلاح ہو جاتا ہے سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نفس کے اندر سر پوشیدہ ہے وہ کسی مخلوق کیواسطے آج تک ابھرا نہین فقط فرعون کی آنکھون مین ابھرا

Marfat.com

تھا تو وہ کہنے لگا کہ انا ربکم الاعلیٰ۔ اور اس بھید پر سات آسمانی اور سات زمینی پردے پڑے ہین اور بندہ جب اپنے نفس کو ایک ایک پردہ زمین مین دفن کرتا جاتا ہے تو اسکا قلب ایک ایک آسمان کے پردہ پر چڑھتا جاتا ہے یہان تک کہ جب وہ نفس کو تحت الثریٰ مین دفن کرتا ہے تو اسکا قلب زیر عرش پہونچ جاتا ہے۔ محمد بن علی بن الحسین نے فرمایا کہ اپنے نفس کی حفاظت کر اگر تو نے لوگون سے اُسکے شر کو دور کیا تو یہ بڑا حصہ تو نے ادا کر دیا۔ حسین بن منصور کا خادم اس رات اُنکے پاس گیا جسکے صبح کو اپنے قتل ہو جانے کا وعدہ کیا تھا یعنی خبر دی تھی پس اُس نے کہا کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ تو کہا کہ اپنے نفس کی نگہبانی کر اگر تو اسکو بندگی مین مشغول نہ کریگا تو وہ تجھے مشغول کر دیگا۔ شیخ ابو عثمان سے یہی آیت کریمہ پوچھی گئی تو کہا کہ اپنے نفس کی حفاظت لازم کرے۔ اگر تو اس کی برائیون کی اصلاح کرنے مین اور اُس کے عیبون کے دور کرنے مین مشغول ہوگا تو مخلوق پر نظر کرنے اور ان مین گرنے سے تیری حفاظت نہ ہوگی۔ ورنہ وہ تجکو بلا مین ڈالکر ہلاک کر دیگا۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ لطیفہ جو اس آیت کے اشارہ مین شیخ رحمہ اللہ نے معہ تحقیق ستری بیان کیا ہے سونے کے پانی سے لکھ لینے کے لائق ہے فلیتفکر۔ اور جب نفس سے ادائے امانت و استقامت ہے اور بخل و خود رائی نہین تو زمین عدل سے معمور ہے لہذا فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ

اے ایمان والون گواہ تمھارے اندر جب پہونچے کسی کو تم مین موت جب لگے وصیت کرنے دو شخص

ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ

معتبر چاہئین تم مین سے یا دو اور ہون تمھارے سوائے اگر تم نے سفر کیا ہو ملک مین پھر پہونچے تم پر مصیبت موت کی۔

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ

دونون کو کھڑا کرو بعد نماز کے وہ قسم کھاوین اللہ کی اگر تم کو شبہہ پڑے کہین ہم نہین بیچتے قسم مال پر اگرچہ کسی کو ہم سے

ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى

قرابت ہو۔ اور ہم نہین چھپاتے اللہ کی گواہی نہین تو ہم گنہگار ہین۔ پھر اگر خبر ہو جاوے کہ وہ

اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ

دونون حق دبا گئے گناہ سے تو دو اور کھڑے ہون اُن کی جگہ کہ جن کا حق دبا ہے اُن مین جو بہت

الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا

نزدیک ہین پھر قسم کھاوین اللہ کی کہ ہماری گواہی گواہی تحقیق ہے اُن کی گواہی سے اور ہم نے زیادہ نہین کیا نہین تو ہم

لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ

بے انصاف ہین اس مین لگتا ہے کہ شہادت ادا کرین راہ پر یا ڈرین کہ اُلٹی پڑیگی قسم ہماری

ع ۱۴ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ ع

اُن کی قسم کے بعد اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکھو اور اللہ راہ نہین دیتا بے حکم لوگون کو

واضح ہو کہ ابو جعفر النحاس رح نے کہا کہ یہ تین آیتین علماء معانی کے نزدیک از راہ اعراب معنی و تفسیر و حکم کے بہت مشکل ہین۔ کذا ذکرہ القرطبی۔ اور مکی نے کہا کہ اس مین جو علوم ہین وہ چار جزو سے زیادہ مین بیان ہونے کے لائق ہین اور ثعالبی نے حاشیہ کشاف مین کہا کہ علماء معانی متفق ہین کہ بندون پر قرآن کی آیات مین سے یہ آیتین از راہ اعراب و نظم کلام کی توضیح کرنے مین بہت مشکل ہین اور سخاوی رح نے کہا کہ مین نے کسی کو نہین دیکھا جس نے اول سے آخر تک اس کلام کی تلخیص کی ہو اور سمین رح

نے یہان بہت زور دیا جیسا کہ بعض اہل عصر کی نقل پریشان سے ظاہر ہے بالجملہ یہ کلام باری تعالیٰ متین و دقیق ہے چنانچہ ایک ہی آیت کی متانت مین زبانی علم والے بندے وقت مین آگئے لیکن اللہ عزوجل کے واسطے حمد و ثنا ہے کہ اُسنے کلام پاک ایسا بلیغ و فصیح ہونے کے باوجود ایسا واضح فرمایا کہ بندے مطیع اس کو سمجھتے اور حکم لیکر پابندی کرتے ہین اور جسقدر اطاعت و فرمانبرداری سے اُن کے قلوب منور ہوتے ہین اُسیقدر اسرار و اشارات و حکمت و حقائق و دقائق سے ان کو کشف انوار حاصل ہوتے ہین والحمد للہ رب العالمین تفسیر ان آیات کی حاصل کرنا چاہیے پس فرمایا۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہ کلام مستانف متعلق بامور دنیا مربوط بامور آخرت ہے اسلئے کہ کوئی امر دنیاوی نہین جو مومن کے حق مین ثواب کا مورث نہ ہوئے اور اہل ایمان کو خطاب کرنا خود اسکو مشعر ہے کہ یا ایہا الذین آمنوا۔ فرمایا۔ شَھَادَۃُ بَیْنِکُمْ چاہیے کہ گواہ ہو جاوین تمھارے درمیان مین۔ پس یہ خبر بمعنی امر ہے اور شہادۃ کی اضافت بجانب بین بطریق اتساع ہے کیونکہ ظرف ہے بمانند قولہ ہذا فراق بینی و بینک۔ اور بعض نے کہا کہ اصل مین شہادۃ ما بینکم۔ تھا بمانند ہذا فراق ما بینی۔ کے۔ اور شہادت کے معنی مین اختلاف ہے بعض نے کہا کہ یہان بمعنی وصیت ہے اور بعض نے کہا کہ شہادت بمعنی حضور ہے یعنی حاضر ہونا بغرض وصیت قبول کرنے کے۔ اور ابن جریرؒ نے کہا کہ بمعنی قسم ہے اے یمین[1] ما بینکم ان یحلف اثنان اور اسی کو فقالؒ نے اختیار کیا اور ابن عطیہؒ نے اسکو ضعیف کیا اور خود یہ اختیار کیا کہ شہادت شرعی مراد ہے بمعنی خبر ادا کرنا کسی کے حق کی یا کسی حق واجبی کی دوسرے شخص کیلئے یا کسی دوسرے شخص کے اوپر جیسا کہ فقہ مین مشرح مذکور۔ وجہ اس اختلاف کی اور منشا اس تاویل کا آیندہ واضح ہوگا۔ پہلے نظم کلام کو ذہن نشین کرنا چاہیے کہ شہادۃ بینکم اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّۃِ اثْنَانِ یعنی شہادت تمھارے درمیان مین جبکہ تم مین سے کسی کی موت حاضر ہو دو شخص ہین۔ اگر کہا جاوے کہ شہادۃ مبتدا اور اثنان خبر ہے اور یہ بنتا نہین تو جواب آنکہ شہادۃ بصورت خبر اور بمعنی امر ہے یعنی گواہ ہو وین دو شخص کما قال الشیخ المفسر۔ اور بعض نے کہا کہ ذوالشہادۃ اثنان یعنی گواہ ہو جانیوالے دو ہین یا شہادۃ بینکم شہادۃ اثنین یعنی گواہی تمھارے درمیان دو مردون کی گواہی ہے اور حین بدل از اذا ہے یا حضر کا ظرف ہے۔ اور بدل کی تقویت کی گئی بنا برینکہ اسمین تنبیہ ہے کہ وصیت ایک امر مہم ہے اسمین سستی و غفلت نہ چاہیے۔ اگر کہا جاوے کہ حضور موت کے وقت وصیت کا کچھ اعتبار نہین بلکہ متعذر ہے تو جواب یہ کہ حضور موت سے مراد یہ کہ موت کے اسباب و علامات ظاہر ہون اگرچہ پیچھے وہ نہ مرے لیکن ان علامات سے غالب گمان پر وصیت پوری کر دے۔ حاصل آنکہ جب کسی کی موت کے علامات ظاہر ہون تو گواہ کر دے وصیت کے وقت دو مردون کو پھر دونون کو بیان کیا۔ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْکُمْ یعنی دونون تم مین سے دو عادل ہون پس تین احتمال ہین کہ منکم یعنی من المومنین اے مومنون مین سے ہون۔ دوم آنکہ منکم اے من قبیلۃ الموصی وصیت کرنے والے کے قبیلہ سے ہون۔ سوم آنکہ منکم اے من اقاربکم وصیت کرنیوالے کے اقارب مین سے ہون۔ کیونکہ وہ میت کے حال سے زیادہ واقف اور اپنی پرہیزگاری سے اُسکے عمدہ خیرخواہ و اصلاح کرنیوالے ہون گے اور ظاہر آنکہ میت وصیت کنندہ اتنا خود جانتا ہے کہ پہلے وہ اقارب پرہیزگار کو وصی کریگا ورنہ اپنی قوم والون مین سے ورنہ اپنی ملت اسلام والون مین سے وصی کریگا کیونکہ مسلمان دیندار عادل لامحالہ اصلاح و عدل واجب جانے گا۔ ہان بعض اوقات اتفاق سے یہ پیش آتا ہے کہ انمین سے کوئی ممکن نہین ہوتا مثلاً تجارت کفرستان مین گیا لہذا اہل کفر ہی وہان ملین گے یا ساتھی کافر ہون اسی واسطے آگے فرمایا۔ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِکُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَاَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَھُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوۃِ فَیُقْسِمَانِ بِاللّٰہِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِیْ بِہٖ ثَمَنًا وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی وَلَا نَکْتُمُ شَھَادَۃَ اللّٰہِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِیْنَ ○

شیخ ابن کثیرؒ نے بروایت و حکایت ابن ابی حاتم کے حضرت ابن عباسؓ و ایک جماعت کبار تابعین سے اثنان ذوا عدل منکم کی تفسیر یہ بیان کی کہ دو مرد عادل مسلمین سے ہون اور کہا کہ یہی جمہور کا قول ہے اور علی ہذا قولہ او آخران کے یہ معنی ہوئے کہ یا شاہد ہون دو مرد تمھارے غیر سے یعنی تمھاری ملت اسلام کے سوائے غیر ملت سے دو مرد گواہ کر لو اگر یہ اتفاق پیش آوے کہ تم نے سفر کیا ہو زمین کے کسی ملک مین اور وہان تم کو موت کی مصیبت پیش آئی۔ قال فی الکمالین ظاہر یہ ہے کہ شرط مذکور یعنی قولہ ان ضربتم فی الارض الخ فقط آخران من غیرکم کے ساتھ قید ہے اور معنی یہ ہین کہ حضور موت کے وقت چاہیے کہ تم مین سے دو مرد عادل

[1] قسم تمھارے درمیان کی دو آدمیون کا قسم کھانا ہے ۱۲

گواہ ہون اگر تم مین سے ملنا متعذر ہو جیسے سفر کی حالت مین اتفاق سے مصیبت موت پیش آئی تو دو مرد تمھارے غیر ملت ہون اور بعض نے کہا کہ یہ شرط اصل شہادت مین ہی بمعنی آنکہ یون شاہد کرلینا اس شرط پر کہ تم نے سفر کیا اور وہان مصیبت موت پیش آئی۔ **قال المترجم** مفسرؒ کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اول ہی مختار ہی کیونکہ کلام مابعد کو آخران کی صفت قرار دیا اور شرطیہ جملہ بیچ مین معترضہ ہی بغرض بیان اس بات کے کہ آخران من الغیر بھی روا ہین کہ حالت سفر وغیرہ سے اتفاقی موت آنے مین ذوا عدل منکم۔ پائے نہ جاوین۔ تو غیر ملت سے دو مرد شاہد کرلو اور چونکہ اُن کی عدالت بسبب کفر و شرک کے معتبر نہین ہی لہذا اگر شک ہو تو اُن سے قسم لے لی جاوے۔ (تمہین سے دو عادل) **قال ابن کثیرؒ** اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ او آخران من غیرکم۔ کہا کہ غیر مسلمین مین سے یعنی اہل کتاب یہود و نصاری مین سے۔ پھر ابن ابی حاتم نے کہا کہ ایک جماعت کثیر تابعین سے مانند عبیدہ سلمانی و شریح و سعید بن المسیب و یحیی بن یعمر و محمد بن سیرین و عکرمہ و مجاہد و سعید بن جبیر و شعبی و ابراہیم نخعی و قتادہ و ابو مجلز و سدی و مقاتل و عبدالرحمٰن بن زید و غیرہم سے اسکے مانند مروی ہے اور ابن جریر نے عکرمہ و عبیدہ و چند علما و دیگر سے ذوا عدل منکم کی تفسیر مین نقل کیا کہ مراد آنکہ دو عادل تمھارے قبیلہ سے ہون یعنی وصیت کرنیوالے کے قوم و قبیلہ سے ہون ابن کثیرؒ نے کہا کہ بنا بر اس قول کے قولہ او آخران من غیرکم سے یہ مراد ہوگی کہ یا دو مرد موصی کے قبیلہ کے سوائے دوسرے کسی قبیلہ سے ہون **قال المترجم** قول اول پر تو ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان پر کافرون کی مطلقاً شہادت یا کافرون مین سے اہل کتاب یہود و نصاری کی شہادت فی الجملہ روا ہے اگرچہ خاص ایسے واقعہ مین ہو۔ اور دوسرے قول کے موافق کافران اہل کتاب کی شہادت مسلمان کے حق مین روا ہونا ثابت نہین ہوتی خصوص جبکہ اور حدیث صحیح و آیت دیگر اس عدم جواز کے تخصیص کرتی ہے کیونکہ موصی کے غیر قبیلہ سے ہونا ضرور نہین کہ کافرون سے ہون بلکہ دوسرے قبائل اسلام سے ہون گے بدلیل حدیث و آیت دیگر کے فافہم۔ اور بر تقدیر یکہ قول جمہور کے موافق منکم کی تفسیر من المسلمین ہو اور من غیرکم کی تفسیر من غیر المسلمین ہو تب بھی یہ لازم ہوتا کہ فی الجملہ ایسی صورت مین کافر کی شہادت مومن پر روا ہے یہ بھی لازم آویگا کہ شہادۃ بینکم سے شرعی گواہی مراد ہو اور اگر اسکو وصی کردینا مراد ہے تو معنی یہ ہون گے کہ کافرون مین سے دو مرد وصی کرلو پس وہ مخذور وارد نہ ہوگا مگر آنکہ معنی وصیت مین تامل ہی۔ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ قولہ و آخران من غیرکم اے من غیر قبیلۃ الوصی اسکو ابن ابی حاتم نے حسن بصری و زہری رحمہما اللہ سے بھی روایت کیا۔ اور فرمایا کہ قولہ تعالی ان انتم ضربتم فی الارض۔ اے اگر تم نے سفر کیا ہو ملک مین فاصابتکم مصیبۃ الموت پھر وہان تم کو مصیبت موت کی آپہونچی ہو پس مومنون کے نہ ملنے کے وقت ذمیون و کافرون کا گواہ کرلینا انھین دونون شرطون سے جائز قرار پایا۔ ایک یہ کہ ایسے سفر مین ہو اور دوم آنکہ یہ وصیت مین ہو اور شریحی قاضی رحمۃ اللہ نے اسکی تصریح کردی چنانچہ اعمش نے ابراہیم نخعی سے انھون نے شریحؒ سے روایت کی کہ فرمایا ہو دو نصاری کی گواہی نہین جائز ہے مگر سفر مین اور اسمین بھی نہین جائز ہے مگر فقط وصیت مین رواہ ابن جریر ثم رواہ عن ابی کریب عن ابی بکر بن عیاش عن ابی اسحاق السبیعی عن شریح رحمہ اللہ بمثلہ اور یہی قول امام احمد بن حنبل سے بھی مروی ہے۔ **قال ابن کثیرؒ** امام احمدؒ اس مسئلہ مین منفرد ہین اور باقی تینون امام یعنی امام ابو حنیفہؒ و مالک و شافعی رحمہم اللہ نے خلاف کیا اور کہا کہ ذمیون کی گواہی مسلمانون پر نہین جائز ہے ہان امام ابو حنیفہؒ نے یہ جائز رکھا ہے کہ ذمی لوگ آپس مین ایک دوسرے پر گواہی دین تو ذمی کی گواہی دوسرے ذمی پر قبول ہوگی اگرچہ اُن کی ملت مختلف ہو مثلاً کوئی یہودی ہو کوئی نصرانی ہو۔ **قال المترجم** اگر کہا جاوے کہ ان ائمہ فقہار کے نزدیک آیت کریمہ کے کیا معنی ہین تو جواب مین وجوہ ہین۔ الاقل معنی آنکہ دو عادل گواہ اپنے قبیلہ سے لیوے یا دو گواہ غیر قبیلہ سے لیوے مگر مسلمان ہون زہریؒ نے کہا کہ سنت مین یہ بات مقرر ہو چکی کہ کافر کی گواہی مسلمان پر نہین روا ہے نہ حضر مین اور نہ سفر مین اور یہ آیت تو مسلمان کی گواہی مین ہی ولیکن ایک اور اشکال وارد ہوتا ہے کہ گواہ پر قسم نہین عائد ہوتی ہے اور یہان قسم مذکور ہے۔ اور یہ اشکال جواب کی وجہ دوم سے منحل ہو سکتا ہے اور وجہ دوم آنکہ شہادت سے مراد وصیت ہی **قال ابن کثیرؒ** شیخ ابن جریرؒ نے کہا کہ اسمین علما کے دو قول ہین محمد بن اسحاق نے روایت کی کہ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اس آیت مین ایسے مرد کا حکم بیان ہے کہ اسنے مال لیکر سفر کیا اور وہان

لہ یہ تینون نا بھی ہین اور یہ شاں کہ اس کی آگے بعض نے بعض سے روایت کی ہے بعض سے روایت کی ہے اور نا سند سے روایت کی ہے شیخ ابن جریر نے کہا حدثنا عمرو بن علی قال حدثنا ابو عاصم عن سفیان عن عبدالاعلی عن ابراہیم عن شریح الخ وہذا اسناد جید صحیح

اسکو موت آئی پس اگر وہ دو مرد مسلمان پاوے تو اُن کو اپنا ترکہ دیوے اور اُن پر دو عادل مسلمان گواہ کرے۔ رواہ ابن ابی حاتم بسند منقطع قال المترجم
اور یہ بیان اُس آیت کے ظاہر سے خلاف ہے اور شاید بطریق اجتہاد کے نسخ و تخصیص و توفیق کے مفاد بعد آیت کریمہ یہ بیان فرمایا یا فقط اثنان ذوا عدل منکم
کی تفسیر ہے۔ فافہم اور کہا کہ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ دونون گواہ ہونگے اور یہی ظاہر سیاق آیت ہے غایت آنکہ اگر دو ہی ہون تو وہ وصی و شاہد دونون
وصف سے موصوف ہون گے جیسا کہ قصہ تمیم الداری و عدی بن بداء سے ظاہر ہے جیسا کہ عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا اور شیخ ابن جریرؒ
نے اشکال پیش کیا کہ ہم کو کوئی ایسا حکم نہین معلوم ہوتا کہ جسمین گواہ پر قسم عائد ہو اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ آیت تو خود مستقل ہے کسی دوسرے احکام
پر اسکے حکم کا قیاس نہین پس نہ معلوم ہونا اسکے حکم کا مانع نہین ہو سکتا علاوہ برین یہ حکم خاص بگواہی خاص در محل خاص ہے اور اسمین وہ امور پیدا ہوئے
جو اور صورتون مین نہین ہین پس جب اُس کے گواہ مین شک ہوا تو بمقتضائے مدلول آیت کریمہ اس سے قسم لیجائیگی۔ وجہ سوم آنکہ آیت کریمہ منسوخ
ہے جیسا کہ عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی اور حماد بن ابی سلیمان نے ابراہیم نخعی سے روایت کی کہ یہ آیت منسوخ ہے اور یہ رد کر دیا گیا کہ دعویٰ
نسخ بدون دلیل ہے اور ابن جریر نے کہا جمہور کے نزدیک محکم ہے منسوخ نہین ہے اور سبب نزول بھی موئد جواز شہادت کافر بر مسلم فی الجملہ یعنی ایسے واقعہ وصیت
سفر مین ہے جیسا کہ آتا ہے اور معنی قولہ تحبسونہما من بعد الصلوٰۃ یعنی سفر مین۔ اگر کفرستان مین یا ایسے مقام پر موت آوے کہ تمکو مسلمان عادل نہ ملین اور تم نے
مسلمانون کے سوائے کسی اور ملت کے گواہ کر لئے اور ترکہ دیدیا اور موصی مر گیا اور یہ دونون ترکہ لیکر موصی کے وطن مین آئے پس اگر ترکہ پورا بدون شک و
شبہہ کے وارثون نے پایا تو خیر ورنہ ان دونون کو روک لو بعد نماز کے وقت مین یعنی بعد نماز کے وقت مین کھڑا کرو اور نماز سے مراد نماز عصر ہے جیسا کہ ابن
عباسؓ و جماعت کثیر علماء تابعین سے مروی ہے اور آیت مین اسواسطے معین نہین کیا کہ خود ان لوگون کے نزدیک متعین تھا اور یہ وقت ایسا ہے کہ جو اسمین
جھوٹی قسم کھاوے وہ مورد غضب الٰہی ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ اس وقت سب دین والے اسوقت کو معظم جانتے تھے اور اسوقت جھوٹی قسم سے خوف
و اجتناب کرتے تھے اور زہریؒ نے کہا کہ مسلمانون کی نماز کے بعد یعنی کوئی نماز ہو اور یہی قرطبی نے ذکر کیا ہے اور سدیؒ نے ابن عباسؓ سے
روایت کی کہ ان دونون گواہون کے دین مین جو نماز ہو اُسکے بعد اور یہ بھی ایک جماعت کا قول ہے اور مقصود یہ ہے کہ دونون کو ایسے وقت مین کھڑا کیا
جاوے جسوقت لوگ مجتمع ہون کہ اُن کے حضور مین قسم کھاوین تاکہ فضیحت سے خوف کرین اور قولہ فیقسمان باللہ ان ارتبتم لا نشتری بہ ثمنا ولو کان الخ
یعنی ارتبتم فیہما فتقومان بعد الصلوٰۃ ویقسمان حاصل آنکہ درصورتیکہ موصی میت کے وارثون کو ترکہ وغیرہ مین شک ہو تو بعد نماز کے دونون گواہونکو کھڑا کرین اور
دونون اللہ تعالیٰ کی قسم کھاوین کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھانے اور اُس کے عوض مین یعنی اُس کے عہد عوض ثمن قلیل دنیاوی فانی نہ بدلین گے اگرچہ وہ
شخص جسکے واسطے قسم کھاتے ہین یا جسکے واسطے گواہی دیتے ہین ہماری قرابت والا ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کی گواہی جسکے ٹھیک قائم رکھنے کا اسنے حکم کیا
ہے نہین چھپاوینگے اور اگر ہم اسکو چھپاوین تو گنہگارون مین سے ہون گے۔ واضح ہو کہ قولہ لا نکتم شہادۃ اللہ کے اشارہ سے ابن عباسؓ وغیرہم نے
کہا ہے کہ آخران من غیرکم۔ سے اہل کتاب مراد ہین اور سبب نزول مین بھی دونون نصرانی تھے۔ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓی اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا یعنی پھر اگر دونون
گواہون کے قسم کھانے کے بعد اطلاع ہوئی اس بات پر کہ دونون مستحق ہوئے ہین کسی گناہ کے ف یعنی دونون نے کوئی ایسا فعل کیا ہے جو
گناہ کا موجب ہے مانند خیانت کے یا گواہی مین جھوٹ بولنے کے باین طور کہ مثلاً دونون کے پاس یا ایک کے پاس کوئی ایسی چیز پائی گئی جس سے دونون
پر خیانت کا اتہام ہوا اور دونون نے دعویٰ کیا کہ ہم نے اسکو میت سے خریدا ہے یا میت نے ہمارے دینے کو اس کی وصیت کر دی تھی۔ فَاٰخَرٰنِ
یَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا تو دوسرے دو شخص قائم ہون ان دونون کے مقام مین یعنی اس بات مین قائم مقام ہون کہ قسم اُن کی طرف متوجہ ہو یعنی قسم کھاوین
دوسرے دونون۔ پھر یہ دوسرے دونون کون ہین تو بیان فرمایا مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْوَصِیَّةُ وَهُمُ الْوَرَثَةُ یعنی دوسرے دونون ان لوگون مین

Marfat.com

مین سے ہون جن پر استحقاق ہوا ہے یعنی وصیت کا ان پر استحقاق ہوا اور وہ موصی میت کے وارث لوگ ہین پھر وارثون مین سے بھی کیسے دونون وارث ہون تو بیان فرمایا - اَلْاَوْلَیٰنِ اے کل واحد اولی بالمیت اے الاقرب الیہ یعنی یہ دونون ایسے وارث ہون کہ ان مین سے ہر ایک میت موصی کیساتھ نسبت مین اولی ہو یعنی بہت قریب ہو بہ نسبت باقی وارثون کے - وفی قراۃ الاولین جمع اول صفۃ او بدل من الذین او رایک قراۃ مین جو غیر مشہور ہے بجائے اولیان کے اولین آیا اور وہ جمع اول ہے پس یہ الذین سے بدل ہے یا صفت ہے - حاصل آنکہ اگر میت کے گواہون پر خیانت وغیرہ کا اتہام ہو تو میت موصی کے وارثون مین سے دو آدمی جو زیادہ قریب ہون وہ بجائے گواہون کے اس بات مین قائم مقام ہون کہ اُن سے قسم لی جاوے - فَیُقْسِمَانِ بِاللّٰہِ - پس وہ دونون قسم کھائین اللہ تعالیٰ کی ف کہ میت کے دونون گواہون نے خیانت کی اور کہین لَشَہَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَہَادَتِہِمَا - کہ ہماری گواہی احق ہے بہ نسبت ان دونون کی قسم کے ف یعنی ہماری قسم بہ نسبت اُن دونون کے سچی ہے - وَمَا اعْتَدَیْنَآ - اور ہم نے اعتدا نہین کیا - ف یعنی قسم کھانے مین سچائی اور حق بات سے تجاوز نہین کیا اور اگر ایسا کیا ہو تو اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ روی البخاری ان جلا من بنی سہم خرج مع تمیم الداری وعدی بن بداء وہما نصرانیان فمات السہمی بارض لیس فیہا مسلم فلما قدما بترکتہ فقدوا جاما من فضۃ مخرصا بالذہب فرفعا الی النبی صلعم فرست فاحلفہما ثم وجدا الجام بمکۃ فقال ابتعناہ من تمیم وعدی فنزلت الآیۃ الثانیۃ فقام رجلان من اولیاء السہمی فحلفا وفی روایۃ الترمذی فقام عمرو بن العاص ورجل آخر منہم فحلفا وکانا اقرب الیہ - وفی روایۃ فمرض فاوصی الیہما وامرہما ان یبلغا ما ترک اہلہ فلما مات اخذا الجام ودفعا الی اہلہ ما بقی مفسرؒ نے اس آیت کریمہ کے یہ معنی خلاصہ کر کے بیان کر دیے ہین اگرچہ آیت کریمہ مین دلالات دیگر ہین بالجملہ جو مفسرؒ نے معنی بیان کئے وہ توضیح کے ساتھ یون ہین کہ اس کلام پاک کے یہ معنی ہین کہ جس مسلمان پر موت کے اسباب ظاہر ہون تو چاہیئے کہ گواہ کرے اپنی وصیت پر دو مرد یا یہ معنی ہین کہ وصی کرے دو مرد کو اور یہ دو مرد اسکے دین والے یعنی مسلمان ہون یا اگر سفر کے مانند کسی وجہ واتفاق سے مسلمان نہ ملین تو غیر ملت سے ہون تاکہ درستی کے ساتھ اس میت کی وصیت و ترکہ بحفاظت اُس کے وارثون کو پہونچا دین پھر اگر وارثون کو ان دونون کی طرف شک پیدا ہو اور وارث دعوی کرین کہ ان دونون نے کوئی چیز ترکہ مین سے لیکر خیانت کی یا کسی شخص کو دیدی اس زعم کے ساتھ کہ میت نے اس شخص کو یہ خبر دینے کی وصیت کی تھی تو چاہیئے کہ ان دونون سے قسم لی جاوے اور قسم مین وقت کی تغلیظ کی جاوے یعنی بعد نماز عصر کے قسم لی جاوے اور عبارت قسم مین تغلیظ کی جاوے جیسا کہ فیقسمان باللہ لانشتری بہ ثمنا ولو کان ذا قربی الی آخر قولہ لمن الآثمین - مذکور ہے پھر اگر یہ دونون اس طرح قسم کھا گئے اور بعد اس کے کوئی ایسی علامت پر اطلاع ہوئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون نے جھوٹ قسم کھائی ہے مثلاً جو چیز گم ہوئی ہے وہ ان دونون مین کسی کے پاس نکلی اور ان دونون نے دعوی کیا کہ میت نے ہم کو ہبہ کر دی یا ہم نے اس سے خریدی ہے اور وارثون نے اس سے انکار کیا حتی کہ منکر پر گواہ لانا یا قسم کھانا واجب ہوا اور گواہ نہین پس قسم کھلائی گئی تو میت کے وارثون مین سے جو سب سے قریب نانے دار ہون وہ اُن دونون کے جھوٹے ہونے اور اپنے دعوے کے سچے ہونے پر قسم کھاوین قال المترجم - وارث اپنے دعوے کی سچائی پر قسم کھاوینگے اور اس مین دلیل ہے کہ قسم مین تغلیظ کرنا روا ہے مثلاً جو وقت تعظیم کے ہین مانند عصر وغیرہ کے اسوقت سے قسم کو بھاری کرے یا مثلاً مکہ مین رکن و مقام کے درمیان کھڑا کر کے قسم لے یا مدینہ مین مسجد نبوی مین یا بیت المقدس کی مسجد مین یا دوسرے شہرون کی بڑی مسجدیا جامع مسجد مین قسم لے ولیکن فقہائے حنفیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات مانند اللہ وحدہ لاشریک حی قیوم خالق رازق علیم و شاہد حاضر ناظر ایسے صفات سے تغلیظ کرے اور جو باتین ممنوع ہین اُن سے تغلیظ نہ کرے مانند آنکہ نصرانی سے صلیب کی قسم یا یہودی سے اسیطرح کی بے بنیاد بات پر جو فسق ہے تغلیظ نہ کرے - پھر آگے مفسرؒ نے اس اشکال کا کہ گواہ پر قسم نہین ہوتی ہے - یون جواب دیا کہ - آیت مین موت کے وقت دو مردون کو مقرر کرنے سے اگر مراد یہ کہ دو وصی مقرر کرے تو جیسا کہ آیت نازل ہونے کے وقت حکم ہوا تھا ویسا ہی اب بھی برابر باقی ہے

اور اگر مراد یہ کہ دو گواہ مقرر کرے تو دوسری آیت واحادیث سے ثابت ہوا کہ حکم منسوخ ہے کیونکہ سنت مقرر ہو چکی کہ گواہ پر قسم نہیں ہے پس معلوم ہو گیا کہ بعد کو اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا اور یہی امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی رحمہم اللہ کا قول ہے لیکن فتاوی حنفیہ میں مذکور ہے کہ اگر گواہ کی عدالت و پرہیزگاری بتانے والا کوئی نہ ملا اور دوسرے فریق مخاصم نے گواہ میں طعن کیا کہ یہ عادل نہیں جھوٹا ہے تو احتیاطاً اُس سے قسم لی جاوے اور نیز مفسر رح نے کہا کہ جیسے گواہوں سے قسم لینا منسوخ ہے ایسے ہی سوائے مسلمانوں کے غیر ملت والوں کی گواہی بھی مسلمان پر جائز ہونا منسوخ ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بقولہ واشہدوا ذوا عدل منکم میں مسلمانوں پر مسلمان گواہ ہونا فرمایا ہے اور حدیث میں صحیح ہوا کہ کافر کی گواہی مسلمان پر روا نہیں ہے اور امام احمد نے برخلاف تینوں اماموں کے خاص ایسے واقعہ میں کافر کی گواہی مسلمان پر جائز سمجھی ہے اور من بعد الصلوٰۃ یعنی بعد نماز عصر کے قسم لئے جانے کی خصوصیت فقط اسیواسطے کہ وہ وقت بڑی برکت و جماعت کا ہر قوم و ملت کے نزدیک لائق تعظیم وقت ہے تو قسم بھاری ہوگی کہ جھوٹ قسم نہ کھائے گا اور آیت میں وارثوں میں سے سب سے قریب وارثوں میں سے فقط دو وارث کی خصوصیت قسم کھانے میں مقصود نہیں بلکہ جتنے وارث کہ زیادہ قریب ہوں سب برابر ہیں اور آیت میں دو ہی کا ذکر فقط اس خاص واقعہ کی وجہ سے ہے جسکے سبب سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے چنانچہ مفسرین علما سلف و خلف کے نزدیک بالاتفاق اس آیت کا سبب نزول یہ قصہ ہوا جو ابو الشیخ و ابن مردویہ و ابن جریر و ابن المنذر و طبرانی و نحاس و ترمذی و بخاری نے تاریخ میں ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ بنی سہم میں سے ایک شخص سفر کو نکلا تمیم الداری و عدی بن بداء کے ساتھ اور یہ دونوں اسوقت نصرانی تھے۔ پھر سہمی ایسے شہر میں مر گیا جہاں کوئی مسلمان نہ تھا پھر جب دونوں ساتھی نصرانی اسکا ترکہ یعنی چھوڑا ہوا مال لیکر آئے تو سہمی کے وارثوں نے ایک جام گم پایا جو چاندی کا تھا اور اسپر سونے کی تحریریں تھیں اور یہ اسکی تجارت کا عمدہ مال تھا جو وہ بادشاہ روم کے لئے لے گیا تھا) پس اُس کے وارث ان دونوں کو نبی صلعم کے پاس نالش کرنے کو حاضر لائے تب یہ آیت اُتری (بعض روایت میں ہے کہ قولہ انا اذا لمن الآثمین تک اُتری تھی) پس آنحضرت صلعم نے دونوں سے قسم لی اور دونوں قسم کھا گئے۔ پھر وہ جام مکہ معظمہ میں پایا گیا اور جس کے پاس نکلا اُسنے کہا کہ ہم نے تمیم و عدی سے خریدا ہے پس دوسری آیت نازل ہوئی (یعنی فان عثر علی انہما استحقا اثما الآیۃ) پس سہمی کے وارثوں میں سے دو مرد کھڑے ہوئے اور اُنھوں نے قسم کھائی۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ عمرو بن العاص بن وائل السہمی اور ایک دوسرا مرد سہمی دونوں نے قسم کھائی اور یہ دو ہی اس مرد میت کے اقرب وارث تھے۔ اور دوسری روایت ترمذی میں مصرح ہے کہ مرد سہمی نے اس سرزمین میں مریض ہو کر تمیم و عدی کو اپنا وصی مقرر کیا تھا اور کہا تھا کہ جو مال میں چھوڑ کر مروں وہ میرے وارثوں کو پہونچا دینا پھر جب وہ مر گیا تو دونوں نے جام مذکور نکال لیا اور باقی مال وارثوں کو دیدیا تھا

قال المترجم ابن عباس نے تمیم الداری رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لوگ سب اس آیت سے بری ہیں سوائے میرے اور عدی بن بداء کے اور ہم دونوں نصرانی تھے اور ملک شام کو تجارت کے واسطے آتے جاتے تھے اور ہم شام میں تھے کہ ناگاہ بنو سہم کا آزاد کیا ہوا غلام جس کا نام بدیل بن ابی مریم تھا مال تجارت لئے ہوئے شام میں وارد ہوا اور اسکے پاس ایک چاندی کا جام تھا جو بادشاہ شام کے پاس لئے جاتا تھا اور یہی اس کی تجارت میں بڑی چیز تھی وہ بیمار ہوا اور ان دونوں کو اپنا وصی مقرر کیا کہ میرا ترکہ میرے لوگوں کو پہونچا دینا تمیم نے کہا کہ جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ جام لیکر ہزار روپیہ کو بیچا اور آدھا آدھا بانٹ لیا پھر جب ہم لوگوں پاس لوٹ کر آئے تو اُسکا مال جو ہمارے ساتھ تھا دیدیا ان کو وہ جام نہ ملا تو ہم سے پوچھنے لگے ہم نے کہا کہ ہم کو اُسنے یہی دیا تھا اور کچھ نہیں دیا تمیم نے بیان کیا کہ آنحضرت صلعم کے مدینہ آنے کے بعد جب میں مسلمان ہوا تو مجکو خوف پیدا ہوا کہ میں نے وہ بڑا گناہ کیا ہے پس میں اسکے لوگوں پاس آیا اور میں نے سب حال بیان کیا اور پانچ سو روپیہ اُن کو دیدیئے اور آگاہ کر دیا کہ اسی قدر میرے دوسرے ساتھی پاس ہیں تو یہ لوگ اس پر چڑھ دوڑے پس آنحضرت صلعم نے اُن کو حکم دیا کہ قسم دلا دین الحدیث۔ رواہ ابن ابی حاتم و الترمذی و ابن جریر اور یہ روایت بسبب ابو النضر محمد بن السائب کلبی کے جس سے تفسیر میں ذکر آتا ہے صحیح نہیں ہے لیکن یہ قصہ ابن عباسؓ سے بنا بر روایت مذکورہ تفسیر کے بروایت محمد بن ابی القاسم کے مختصر طور پر اہل سنن نے روایت کیا

اور محمد بن القاسم کو کہا گیا کہ صالح الحدیث ہے اور اس قصہ کو مرسل طور پر بہت سے علماء ثقات تابعین نے بیان کیا ہے اور اسمین بیان ہے کہ قسم لینا بعد نماز عصر کے واقع ہوا اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ تابعین رحمہم اللہ سے بہ کثرت روایت بطریق ارسال کے اس بات کی دلیل ہے کہ یہ قصہ ان مین مشہور تھا اور اس کی صحت کی شاہد وہ روایت ہے جو ابو موسیٰ اشعری کے زمانہ مین کوفہ مین واقع ہوا اس کو ابن جریر نے روایت کیا اور اسمین مذکور ہے کہ ابو موسیٰؓ نے کہا کہ یہ نادر واقعہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین واقع ہونے کے بعد پھر نہین ہوا تھا اور اس واقعہ کے بھی دونون وصی نصرانی تھے اُن سے بعد نماز عصر کے حضرت ابو موسیٰؓ نے اللہ تعالیٰ کی قسم لی کہ تم نے خیانت نہین کی ہے اور نہ کچھ جھوٹ بنایا اور نہ کچھ بدلا اور نہ کچھ چھپایا اور نہ کچھ بگاڑا ہے اور یہ اس مرد مسلمان کی وصیت اور یہی اُسکا ترکہ ہے اور ابن جریر نے اسکو دو طریق سے ابو موسیٰؓ سے روایت کیا اور دونون اسناد صحیح ہین۔ ابن کثیرؒ نے کہا کہ تمیم بن اوس الداری کا مسلمان ہونا ہجرت کے نوین سال مذکور ہے پس جو شخص اس آیت کے حکم کو منسوخ ٹھہراتا ہے حالانکہ اتنا متاخر ہے وہ کسی دلیل فاصل کو لاوے۔ قال المترجم تمیم داری کا مسلمان ہونا مع قصہ حباثہ کے کتاب الاشراط صحیح مسلم مین مروی ہے ولیکن اُنکے اسلام متاخر ہونے سے حکم کا امتداد اسوقت تک ضرور نہین کیونکہ وہ اُن کی جہالت کے حال کا واقعہ ہے مگر آنکہ فیصلہ ابو موسیٰؓ البتہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حکم منسوخ نہین ہے فتدبر۔ اور ابن جریر کی روایت قضاء ابو موسیٰؓ مین ابن عباسؓ سے ہے کہ ابو موسیٰؓ نے چاہا کہ عصر کے بعد دونون نصرانیون سے قسم لیوین تو مین نے کہا کہ یہ دونون آدمی نماز عصر کے بعد کی کچھ پروا نہین کرتے ہین آپ ان دونون سے ان کے دین کے موافق اُن کی نماز کے بعد قسم لیجئے۔ قال المترجم شاید ابو موسیٰؓ نے اسکو نہین مانا بلکہ احتیاطاً جسوقت مین حضرت صلعم کے زمانہ مین قسم لی گئی تھی وہی وقت برقرار رکھا لیکن کلام ابن عباسؓ سے نکلا کہ عصر کی خصوصیت نہین بلکہ تغلیظ مقصود ہے عن ابراہیم النخعی وسعید بن جبیر ان دونون نے کہا کہ جب سفر مین کسی کی وفات کا وقت آجاوے تو وہ مسلمانون مین سے دو آدمی گواہ کرلے اور اگر نہ پاوے۔ تو اہل کتاب مین سے دو مرد گواہ کرے پھر جب وہ دونون ترکہ لاوین پس اگر وارث لوگ اُن کی تصدیق کرین تو دونون کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون کو متہم سمجھین تو نماز عصر کے بعد دونون سے قسم لی جاوے کہ واللہ باللہ ہم نے نہین چھپایا اور نہ جھوٹ باندھا اور نہ خیانت کی اور نہ کچھ بدلا۔ رواہ ابن جریرؒ۔ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس فی تفسیر ہذہ الآیۃ۔ اگر وارثون نے دونون کی گواہی مین شک کیا تو دونون سے بعد نماز عصر کے قسم لی جاوے کہ واللہ باللہ ہم نے اپنی گواہی کے بدلے ثمن قلیل نہین خریدا پھر اگر میت کے اولیاء اس امر پر مطلع ہون کہ دونون کافرون نے اپنی گواہی مین جھوٹ بولا تو اولیاء مین سے دو مرد کھڑے ہون اور قسم کھاوین کہ واللہ دونون کافرون کی گواہی باطل ہے اور ہم نے حد سے تجاوز نہین کیا پس کافرون کی شہادت رد کردیجائے گی اور اولیاء کی شہادت جائز رکھی جائے گی۔ وہکذا روی العوفی ایضاً عنہ کما رواہما ابن جریر۔ اور اسی طرح بمقتضائے آیت کریمہ ہذا اس حکم کو بہت سے ائمہ تابعین و سلف رضی اللہ عنہم نے یون ہی تقریر کیا ہے اور یہی امام احمدؒ کا مذہب ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا۔ یہ حکم ایسا ہے کہ بہت قریب لگتی ہے یہ بات کہ ادا کرین شہادت کو اوپر اسکے طریقہ کے ف یعنی یہ جو حکم دیا گیا کہ درصورت خیانت کے وارثون سے قسم لیکر ان کی قسم پر اعتبار کیا جائے تو یہ حکم ایسا ہے کہ اسکی وجہ سے نہایت قریب لگتی ہے یہ بات کہ میت کے گواہ لوگ (بنا بر ایک تفسیر کے) یا میت کے دونون وصی (بنا بر دوسری تفسیر کے) شہادت یا وصیت کو اسی وجہ پر ادا کرین جس وجہ پر وہ گواہ ہوئے ہین یعنی ٹھیک ٹھیک بات بیان کردین اسمین کچھ تحریف و کچھ خیانت نہ کرین۔ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ یا خوف کرین کہ پھیر دی جائے گی قسم بعد اُن کے قسم کھانے کے ف یعنی ان کے قسم کھانے کے بعد وارثون کی طرف۔ حاصل آنکہ یہ لگتی بات ہے کہ یا تو ٹھیک شہادت دین یا اُن کی قسم کے بعد وارثون کو قسم کا حق مل جائے گا اور یہ محاورہ ایسا ہے جیسے بندہ کہتا ہے کہ

ف لوگ نماز عصر کے بعد وظیفہ اور نیک کامون مین مشغول رہتے ہین اسکی وجہ یہین سے نکلتی ہے کہ بعد عصر کے مبتلا معصیت ہونا زیادہ گناہ ہے بالجملہ یہ بات بدون نص کے صریح بیان نہ کرنی چاہئے لیکن مضائقہ نہین کہ لوگونکو بعد عصر کے وظیفہ عمدہ ہین مانند درود شریف وغیرہ کے مشغول کیا جاوے جس کی فضیلت منصوص ہے ۱۲م

یا تو سچ بولنا اختیار کر یا فضیحت ہو۔ اور مفسر رح نے لکھا۔ او اقرب الی ان یخافوان ترد ایمان بعد ایمانہم علی الورثۃ المدعین فیحلفون علی خیانتہم وکذبہم فیفتضحون ویغرمون فلا یکذبوا یعنی یا زیادہ قریب ہے اس بات کی طرف کہ وہ خوف کرین کہ اُن کے قسم کھانے کے بعد پھیر دیجائے گی قسم وارثون کی طرف جو اُن کی خیانت کے مدعی ہین پس وہ ان کی خیانت کرنے پر قسم کھالین گے تو یہ ناحق فضیحت ہون گے اور مال بھی پھر دینا پڑیگا لہذا جھوٹ نہ بولین گے۔ قال فی المدارک اگر کہا جاوے کہ یہان حرف او کے کیا معنی ہین تو مین کہونگا کہ یہ معنی ہین کہ یہ حکم مذکور اقرب ہے اس بات کی طرف کہ گواہی کو سچائی کے ساتھ ادا کرین خواہ بخوف وحق الٰہی عزوجل یا بخوف آنکہ فضیحت ہو کر شرمندہ ہون گے۔ اس حکم سے بعض نے حجت پکڑی کہ مدعی کی طرف قسم پھیرنا روا ہے اور جواب دیا گیا کہ نہین بلکہ جو شخص منکر ہو اسی پر قسم عائد ہوتی ہے چنانچہ وارثون نے اس قصہ مین دونون نصرانیون پر دعوی کیا تھا کہ ان دونون نے خیانت کی اور ان دونون نے انکار کیا اور منکر ہو کر قسم کھائی اور چھوٹ گئے پھر جب وہ جام نکلا اور اُن کا جھوٹ قسم کھانا کھلا تو دونون نے دعوی کیا کہ ہم نے میت سے خریدا ہے اور وارثون نے انکار کیا تو قاعدہ کے موافق وارثون پر قسم عائد ہوئی کیونکہ وہ خرید واقع ہونے سے منکر تھے۔ قال المترجم مفسر رحمہ اللہ نے بھی بیان معنی مین لقولہ فان اطلع علی امارۃ تکذبہما فادعیا دافعالہ، سے وصی کے مدعی اور وارثون کے منکر ہونے پر اشارہ کیا تاکہ وارثون کی طرف قسم عائد ہونے کی توجیہ ہو اور سبب نزول اسکا شاہد صریح موجود ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اور ڈرو اللہ سے ف یعنی ہر ایسی بات جو اسکی مرضی کے خلاف ہے از انجملہ یہ کہ خیانت کرنا و جھوٹ بولنا سو اسکو بھی چھوڑو۔ وَاسْمَعُوْا۔ اور سنو۔ ف یعنی جو کچھ کہ تم کو حکم دیا جاتا ہے اور کانون سے بہرے نہین ہو لیکن دل سے قبول کرنے کا سننا سنو اور یاد رکھو کہ جو اپنے خالق معبود پروردگار سے مخالفت کرے وہ بھٹکا پھریگا۔ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ راہ نہین دیتا راہ خیر کی طرف اُس قوم کو جو فاسق ہین ف یعنی اُسکی فرمانبرداری سے باہر ہین پس قولہ الی سبیل الخیر متعلق لا یہدی ہے۔

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَآ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○

جس دن اللہ جمع کریگا رسول پھر کہے گا تم کو کیا جواب دیا بولین گے ہم کو خبر نہین تو ہی ہے چھپی بات جاننا

یَوْمَ یَجْمَعُ۔ زجاج رح نے کہا کہ جس دن اللہ تعالیٰ جمع کریگا رسولون کو ف وہ دن قیامت ہے اور یہ یا تو متعلق ہے اتقوا کے یعنی ڈرو اللہ تعالیٰ سے اس دن کو کہ جس دن رسول اور تمام خلائق محشر مین جمع ہون اور یا علیحدہ جملہ ہے اور اذکروا یا اسکے مانند پوشیدہ ہے۔ یعنی بیان کردے اور نصیحت کردے کہ یاد کرین وہ دن کہ جسمین اللہ تعالیٰ جمع کریگا رسولون کو اور وہ روز قیامت ہے فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ پھر فرمادیگا اللہ تعالیٰ تم کو کیا جواب دیا گیا ف یعنی اللہ تعالیٰ قوم کی سرزنش و ملامت کے واسطے رسولون سے ارشاد فرمادیگا کہ وہ کیا جواب ہے جو تم کو دیا گیا جبکہ تم نے قوم کو توحید کی طرف بلایا۔ حاصل آنکہ او تعالیٰ علام الغیوب ہے اسکو خوب معلوم ہے جو کچھ قوم نے جواب دیا ولیکن یہ دریافت کرنا فقط قوم کو ملامت و فضیحت کرنے کے واسطے ہے جیسے فرمایا۔ واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت یعنی زمانہ جہالت کے عرب جو لڑکی کو زندہ درگور کر دیتے اور توپ دیتے تھے تو فرمایا کہ اس موؤدۃ لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ تو بیچاری کس گناہ پر ماری گئی اور مقصود اس کے قاتل زندہ درگور کرنے والے کی سرزنش ہے کہ اسپر حجت قائم ہو جائے اور ما استفہامیہ ہے اور ذا بمعنی الذی ہے اور بعض نے کہا کہ ذا زائدہ اور ما منصوب باجبتم ہے۔ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَآ۔ بولے ہم کو اسکا علم نہین ہے ف یعنی بولین گے کہ پروردگار ہمارا کچھ علم نہین۔ اور ماضی بجائے مضارع کے اشارہ ہے کہ یہ امر یقینی ہے اور پہلے یجمع و یقول فرمایا کہ اہل ایمان دنیا مین اس کی تاویل کے منتظر نہ ہون۔ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ بیشک تو ہی ہے چھپی بات جاننا ف پس تو خوب جانتا ہے کہ جو کچھ اُنھون نے ہم کو جواب دیا اور اپنے دلون مین

چھپایا جس کو ہم نہین جانتے ہین۔ غیوب جمع غیب کی مصدر اور حاصل مصدر دونون معنی مین آتا ہے و در اصل مصدر ہے اور مراد وہ چیز جو غائب ہے۔ اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ بھی غائب نہین تو جواب یہ کہ یہ تو اسی آیت سے ثابت ہے کہ جو خوب جاننے والا ہے۔ اس سے پوشیدہ کہان لیکن مراد یہ کہ جو بندون کے علم سے پوشیدہ و غائب ہے وہ تجھی کو معلوم ہے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ جنت و دوزخ کا عیانی علم کسی کو نہ ہو بلکہ فرشتہ اور حضرت صلعم اسکو جانتے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ جو کسی بندہ کی شان سے نہین وہ بھی او تعالیٰ جانتا ہے اور کسی بندہ پر یہ صادق نہین ہے کہ وہ عالم علی الاطلاق ہے حتی کہ کوئی بندہ ہو اس سے جاہل ہے کہ قیامت کب ہوگی اور وہ کہان مرے گا کوئی قطعی و یقینی طور پر نہین جانتا ہے اگر کہا جاوے کہ رسل علیہم السلام کو جو جواب دیا گیا تھا اس کو وہ جانتے تھے پھر اُنھون نے یہ کیونکر کہا کہ لا علم لنا۔ تو جواب یہ ہے کہ قولہ ماذا اجبتم۔ مین دو احتمال ہین ایک یہ کہ ظاہر تم کو کیا جواب دیا گیا اور دوم یہ کہ تمھاری دعوت توحید کو قوم نے کس قبلیت سے قبول کیا یعنی صدق و اخلاص سے قبول کیا یا نفاق سے قبول کیا۔ پس دوسری صورت مین اُن کا جواب ظاہر ہے کہ در واقع اُن کو اسکا کلیہ علم نہ تھا کہ نفاق ہے یا اخلاص ہے الا اسی قدر کہ اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے ان کو معلوم تھا اسی واسطے کہا گیا کہ معنی یہ ہین کہ ہمارا علم تیرے علم کے مقابلہ مین گویا معدوم ہے کیونکہ ظاہر و باطن تصدیق و ایمان کا علم تو تجھی کو ہے اور قولہ لا علم لنا۔ مین بھی کہا گیا کہ مراد نفی العلم مطلقاً نہین ہے بلکہ ادب کے ساتھ تمام علم حضرت باری تعالیٰ کو تفویض کیا کہ تو ہی علام الغیوب ہے ہمارا علم کچھ علم نہین۔ امام رازی نے کبیر مین کہا کہ رسولون کو یہ تو معلوم تھا کہ یہ سوال بطور اس قوم بدبخت کی توبیخ کے ہے کہ آخر یہ لوگ ابھی عقاب مین پڑینگے اور اُن کو معلوم تھا کہ ایسا عالم دانا ہے کہ اس کو کسی وجہ پر جہل نہین اور حلیم ہے کہ وہان سفہ کا نام نہین اور عادل ہے کہ وہان ظلم کو دخل نہین تو اُنھون نے جان لیا کہ ہمارے قول سے نہ کچھ کسی کو بھلائی حاصل اور نہ کچھ برائی دور ہوگی کیونکہ وقت عدل و پاداش ہے تو انھون نے ادب اسی مین دیکھا کہ سکوت کرین اور تمام علم حضرت باری تعالیٰ کی طرف سپرد کرین اور اسی کے عدل پر چھوڑین پس کہا کہ لا علم لنا۔ اور بعض نے کہا اے ہم کو علم نہین جو اُنھون نے ہمارے پیچھے برتاؤ کیا اور یہ ضعیف ہے اور اسی طرح جو بعض نے کہا کہ ہمارا علم اُن کی بابت ایسا نہین جیسا تیرا علم ہے اور مفسرؒ نے جواب دیا کہ۔ ذہب عنہم العلم لشدۃ ہول یوم القیامۃ و فزعہم ثم یشہدون علی اممہم لما یسکنون۔ یعنی محققین علماء نے احادیث و آیات سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز اوقات و مقامات ہون گے پس یہ حال اُسوقت ہوگا کہ روز قیامت کے ہول و دہشت سے اور نہایت فزع و گھبراہٹ سے بالکل دل بھولے ہوئے ہون گے پس اُن سے یہ علم جاتا رہیگا کہ اُن کو قوم نے کیا جواب دیا اور کیونکر قبول کیا تھا پھر بعد کو جب سکون پاوینگے تو اپنی قوم پر گواہی دینگے کہ اُنھون نے ایسا اور ایسا کیا اور یہی جواب صحیح و یہی سلف سے مروی ہے۔ ذکر الشیخ ابن کثیر حضرت مجاہد و حسن بصری و سدیؒ نے کہا کہ رسولون سے یہ قول بسبب ہول روز قیامت کے ہوگا عبدالرزاق نے مجاہد سے روایت کی کہ جب او تعالیٰ جل جلالہ فرما دیگا کہ ماذا اجبتم تو فزع و گھبراہٹ سے عرض کرینگے کہ لا علم لنا۔ اے پروردگار ہم کو تو معلوم نہین۔ رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم۔ قال اسباط عن السدی فی قولہ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا۔ وہ لوگ ایسے مقام مین ہون گے کہ وہان عقلون کو ذہول ہوگا تو جب پوچھے جاوین گے تو کہین گے کہ لا علم لنا پھر دوسرے مقام مین اُتارے جاوینگے تب اپنی قوم پر گواہی دینگے۔ رواہ ابن جریر۔ عن ابن جریج فی قولہ ماذا اجبتم۔ اے تمھارے بعد اُنھون نے کیا کام کئے اور تمھارے بعد کیا نئی بدعتین نکالین تو رسول جواب دینگے کہ لا علم لنا انک انت علام الغیوب۔ ایسا ہی ابن جریر نے من طریق الحجاج عن ابن جریج روایت کیا۔ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباسؓ فی الآیۃ رسل علیہم السلام حضرت حق عزوجل سے عرض کرینگے کہ ہمارا علم کیا ہے کچھ نہین تو ہی خوب دانا ہے کہ ہم کو کیا جواب ملا۔ رواہ ابن جریر۔ قال ابن کثیر ان تین اقوال مین سے شیخ ابن جریر نے اسی تیسرے

Marfat.com

قول کو اختیار کیا اور اس مین شک نہین کہ یہ اچھا قول ہے اور یہ بطریق ادب کے ہے کہ او تعالیٰ کے علم محیط کے سامنے جو درحقیقت علم ہے ہمارا کچھ علم نہین یعنی ہم کو اگرچہ جواب دیا گیا اور جس نے قبولیت سے جواب دیا ہم نے اسکو پہچانا لیکن کچھ ہم کو ظاہری شناخت ہوئی باطنی بعض کی شناخت نہین ہوئی اور اے ہمارے مالک مولا عزوجل تو ہر چیز پر ہر طرح خوب مطلع دانا و بصیر ہے تو ہمارا علم تیرے علم کے مقابلہ مین گویا کچھ نہین ہے۔ **قال المترجم** کوئی شک نہین کہ اہل تحقیق کے نزدیک جو صفات ایسے ہین کہ لفظ مین بندون پر بھی اطلاق ہوتے ہین جیسے علم و بصارت و ارادہ و قدرت وغیرہ یہ سب ایک معنی مناط تکلیف ہین جسکو اہل الحق یون تعبیر کرتے ہین کہ نہ بندہ محض مجبور مانند پتھر وغیرہ کے ہے اور نہ مختار ہے بلکہ امر بین بین یعنی بیچ بیچ مین ہے اور چونکہ تاویل حقیقت ایک حالت ہے کہ بیان سے اعلیٰ اور حیوانی عقل سے باہر ہے لہذا اس عبارت مین تعبیر کرتے ہین اور حقیقت ان صفات کی مخصوص بجناب باری تعالیٰ جل جلالہ ہے پس صفات اُسی کی جناب مین اس کی شان پر حقیقت مین صادق ہین اور مرد مومن متقی جو بدعتی نہ ہو اگر اپنے ظاہر و باطن کو شرع کے موافق اصلاح پر رکھے اسکو حضرت حق عزوجل اس ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے اور وہ آئینہ کے مانند جانتا ہے کہ مخلوق کی کسی صفت کو جو عقل حیوانی ثابت کرتی ہے اسی نام کی صفت باری تعالیٰ سے کوئی نسبت ہی نہین ہے۔ پس لاعلم لنا ہر طرح سچ ہے اسمین دروغ کو دخل ہی نہین ہے پس یہ اعتراض کرنا کہ لاعلم لنا دروغ ہوا جاتا ہے محض جہالت کا اعتراض ہے لیکن چونکہ عوام کی عقل حیوانی اسمین ادراک سے عاجز ہے لہذا جواب اسلم وہ ہی جو مجاہد و سدی و حسن وغیرہ سے بربنائے اختلاف مقامات مذکور ہوا کہ اول حالت مین بسبب ہول و فزع کے ایسا کہین گے اور اسپر اعتراض کیا گیا کہ رسل علیہم السلام فزع سے نجات پائے ہوئے ہین۔ کما قال تعالیٰ۔ لایحزنہم الفزع الاکبر الآیۃ۔ اور جواب دیا گیا کہ فزع اکبر کی نفی سے مطلق فزع کی نفی نہین۔ اور نیز حزن بمعنی غم ہے کسی چیز کے فوت ہونے پر اور انبیا علیہم السلام ہمہ تن مطیع رہے ہین اُن کو رضاء حق سے محزونی نہ ہوگی اور نیز عدم حزن بفزع اکبر۔ دوسرے مقام پر ہوگا اور کثرت سے احادیث صحاح اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ رسل علیہم السلام اُس دن بہت دہشت مین ہون گے ہر ایک اپنے نفس و اپنی ذات کی سلامتی کا متمنی ہوگا بسبب ظہور غضب و جلال الٰہی عزوجل کے سوائے ایک رسالت مآب محمد مصطفےٰ صلعم کے کہ آپ کو اُمت عاصی کا خیال ہوگا اور یہ آپکے خصوصیات مین سے ہے فلیتفکر ثم اشکر والحمد للہ رب العالمین ف۔ **قال فی العرائس** قولہ تعالیٰ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول الآیۃ۔ صفات و سبحات ذات تعالیٰ و تقدس کے ظہور کیلئے بندون کی ارواح کو مواقع و اوقات ہین سو حالت حیات مین جبتک دائرہ دہر و حدوث مین گرفتاری ہے ظہور بطریق کشف و عرفان کے ہے پھر شیخ نے کہا کہ اور جب کشف کلی اور ظہور تمام منظور ہوگا جیسا کہ خطاب ازلی سے مفہوم ہے یعنی قیامت مین کہ دن و زمانہ وہان آخر ہے تو سب خالص بندے مرسلین نبیین و ملائکہ جمع کئے جائین گے اور یہی بڑی حضوری کا دن ہے تو عارفین وہان جمال حق و قرب و وصال سے متمتع ہون گے۔ اور قیامت ایک نہایت عجیب و غریب شہر ہے کہ یہان کے مردے وہان زندہ ہین تو وہ ہمیشہ وہان میدان سرور مین نور کے گھوڑون پر سوار درگاہ اُنس مین خوشحال جاوینگے اور وہان مقامات بہت ہین پس ایک مقام پر تو اُن کو بقاء ہوگی جبکہ حضرت جل جلالہ ان نابود بندون کیلئے بسط عنایت سے مشاہدہ کی نعمت مرحمت فرماویگا۔ اور ایک مقام مین اُن کو فنا ہوگی اور یہ سطوات عظمت کے ہجوم و تراکم سے جبکہ کبریا و عظمت کا ظہور ہوگا اور اسی مقام پر حدوث و جو کچھ اسمین ہے سب کچھ عزت و قدم مین مضمحل ہو جاوینگے پس کبھی تو جلال سے فنا اور کبھی جمال سے بقاء ہونگے اور کبھی لطف سے اور کبھی قہر سے مخاطب ہون گے اور ایسے ہی خطاب سے ہے۔ قولہ لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ اور ایسے ہی قولہ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم۔ اُن کے خطاب سے اُن کو عارف کر دیا کہ ربوبیت مین عبودیت عاجز ہے اور قدم مین حدوث فنا ہے اور یہ اُن کو خطاب دنیاوی سے معلوم ہو چکا تھا اب بالعیان بعد خبر کے مشاہدہ کرا دیا اور یہ علم صادق وہ ہے کہ خبر اسمین مطابق معائنہ ہے اور یہ نہین کہ عرفان کے لئے اور کافرون کے خذلان کیلئے

Marfat.com

ہے ورنہ اوتعالیٰ شانہ کو علم محیط قدیم ازلی ابدی ہی ہر گز وہان جہل کا نام نہین بلکہ جہل کی نفی کرنا شرم ہی کیونکہ نفی وہان کرنی چاہیئے جہان اس چیز کا وہم تو ہو سکے اور یہان علم و جہل اسکی مخلوق ہین یعنی آنکہ ظہور انکا سمانی مین یا اسکی تکوین ہی علاوہ ازین عدم مخلوق ہونا یا نہ ہونا اور انکا عدم داخل قدرت ہین یا نہین مترجم کے نزدیک جاہلون کے خیالات ہین اور شیطان نے ایک مضحکہ بنایا ہے اس طرف توجہ کرنیوالے اہل ایمان و اہل عرفان کے نزدیک بیابان جہالت کے سرگردان ہین تو کبھی اس مضحکہ مین گرفتار نہون اور کتاب آلہی و سنت رسول اللہ صلعم سے معرفت حاصل کرتا کہ روشن راہ پر چلاوے والسلام۔ واضح ہو کہ رسل علیہم السلام نے جو جواب دیا کہ لا علم لنا اسکے یہ معنی ہین کہ ہم کو اسکا علم نہین جو تیری ہم سے مراد اور ہماری قوم سے جن پر ہم بھیجے گئے تھے مراد ہے اور ہم کو اسکا علم نہین تو تو نے ازل مین ہم سب پر جاری کیا اور ہم کو اسکا علم نہین جو ہمارے نفوس مین ہی پھر جو تیری مراد ہے اسکا علم تو بڑی بات ہی اور ہم کو علم نہین مگر ایک مخلوق علم حادث جو تیرے علم پاک و علیم پاک سے ملا اور وہ درحقیقت تیرا ہی علم ہے اسی واسطے فرمایا کہ انک انت علام الغیوب اور نیز اس سے بھی شرمائے کہ ہم اس امر کو اظہار کرین کہ لا علم لنا۔ اسی واسطے عرض کیا کہ حکم کی بجا آوری تھی ورنہ ہم یقین جانتے ہین کہ انک انت علام الغیوب۔ اور اسی واسطے اس کلام کو حرف ان و ضمیر فصل اور صیغہ مبالغہ و باوجود عیب مصدر ہونے کے اسکی جمع اور جملہ اسمیہ وغیرہ تاکیدات سے مؤکد کیا حالانکہ وہان منکر کوئی نہین ہی فافہم۔ قال الشیخ۔ اور ہر گاہ کہ کشف عظمت مین مبہوت و متحیر و حیران و از خود رفتہ ہو گئے تو ارواح پاکیزہ و خرم ہوئین لیکن شباح و صوتین مضمحل و از خود رفتہ ہو گئین اسواسطے ان کو یہ طاقت نہ رہی کہ جو ان کے دلون مین ہی وہ ادا کر سکین یہ سبب رعب و دبدبہ خطاب حضرت رب العزت جل جلالہ کے۔ اور نیز وہ شرمائے کہ قوم ناہنجار نے جو ان کو جواب دیئے تھے وہ حضرت اوتعالیٰ کی عظمت و جلال کے حضور مین اظہار کرین یعنی یہ کہ دنیا مین شیطان کے پیرو ایسے بیہودہ جواب دیتے ہین کہ ان کی باتون سے پروردگار جل جلالہ کی معرفت فی الجملہ حاصل کرنے والون کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اور جب قیامت مین ان ناپاکون کی آنکھین کھلین گی تو معلوم ہوگا کہ کس درجہ بیحیائی کر چکے ہین پھر بندگان خاص سے وہ ناپاک جواب دانہ ہو سکے تو انھون نے علم آلہی پر تفویض کیا اور مترجم پہلے بیان کر چکا ہے کہ لا علم لنا سے حقیقی علم کی نفی ہر حال مین صادق ہی مگر تو ایسے شخص کے سامنے جو اس کو نہ جانے دانہ ہوگا۔ فافہم۔ قال الشیخ اور نیز لا علم لنا یعنی جو کچھ تو نے ان کے اسرار مین مخفی کیا وہ ہم کو نہین معلوم کیونکہ غیب تو ہی جانتا ہے اسی واسطے کہا کہ انک انت علام الغیوب۔ واسطی رح نے کہا کہ اظہار کیا اسکو جو اس کی طرف سے ان بندون سب کی طرف تھا تو خاص بندے بولے کہ ہم کیونکر کہین کہ امت نے ایسا کیا یا ہم نے یون کیا تو وہان حقیقت کے حال مین زبانین بند ہو گئین۔ اور کہا کہ رسولون کو خطاب فرمایا نہ قوم کو کیونکہ اوتعالیٰ دانا تر ہے کہ یہ مخلوق خطاب کے بوجھ اٹھانے والی ہین اور انبیا کی شناخت مین بڑی بات یہ ہی کہ خطاب کو مشاہدہ مین برداشت کرتے ہین اور یہ نہایت سخت منزلت ہی اسی واسطے جواب ظاہر نہ کیا اور نہ بول سکے مگر یہی عاجزی کی زبان سے کہا کہ لا علم لنا۔ ہم کو علم ایسی حالت مین کہان کہ تو نے جبروت کو کشف فرمایا ہے جنید رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کے ساتھ رفق و نرمی تھی کہ سمجھے نہین اور اگر سمجھتے و جانتے تو جواب خطاب وارد ہونے کی وجہ سے بسبب ہیبت کے مرجاتے۔ ابن عطا رح نے کہا کہ ہمکو تیرے سوال کی سمجھ نہین ہم سے کوئی جواب نہین ہی بعض نے کہا کہ جب انپر ظہور حق تجلی علم سبقت ہوا تو وہ اپنے علوم کھو گئے اور لا علم لنا ادب کی پابندی ہی اور یہ نہین تھا کہ جو کچھ انکو جواب تھا اس سے نادان تھے محمد بن الفضل رح نے کہا کہ جو جواب اس سوال کے لائق ہو اسکا ہم کو کچھ علم نہین ہے۔ فافہم

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۔۔۔ قف

جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے۔ یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب مدد کی مین نے تجکو روح پاک سے

تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ

تو کلام کرتا لوگون سے گود مین اور بڑی عمر مین اور جب سکھائی مین نے تجکو کتاب اور پکی باتین اور توریت

Marfat.com

وَالْاِنْجِيْلَ ج وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

اور انجیل اور جب تو بناتا مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے پھر دم مارتا اُس مین تو ہو جاتا

طَيْرًا م بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ج وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ج

جانور میرے حکم سے اور چنگا کرتا مان کے پیٹ اندھا اور کوڑھی کو میرے حکم سے اور جب نکال کھڑے کرتا مردے میرے حکم سے

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور جب روکا مین نے بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو لایا اُن پاس نشانیان تو کہنے لگے جو کافر تھے

مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا

اُن مین اور کچھ نہین یہ جادو ہے صریح اور جب مین نے دل مین ڈالا حواریون کے کہ یقین لاؤ مجھ پر

بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ج قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝

اور میرے رسول پر بولے ہم یقین لائے اور تو گواہ رہ کہ ہم حکم بردار ہین

واضح ہو کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولون سے ان لوگون کے جواب کی نسبت جو انھون نے رسولون کو دیا سوال کرنے سے ان لوگون کو توبیخ کیا بعد ازان اس آیات و معجزات کو جو اپنے رسولون کو عطا فرمائے بیان کرکے توبیخ فرمائی کہ باوجود معائنہ ان آیات و معجزات باہرہ کے پھر بھی ان لوگون مین سے بعض نے ان کو جھٹلایا اور ساحر کہا اور بعض نے اسقدر غلو کیا کہ ان کو معبود اور الٰہ تصور کیا چنانچہ بیان فرمایا۔ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ جب کہیگا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے ف اذ ظرف متعلق بمقدر مانند اذکر ہے اور یہ یاد دہانی و نصیحت ہے کہ ایسا ہونیوالا ہے پس اسوقت سے نیکبخت لوگ اپنی پیش بینی کرین اسی واسطے قال ماضی فرمایا حالانکہ قیامت مین واقع ہوگا بمعنی آنکہ قطعی الوقوع بمانند ماضی کے ہے۔ اور تخصیص عیسیٰ علیہ السلام کی ظاہر ہے کہ دو بڑے گروہ یہود و نصاریٰ مختلف ہین کہ یہود تو ایسی سخت بدی کرنے لگے کہ اونکو جھوٹا مانا اور رسول نہ جانا اور نصاریٰ ایسا غلو کرنے لگے کہ انکو الٰہ یا خدا کا بیٹا کہنے لگے جس سے اہل ایمان کے دو ئین کھڑے ہوتے ہین اور یہ بیان انعامات عیسیٰ و اُن کی والدہ کے اصلی حالات مقدمہ و تمہید ہے آئندہ کلام کی اور وہ قولہ انت قلت للناس اتخذونی و امی الٰہین من دون اللہ۔ جیسا کہ آویگا انشاء اللہ تعالیٰ پس پہلے ان آیات مین جو عیسیٰ علیہ السلام و اُن کی والدہ پر انعامات وغیرہ اور اُن کی دعا سے پیروی کرنے والون پر فضل ہوا اور نافرمانون پر عقاب ہوا ہے سن کر نصیحت لے لینا چاہیئے چنانچہ فرمایا کہ قیامت مین اللہ تعالیٰ اپنے بندہ و رسول عیسیٰ علیہ السلام کو غرق منت و احسان فرماویگا اور ان کے بارہ مین افراط و تفریط کرنے والون کو ملامت و سرزنش کرنے کو یون خطاب کریگا کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے۔ اُذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ یاد کر میری نعمت کو جو تجھ پر ہوئی اور تیری والدہ پر ہوئی ف یاد کرنے سے یہ مراد کہ اس کی شکر گزاری کر۔ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام ہر حال مین یاد رکھتے اور شکر ادا کرتے تھے مگر مقصود اس سے اس امر کا اظہار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ بندہ تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا پس وہ ناہنجار قوم جو اس کو نہ مانتی تھی خوار ہو اور نیز وہ قوم جو اس کو آلہ و معبود و بیٹا سمجھتی تھی اپنی غلطی پر افسوس کرے کہ وہ ایک بندہ تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے رسولون کے مانند معجزات وغیرہ سے انعام کیا تھا چنانچہ اُس کو رسول کیا اور اُس کی مان کو پاک بندی عبادت کرنیوالی و اس زمانہ کی تمام عورتون سے برگزیدہ دیندار بنا دی پھر خاص خاص انعام کو یاد دلایا۔ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف جبکہ مین نے تجکو قوت دی اپنے خاص فرشتہ جبرئیل سے ف اور قدس بمعنی پاکیزگی ہے اور مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ان کے ساتھ رہتے جہان جاتے وہان ساتھ جاتے اور جو معاملات واقع ہوتے ان مین مدد کرتے اور علوم و معارف ان کو بطریق الہام کے سکھلاتے اسی واسطے عجیب خلاف عادت

Marfat.com

باتین حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سرزد ہوتی تھین اور بعض نے کہا کہ روح القدس وہ کلام تھا جس سے مردے کو زندہ کرتے تھے اور یہ ضعیف ہے بلکہ وہی اعانت جبریل علیہ السلام مراد ہے اسی واسطے تائید کا بیان فرمایا بدون عطف کے تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا تو کلام کرتا لوگون سے گود مین اور بڑی عمر مین ف یہ جملہ اعراب مین ایدتک کے کاف خطاب مفعول سے حال واقع ہے اور مہد مین یعنی حالت طفولیت مین وکہل مین یعنی زمانہ سن کہولت مین۔ حاصل آنکہ مین نے روح القدس سے تیری تقویت کی درحالیکہ تو باتین کرتا تھا لوگون سے بچپن و جوانی مین۔ چنانچہ جب مریم کو لوگون نے بہتان لگایا تو مہد یعنی گہوارہ مین سے چند روز کے بچہ تھے۔ بولے کہ انی عبداللہ آتانی الکتاب الآیۃ۔ یعنی مین اللہ تعالیٰ کا بندہ ہون مجھے اس نے کتاب دیکر اپنا رسول کیا ہے حالانکہ اسوقت تک انجیل اتری بھی نہ تھی اور اسی حال مین اپنی مان کا پاک ہونا ظاہر کیا۔ اگر کہا جاوے کہ مہد مین یون کمال عقل کی باتین کرنا تو احسان و معجزہ ہے اور حالت کہل مین تو سب ہی باتین کرتے ہین ان کی تخصیص کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ معنی کلام کے یہ ہین کہ تجھ پر دونون حالتین یکسان تھین کچھ فرق نہ تھا۔ برخلاف اور لوگون کے اور نیز اظہار ہے کہ وہ بندہ تھا مخلوق کہ اسکے بچپن و شباب و جوانی کی حالتین سن کی بدلتی تھین جیسے آدمیون پر گذرتی ہین علاوہ برین کہل مین لوگون سے کلام کرنا بھی ایک نشان قدرت ہوگیا۔ کما قال المفسر یفید نزولہ قبل الساعۃ لانہ رفع قبل الکہولۃ کما سبق فی آل عمران۔ کیونکہ وہ سن کہولت سے پہلے آسمان کو اٹھائے گئے ہین اور قیامت سے کچھ پہلے اتارے جاوینگے تو اسقدر زمانہ دراز کے باوجود اس عالم مین ان کو کچھ تغیر نہ ہوگا بلکہ اترین گے تو وہی سن قریب کہولت کے ہوگا اور سات برس دنیا مین جہاد وغیرہ سے دین محمدی صلعم کی تائید کرینگے پھر مرجاوین گے اور مسلمان انکے جنازے پر نماز پڑھکر دفن کرینگے۔ یہان سے نکلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اقتضاء النص سے ثابت ہے اور جاننا چاہیئے کہ مشرکون و کافرون سے بڑا تعجب ہے کہ اہل اسلام کی کتب احادیث مین جو آثار و اخبار مروی ہین وہ مفصل ایک ایک موجود و ظاہر ہوتے جاتے ہین اور دین اسلام نہایت عمدہ اخلاق و پاکیزہ قانون پر مبنی ہے حتیٰ کہ اسی سے نصاریٰ نے اپنا قانون بنایا پھر بھی یہ لوگ راہ دیکھتے اور نہین مانتے ہین اور کہتے ہین کہ مسلمانون کی حالت اچھی نہین اور یہ اور بھی عجیب ہے کیونکہ گفتگو دین اسلام کی خوبی مین ہے اور مسلمان لوگ اگر اپنے دین پر نہین چلتے تو یہ ان کا قصور ہے اور اسی سے ان کی حالت خراب ہے۔ تم دین اسلام پر چلو اور مسلمانون کی چال کو مت دیکھو واللہ الہادی وہو المضل و نعوذ باللہ من الضلال۔ بالجملہ او تعالیٰ نے اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام پر یہ احسان رکھا کہ اسکو روح القدس سے تائید دی کہ طفولیت و کہولت مین ان کی یکسان باتین ہین اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تیس برس کے سن مین رسول ہوے پھر دو برس چھ مہینہ رسالت پر رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا پھر سن کہولت مین زمین پر اتارے جاوین گے اور آل عمران مین یہ بحث گذری کہ مواہب و اس کی شرح وغیرہ مین باستدلال بیان ہوا کہ چالیس برس کے سن سے پہلے کوئی نبی نہین ہوا اور حاکم کی روایت مین ایک سو بیس برس کے سن مین اٹھایا جانا مذکور ہوا ہے ولیکن شیخ ابن کثیرؒ نے اسکو ابن عساکر کی روایت غریب قرار دیا اور تینتیس برس کے سن مین اٹھایا جانا مسلم رکھا ہے کما مر سابقا۔ اور بربنائے روایت حاکم و قول شرح مواہب وغیرہ کے سن کہولت مین انکا کلام واقع ہوگیا اور یہی ظاہر آیت ہے الا آنکہ کہا جائے کہ قیامت مین امتنان کے وقت ایسا وقوع ہوجائیگا کہ طفولیت و کہولت مین انکا باتین کرنا متحقق ہوگا اور صحیح ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ نے طفولیت و مہد مین صرف ایک مرتبہ کلام کیا تھا اور وہ قولہ تعالیٰ حکایۃ عنہ انی عبداللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا الآیۃ مین مذکور ہے اور مؤلف فتح البیان نے جو اس مقام پر لکھا کہ یہ مخصوص بزرگی فقط حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہوئی ان سے پہلے کسی اور کو حاصل نہین ہوئی تھی تو یہ مؤلف مذکور کا سہو ہے اور صحیح ہوا کہ چند بچے ایسے ہوئے ہین جنھون نے مہد مین کلام کیا اور مفسر جلال الدین سیوطیؒ وغیرہ نے ان کو بالاستیعاب نظم کیا ہے از انجملہ جس طفل نے حضرت یوسف علیہ السلام کی بریت پر گواہی دی تھی وہ بھی شیرخوار تھا اور وہ زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہت پہلے ہوا ہے۔ فافہم۔ اور ابو موسیٰ اشعریؓ سے مرفوع روایت ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو انبیاء علیہم السلام

Marfat.com

وان کی اُمتین بلائی جاوین گی پھر عیسیٰ علیہ السلام بلائے جاوینگے اُن کو مقرب فرماکر اوتعالی اُن کو اپنی نعمتین یاد دلاویگا پس فرماویگا یا عیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک الآیۃ۔ پھر فرماویگا ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین من دون اللہ پس عیسیٰ علیہ السلام انکار کرینگے کہ اے پروردگار مین نے نہین کہا اور اگر مین نے کہا ہوتا تو ضرور تجھے معلوم ہوتا پس نصاری بلائے جاوینگے اور اُن سے پوچھا جاویگا تو وہ کہین گے کہ ہان اُس نے ہم کو یہی حکم دیا تھا تا آخر حدیث اور انجام آمین یہ مذکور ہی کہ حجت قائم ہوکر نصاری کو صلیب آگے کردی جائے گی کہ اسکے پیچھے پیچھے دوزخ کو جاوین گے۔ رواہ ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر وفیہ ضعف۔ پھر اللہ تعالی نے اونعمت یاد دلائی بقولہ۔ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ اور جب سکھائی مین نے تجکو کتاب اور پکی باتین ف۔ بعض نے کہا کہ کتاب سے جنس مراد ہے عموماً اور ابن کثیر وغیرہ نے اختیار کیا کہ کتاب سے لکھنا مراد ہے اور حکمت سے فہم اور کلام محکم بقرینۂ قولہ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ۔ اور تورات اور انجیل ف۔ اور توریت سے مراد وہ کتاب الٰہی جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوئی تھی اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ حدیث مین بعض مقام پر توریت کا اطلاق اس سے اعم معنی پر ہوا ہی اور بنا بر قول اول کے یعنی کتاب سے جنس کتب مراد ہے تو پھر عطف بطریق تخصیص بعد تعمیم ہوگا بسبب آنکہ حضرت عیسیٰ کو ان دونون کتابون سے مزید خصوصیت تھی کیونکہ یہود جو آپ سے جھگڑے کرتے تھے تو آپ توریت سے ان کو قائل کرتے اور اپنی رسالت کو اس سے ثابت کرتے تھے جیسا کہ انجیل مین جو ملحقات حواریین مین ہین یہ بات مصرح ہی۔ پھر اونعمت یاد دلائی بقولہ۔ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ اور جب تو بناتا مٹی سے جانور کی صورت میرے حکم سے ف۔ یعنی مٹی سے پرند کی ہیات کے مانند تصویر بناتا تھا پس خلق یہان تصویر بنانے کے معنی مین ہی اور پیدا کردینے کے معنی مین نہین ہوسکتا بقرینۂ مابعد کے اور تصویر بنانا اگرچہ حرام ہے لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا تو یہ مشروع تھا اور یا خاص اجازت تھی جیسا کہ قولہ باذنی دلالت کرتا ہے اور یہ ظاہر نظم ہے اور بعض نے کہا کہ اذن سے مراد آسان کردینا اور کہیئۃ الطیر مین کاف اسمیہ بمعنی مثل ہے اور وہ مفعول تخلق ہے اور مروی ہوا کہ فقط چمگادڑ بنایا تھا اور آل عمران مین تمام تفسیر گذر چکی ہے یعنی آنکہ اور یاد کر جبکہ تو ہماری اجازت سے پرند کی صورت کے مثل کو مٹی سے بناتا تھا فَتَنْفُخُ فِيْهَا پھر تو دم مارتا اس ہیات مین ف۔ یعنی ساختہ تصویر مین پھونکتا تھا۔ فَتَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِيْ۔ پس ہوجاتا جانور میرے حکم سے ف۔ یعنی یہ تصویر تیرے پھونکنے کے بعد پرند ہوجاتی تھی میرے ارادہ وتاثیر قدرت سے۔ پس باذنی سے تصریح کردی کہ اوتعالی نے عیسیٰ کے اوپر یہ کرامت فرمائی تھی کہ یہ قدرت وارادت کی تاثیر ان کے نفخ پر ہوجاتی تھی اور یہی حال جملہ انبیا علیہم السلام کے معجزات کا ہے اور یہی جملہ اولیا رحمہم اللہ کی کرامات کا ہے کہ اُن کو یہ اختیار نہین کہ جو چاہین وہ کرین بلکہ جو اللہ تعالی چاہتا ہے وہی ہوتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ محل ظہور کرامت وہ ہوتے ہین اور عوام اس کرامت کے لائق نہین ہین پس عوام جاہل اور بہتیرے پڑھے لکھے جو خواہ مخواہ یہ سمجھتے ہین کہ فلان ولی چاہین تو ایسا ہوجاوے حتی کہ یون سمجھتے ہین کہ اگر نذر نیاز نہ کروگے تو وہ ایسا ضرر پہونچاوین گے یہ سب اُن کی جہالت وگمراہی ہے۔ شاہ ابوالحسن رح نے خوب لکھا ہے ولی کو گو کہ قرب کردگار پر نہیں تقدیر مین کچھ اختیار ؛ خود وہ تو اُن کو گر سمجھے کوئی ؛ یہ غباوت ذہن کی ہے اور کمی ؛ اور مولوی روم علیہ الرحمۃ نے جو لکھا ہے اولیا را ہست قدرت از الٰہ ؛ تیر جستہ باز گرداند ز راہ ؛ اسکو جاہل اپنی کج فہمی سے سند لاتے اور نہین سمجھتے کہ اس کے تو صاف یہی معنی ہین کہ اللہ تعالی کی طرف سے ان کو قدرت کی یہ تاثیر مل جاتی ہے کہ اگر کمان سے تیر نکل گیا ہو تو بیچ مین سے پھر آوے اور پھیر لانا اسوجہ سے کہا کہ جس شخص کے وسطہ سے ظہور تاثیر قدرت ہوتا ہے ظاہر مین وہی کرنے والا معلوم ہوتا ہے چنانچہ یہی کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ نے مردے کو زندہ کیا حالانکہ خوب جانتے ہین کہ اللہ تعالی کی تاثیر قدرت سے جو حضرت عیسیٰ کے وسطہ سے ظاہر ہوئی وہ مردہ زندہ ہوگیا پس اہل اسلام و توحید کو اللہ تعالی عزوجل کی جناب مین شرک کرنا چاہیئے اور انبیا واولیا کی بزرگی وبڑائی اور پاک ومقبول بندے اور اللہ تعالی کے محبوب بندے ہونے کا قائل ہونا چاہیئے۔ زیادہ یہان

Marfat.com

گنجایش نہین تفسیر کی طرف رجوع کرون۔ پھر اور کرامت یاد دلائی بقولہ۔ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ عطف ہے تخلق پر یعنی اور یاد کر کہ تو میرے ارادہ و تاثیر قدرت کے ظہور سے اندھے مادر زاد کو اور کوڑھی کو چنگا کرتا تھا۔ پس جالینوس وغیرہ وغیرہ بڑے بڑے طبیب مشہور جو اس زمانہ مین موجود تھے اپنی جہالت سے حیران تھے اور سب نے عاجزی کا اقرار کیا۔ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ اے واذکر اذ تخرج الموتی من قبورہم احیاء باذن اللہ یعنی اور یاد کر بڑی کرامت یہ کہ تو میرے ارادہ و تاثیر قدرت کے ظہور سے مردون کو ان کی قبرون سے نکالتا تھا یعنی زندہ نکلتے تھے چنانچہ سام بن نوح و دو مرد و ایک عورت و ایک لڑکی زندہ کیا تھا اور قصہ مفصل گذر چکا اور آگاہ رہو کہ چار ون جگہ لفظ باذنی کو مکرر فرما کر یہ تنبیہ کی کہ یہ سب جو عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہونا معلوم ہوتا تھا اسمین حضرت عیسیٰ کی قدرت و اختیار کو دخل نہ تھا بلکہ محض اللہ عزوجل کی تاثیر قدرت کا ظہور تھا لیکن حضرت عیسیٰ اکرم و خاص بندے تھے کہ اس ظہور قدرت کیواسطے وہ محل قرار پائے تھے۔ اور آگاہ رہنا چاہیئے کہ ظہور تاثیر قدرت کے واسطے مشیت و ارادہ الٰہی ضرور ہے اسی واسطے مفسر نے باذنی کی بارادتی سے تفسیر کی۔ پس جہان مشیت نہین متعلق ہے وہان ظہور نہ ہوگا حتی کہ سوائے مذکورین کے اگر عیسیٰ کسی اور کو چاہتے تو وہ کبھی زندہ نہ ہوتا لیکن مقام اس سے بھی بالاتر ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ خاص بندے از خود فانی ہوتے ہین اور بقا حق سے باقی ہوتے ہین پس اُن کی مشیت و ارادت وہی ہوتی ہے جو تقدیر او تعالیٰ کی ہے اور یہ اس تقدیر کے موافق خواہ مخواہ خود بخود کام کرینگے اور واضح ہو کہ ابن کثیر نے ذکر کیا کہ ابن ابی حاتم نے کہا حدثنا ابی حدثنا مالک بن اسمٰعیل حدثنا محمد بن طلحۃ یعنی بن مصرف عن ابی بشر عن ابی الندیل۔ کہا ابو الندیل نے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام جب موافق ارادۂ قدرت کے کسی مردے کو زندہ کرنا چاہتے تو دو رکعت نماز پڑھتے اور پہلی رکعت مین تبارک الذی بیدہ الملک پڑھتے اور دوسری رکعت مین الم تنزیل السجدہ پڑھتے پھر جب اس سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی مدح و ثنا بیان کرتے پھر سات نامون سے دعا کرتے یا قدیم یا دائم یا فرد یا وتر یا احد یا صمد اور جب اُنکو کوئی سخت بات پیش آتی تو اور سات نام سے دعا کیا کرتے تھے یا حی یا قیوم یا اللہ یا رحمٰن یا ذا الجلال و الاکرام یا نور السموات و الارض و ما بینہما و رب العرش العظیم یا رب ابن کثیر نے کہا کہ ہذا اثر عظیم جدا یعنی یہ روایت جو تابعی سے مروی ہوئی ہے ضرور عظیم ہے ایسا ہی نسخہ موجود مین ہے اور شاید ہذا اثر غریب جدا ہو اگرچہ اسناد جید ہے اور اسمین شک نہین کہ باوجود ثبوت ایک امر عظیم کے تاویل ضرور ہوگی اور شاید تبارک الذی و الم تنزیل السجدہ انکو اللہ تعالیٰ نے بطور وحی خاص کے قرآن مجید سے یا لوح محفوظ سے تعلیم فرمایا ہو واللہ اعلم بالصواب۔ پھر اور انعام یاد دلایا بقولہ۔ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ۔ اور جب وہ کا مین نے بنی اسرائیل کو تجھ سے ف یعنی جسوقت اُنھون نے تیرے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ۔ جب تو لایا اُن پاس نشانیان ف یعنی جبکہ تو اُن کے پاس رسالت الٰہی پہونچانے کے معجزات کیساتھ گیا تھا۔ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ ان مین سے انکار کرنے والے کہنے لگے تھے۔ ف یعنی کفار لوگ کہ۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ نہین یہ جو تو لایا مگر کھلا ہوا جادو ف یعنی اس طرح منکر ہو کر تیرے قتل پر آمادہ ہوئے تھے تو مین نے باز رکھا۔ اور ایک قراءۃ مین بجائے سحر کے ساحر ہے پس معنی یہ ہین کہ نہین یہ شخص مگر ایک کھلا جادوگر۔ اور بنی اسرائیل کو باز رکھنا عیسیٰ علیہ السلام سے یون ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو آسمان پر اُٹھا لیا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب بنی اسرائیل ایمان لاتے اور یہ قصد ہی نہ کرتے اور اگر چاہتا تو سب ہلاک ہو جاتے ولیکن حکمت کاملہ اسی مین تھی جو واقع ہوا علاوہ ازین او تعالیٰ قادر مختار ہے جس طرح جو کچھ چاہے وہ کرے پھر اور انعام یاد دلایا بقولہ۔ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ۔ اور یاد کر جبکہ مین نے وحی کی حوارین کی طرف یہ کہ ایمان لاؤ مجھ پر ف یعنی اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ پر اس صفت توحید کے ساتھ جو عیسیٰ علیہ السلام تعلیم کرے۔ وَبِرَسُوْلِیْ اور میرے رسول پر ف یعنی عیسیٰ علیہ السلام پر اور عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا متضمن جملہ انبیاء و کتب و انجیل پر ایمان کو ہے اگر کہا جاوے کہ وحی مخصوص با نبیاء علیہم السلام ہے حوارین کو نبوت نہ تھی تو جواب دیا گیا دو وجہ سے اول آنکہ وحی کلام مبین بمعنی امر ہے اے حکم دیا مین نے حوارین کو بزبان عیسیٰ علیہ السلام۔ اور یہی مفسر رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا اور قولہ ان آمنوا بی و برسولی یعنی اوحیت بان آمنوا بی الخ اسکا مؤید ہے۔ وجہ دوم آنکہ وحی سے مراد وحی الہامی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا و اوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ الآیۃ

Marfat.com

مین ہے کہ بلا خلاف یہان وحی الہامی مراد ہے اور جیسے فرمایا واوحی ربک الی النحل ان اتخذی من الجبال بیوتا ومن الشجر الآیۃ مین وحی الہامی ہے ایسا ہی بعض سلف نے اس آیت مین قولہ اذ اوحیت الی الحوارین کے وحی کو کہا کہ ان کو الہام ہوا پس اُنھون نے اسکی پابندی کی قال الحسن البصری رح اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا الہام فرمایا۔ قال السدی رح اُن کے دلون مین یہ بات ڈالدی۔ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بولے ہم یقین لائے ف یعنی اللہ تعالیٰ واسکے رسول عیسیٰ پر پورا ایمان لائے وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ اور تو گواہ رہ کہ ہم حکم بردار ہین ف پہلے ایمان وپھر اسلام ذکر کیا تو اسلام بمعنی اخلاص و توحید و مرادف ایمان ہے اور نیز اظہار ہے کہ دل سے بھی ہم ایمان لائے اور ظاہر مین بھی انقیاد و اطاعت کی ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ اذ قال اللہ یعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک الآیۃ یعنی خالص ارادت و محبت والون سے بیان کر دے جو مین نے تجھ پر کشف جمال و اظہار علوم غیب و تجلی کا انعام کیا اور تیری مان پر کلمۂ خاص القا کیا جبکہ اُس سے انوار کا ظہور ہوا اور نور الوہیت سے ملتبس تیرا وجود ہوا اور یہ بروقت تائید روح القدس تھا چنانچہ فرمایا۔ اذ ایدتک بروح القدس۔ یعنی بروح معرفت جو روشن بصبح ازل تھی اور یہ وہ نفخ اول ہے جو اللہ تعالیٰ نے روح متجلی بجلال و جمال سے آدم علیہ السلام مین پھونکی تھی کیا تو نہین دیکھتا کہ فرمایا۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم الآیۃ۔ صورت عیسیٰ پر انکشاف قدس فرمایا کہ اس سے زندہ ہو گئے اور لاہوتیت اور ناسوتیت کے امتزاج کی تہمت سے بسبب روح القدس کے مقدس ہو گئے پس تمام وجود عیسیٰ علیہ السلام قدسی پیدا ہوا۔ تو یہ نہین دیکھتا کہ کیونکر باذن اللہ تعالیٰ مردے کو زندہ کرتا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی تائید و نور روح قدس کے جلال سے مردہ زندہ کرتا تھا اور نیز معنی قولہ اذ ایدتک بروح القدس۔ آنکہ مین نے تجھکو بندۂ جبرئیل علیہ السلام سے تائید دی تاکہ تجھکو مقام عبودیت و شریعت پہنچوا دے اور بشریت کے گہوارہ مین تیرے ساتھ رہے کیونکہ تیرا صدور نور ربوبیت سے ہے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو تجھکو مقام ہستی مین سکون نہ ہو سکتا بلکہ تو فانی و نابود ہو جاتا بعض مشائخ نے انبیاء علیہم السلام کے حال مین لکھا کہ ان مین سے بعض پر القائے روح النبوۃ تھا اور بعض پر القاء روح الصدیقیت۔ اور بعض پر روح المشاہدہ۔ اور بعض پر روح الصلاح والحرمۃ اس طرح مختلف تجلیات سے القاء ہوا اور اُن کے اسرار مین وہ باتین پوشیدہ دین کہ انکا بیان و تعبیر نہین ہو سکتی ہے وہ ایسا علم ربانی ہے کہ اسکا وصف غائب اور حظ باقی ہے۔ واسطی رحمۃ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت کی روائی نہین مگر جبھی کہ روح کو صحبت قدم میسر آئی ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذ ایدتک بروح القدس تکلم الناس فی المہد وکہلا پس جس کو قدم مین صحبت روح سے فیض ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی معیت سے سرفراز ہوتا ہے اور قولہ تعالیٰ اذ ایدتک بروح القدس مین واسطی رح نے کہا کہ اس مقام پر روح کے ذکر سے ایک اشارہ لطیف یہ ہے کہ روح محض مستتر اور پوشیدہ ہے اسی طرح قرب الٰہی محض پوشیدہ ہے وہ وہم و گمان و بیان سے باہر ہے۔ بعض مشائخ نے قدس سے اشارہ لیا کہ روح عیسیٰ پاکیزہ جوہر تھا کہ اسکو اشارہ کیا کہ وہ تیری ہیکل جسمی مین سے کسی چیز سے ممتزج و مرکب و میل نہین پائے گی بلکہ مین نے اسکو تیرے جسم سے اور تیری طبع سے اسکو مقدس و مطہر کر دیا ہے تاکہ تو میرے سوائے کسی غیر کو نہ دیکھے اور نہ مشاہدہ کرے اور مین نے تجھکو اس جسم مین بطور عاریت کے بسایا ہے جیسے ابتدائے حال مین آدم کو جنت مین مستعار رکھا تھا اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ تیرا جسم بھی اس روح کی مجاورت سے ہستی دنیاوی کے میل کچیل سے طاہر و پاک ہو جاوے چنانچہ انجام یہ ہوا کہ دونون پاکیزہ ہو گئے اور دونون کو محل قدس کی طرف اُٹھا لیا اور تمام نعمت الٰہی اپنے بندہ رسول عیسیٰ علیہ السلام پر یہ تھی کہ مہد مین اُس کے جسم کو بمانند اسکی روح کے پاکیزہ کر دیا اور یہ محض قوت الٰہیہ اور ظہور قدرت ہے اور اسی سے مہد مین عیسیٰ علیہ السلام نے او تعالیٰ کی تنزیہ وصف و قدس و جلال و ربوبیت و کمال کا اقرار کیا اور عبودیت کو اسمین فانی کیا اور یہ قدرت کا ظہور اسمین تا زمانۂ کہولت رہا حتی کہ بندگان الٰہی کو او تعالیٰ کی تنزیہ صفات و قدس جلال و حسن جمال سے عارف کر کے مالا مال کیا اور یہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا بقولہ تکلم الناس فی المہد وکہلا۔ اور اسمین اور زیادہ فرمایا بقولہ واذ علمتک الکتاب۔ یہ خاص تجلی بقدرت الید تھی کہ بغیر سیکھے سکھلائے عیسیٰ نے لکھنا جان لیا قال المترجم قدرۃ الید سے شیخ کی مراد یہ ہے کہ او تعالیٰ نے جو فرمایا۔ بل یداہ مبسوطتان الآیۃ۔ تو اکابر اولیاء اللہ اور مشائخ صوفیہ اور اکابر محدثین

Marfat.com

وسلف کے نزدیک ید کے معنی یہ ہاتھ نہین بلکہ یہ ایک صفت ہی اوتعالیٰ کی صفات سے اور اسکی حقیقت سے کوئی بندہ آگاہ نہین ہی اور یہ بحث اوپر تحت آیہ کریمہ مصدورہ بیان ہوچکی ہے یہان شیخ نے یہی کہا کہ اوتعالیٰ نے جو عیسیٰ علیہ السلام کے حق مین یہ انعام یاد دلایا کہ اذ علمتک الکتاب۔ یعنی یاد کر کہ مین نے تجھکو لکھنا سکھلایا۔ تو لکھنا اُن کو تعلیم آلہی سے اس طرح آیا کہ ایک صفت کی اُسپر تجلی فرمائی اور وہ صفۃ الید ہے پس لکھنا آگیا۔ پھر اور زیادہ فرمایا بقولہ والحکمۃ۔ اور مراد اس سے معارف محبت ہین اور طریق کشف ملکوت اور بطون افعال مع اُن کی ماہیات کے۔ پھر اور زیادہ فرمایا بقولہ والتوراۃ پس عیسیٰ علیہ السلام کو وہ بھی سکھلایا جو موسیٰ کو سکھلایا تھا باین طور کہ نور توریت سے اسپر تجلی فرمائی تاکہ اسکو معرفت کے شرائع اور ربوبیت کے آداب و احکام معلوم ہون پھر زیادہ کیا بقولہ۔ والانجیل۔ اسمین ظہور صفات ابدیہ سے اوصاف قدم کو پہچنوایا اور وصف پر وصف بڑھایا کہ صفت قائمہ و قدرت آلہیہ کا ظہور اسکے مظہر سے قرار دیا کہ جو روح قدس اسمین تھی اسکے نفخ سے پرندکے خاکہ کو زندہ کر دیا اور یہ اُس بات کی علامت ہی کہ قدرت خلق جو اوصاف ربوبیت مین سے ہے اسکا ظہور اس بندۂ خاص پر کرامت کیا اسی وجہ سے اندھے مادرزاد اور کوڑھی اچھے ہوجاتے اور مردے زندہ ہوجاتے اور جو اُمور عوام بندون کی نظر سے غائب و پوشیدہ تھے وہ ظاہر ہوتے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام لوگون سے کہتے۔ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم۔ چنانچہ دوسرے مقام پر یہ آیت مذکور ہے شیخ ابو علی رودباری نے کہا کہ جب بندہ عبودیت کی جائے نماز پر ٹھیک قائم و مستقیم رہتا ہی تو اس سے نور تجلی اوصاف ربوبیت سے بقدر اسکی لیاقت و استعداد کے ظاہر ہوتے ہین ولیکن یہ سب اسکی قضا و قدر کے موافق ہی تعالی اللہ عزوجل۔ پھر اور نعمت یاد دلائی بقولہ واذ اوحیت الی الحوارین ان آمنوبی و برسولی۔ وحی آلہی جو رسولون علیہم السلام کی طرف ہوتی ہی وہ خاص ہوتی ہی اور عام اور خاص وحی جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتی ہے وہ بلا واسطہ ہوتی ہے وعام بواسطہ جبرئیل علیہ السلام ہوتی ہی اور وحی خاص کے چند مراتب ہین۔ وحی بالفعل یعنی فعل سے وحی خاص اور وحی بالصفۃ۔ اور وحی بالذات پھر جو وحی کہ بذات تعالیٰ و تقدس ہی وہ خاص مقام توحید مین دیدار عظمت و کبریا کے وقت ہوتی ہی اور وہ مقام فنا ہی اور وحی صفات ہوتی ہی مقام معرفت مین جبکہ تجلی جلالی ہوتی ہی اور وہان محل بقا ہے۔ **قال المترجم** فنا اول مقام توحید کا مکرر فنا ہے اور بقا معرفت بعد فنا کے بقا ہے فافہم واللہ اعلم۔ اور وحی بفعل مقام عشق و محبت مین ہوتی ہی اور وہان منازل انس و ابتساط ہین اور اس مقام مین تو اولیاء کو بھی انبیاء علیہم السلام کے طفیل مین حصہ ہی اور جو وحی کہ فرشتے کے ارسال سے ہوتی ہی اسمین اولیاء کو کچھ بھی حصہ نہین ہی۔ **قال المترجم** ولی کو طاقت نہین کہ فرشتے سے اسکو اتصال ہوسکے اور یہ تو خیر اسپر بڑھکر یہ کہ خطاب کا تحمل اسقدر پردون کے بعد نہین ہوسکتا کجا کہ باتصال فرشتہ ہو حالانکہ فرشتہ سے بھی اصل کلام نفسی تک اللہ تعالیٰ جانے کہ کس قدر حجاب ہوگئے ہین اور لوح محفوظ اور وہان سے آسمان دنیا پر نازل ہونا اشارات لطیف ہین ان حجابات سے اور اہل الحق کو سخت دقت واقع ہوتی ہے کہ پڑھے لکھے عالمون کی تو یہ نوبت ہی کہ ظہور ان معانی کی چمک سے کہین اثر نہین تو کفار و مشرکین و عوام کو کیونکر سمجھا دین حاشا و کلا کہ دروغ بولتے ہون لیکن اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر دیوے کہ بطفیل سرور عالم صلعم اُنھون نے راہ مستقیم دکھلانے کو ہماری آنکھون کے سامنے کے کوڑے کرکٹ کو بہت صاف کیا لیکن اب بھی نہ سوجھے تو یہ مشیت حضرت مالک الملک لاشریک لہ ہی وہی قادر و مختار ہی جو چاہتا ہے کرتا ہے کیا مجال کہ کوئی بے بنیاد دم مارے لایسئل عما یفعل وہم یسئلون۔ پھر شیخ نے لکھا کہ وحی منزل توحید کی بکلام ہے۔ قلت ہذا کما قال تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی الآیۃ۔ اور وحی منزل معرفت کی بحدیث ہی قلت ہذا کما قال تعالیٰ وکلم اللہ موسیٰ تکلیما۔ اور تمام اشارہ باظہار مفعول مطلق (من قول المترجم) یعنی تکلیماً ہے۔ فافہم واللہ اعلم۔ اور وحی منزل عشق کی الہام ہے اور مقام الہام کی تین قسمین ہین۔ الہام ذاتی۔ والہام صفاتی۔ والہام فعلی۔ **قال المترجم** استیناس ہی کہ مقام الہام ذاتی اگرچہ منجملہ منزل وحی عشق سے ہی لیکن صدر اسرا منزل توحید ہی لہذا مختص اس سے انبیاء علیہم السلام یا جو اولیاء اُن کے قدم پر ہون بشرطیکہ منزلت اُن کی بھی منزلت توحید ہو اور یہ اشارہ قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فی قولہ رب ارنی کیف تحیی الموتی الآیۃ مین اور قصہ عزیر علیہ السلام فی قولہ انی یحیی ہذہ اللہ بعد موتہا الآیۃ

Marfat.com

ہین و اس سے سابق دو مقام پر گذرا ہی یاد کرو اور سمجھ دیکھو اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے۔ پھر شیخ نے لکھا کہ بسا اوقات الہام فعلی بواسطہ فرشتہ و روح و قلب و عقل و سر باطن و حرکت فطرت کے ہوتا ہے اور بسا اوقات کان پر ہاتف غیب کی آواز ظاہر آتی ہے اور بسا اوقات زبان خلق سے حرکات حدوث کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ ولیکن ان مقامات کو کوئی پہچانتا نہین سوائے اسی بندہ کے جسکو معرفت خواطر و حقائق علوم مین ایک منصب خاص حاصل ہو۔ پھر واضح ہو کہ یہان یعنی قولہ واذا وحیت الی الحوارین۔ مین الہام فعلی کے اقسام مین سے وحی صفاتی ہی جس سے بندہ کو ایمان و معرفت پیدا ہوتا ہے اسی واسطے فرمایا کہ واذا وحیت الی الحوارین ان آمنو بی و برسولی۔ یعنی جو انوار غیب مین نے تم پر کشف کر دیئے اس سے تم مجکو پہچانو و تصدیق کرو اور میرے رسول سے میری اس معرفت کے شرائط عبودیت حاصل کرو تو حواریون نے تسلیم کیا جیسا کہ فرمایا۔ قالوا امنا واشهد بانا مسلمون۔ اور قولہ امنو بی مقام ایمع ہے اور قولہ برسولی۔ اے آمنوا برسولی مقام التفرقہ ہی۔ قال المترجم معلوم ہو گیا کہ الہام سے جو وحی ہوتی ہے وہ بزبان خلق بحرکات حادث ہوتی ہے یعنی انکشاف الہامی بذریعہ اسوجہ کے بھی ہوتا ہے تو زبان عیسیٰ علیہ السلام سے وصف تنزیہ و تقدس حضرت باری تعالیٰ کا اثر الہامی و صفاتی الہام باطن حوارین پر ہوا جس سے ایمان متولد ہوا اسی سے ان لوگون نے حضرت عیسیٰؑ کو خطاب کیا کہ واشهد بانا مسلمون۔ اور گواہ کر لینا اشارت ہی کہ وحی الہامی سے قلب کے ساتھ معاملت ایمان بحضرت باری تعالیٰ جل جلالہ طے پائی اور عیسیٰؑ کو اسپر گواہ کر لیا تاکہ یہ مفہوم نہ ہو کہ تاثیر نصیحت عیسیٰؑ تھا بلکہ ہدایت فقط اوتعالیٰ عزوجل سے ہے اور یہان سے ظاہر ہوا کہ علماء ظاہر نے جو دو تفسیرین اس کلام کی بیان فرمائی ہین وہ درحقیقت ایک ہی قول ہے ان دونون مین کوئی اختلاف نہین ہے

فتدبر اور جمع کے بعد تفرقہ کی ہدایت مین تحصیل کمال وحدت سے دنیا مین نزول کی حکمت واضح ہی تفکر۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً

جب کہا حواریون نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے رب سے ہو سکے کہ اتارے ہم پر خوان بھرا

مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا

آسمان سے بولا ڈرو اللہ سے اگر تم کو یقین ہے بولے ہم چاہتے ہین کہ کھاوین اسمین سے

وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

اور چین پاوین ہمارے دل اور ہم جانین کہ تو نے ہم کو سچ بتایا اور ہین ہم اس پر گواہ

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا

بولا عیسیٰ مریم کا بیٹا اے اللہ رب ہمارے اتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے

لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ

ہمارے پہلون اور پچھلون کو اور نشانی تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہے بہتر روزی دینے والا کہا اللہ نے مین

مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع ۱۵

اتارونگا وہ خوان تم پر پھر جو کوئی تم مین ناشکری کرے اس پیچھے تو مین اسکو وہ عذاب کرونگا جو نہ کرونگا کسی کو جہان مین

یہی قصہ نزول مائدہ از آسمان ہی اور اسی پر سورہ کا نام سورۃ المائدہ ہی اور آمین حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اُن کی دعا قبول ہونے کا امتنان ہی اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ۔ یاد کر جبکہ کہا حواریون نے ف اور ظرف متعلق بمقدر مانند اذکر ہے یعنی یاد کر جبکہ کہا حواریون نے یٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ۔ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے ف اس سے ظاہر ہوا کہ حواری ان کے وقت مین حضرت عیسیٰؑ کو بندہ اور مریم کا بیٹا جانتے تھے اور اسی نسبت سے پکارا

Marfat.com

اور کیون نہین کہ اسی پر ایمان لائے تھے چنانچہ کہا یا عیسیٰ ابن مریم هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تیرے رب سے ہو سکے کہ اُتارے ہم پر خوان بھرا آسمان سے ف اسمین دو قرأۃ ہین بعض نے تستطیع ربک بتاء فوقانیہ بمضارع مخاطب اور بنصب رب پڑھا اور معنی یہ کہ بھلا تو استطاعت رکھتا ہے اپنے پیدا کرنے والے معبود سے یعنی اپنے پروردگار سے سوال کر سکتا ہے۔ یہ کہ نازل کرے تیرا پروردگار ہم پر مائدہ آسمان سے اور دوسری قرأۃ جو اکثر قراء کی ہے وہ یستطیع ربک ہے بیاء تحتیہ و رب کو رفع۔ اور معنی آنکہ بھلا استطاعت رکھتا ہے تیرا پیدا کرنیوالا معبود یہ کہ ہم پر آسمان سے مائدہ اُتارے۔ اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ حواری تو اہل ایمان و اسلام تھے اُنھون نے قدرت مین کیونکر شک کیا۔ تو جواب دیا گیا کہ یہ انکا ابتدائی حال تھا اسوقت تک معرفت الٰہی و اسکی صفات کمالیہ کا علم اُن مین مستحکم نہین ہوا تھا اسی واسطے عیسیٰ علیہ السلام نے جواب مین فرمایا کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر تم مومن ہو یعنی قدرت الٰہی مین شک مت کرو وہ ہر بات پر قادر ہے۔ اور زمخشری نے جو کہا کہ وہ مومن خالص نہ تھے تو یہ لغو ہے اور اجماع مفسرین کے خلاف ہے۔ اور قرأۃ اولیٰ یعنی ہل تستطیع ربک بمضارع مخاطب اس امر پر دلیل ہے اور معاذ بن جبل کو آنحضرت صلعم نے یہی قرأۃ پڑھائی۔ کما رواہ الحاکم وصححہ والطبرانی وابن مردویہ وہی قرأۃ ابن عباس و علی رضی اللہ عنہما و سعید بن جبیر و مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ ہے پس قرأۃ دوم متوافق بمعنی اول ہے اور یہ عرب کا عمدہ محاورہ ہے کہ جب اُن کو کسی شخص کی طرف سے شک ہوتا ہے کہ وہ یہ کام کرے گا یا نہ کریگا تو کہتے ہین کہ ہل یستطیع فلان ذلک۔ اس کے یہ معنی نہین کہ وہ کر سکتا ہے یا نہین کر سکتا ہے بلکہ مراد یہ کہ بھلا ہو سکتا ہے کہ وہ کہنے سننے سے ایسا کر دے۔ پس شک اس فعل کے وقوع و عدم وقوع مین ہوتا ہے اور یہ نہین کہ فلان مذکور کو طاقت ہے یا نہین ہے پس یہی معنی ہین قول حواریین کے کہ بھلا پروردگار تعالیٰ تمھارے سوال و دعا وغیرہ سے ایسا کر دیگا کہ ہم پر آسمان سے مائدہ نازل فرمائے اور یہ وہی قرأۃ اولیٰ کے معنی ہین اور اسمین او تعالیٰ عزوجل کی بے نیازی و عظمت بہت نکلتی ہے کہ او تعالیٰ بے نیاز ہے اور غنی و پاک بے پروا ہے پس عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی مقبول ہین لیکن شاید اُن کی دعا بھی قبول ہو یا نہ ہو۔ اور دوسری قرأۃ مین بھی ایسے معنی ہین کہ اے عیسیٰ تم ایسا کر سکتے ہو کہ ایسی دعا کرو اگرچہ اُمید ہے کہ تمھاری دعا پر قبولیت کا اثر ہوگا۔ قال ابن کثیرؒ مائدہ وہ خوان جسپر کھانا لگا ہوا ہو۔ وقیل اگر کھانا نہ ہو تو مائدہ نہین بلکہ خوان ہے جیسے تراشا ہوا بنا ہو تو قلم ورنہ انبوب یعنی کلک ہے اور چمڑا پکایا ہوا تو جراب ورنہ اہاب یعنی ادھوڑی کھال ہے اور پانی سے بھرا ہوا ہو تو ذنوب و سجل ورنہ دلو یعنی خالی ڈول ہے۔ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تقویٰ کرو اللہ تعالیٰ سے اگر تم سچے ایمان والے ہو ف یعنی جواب مین عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون سے یہ کہا۔ اس جواب کی توجیہ مین چار قول ہین اول جو مفسرؒ نے کہا کہ سچائی کیلئے اتنی نشانیان مت مانگو کہ ایمان بالغیب نہ رہے جو درحقیقت ایمان ہے بلکہ ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ دوم جو ابن کثیرؒ نے ذکر کیا کہ بعض علماء تابعین نے کہا۔ یہ لوگ فقیر محتاج تھے تو اُنھون نے سوال کیا تھا کہ مائدہ بے محنت مل جایا کرے تاکہ نفس کے مخمصہ سے فارغ ہو کر عبادت پر قوت پاوین پس عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کی درخواست کو منظور کیا کہ دعا کرونگا لیکن اُن کو یہ کہا کہ اتقوا اللہ یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل کی جناب مین تقویٰ و ڈر کرو اور بہتر ہوگا کہ اسکو مت مانگو کیونکہ شاید یہ فتنہ و عذاب کا باعث نہ ہو جائے اور نیز رزق حلال پیدا کرنے کے ثواب سے محروم نہ ہو پس رزق کی طلب مین مشقت کرو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ سوم آنکہ تقویٰ کرو تاکہ تمھاری مراد حاصل ہو کیونکہ متقی اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتا ہے وقد قال تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب الآیۃ۔ چہارم آنکہ جو ابن عباسؓ سے مروی[1] ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ بھلا تم سے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے (تیس ۳۰) روزے رکھو پھر جو مانگو وہ پاؤ کیونکہ مزدور کی مزدوری اسپر ہے جس کے لئے کام کیا ہو پھر اُنھون نے ایسا ہی کیا پھر روزے پورے ہونیکے بعد کہا کہ اے بھلائی کے سکھلانے والے ہم نے یہ کام کیا اور اگر کسی بندہ کے واسطے کرتے تو فراغت پر ہم کو خوب کھانا کھلاتا پھر مائدہ کی درخواست کی تو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اتقوا اللہ ان کنتم مومنین۔ قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا۔ بولے ہم چاہتے ہین کہ کھاوین اسمین سے

[1] رواہ ابن ابی حاتم عن یونس بن عبد الاعلیٰ عن ابن وہب عن اللیث عن عقیل عن ابن شہاب الزہری عن ابن عباسؓ وقال المترجم ہذا الاسناد لما تراہ اسناد جید ۱۲

ف یعنی سوال مائدہ کا اس جہت سے ارادہ کرتے ہین کہ ایک تو ہم آنمین سے کھاوین اور دوسرے وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا اور چین پاوین ہمارے دل ف یعنی یقین بڑھ جاوے جس سے ہمارے دلون کو خوب تسکین ہو اور تیسرے یہ کہ وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا جانین ہم کہ تم دعوی نبوت مین سچ بولے ہو ف یعنی ہمارا یقین اور علم تمھاری نبوت مین زیادہ بڑھ جاوے ۔ وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ الشّٰهِدِيْنَ اور ہین ہم اسپر گواہ ف یعنی جو غائب ہین ان کو ہم شہادت دین گے یا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو مشاہدہ کرین یا بات کے مشاہدہ کرنے والے ہون نہ فقط سُنی سُنائی کہنے والے حاصل آنکہ ہماری محتاجی دور ہو اور علم استدلالی و علم مشاہدہ ملکر یقین بڑھ جاوے اور تصدیق رسالت مین ترقی ہو اور غائب لوگون کیلئے ہم مشاہدہ بیان کرنے والے ہون ۔ واضح ہو کہ اثر ابن عباس رض مذکورہ وجہ چہارم مین اشارہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اُن کو مزد آخرت بنایا اور اُنھون نے مزدوری مین دنیا مانگی اور یہ بہت پستی ہے اگرچہ خروج از دربہ ایمان نہین لیکن اشعار ہے کہ قوم اعلی کا یہ حال تھا تو مابعد والون کا کیا حال ہوگا اور آنحضرت صلعم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک جماعت سے مروی ہے کہ اچھی طرح پیٹ بھر کھانا خود بخود ملتا تو یاد کرکے روتے کہ ہمارے بدلے شاید ہم کو دنیا مین ملے جاتے ہین پس کتنا بڑا فرق ہے واللہ اعلم ۔ اور بلاغت و نظم کلام اس بات کے مشعر ہے کہ معرفت آلہی مین ان کا قدم اسوقت تک درجہ اوسط پر بھی نہین پہونچا تھا اسواسطے کہ جو مدارج کمال اس اُمت مرحومہ کے واسطے ہین ان مین سے اوسط درجہ اگلی اُمتون کا اعلی درجہ تھا جیسا کہ سابق مین اس کا بیان بکلام شیخ الحافظ ابن کثیر رح گزر چکا ہے فتذکر ۔ بالجملہ جب حضرت عیسی علیہ السلام کو اُن کی غرض معلوم اس بیان کے موافق معلوم ہوئی تو قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا ۔ بولا عیسی مریم کا بیٹا اے اللہ رب ہمارے اُتار ہم پر خوان بھرا آسمان سے کہ وہ دن عید رہے ہمارے اگلون اور پچھلون کے لئے ف یعنی مائدہ اُترنے کا دن ہمارے واسطے عید ہو اور لاولنا بدل از لنا ہے باعادہ حرف جار اور مراد اولین سے خود یہ لوگ اور مراد آخرین سے وہ لوگ جو بعد کو پیدا ہونگے اور روز عید ہونے کے یہ معنی کہ ہم اس کی تعظیم و تشریف کرین بعض اکابر سے گذرا کہ اللھم سے دعا کرنا جامع اسماء صفات اور محبوب نام سے دعا ہے اور ہنا بدل ہے تاکہ رحمت پروردش کی تجلی ہو بعض نے ذکر کیا کہ یکشنبہ یعنی اتوار کو نازل ہوا تھا تو اسکی تعظیم کرتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ روز جمعہ روز مبارک ہے وہ اگلی اُمتون کو نہ ملا بلکہ یہودی سنیچر پر تھے وہی اُن پر مفروض ہوا اور نصاری اتوار پر وہی مفروض ہوا اور مومنین اہل اسلام کو اللہ تعالیٰ نے روز جمعہ کی ہدایت فرمائی فالحمد للہ رب العالمین ۔ اور یہ مضمون احادیث باب جمعہ سے واضح ہے ۔ اور عید خوشی کا دن کہلاتا ہے اور نام اسکا خواہ بوجہ اُسکے کہ وہ زمانہ کے معین اوقات مین عود کرتا ہے یا بوجہ آنکہ اسمین عود الناس یعنی لوگون کا اجتماع ہے یا فرح و سرور پھیر لاتا ہے یا عادت متعود ہے یا مانند اسکے اہل لغت کے وجوہ بیان ہین ۔ حاصل دعا آنکہ اے پروردگار مائدہ اُتار دے کہ ہمارے زمانہ والون و پچھلے آنے والون کی عید ہو جاوے وَاٰيَةً مِّنْكَ تیری قدرت پر اور میری نبوت پر نشانی ہو جاوے وَارْزُقْنَا اور روزی دے ہم کو ف یہ عطف ہے انزل علینا پر یعنی مائدہ اُتار دے اور ہم کو یہ رزق دے وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ تو ہی ہے بہتر روزی دینے والا ف یہ بندون کی سمجھ کے موافق بفصیحت ہے کہ مجازاً غیر کو بھی رازق سمجھتے ہین ورنہ درحقیقت رازق وہی پاک پروردگار ہے اور اسباب درحقیقت محض ایک بہانہ ہے بلکہ نظر کی خطا ہے اور بندے کو اسکی وسعت صرف کرنے اور پھر بھی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا امتحان ہے اور تحقیق اس کی قولہ یا ایہا الرسول بلغ ما اُنزل الیک من ربک الآیہ کی تفسیر مین مذکور ہو چکی ہے فتذکر اور اس امتحان مین بہتیرے حواس کے بندے عقل سے اندھے گمراہ ہوئے کہ تدبیر پر مدار رکھتے ہین حالانکہ ہزارہا دفعہ اُن کی تدبیر پوری نہین ہوتی اور یہی تقدیر کی علامت ہے مگر نہین سمجھتے ہین اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہدایت فرمادے ۔ اس کلام مین اشارہ ہے کہ امر خیر جو مورث فرحت و سرور ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عید ہوتا ہے جیسے روز جمعہ وغیرہ اور کسی کے بنانے سے نہین بنتا ہے اسی واسطے نجعلہا عیدا نہین کہا یعنی ہم اسکو عید بنا دین نہین فرمایا اور مومنین کیلئے رمضان کی عید الفطر

Marfat.com

اس امر کا کمال ہو رہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزے پورے کئے حالانکہ ان روزون کے کیا فضائل ہین اور ایسی ہی عید اضحی قربانی کی عید مشروع ہی کہ حیات نفس کو کمالات حاصل کرنے کیلئے باقی رکھا اور جانور کو اس کا فدیہ مقبول فرمایا جس کے فضائل مروی ہوئے ہین پس عوام جو اس عید مین دنیا کی تمام ہوس و تکلف کو جمع کرنا علین عید جانتے ہین یہ ہوا و ہوس ہی ہان پاکیزگی و لطافت و غریب مسلمانون کیلئے کھانے پینے مین آسانی دینا اچھی بات ہی۔ فافہم۔ بالجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دعا فرمائی اور روایت ہی کہ اس دعا کرنے سے پہلے حضرت عیسیٰؑ نے موٹے کپڑے یا ہالون کے کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز پڑھی اور سر نیچا کیا اور خوب روئے پھر دعا مانگی اور پھر ردے۔ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ کہا اللہ نے مین اتارونگا وہ خوان تم پر۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا جواب اسطرح فرمایا کہ البتہ مین اس مائدہ کو تم پر اتارنے والا ہون۔ عاصم و نافع و ابن عامر نے منزلہا بتشدید از تنزیل پڑھا اور باقیون نے منزل از انزال بتخفیف پڑھا اور اول مین معنی تکرر و بار بار نازل ہونے کے اظہر ہین حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول کیا کہ اچھا مین اتارونگا لیکن یہ بھی فرمایا کہ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ پھر جو کوئی ناشکری کرے اس پیچھے فـ یعنی بعد مائدہ اترنے کے۔ مِنْكُمْ تم لوگون مین سے فـ یعنی جن پر مائدہ اتریگا۔ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عذاب کرونگا مین اسکو عَذَابًا ایسا عذاب لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ وہ عذاب کسی اور کو عالمین مین سے نہ کرونگا فـ بعض علماء نے کہا کہ عالمین سے اُن کے زمانہ والے عالمین مراد ہین اور بعض نے کہا کہ تمام عالمین مراد ہین اور یہی اصح ہی اسواسطے کہ ان پر مسخ ہو کر سور و بندر ہو جانے کا جو عذاب اترا تھا وہ اُن سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت مین آیہ کے بعض یہودیون پر بھی ہوا تھا لیکن آیت کریمہ مین آئندہ اُن کے بعد اس عذاب سے معذب نہونے کی خبر ہے جیسا کہ قولہ لَاۤ اُعَذِّبُهٗ صریح دلالت کرتا ہے اور لم اُعذبہ نہین ہے جس کے معنی یہ ہوتے کہ عالمین مین سے کسی کو ایسا عذاب نہین کیا پس عالمین سے تمام عالمین مراد لینا صحیح ہی اور اس سے معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر یہ عذاب نہ ہوگا جب تک کہ وہ مسلمان دل سے ہین اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ اس اُمت مین بھی خسف و مسخ ہے تو احتمال ہی کہ ایسے لوگون پر ہوگا جو دین سے خارج ہو جاوین جیسے فرمایا کہ میری اُمت مین سے ایک گروہ مشرکون سے مل جاویگا اور ایک گروہ بت پرستی کریگا اور میری اُمت مین سے قریب تیس (۳۰) کے ہر ایک نبوت کا دعوی کریگا۔ الی آخر ما فی حدیث مسلم و قد ذکر سابقا۔ اور احتمال ہی کہ شاید مسخ باطنی ہوا لا آنکہ خسف باطنی غیر متصور ہی اور احتمال ہی کہ مسخ ایسا نہ ہو جو اصحاب مائدہ کے حق مین ہوا اور احتمال اول ارجح ہی بالجملہ اللہ تعالیٰ نے مائدہ نازل کرنے کا وعدہ کیا مگر اس تہدید سخت کے ساتھ کہ جس کا پایان نہین ہی۔ اور مروی ہی کہ جب حواریین نے یہ تہدید سخت سنی تو خوف ہوا کہ شاید کوئی کفر کرے اور ظاہر امر و کفر سے کفران نعمت ہی یعنی شکر گزاری و فرمانبرداری نہ کر سکے کیونکہ اس فارغ البالی کا یہی کہ طاعت و عبادت مین بے فکر رہین بہرحال خوف کر کے عفو چاہا اور کہا کہ ہم نہین مانگتے ہین پس مائدہ نازل ہوا اور یہی قول مجاہدؒ و حسنؒ سے مروی ہوا لیکن ثبوت مین تامل ہی اور صحیح یہ ہی کہ مائدہ نازل ہوا جیسا کہ قولہ انی منزلہا علیکم سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ وعدہ ہی اور خلاف وعدہ ہو نہین سکتا اور یہی جمہور اُمت و مشاہیر ائمہ علماء کا قول ہی۔ قال المفسرؒ فنزلت الملائکۃ بہا من السماء علیہا سبعۃ ارغفۃ و سبعۃ احوات فاکلوا منہا حتی شبعوا قال ابن عباس مفسرؓ نے کہا کہ پھر ملائکہ آسمان سے آنکھون دیکھتے مائدہ لیکر اترے پس ملائکہ نے نہ آتے اور خوان نظر آیا یہان تک کہ سامنے لاکر رکھا۔ اس پر سات گردہ روٹیان اور سات مچھلیان تھین پس حواریون نے آسمین سے کھایا یہان تک کہ سب سیر ہو گئے یہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے و فی حدیث انزلت المائدۃ من السماء خبزا و لحما فامروا ان لا یخونوا و لا یدخروا لغد فخانوا و ادخروا لغد فرفعت و مسخوا قردۃ و خنازیر۔ یعنی در ایک حدیث مرفوع مین آیا ہی آسمان سے مائدہ اترا روٹیان و گوشت تھا پس اُن کو حکم دیا گیا کہ کل کے واسطے نہ رکھین اور نہ ذخیرہ اندوختہ کرین مگر آخر انھون نے خیانت کی اور کل کے واسطے رکھ چھوڑا پس مائدہ تو منقطع ہوا اور وہ لوگ جنھون نے ایسا کیا تھا مسخ کر کے بندر و سور کر دیئے گئے۔ قال فی الکمالین۔ اس کو ترمذیؒ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا اور کہا کہ عمار سے دیگر اسناد سے موقوف انکا قول روایت ہی اور یہی اصح ہے و قد رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابو الشیخ

وابن مردویہ ایضاً واضح ہو کہ قولہ عید الاولنا و آخرنا ۔ کے بعض نے یہ معنی بیان کئے کہ جماعت کثیر مین سے اگلے اس خوان پر بیٹھکر کھانے والے اور پچھلے کھانے والے یکسان پاوین ۔ بدلیل روایت ابن عباسؓ کہ ملائکہ آسمان سے خوان لائے جس پر سات روٹیان و سات مچھلیان تھین وہ اُن کے سامنے رکھا پس اس مین سے جیسے اگلون نے کھایا ویسے ہی پچھلون نے سیر ہو کر کھایا ۔ وعن عمارؓ خوان پر جنت کے میوے بھی تھے ۔ کما رواہ ابن جریر ۔ وفی روایۃ عن عمار یہ قصہ مائدہ والون کا اور اُن پر عذاب ہونے کا بیان کر کے کہا کہ اے گروہ عرب تم اپنی حالت یاد کرو کہ اونٹون و بکریون کو چراتے پھرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم مین اپنے ایسے بزرگ مکرم رسول صلعم کو بھیجا جس کا حسب نسب تم خوب جانتے ہو اُس نے تم کو خبر دی کہ تم خزانہ بادشاہان عجم کو اپنے قبضہ مین لاؤ گے اور تم کو منع کر دیا کہ سونے و چاندی کو خزانہ بنا کر اس طرح نہ رکھنا کہ اسکی زکوۃ نہ دو اور جو حقوق ہین اُن مین خرچ نہ کرو اور قسم ہے اللہ پاک کی کہ رات دن نہین گذرینگے کہ تم ان کو خزانہ بنا کر اس طور سے رکھو گے جس سے تم کو ممانعت ہے اور پھر اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب کریگا ۔ رواہ ابن جریر قال المترجم اس اثر کے واسطے حدیث صحیح شاہد ہے کہ اسمین آیا ہے کہ بنی اسرائیل پر جو فتنہ شروع ہوا تو وہ عورتون سے شروع ہوا تھا اور میری اُمت کا فتنہ مال سے ہے یعنی مال سے شروع ہوگا ۔ پھر عذاب و فتنہ مین پڑ کر وہی بد افعال کرنے لگین گے جو بنی اسرائیل و اگلی اُمتون سے سرزد ہوئے تھے ۔ اور جو حالت خوان مائدہ کی بیان ہوئی وہ ظاہری مختصر صورت و بعض بیان ہے اور پوری حالت اور کیفیت مذکور نہین ہے اور سلمان خیر رحمہ اللہ سے اس سے زیادہ طویل قصہ مذکور ہے اور اس مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام برابر روتے تھے بوجہ ان شرطون کے جو نزول مائدہ مین مشروط تھین اور کہتے تھے کہ اے تعالیٰ میرے اسکو رحمت کر اور عذاب مت کر ۔ الٰہی مین نے بہت عجیب باتین مانگین اور تو نے دی ہین الٰہی ہم بندون کو اس کا شکر گذار کر دے الٰہی مین پناہ مانگتا ہون کہ اسکو تو نے غضب اُتارا ہو ۔ الٰہی اسکو سلامت و عافیت کر دے اور اسکو فتنہ مت کر ۔ برابر اسی طرح وہ دعا کرتے رہے یہانتک کہ وہ عیسیٰ و حواریون کے روبرو اُترا ۔ اور ساتھیون نے اس سے ایسی پاکیزہ خوشبو پائی کہ کبھی ہرگز نہین پائی تھی اور عیسیٰ و حواریین شکر کے سجدے مین گر پڑے کہ ان کو ایسی جگہ سے رزق دیا جہان سے خیال بھی نہ تھا اور ایک عجیب نشانی اُن کو دکھلائی جس سے عبرت ہوتی ہے اور یہودی متوجہ ہو کر دیکھنے لگے اور اُنھون نے ایک عجیب بات دیکھی جس سے اُن کو غم و غصہ و حسد و عداوت زیادہ ہوئی ۔ اور نیز اس روایت مین ہے کہ اُسپر سے سرپوش اُٹھانے کے وقت پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نیا وضو کیا اور مصلے پر نماز پڑھی اور بہت روئے ۔ اور نیز اس مین مچھلیون کی صفت و پاکیزگی اور سوائے کراث یعنی گندنا کے ہر قسم کے بقول و ترکاریان و انار وغیرہ میوہ جات مذکور ہین ۔ اور نیز اسمین ہے کہ شمعون نے جو حواریون مین سے سردار تھا سوال کیا کہ یہ دنیا کے طعام سے ہے یا جنت سے ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پھر منع کیا کہ سوالات سے باز نہین آتے ہو خوف کرو کہ یہ آیات عذاب نہ ہو جائین تو شمعون نے کہا کہ قسم ہے پروردگار اسرائیل کی کہ اے صدیقہ کے بیٹے مین نے اس سے سوال کا قصد نہین کیا تھا پس عیسیٰؑ نے جواب دیا کہ تم دیکھتے ہو کہ یہ دنیا کا طعام نہین اور جنت کا بھی نہین ہے اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت قاہرہ سے ایجاد کر دیا ہے اُسکی قدرت ایسی ہے کہ پلک مارنے کی دیر نہین ہوتی اور جو مراد ہے وہ پیدا ہو جاتا ہے پھر حواریون نے کہا کہ یا عیسیٰؑ اسمین کوئی اور نشانی دیکھنے کی ہم کو خوشی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اے لوگو تم اکتفا نہین کرتے اس سے یہانتک کہ اور آیت مانگتے ہو پھر مچھلی سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا وہ زندہ ہو گئی اور اس سے وہی بو آنے لگی جو زندہ مچھلی سے آتی ہے یہ دیکھکر لوگ گھنائے تو فرمایا کہ لوگو یہ کیا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھارا پروردگار جب اپنی قدرت کی نشانیان دکھلاتا ہے تو تم کو کراہت ہوتی ہے مجھے بڑا خوف ہے کہ تم اس حرکت پر عذاب نہ کئے جاؤ اور مچھلی کی طرف مخاطب ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و ارادت سے ویسی ہی ہو جا پھر وہ بھنی ہوئی پاکیزہ ہو گئی جیسے دسترخوان پر تھی ۔ پھر حواریون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہل کرنے کو اصرار کیا اور آپنے پہل نہ کی تو حواریون نے بھی ہاتھ کھینچا

Marfat.com

پس حضرت عیسیٰؑ نے محتاجون اور لولے لنگڑون کو بلایا اور کہا کہ بسم اللہ کرکے اپنے پروردگار کا طعام کھاؤ تم پر گوارا ہوا اور دوسرون پر عذاب ہے انھون نے فرمان قبول کیا اور مرد و عورت مل کر ایک ہزار تین سو آدمیون نے کھایا پس جنھون نے کھایا تھا وہ تونگر ہوے کہ مرتے دم تک تونگر رہے اور سب بیمار اچھے ہوگئے اور حواریون و لوگون پر ندامت چھا گئی اور کہا کہ اتنے آدمیون کے کھانے کے بعد عیسیٰؑ و حواریون نے جو اسکو دیکھا تو اپنے حال پر تھا اس مین کوئی کمی نہین آئی تھی پس وہ خوان اٹھایا گیا یہان تک کہ نظرون سے غائب ہوگیا پھر جب اس کے بعد مائدہ اترتا تو اس کا اثر فقط آسودہ ہوجانا تھا۔ پس تونگر و فقیر و بیمار و تندرست سب نکلکر ہجوم کرتے ۔ اور اسمین مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ اس طعام کو فقیرون و یتیمون و لولے لنگڑون کے واسطے قرار دے اور تونگرون کو مت دے ۔ اور نیز مذکور ہے کہ اسکی باری مقرر کردی تھی کہ دوسرے روز نوبت آتی تھی ۔ پس تونگرون کے دلون مین بیہودہ خیالات و شیطانی وسواس و شک پیدا ہوئے اور بہت لوگون کو شک مین ڈالا آخر عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ قسم ہی مجکو میرے پروردگار کی کہ تم ہلاک ہوئے کہ یہ شرط کے خلاف کرتے ہو پھر اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ مین جھٹلانے والون کو عذاب کرونگا حتی کہ خیرات مین سور ہوگئے ۔ رواہ ابن ابی حاتم و قد جمعہ ابن کثیرؒ و قد اخذت من مواضع من القصۃ و قال ابن کثیر اثر غریب جدا ۔ پھر شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے مجاہد و حسن سے روایات نقل کین کہ مائدہ نازل نہین ہوا اور ابن کثیر نے کہا کہ ان روایات کی اسانید صحیح ہین اور تقویت اس قول کی یون بھی ہوتی ہے کہ نصاریٰ نے اپنی کتابون مین ذکر نہین کیا اور قرآن مجید مین کوئی امر منصوص نہین ہے ہان قولہ انی منزلہا علیکم سے ابن جریر وغیرہ نے استدلال کیا کہ وعدہ ہے پس نازل ہوا اور اخبار و آثار سلف بھی اسپر دلالت کرتے ہین اور شاید یہی صواب ہی واللہ اعلم و مترجم کہتا ہے کہ انی منزلہا علیکم مین یہ معنی بھی ہوسکتے ہین کہ مین اتارونگا تونگر جب یہ شرط قبول کرو کہ جو منکر ہو تو اس کو ایسا عذاب کرونگا جو کسی کو نہین کیا ہے لیکن چونکہ اُنھون نے اس شرط سے احتراز کیا اور ڈرے تو نازل نہین ہوا ۔ بالجملہ قرآن مجید مین یہ امر منصوص نہین کہ نازل ہوا یا نہین نازل ہوا اور نہ اس سے چندان بحث متعلق ہے ہان سلف سے آثار و اخبار مختلف مروی ہین بعض مین ہی کہ نازل ہوا اور بعض مین ہی کہ نہین نازل ہوا و قول اول اصح ہے واللہ اعلم ف ۔ قال فی العرائس قولہ تعالیٰ واذ قال الحواریون یا عیسیٰ بن مریم الآیۃ ۔ اس قوم کو اللہ تعالیٰ نے چشم بصیرت دیدی تھی کہ الہام ایمانی سے دیدار غیب حاصل ہوا تھا اور منازل قرب و خطاب کو قلوب و ارواح سے دیکھ چکے تھے لیکن ظاہری تائید و معجزہ سے تقویت و منزلت دریافت کرنے کا خیال سمایا اسواسطے کہ حالت تمکن پر پہونچے نہ تھے تو ان کو تکوین مین دوران تھا اور نفس و دشمن کا معارضہ ابھی اُن پر طاری تھا پس انھون نے دفعہ معارضہ نفس و دشمن کے لئے و قلب کی طمانینت حاصل ہونے کیلئے ظاہری معجزہ مانگا تھا اور یہ لوگ تو آخر بندے عوام مین سے ترقی پر تھے تو نہین دیکھتا کہ خواص مین سے حضرت ابراہیم علیہ السلام بزرگ نبی تھے اُنھون نے ابتدائی حال مین کہا کہ رب ارنی کیف تحیی الموتی ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو تنبیہ کی کہ ۔ اولم تومن ۔ تو عرض کیا کہ بعد دفع وسواس کے کہ ۔ بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی ۔ پس اللہ تعالیٰ نے فعل مین قدرت دکھلادی کہ یون ہی مناسبت تمام ہی چنانچہ قولہ فخذ اربعۃ من الطیر الآیۃ سے واضح ہے اور ان دونون وصفون مین کوئی شک نہین ہوتا نہ جانب نبوت سے اور نہ جانب ولایت سے ۔ بالجملہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون سے یہ کلمہ سنا تو اُن پر یہ سخت شاق گذرا اور اُن کی حالت سے تعجب کیا کہ بعد یقین کے یہ وسواس خاطر دامنگیر ہے اسی واسطے جواب دیا بقولہ اتقوا اللہ ان کنتم مومنین ۔ یعنی جو وسواس خاطر تم پر طاری ہوتے ہین اسمین اللہ تعالیٰ سے خوف کرو ۔ حاصل آنکہ اپنے اوپر لازم کرلو کہ جو خطرات تم کو تمہارے نفس کی وساطت سے آتے ہین اُن کے دفع کرنے مین مشغول ہوجاؤ تاکہ غیر الٰہی مین تمہارا شغل نہ رہے اور اس سے محجوب نہ ہوجاؤ ۔ اور جو شخص کہ عارف و دیدار غیب ہوکر واصل ہوا اس سے بھلا نہین معلوم ہوتا کہ محسوسات سے آیات دیکھکر یقین کا خواستگار ہووے کیونکہ یہ ابتدائی مرید ون کا

حال ہے پس قوم نے اپنی عاجزی بیان کی اس بات سے کہ اہل تمکین کے مرتبہ پر ہماری رسائی نہین ہے چنانچہ کہا۔ قالوا نرید ان ناکل منہا الی آخرہ
حاصل آنکہ ہماری مراد یہ ہے کہ آپ ہمارے بدنون کو جو ابھی محل وسواس و خواطر ہین اسی طرح غذا رجنت سے تربیت فرمائیے۔ جیسے آپ ہماری ارواح کو
غذائے روحانی و مشاہدۂ غیب سے تربیت فرماتے ہین اور اس سے ہمارے قلوب کو بھی تسکین و اطمینان بڑھ جائے گا کیونکہ قبول خواطر نفس سے اطمینان
ہو جائیگا پس اجتماع زیادہ ہوگا اور آپ کی تصدیق و محبت زیادہ ہوگی یہان تک کہ ہم مین کوئی معارضہ طبیعت کا باقی نہ رہیگا اور ہم دیدار معجزہ
سے مشاہدہ خاص حاصل کرنے مین شاہد ہون گے اور مابعد کے مریدین ہمارے آثار قدم کا اقتدار کرینگے اور آپنے ہم کو اللہ تعالیٰ کے بندون مین
سے خاص و محبوب قرار دیا ہے تو ہم کو فی الجملہ تسکین ہوگی کہ ہم محبوب ہین اور آپ سچے ہین اور اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہین یعنی محبت کی تاکید
مزید ہوگی پس عیسیٰؑ نے اُن کی مراد کی درخواست کی بقولہ اللہم انزل علینا مائدۃ من السماء۔ آسمان سے طلب کیا اور زمین سے نہین مانگا
اسواسطے کہ اسمین روحانیت و طمانینت و ملکوتیت ہوتی ہے اور اسمین ان عناصر کا میل نہین ہوتا جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پیدا ہوتی ہے
اور آسمان سے طلب کرنے مین خصوصیت معجزہ کی تو ملحوظ ظاہر ہے۔ قولہ تکون لنا عیدا لاولنا و آخرنا یعنی تو اسکو عید وصال کر دے اور وعید ہجر
مت فرما یعنی اسکے آثار سے ایسی برکت ہو کہ لوگون کے واسطے عید ہو جائے اور ایسے اعمال صالحہ کرین کہ جس سے مستحق قبولیت ہون اور یہ وبال
نہ ہو کہ ناشکری مین گرفتار ہون جس سے مردود و مہجور ہو جاوین اور نیز عید باین معنی کہ آیات سے صفات کے دیدار کی طرف عود حاصل ہو اور ہمارے
اول کے واسطے عید ہو یعنی ابتدائی حال والون کے واسطے جو مقام ارادت مین ہین اور آخر والون کی عید ہو یعنی عارفون کے واسطے۔ اور قولہ
و آیۃ منک۔ یعنی تیری طرف سے تیری ہی دلیل ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کے سوال کو قبول کیا اور کفران نعمت سے اُن کو تہدید کی بقولہ انی
منزلہا علیکم فمن یکفر الآیۃ۔ یعنی جس نے میری آیات و افعال سے قدرت کو دیکھا اور صفات کو مشاہدہ کیا پھر وہ فتور اور خواہش نفسانی مین پڑ گیا۔
اور دنیا کی خواہش کو آیات و آخرت پر اختیار کیا تو وہ درگاہ الٰہی سے محجوب ہوا کہ اسکو صفات کے عطر کی خوشبو نہین پہونچتی اور مشاہدہ کی چمک سے
نصیب نہین اور درگاہ وصل تک رسائی نہین اور حسن و جمال سے محروم ہے اور یہ عذاب فراق نہایت سخت و شدید ہے۔ شیخ ابو عبداللہ نے کہا کہ مین ابتدائے حال مین خواب مین تھا کہ مین نے
رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپنے مجھے جگایا اور فرمایا کہ اٹھ کیا سوتا ہے جسنے حق تعالیٰ کو دیکھا اور غیر کو اختیار کیا تو عذاب سخت مین پڑا اور یہی آیت کفران نعمت سے تحذیر کی پڑھی۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ

اور جب کہے گا اللہ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے کہا لوگون کو کہ ٹھہراؤ مجھکو اور میری مان کو دو معبود سوائے

اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ

اللہ کے بولا تو پاک ہے مجھکو نہین بنیا تا کہ کہون جو مجھکو نہین پہونچتا۔ اگر مین نے یہ کہا ہوگا تو تجھکو معلوم ہوگا

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ

تو جانتا ہے جو میرے جی مین ہے اور مین نہین جانتا جو تیرے جی مین ہے برحق تو ہی ہے جانتا چھپی بات مین نے نہین کہا

لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ

اُن کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمھارا۔ اور مین اُن سے خبردار تھا جبتک اُن مین رہا

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

پھر جب تو نے مجھے بھر لیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا اُن کی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے

Marfat.com

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ بندے تیرے ہین اور اگر ان کو معاف کرے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ اے واذکر اذ یقول اللہ یعنی بیان کر دے جبکہ اللہ تعالیٰ فرمادیگا ف یعنی عیسیٰ علیہ السلام سے قیامت کے روز ان کی قوم نصاریٰ کی سرزنش و ملامت کرنے کے واسطے حاصل آنکہ اسمین قال ماضی بمعنی مضارع ہے بوجہ قطعی الوقوع ہونے کے اذ ظرف کے تحت مین بلفظ ماضی آیا بغرض اشعار اس امر کے کہ اسکو ہوا سمجھین اور ما بعد کا سوال حقیقی استفہام باین معنی نہین کہ او تعالیٰ جل جلالہ کو معلوم نہین بلکہ او تعالیٰ سبحانہ کو خوب ہی معلوم ہے صرف اس طرح سوال کرنا نصاریٰ کی ملامت کرنے کو ہے۔ اور بعض نے کہا کہ مسیح علیہ السلام کو آگاہ فرمانے کو ہے کہ ان کی قوم نے بعد کو تغیر کیا اور مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیا و نیز اللہ عزوجل نے چاہا کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے سامنے جنھون نے اللہ بنا کر پونجا تھا اپنی عبودیت کا اقرار کرین تاکہ ان کی قوم سنے اور ظاہر ہو جاوے کہ محض انھون نے اپنی خباثت نفس سے حضرت عیسیٰ کو معبود بنا کر ان کی پرستش کی اور عیسیٰ علیہ السلام اس بہتان سے بالکل بری ہین مترجم کہتا ہے کہ آخر زمانہ مین جب مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ صلیب توڑینگے اور نصاریٰ کو جہاد و قتل سے توحید پر لادینگے پس ضرور انکو اس تغیر کا حال معلوم ہوگا لہذا صحیح وہی ہے جو مفسرؒ نے بیان کیا اور اس تصریح سے کہ یہ قیامت کے روز واقع ہوگا مفسرؒ کی غرض یہ ہے کہ یہ دنیا کا واقعہ نہین ہے جیسا کہ بعض نے زعم کیا۔ قال ابن کثیر سدیؒ نے کہا کہ یہ خطاب و جواب دنیا مین واقع ہوا اور ابن جریرؒ نے اسی کو ٹھیک قرار دیا اور کہا کہ یہ سوال و جواب اسوقت واقع ہوا جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو آسمان دنیا پر اٹھا لیا اور استدلال بدو وجہ اول آنکہ قال لفظ ماضی ہے اور دوم قولہ ان تعذبہم اور ان تغفر لہم اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان دونون دلیلون مین نظر ہے کیونکہ بہت سے امور آخرت کے بلفظ ماضی بیان ہوئے تاکہ ضرور واقع ہونے پر دلالت کرین اور دوسری دلیل ان تعذبہم وان تغفر لہم کی تو اس سے فقط یہ مراد ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے آپ کو بالکل بری کیا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت پر حوالہ کیا کہ تو ہی انکا مالک و خالق ہے جو تو چاہے وہ کر اور مین تیرا بندہ ہون اور یہ معنی نہین کہ عذاب دیدے اور مغفرت کر دے کیونکہ جملہ شرطیہ ہے اور یہ بدون بیان کے ظاہر ہے اور حضرت قتادہ وغیرہ نے ذکر کیا کہ یہ قیامت مین ہونے والا ہے اور قتادہؒ نے اسپر دلیل بیان کی بقولہ تعالیٰ ہذا یوم ینفع الصادقین الآیۃ جو اس سے متصل ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اور یہی اظہر ہے اور کہا کہ اسمین ایک حدیث مرفوع بھی آئی ہے اور وہ حافظ ابن عساکرؒ نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے آزاد کئے ہوئے غلام شیخ ابو عبداللہ کے ترجمہ مین روایت کی اور کہا کہ ابو عبداللہؒ ثقہ تھے اسنے ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو انبیاء علیہم السلام و ان کی امتین بلائی جائینگی پھر عیسیٰ علیہ السلام بلایا جائیگا پھر اللہ تعالیٰ اسکو اپنی نعمتین یاد دلاویگا پس اسکو نزدیک فرما کر کہے گا کہ اے عیسیٰ بیٹے مریم کے۔ اذکر نعمتی علیک وعلی والدتک الآیۃ۔ یہان تک کہ فرماویگا۔ یا عیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ الآیۃ۔ پس عیسیٰ انکار کرینگے کہ پروردگار مین نے نہین کہا ہے۔ پھر نصاریٰ سے سوال ہوگا تو یہ لوگ کہین گے کہ ہان اسنے ہم کو یہی حکم دیا تھا۔ الی آخر الحدیث۔ اور آخر مین ہے کہ نصاریٰ پر حجت قائم ہوگی اور صلیب انکا پیشوا کی جائے گی اور دوزخ کی طرف ہانک دئے جاوینگے قال ہذا حدیث غریب عزیز۔ بالجملہ صحیح یہ ہے کہ قیامت کے روز ایسا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ فرمادیگا یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اے عیسیٰ مریم کے بیٹے کیا تو نے کہا لوگون کو کہ ٹھہراؤ مجکو اور میری مان کو معبود اللہ کے سوائے

ف یہ نصاریٰ کا جھوٹ و بہتان ظاہر ہونے کیواسطے حشر کے مجمع عام مین پوچھا جائیگا اور تقدیر کلام یہ ہے کہ اتخذونی وامی الٰہین آیتین من دون اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عیسیٰؑ کو اور مریم کو دو آلہ بنالو۔ کیونکہ نصاریٰ مین ایک گروہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تین خدا مین سے تیسرا قرار دیتا ہے اور بعضے فقط مسیح کو معبود اور اللہ کہتے ہین اور بعضے مسیح کو بیٹا کہتے ہین اور اس زمانے مین بہت سے ایسے پائے جاتے ہین جو اللہ کا مصداق مجموعہ باپ

Marfat.com

تو بیٹا روح القدس کو قرار دیتے ہین بالجملہ یہ ایسے کلمات ہین کہ اہل ایمان کے روبرو کھڑے ہوتے ہین لیکن بضرورت زبان قلم سے ظاہر کیا گیا چنانچہ ابو رزق نے کہا کہ جب عیسی علیہ السلام اس خطاب الٰہی عزوجل کو سنین گے تو تھرتھرا اٹھین گے اور ہر بُن مو سے خون کے چشمے جاری ہوجاوینگے اور عرض کرینگے بقولہ تعالی۔ قَالَ سُبْحَانَكَ کہیگا عیسیٰ اے پاک پروردگار تنزیہ و پاکی ہو تیرے واسطے ہر ایسی چیز سے جو تیری شان کے لائق نہین ف خواہ شریک ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ۔ مجھے کہان سے سزاوار ہے کہ مین وہ بات کہون جو حق و سچ نہین ہے میرے واسطے ف مفسر نے کہا کہ بحق بیار زائدہ تاکید یہ خبر ہے لیس کی اور لی زائدہ ہے فقط بات کے ظاہر و کھلے بیان کرنے کو کہا کیونکہ عیسیٰ ہر ایسی بات نہین کہہ سکتے تھے جو حق و سچ نہ ہو اور کچھ خصوصیت یہ نہ تھی کہ اپنے واسطے ہی ہو کیونکہ وہ سچے رسول معصوم تھے۔ حاصل آنکہ حضرت عیسیٰ یہ سوال سنکر کانپ اٹھین گے اور انتہا درجہ کا بے ادب ہے کہ سوائے حق تعالی عزوجل کے کسی کو الٰہ بنادے اور ایسے ہی جملہ اقوال مختلف فرقون کی یہی کیفیت ہے تو حضور الٰہی جل جلالہ مین عیسیٰ علیہ السلام تھرتھراتے ہوئے پہلے اللہ تعالی کی تنزیہ بیان کرینگے پھر ادب سے عرض کرینگے کہ مجھے لائق ہی نہ تھا کہ ان لوگون سے ایسی بات کہون جس کا مین کسی طرح لائق ہی نہین ہون اِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ اگر مین نے کہا ہوتا تو میرے مولی میرے پروردگار تجکو ضرور معلوم ہوتا ف کیونکہ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي تو وہ سب جانتا ہے جو میرے اندر چھپا ہوا ہو ف کیونکہ تو علام الغیوب ہی ہان مین البتہ بندہ مخلوق ہون وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ اور مین نہین جانتا کہ جو تیرے علم مین ہے ف کیونکہ تیرے علم مین معلومات بے انتہا ہین اور اسمین سے مجکو تو نے اسکا علم نہین دیا ہے میرا علم تو تیرا ہی دیا ہوا علم ہے اور تیری شان پاک کہان اور مین بندہ کہان۔ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ بیشک تو علام الغیوب ہے۔ اور نفس بمعنی ذات ہے اور زجاج نے کہا کہ جملۃ الشیٔ اور زمخشری وغیرہ نے واتقان مین مفسر نے بیان کیا کہ یہ کلام صنعت ازدواج ہے جو علماء بیان کے نزدیک معروف ہے اور حاصل آنکہ تعلم مافی نفسی کے مقابلہ مین ولا اعلم مافی نفسک بیان کیا اور نفس کا عام عرفی اطلاق جس معنی پر ہے اس معنی پر اللہ تعالی کی جناب مین نفس کا اطلاق منع ہے اور ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت ہے کہ اوتعالی اپنے بندہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بحت القار فرماویگا اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بہتان سے بری ہے اور نصاری نے یہ اپنی طرف سے بات نکالی ہے اور عیسیٰ نے خود عرض کیا مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ مین نے کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا مجکو ف اور وہ یہ ہے کہ اَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ یعنی اے لوگو عبادت کرو اللہ عزوجل کی جو میرا پروردگار و تمھارا پروردگار ہے ف گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ربی وربکم سے اشارہ کردیا کہ جب یہ کیفیت ہے کہ میرا اور تمھارا پروردگار اللہ تعالی ہی ہے تو مین اور تم عبودیت مین برابر ہوئے پس انھون نے یہ بات محض اپنی طرف سے نکالی ہے وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا اور مین اُن سے خبردار تھا ف یعنی نگہبان رہا اُن کے باز رہنے مین اس کلمہ سے جو وہ کہنے لگے۔ مَا دُمْتُ فِيهِمْ جب تک مین انکے درمیان مین موجود تھا فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي پھر جب تو نے مجکو کردیا ف یعنی اُن کے بیچ مین سے معدوم کردیا یعنی قبض کرلیا آسمان کی طرف اُٹھا لینے سے بقرینہ قولہ تعالی انی متوفیک و رافعک الی کُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ تو ہی اُن کے اعمال کا نگہبان اُنپر رہا۔ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ اور تو ہر چیز پر شاہد ہے یعنی مطلع و دانا ہے ف خواہ وہ بات ہو جو مین نے اُن سے کہی اور خواہ میرے بعد اُنکا افترا و بہتان ہوا اور خواہ اور کوئی چیز ہو تجھے سب معلوم ہے واضح ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی گیارہ فرقہ عرب کے مرتد ہوگئے چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان پر جہاد کا قصد کیا اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم نے انکے حکم سے ان مرتدون پر جہاد کیا سو سخت لڑائیان پیش آئین اور اس لڑائی مین بہت سے مرتد اپنی اسی حالت ارتداد پر مارے گئے وہ قیامت مین مرتد ہی محشور ہونگے اور حدیث ابن عباس رض مین ہے کہ آنحضرت صلعم نے کہا کہ اور یہ ہوگا کہ قیامت کے روز کچھ لوگ میری امت کے دوزخ کی طرف پکڑے ہوئے جاتے ہون گے تو مین کہونگا کہ یہ لوگ تو کچھ تھوڑا سا میرے ساتھ رہے ہین تو مجکو جواب دیا جائیگا کہ تو نہین جانتا کہ ان لوگون نے

Marfat.com

تیرے بعد کیا حرکتین نکالین تو مین وہی کہونگا جو بندہ نیک یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیٔ شہید۔ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ تو کہا جائے گا کہ جب سے تو نے ان کو چھوڑا یہ برابر مرتد ہی رہے کہ اپنے اُلٹے پاؤن پھر گئے۔ رواہ ابو داؤد الطیالسی والبخاری پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے آپ کو بالکل بری کیا کہ نعوذ اللہ تعالیٰ مین کوئی نہین ہون یہ سب تیرے بندے ہین۔ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ تیرا جی چاہے اُن کو عذاب کر تو تیرے بندے ہین ف پس تو ہی اُنکا مالک ہے چاہے جو تصرف کر تجھ پر کوئی اعتراض نہین۔ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ اگر تو اُن کی مغفرت کرے یعنی ان مین سے ان لوگون کی جو توحید پر اسلام لائے ہین تو تو عزیز الحکیم ہے ف گویا تین فرقہ مین سے دو فرقہ جو مشرک ہوئے تھے اُنکو اور اُن کی شاخون کو تو معذب کہا کہ ان پر عذاب کریگا تو تو مختار ہے اور ایک فرقہ جو بعد عیسیٰ علیہ السلام کے توحید پر رہا تھا جسکو دونون مشرک فرقون نے ہلاک کر ڈالا اس موحد و مسلمان فرقہ کے حق مین ادب سے سفارش کی کہ وہ لوگ اگرچہ گنہگار ہون لیکن مشرک نہین ہین یا انھین کے مانند بعضے شام کے نصرانی و حبش کے نصرانی جو مسلمان ہوئے ہین ان سب کو بخشدے اور ان کے گناہون سے درگزر فرما تو غفور الرحیم ہے اور یہ معنی نہین ہین کہ مشرکون کو بخشدے تو غفور الرحیم ہے اسواسطے کہ اللہ عزوجل نے بالکل قطع کر دیا کہ مشرک کسی طرح مغفور نہ ہوگا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو بزرگ رسول تھے ایسی بات نہین کہہ سکتے ہین جو قطعاً ممنوع ہے اور یہ تو بندہ مومن نہین کرے گا اور بعض نے جو کہا کہ شاید ان پر یہ بات پوشیدہ رہی ہو جیسے حضرت صلعم سے مروی ہوا کہ مشرک کے حق مین استغفار کیا تو نازل ہوا قولہ ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین الآیۃ۔ تو یہ وہم اور غلط ہے صحیح یہ ہے کہ یہ بیزاری ہے نصاریٰ کے حال سے جنھون نے اللہ تعالیٰ و اسکے رسول پر جھوٹ باندھا۔ قال ابن کثیرؒ اور اس آیت کیواسطے ایک نشان عجیب ہے کہ حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات بار بار اسی کو پڑھتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک رات ایک ہی آیت پڑھی کہ اسی سے رکوع کرتے اور سجدہ کرتے اور وہ قولہ تعالیٰ ان تعذبہم فانہم عبادک الآیۃ ہے پھر جب صبح ہوئی تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ یہی آیت پڑھتے رہے رکوع اسی سے اور سجدہ اسی سے کرتے یہانتک کہ صبح ہوگئی تو فرمایا کہ مین نے اپنے پروردگار سے اپنے واسطے شفاعت کی درخواست کی تو مجھے عطا فرمائی اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ملنے والی ہے ایسے شخص کیواسطے جس نے اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو۔ رواہ احمد۔ اور دوسری روایت طویل مین ابو ذرؓ سے ہے کہ پھر جب صبح ہوگئی تو مین نے عبد اللہ بن مسعودؓ کو اشارہ کیا کہ آنحضرت صلعم سے دریافت کر کہ رات یہ کیا بات تھی تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ مین آپ سے کوئی سوال نہ کرونگا حتی کہ خود ہی مجھ سے فرماوین تب مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون رات آپ ایک ہی آیت دوہراتے رہے حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا اور اگر ہم مین سے کوئی ایسا کرتا تو ہم آپس مین اسپر کچھ مضائقہ جانتے۔ تو فرمایا کہ مین نے اپنی اُمت کیواسطے دعا کی تھی تو عرض کیا کہ آپ کو کیا جواب ملا تب فرمایا کہ ایسا جواب ملا کہ اگر بہتیرے ان مین سے مطلع ہو جاوین تو نماز چھوڑ دین (یعنی جو ناسمجھ لوگ ہین) مین نے عرض کیا کہ بھلا مین لوگون کو خوشخبری نہ دیدون فرمایا کہ ہان دیدے پھر مین ایک پتھر پھینکنے کے انداز بھر دور گیا ہونگا کہ عمرؓ نے آکر عرض کیا کہ اگر آپ یہ خوشخبری دیدین گے تو لوگ عبادت چھوڑ دینگے یعنی انجام کار گمراہ و مشرک ہو کر محروم ہو جاوینگے، تو آواز دیکر مجھے واپس بلا لیا۔ رواہ احمد۔ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبیؐ نے پڑھا قول عیسیٰؑ۔ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم الآیۃ۔ پھر اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور کہا کہ اللہم اُمتی یعنی میرے پاک پروردگار میری اُمت کی طرف نظر رحمت فرمایا اور روئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ محمد کے پاس جا اور پروردگار دانا تر ہے تو جا کر اُس سے پوچھ کہ کیون روتا ہے پس جبرئیلؑ نے حضرت صلعم سے آکر پوچھا تو حضرت صلعم نے جبرئیلؑ کو اپنے قول سے آگاہ فرمایا تو اللہ عزوجل نے جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ جا کر محمد صلعم سے کہدے کہ ہم عنقریب تیری اُمت کے معاملہ مین تم کو رضامند و خوش کر دینگے اور تجکو ناخوش نہ کرینگے۔ رواہ ابن ابی حاتم

عن یونس بن عبدالاعلی عن ابن وہب عن عمرو بن الحرث عن بکر بن سوادۃ عن عبدالرحمٰن بن جبیر عن عبداللہ بن عمرو تحدیثاً - اور حدیث حذیفہ بن الیمان جو مسند احمد مین ہی اور حدیث عائشہ وحدیث دیگر صحابہ جو صحاح وسنن مین ہین اسکی مؤیدات ہین واللہ سبحانہ اعلم والحمد للہ رب العالمین - اور یہ اہل اسلام وایمان کو عمدہ بشارت وخوشخبری ہے لیکن افسوس ہی کہ اس زمانہ مین اہل اسلام نے اپنے کو شرک مین مبتلا کر دالا - اے لوگو شرک سے بچو اے لوگو تمھارے اور گناہ کتنے ہی بڑے ہون وہ آسان ہین لیکن شرک سے بچو - ذرا غور کرو کہ حدیث ابوذر وحدیث عبداللہ بن عمرو مین کس قدر مسرت وخوشی ہے لیکن یہ شرط مذکور ہے کہ وہ کچھ شرک نہ کرتا ہو پس کیا خوشخبری ہی اس قوم وان لوگون کے واسطے جو بدون شرک کے اس دنیا سے خوش حال گذر گئے والسلام علی من اتبع الہدیٰ ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ واذ قال اللہ یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس الآیۃ اسمین اوتعالیٰ سبحانہ نے عار وملامت دلائی ان لوگون کو جو کہتے ہین کہ شرک کرنے کو عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور کہتے ہین کہ ان اللہ ثالث ثلثۃ - پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے برملا ظاہر کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس بہتان سے بری ہی چنانچہ عیسیٰؑ کا قول ہی - قال سبحانک ما یکون لی ان اقول مالیس لی بحق - اور نیز اسمین لطیف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے کافرون کو ان کے دروغ وبہتان باندھنے مین مخاطب نہین فرمایا کہ وہ توحید اسلام سے برگشتہ ہو کر شرک وضلالت مین پڑ گئے فقط اتنا نام رہگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پیرو ہین تو ان کافرون کے بارے مین اپنے رسول پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کیا اور اسکے ضمن مین کافرون کو ایک ایک شرم وملامت کے باوجود قطعاً معلوم ہو گیا کہ وے لوگ بری طرح شرک وگمراہی مین پڑے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی نعمتین عطا فرمائین - اور کافرون کو مردود کر کے فقط عیسیٰؑ کے خطاب کرنے مین ایسی ہی بات ہی جیسے دنیا مین بادشاہون کو یہ طریقہ الہام ہو گیا کہ جب کسی قوم سے خطاب کرنا منظور ہوتا ہے تو ان مین سے کسی بڑے شخص سے خطاب کرتا ہے اور مراد اس تمام قوم سے خطاب ہوتا ہے اور نیز اسمین اشارہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مقام عظمت وکبریائی کے تحت مین پہونچا کر اس خطاب سے جو آثار حدوث ہین اُن کو قدم مین فنا کر دے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو اس خطاب عزیز وجلیل سے سرفرازی حاصل نہ ہوتی اور یہ قرب منزلت بجناب رسالتمآب محمد صلعم ہے اور حدیث صحیح مین ہی کہ مین اولی ہون عیسیٰ بن مریم کیساتھ کہ میرے واس کے درمیان کوئی نبی نہین ہی - شیخ عبدالعزیز المکی رح نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ ہوتی کہ عیسیٰؑ کو ثابت رکھا تو وہین شرم وخجالت سے ہانی ہو جاتے اور یہ شرم اُن کو اس قدر بھاری نظر آتی تھی کہ اگر اُن سے کہا جاتا کہ یہ عتاب یا جائے یا آگ تو شاید وہ آگ کو اختیار کر لیتے اور جنھون نے دنیا مین اُن کو شریک بنایا وہ اُس دن ایسا ہولناک غضب ہی غضب چھایا ہوا دیکھین گے کہ اسوقت ان کو سوجھے گا کہ اگر تمام دنیا بھر آگ مین جلتی رہے تو اس سے بہتر تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ربوبیت کی نسبت کرین - ابن عطاء رح نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام سے جو سوال کیا گیا اور انھون نے عرض کیا کہ لا علم لنا - تو یہ دہشت وعظمت ہے کیونکہ اسمین اظہار عظمت کا سوال تھا پس دہشت سے ادب کی راہ چلے اور عیسیٰ علیہ السلام سے جو سوال ہو وہ خود عیسیٰ کا قصہ وحال ہی پس سکوت زیبا نہین پس عیسیٰؑ کے حق مین جو کافرون نے کہا تھا اُس سے اپنی بریت اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی تنزیہ وپاکیزگی بیان کی شیخ نے کہا کہ مجھے یہان ایک اور بات ظاہر ہوئی اور وہ یہ ہی کہ عموماً خطاب رسولون مین تو عیسیٰؑ بھی شامل ہین وہان مقام ہیبت وعظمت تھا پس مبہوت ہو کر متحیر وساکت رہی پھر جب مقام انبساط مین لا کر عیسیٰ علیہ السلام کو بخصوص خطاب کیا تو مشاہدۂ جمال مین منبسط ہو کر بول اُٹھے اور سکوت نہین کیا قال المترجم شاید حاصل معنی یہ ہین کہ مقام عظمت وہیبت مین سب رسول خاموش رہین گے اور پھر مقام مشاہدۂ جمال وانبساط مین لائے جائین گے تو سب کے سب گذارش کرینگے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی منجملہ ان کے مقام پر بولین گے - قولہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک یعنی میرے نفس مین جو تیری توحید وصفت وتنزیہ وتقدیس وتعظیم واجلال اس طرح ہے کہ ہر ضد وند وشرک وشریک وہر چیز جو نیز کمی شان کے لائق نہین ہی سب سے

تیری تقدیس ہے جیسا کہ سبحانک کہکر اظہار کیا۔ پھر کہان سے مین ایک شریک بناتا اور کہان یہ کہ کافر و مشرک بہتان باندھتے ہین کہ مین نے دوا کہ بنائے۔ نعوذ باللہ۔ تو پاک علام الغیوب ہی۔ پس جو کچھ میرے نفس مین توحید و اجلال ہے وہ میرے پاک پروردگار تو خوب جانتا ہے۔ اور قولہ ولا اعلم مافی نفسک یعنی جو عیب اور غیب الغیب و مکر القدم تیرے غیب مین ہے وہ مجھے نہین معلوم ہے اور نیز جو تیری ذات مین کنہ قدیم ازلی و قدیم ہے مجھے نہین معلوم ہو سکتا قال المترجم اس مین اشعار ہے کہ کوئی بندہ مومن کسی حال مین ذات و صفات باری تعالی مین غور و فکر نہ کرے گمراہ ہو جائیگا اور یقین کرے کہ رسول اللہ صلعم نے جو صفات و توحید فرمائی ہین وہ حق ہین بدون اسکے کہ ان کی کیفیت کی فکر مین بھٹکے کیونکہ عیسی علیہ السلام کے مانند بزرگ رسول اس کیفیت سے لاعلم ہے۔ فافہم۔ شیخ حسین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تعلم مافی نفسی یعنی تو میرے نفس کے کنہ و ماہیت سب سے خوب واقف و داناہے کیونکہ تو نے ہی اسکو ایجاد کر دیا ہے اور مین تیری ذات پاک کے علم سے خبردار نہین ہو سکتا کیونکہ وہ ادراک سے باہر عالی متعالی ہی ہان معرفت و توحید سے آگاہ ہون۔ قال المترجم بعض علماء تصوف نے علم ذات بھی جائز رکھا ہے جیسا کہ شرح مثنوی رومی از بحر العلوم مین مذکور ہے لیکن یہ قول خلاف تحقیق ہے اور ظاہر از باطن کرنے والون کو وہم ہوا اور مراد ان علماء کی یہ ہوگی کہ بعض متشابہات مانند علم روح وغیرہ کے علم توحید حاصل ہونے پر بطریق معرفت و انکشاف حاصل ہوتے ہین اور کنہ صفات نہین ممکن ہی بھلا ذات پاک کا کیا ذکر ہے۔ اور شیخ روزبہان رحمہ اللہ صاحب عرائس نے اسکو جا بجا مصرح بیان کیا ہے۔ فافہم۔ اور شیخ جنید نے قولہ تعلم مافی نفسی الخ مین کہا کہ جس حال پر مین ہون اور جو کچھ معرفت مجھ مین ہی سب تو جانتا ہے اور جو علوم و عنایت تیری مجھ پر ہے اس مین سے مین اسی قدر کے سوائے جس سے مطلع ہوا اور مجھ مین ہی اور مین کچھ نہین جانتا ہون۔ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ جو تو نے میرے نفس مین ودیعت رکھا کہ اس سے مین بھی نہین واقف ہون وہ تو دانا ہے اور جو تیرے غیب مین ہی وہ مین نہین جانتا ہون۔ قال المترجم اچھا قول ہے قال علی بن موسی عن ابیہ عن ابی جعفر الباقر۔ تو میری کیفیت سے واقف و داناخوب جانتا ہے اور مین تیری کیفیت سے اور جس طرح وہ کیفیت ہے تیرے واسطے اسکو مین کچھ نہین جانتا ہون قولہ ماقلت لہم الا ما امرتنی بہ یعنی مین نے اُن سے یہی کہا کہ اللہ تعالی پروردگار قدیم میرا تمہارا پیدا کرنیوالا ہے اسکو فرد واحد جانو اور غیر کو درمیان سے دور کر دو۔ اور یہی فرمایا۔ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم۔ اسمین اپنی قوم کے رب ہونے کے ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ وہ میرا پروردگار بھی ہے۔ تاکہ کمال کے ساتھ واحد قدیم لاشریک کی توحید کامل بیان ہو اسکا کوئی ضد و ند نہین ہے بلکہ کسی کو اس سے مشابہت ہی نہین ہے قولہ وکنت علیہم شہیدا یعنی دنیا مین ان کی فرمانبرداری و نافرمانی پر اور بعض پوشیدہ اسرار پر جو تو نے مجھے بتلائے تھے کہ فلان منافق ہے اور فلان ایسا و ایسا ہے۔ اور نیز یہ معنی کہ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم یعنی وحی و رسالت جبتک ان کو پہونچا تھا تب تک اُن کی طرف میری توجہ تھی کہ اُن سے وقوف تھا اور پھر جب تو نے مجھ سے اکوان یعنی حوادث کو فنا کر دیا اس طور کہ بالکل تیرے مشاہدہ مین مستغرق اور اسی طرف ہو گیا تو اکوان و حوادث کی خبر نہ مجھ سے بند و غائب ہو گئین چنانچہ فرمایا قولہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ حاصل آنکہ جس چیز کا ظاہر و باطن بالکل تو نے پیدا کیا ہے اور تو قدیم ہے کہ تیرا احاطہ ہر ذرہ ذرہ پر ہی تو مجھ پر اپنی مخلوق کیونکر پوشیدہ ہو سکتی ہے اور اس آگاہی سے وہ بندہ البتہ عاجز ہو گا جو مخلوق ہو اور جو تیرے انوار مشاہدہ مین از خود رفتہ ہو جائے جیسے مین بندہ ہون کہ تو نے مجھکو میری خودی سے اپنی طرف فانی کر لیا۔ قال بعضہم فی قولہ ماقلت لہم الا ما امرتنی بہ۔ یعنی مجھے زبان بولنے کی کہان سے مل سکتی ہے لیکن اسی قدر بول سکتا ہون جسقدر تیری اجازت ہو وقد قال تعالی من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ۔ مترجم کہتا ہے کہ اشارہ یہ ہی کہ اہل توحید بالکل فانی ہوتے ہین ان کی گویائی و حرکت سب بقوت قدم ہے پس بندہ صالح علیہ السلام عرض کیا کہ اپنے و اپنی مان کے معبود بنانے کو مین کہہ نہین سکتا تھا کیونکہ تو نے تو عبادت پروردگار کا حکم دینے کو فرمایا پھر مین اپنی خودی سے فانی کیونکر اور کچھ کہہ سکتا تھا جو تو نے نہین فرمایا ہے۔ فافہم قال بعضہم فی قولہ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم یعنی جب تو نے مجھ سے ابلاغ

Marfat.com

رسالت کا بوجھ اُٹھا لیا تو پھر تو ہی ان پر نگہبان رہا کہ اپنے احکام قضا و قدر سے جو تو نے جاری کیا وہ تو ہی جانتا ہے۔ شیخ ابوبکر فارسیؒ نے اس آیت مین بیان کیا کہ جو بندہ موحد ہوتا ہی سب چیز اس کی نظر سے ساقط ہو جاتی ہے لہذا اسکو سوائے حق کے کچھ نظر نہین آتا ہے اگر او تعالیٰ اسکو آگ مین ڈالدے تو اسکو وہی وہان ہے وہ اس سے نکلنے کی خواہش ہی نہ کریگا اسواسطے کہ دیدار حق اُسکا وطن ہے اور نجات و ہلاک ایک آنکھ سے ہے جو کچھ حجاب تھا اُس نے چشم تفرید سے مٹا دیا اور مخاطب یعنی خطاب کرنیوالا اور مخاطب یعنی جسکو خطاب کیا وہ ایک ہی ہو گیا اور بات یہی رہگئی کہ حق عزوجل نے بذات پاک خود اپنے آپ کو اپنے واسطے خطاب فرمایا۔ قال المترجم مرتبہ توحید و تفرید مین بقا فقط ذات حق حی القیوم کو باقی ہی اور ممکن و مخلوق از خود فانی ہوتا ہے اور جملہ صفات اسکے فانی ہو جاتی ہین اور بقا اسکو بصفات حق عزوجل ہوتی ہی اور یہ معنی نہین ہین کہ یہ مخلوق جا کر خالق سے متحد ہو جاتا ہے کیونکہ یہ محال ہے اور جو ایسا اعتقاد کرے وہ کافر گمراہ ہے اسکو حقیقت سے خبر نہین اور نہ کبھی خبر ہوگی ہان کیفیت اسکی عارف باللہ تعالیٰ جانتا ہے عوام کی سمجھ سے خارج ہے وقد قال الشیخ قد تاہت العقول و درست الرسوم و بطل ما کانوا یعملون عقلین حیران ہو گئین اور اسمین مٹ گئین اور جو کرتے تھے باطل ہو گیا اور یہ جو مترجم نے ذکر کیا ہی تمام بسط سے مولوی بحر العلوم نے شرح مثنوی روم مین بیان کیا ہے اور خود شیخ اکبرؒ نے فصوص الحکم وغیرہ مین تصریح کر دی ہی کہ انقلاب ماہیت ممکن کا واجب کی طرف نہین ہوتا بلکہ ممکن و بندہ و مخلوق وہی رہتا ہی جو تھا یہ صرف فنا و بقا ہے اور وصول بدرگاہ مولیٰ جل و علا اور یہ صرف زبانی باتون اور حواس والی عقل کے لنگڑے گھوڑے دوڑانے سے حاصل نہین ہوتا اور نہ عقل یہان کام کرتی ہی جیسا کہ شیخؒ نے بیان کیا اور مولوی جامیؒ نے شرح فصوص الحکم کی منہیہ مین تصریح کر دی کہ جو لوگ راہ شریعت پر ٹھیک قائم ہو کر حقیقت کو طے کر کے وہان نہ پہونچین اور اس فضل الٰہی سے ان کو حصہ نہ ملے تو زبانی باتون سے وہم و قیاس کرنے مین گمراہ ہون گے اور اُمید نہین کہ خاتمہ بخیر ہو پس عوام کو واجب و فرض ہی کہ فقط راہ شریعت پر مستقیم قائم ہون اور جب راہ حقیقت پر اللہ تعالیٰ پہونچا دے تو وہان سے البتہ کسی قدر تمیز ان کو حاصل ہوگا۔ شاہ ابوالحسنؒ نے خوب کہا ہے ؎ ولایت اور صلاحیت تو دور ٭ پہلے تو مومن تو ہو اے بے شعور ٭ اور امر عظیم اسرار و حقائق ہین ہر ابجد خوان کو کب مذاق شعر و سخن سمجھایا جا سکتا ہی اور ہر گنوار کب شرح دقائق سے خبردار ہوگا فاستقم واللہ الموفق والمعین قولہ ان تعذبہم فانہم عبادک و ان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم ۵ آیۃ کریمہ ایک عجیب اسرار پر مبنی ہی اور اس سچے بھید پر اہل دل فریفتہ ہوتے ہین ولیکن بیان مین اسیقدر ہے کہ آیت سے ہرگز یہ مراد نہین کہ نصاریٰ جو حالت شرک مین ہین اگر تو اُن کو بخشدے تو عزیز الحکیم ہے بلکہ اہل تفسیر نے اتفاق کیا کہ مشرکون کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہین بخشیگا یعنی جو مشرک کہ حالت شرک پر مر گئے وہ ہرگز مغفور نہین اور یہ اگلے و پچھلے تمام مسلمانون سب کا مذہب ہی اور تمام انبیا و تمام اُمتین سابق جو مسلمان گذرے ہین وہ سب اس امر پر متفق تھے کہ مشرک نہین بخشا جائیگا۔ اور یہان مجھے ایک لطیفہ نظر آتا ہی وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ایسا سر مکتوم جاری کر دیا جو تمام خلائق کے دلون پر مخفی ہے سوائے ان بندون کے جو خالص السر ہین اور یہ محال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بات پوشیدہ رہی ہو کہ جو مشرک مرا وہ مغفور نہین ہے اور یہ تو ظاہر شرع مین صریح وارد ہی بلکہ یہ گفتگو از عالم سر المکتوم فی الغیب و مفہوم اصل خطاب ہے گویا اس سے اشارہ کیا جس طرف ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اشارہ کیا فی قولہ تعالیٰ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض پس ان دونون صحابیون نے اشارہ کیا کہ دوزخ کو حکم ہوگا کہ ان لوگون کو کھا کر فنا کر دے پھر نئے سر سے پیدا کئے جائینگے۔ اور ابن مسعودؓ نے کہا کہ جہنم پر ایک ایسا زمانہ آویگا کہ اُسکے دروازہ بند ہون گے کہ اسمین کوئی نہ ہوگا اور یہ بعد اسکے کہ دوزخی اسمین احقاب یعنی بہت سے حقبہ پڑے رہین گے اور شعبی رحمہ اللہ نے کہا کہ جہنم ایسی چیز ہے کہ بہت جلد آباد اور بہت جلد خراب ہوگی۔ تو نہین دیکھتا کہ لفظ کی صورت کیونکر ہے ان تعذبہم یعنی اُن کے کفر پر اگر تو اُن کو عذاب کرے۔ فانہم عبادک یعنی بجا و درست ہی کیونکہ وہ سب تیرے ہی ملک ہین و ان تغفر لہم۔

Marfat.com

یعنی جیسے امروز دہ دنیا مین ہین تو تجھے کون مانع ہے۔ فانک انت العزیز۔ اپنی بادشاہت مین ایک اکیلا خود مختار ہے اُن کے بخشنے مین تو نادان نہین ہے الحکیم۔ اپنے حکم و مشیت و مراد و حکم جاری کرنے مین حکمت والا ہے۔ اور ہم اس سے زیادہ اس مقام پر کچھ بول نہین سکتے کیونکہ یہ مقام اسرار ہے۔

قال المترجم۔ جو آثار ابن عباس و ابن مسعود و شعبی سے نقل کئے انکا بیان اسی آیت کی تفسیر مین مع توضیح آویگا جس کا حوالہ دیا ہے اور مدار اسرار کا مرجع مقام تخلیص و تلبیس ہے و بالجملہ یہ تو معلوم ہوا کہ اہل النار ہمیشہ آگ مین رہین گے اور خلاص نہین اور موت بھی نہین ہے اور دار آخرت سب باقی و پائدار ہے وہان فنا نہین ہے اور شیخ اکبر رح وغیرہ نے تصریح کردی ہے کہ تبدیل جلود اور جلکر نئے سرے دوزخ مین اُن کے جسم تیار ہو جانے مین بھی ایک التفات رحمت ہے۔ فافہم۔ اور نیز ان تعذبہم یعنی دعوی معرفت سے عذاب دے باین طور کہ اپنی عظمت کی حیرت و فنا مین ڈالے تو بندے ہین اور اگر اُن کی مغفرت کرے تو ان کو مقام التباس مین ڈالدے کہ صفت وحدانیت سے تیرا ادراک نہ کرین اور حجاب حظوظ مین پڑے رہین۔ وراق رح نے کہا کہ اگر اُن کو تقصیر طاعت پر عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہین اقرار کرتے ہین کہ ہم سے قصور ہوا اور اگر اُن کے گناہ بخشدے تو عزیز الحکیم ہے بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اُمت کیواسطے انبساط سوال مین نہین کیا اور حق تعالیٰ سے محاکمہ چھوڑا اور ہمارے نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم برابر شفاعت فرماوینگے اور اُمتی اُمتی کہے جاوینگے یہان تک کہ تمام اُمت کے حق مین قبول ہو اور یہی وہ مقام محمود ہے جس سے آنحضرت صلعم مخصوص ہین اور اسی پر اگلے پچھلے غبطہ کرین گے کہ آپ برابر انبساط کئے جاوین گے اور حق جل و علا فرماویگا کہ ہان تو کہہ تیری بات سنی جائیگی اور سفارش کر تیری سفارش مقبول ہوگی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

فرمایا اللہ نے یہ وہ دن ہے کہ کام آوے گا سچون کو اُن کا سچ اُن کو ہین باغ جنکے نیچے بہتی نہرین

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

رہا کرین اُن مین ہمیشہ اللہ راضی ہوا اُن سے اور وہ راضی ہوئے اُس سے یہی ہے بڑی مراد ملنی

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ؕ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ع ۱۶ ۵ ۱۶

اللہ کو سلطنت ہے آسمان و زمین کی اور جو اُن کے بیچ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قَالَ اللّٰهُ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ف بعض نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے جواب کے طور پر فرمایا اور بعض نے کہا کہ مطلقاً اخبار ہے اور اول اظہر ہے هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ یہ وہ دن ہے کہ کام آویگا سچون کو اُن کا سچ ف یعنی روز قیامت دن اُسکا ہے کہ نفع دیوے ان لوگون کو جو دنیا مین سچے تھے مانند عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کے ان کی سچائی اسلئے کہ یہی بدلے کا دن ہے۔ ابن عباس رض نے کہا کہ صادقین یعنی موحدین اور مصداق اس کے انبیاء و مؤمنین ہین کیونکہ کفار و مشرکین کو سچ بولنا آخرت مین کچھ نافع نہین بلکہ اُن کو دنیا مین اسکا بدلا مل جاتا ہے اگر مشیت الٰہی مین مقدر ہو۔ پھر اللہ عز و جل نے ان کے صدق کے نفع و ثواب کو ذکر فرمایا بقولہ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا۔ ان کو ہین باغ جن کے نیچے بہتی نہرین رہا کرین اُسمین ہمیشہ ف یعنی اُن کے صدق اور اطاعت کے بدلے انکو جزا ہے۔ اور یہ کیون پس فرمایا بقولہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ اللہ اُن سے راضی ہوا ف یعنی اُن کے مطیع ہونے سے او تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور صحاح مین احادیث مین مصرح ہے کہ جنت ملنے کے بعد او تعالیٰ فرمائیگا کہ بڑی نعمت زائد یہ ہے کہ مین تم سے راضی ہوا اب کبھی تم پر خشم نہ ہوگا۔ وَرَضُوْا عَنْهُ اور وہ راضی ہوئے اس سے ف یعنی او تعالیٰ کے ثواب و انعام سے مومنین سب کے سب

Marfat.com

خوشدل راضی ہون گے اور یہ بھی احادیث صحاح مین مصرح ہے ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۔ یہی ہے بڑی مراد ملنی ف یعنی یہ فوز عظیم ہے اور خود ظاہر ہے کہ اس سے بڑھکر کیا فوز ہوگا کہ مالک و خالق جل جلالہ راضی ہے اور مفسرؒ نے فرمایا کہ جو لوگ دنیا مین جھوٹے تھے ان کو قیامت کے روز سچ بولنا نفع نکریگا جیسے کافر لوگ کیونکہ وہ عذاب کو آنکھون دیکھکر ایمان لائے اور سچے بنے ہین اور عمل و طاعت کا مقام دنیا تھی وہ گذر گئی۔ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ کو سلطنت ہے آسمان و زمین کی ف مثل بارش اور اگنی و رزق وغیرہ کے خزانے سب اللہ تعالیٰ ہی کے ہین وَمَا فِيْهِنَّ اور جو کچھ آسمانون و زمین مین ہے ف خواہ عقل دیا گیا ہو یا نہ ہو اور ما موصولہ جو غیر عاقل کے واسطے مشہور ہے وہ فرمایا اور من نہین فرمایا اسمین غیر عاقل کی تغلیب ہے۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ ہر شئی پر قادر ہے ف اور منجملہ ہر شئے کے یہ بھی ہے کہ صادق و موحد کو ثواب دینا اور کاذب و کافر کو عذاب کرنا۔ اگر کہا جاوے کہ کل شئی تو ذات باری تعالیٰ بھی ہے کیونکہ فرمایا اے شئی اکبر شہادۃ یعنی از راہ شہادت کے کون چیز سب سے بڑی ہے قل اللہ کہدے کہ اللہ تعالیٰ ہے پس معلوم ہوا کہ شئی کا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر بھی ہے تو مفسرؒ نے جواب دیا کہ عقل نے اس کلیہ مین سے ذات الٰہی کو خاص کر لیا پس اپنی ذات پر قادر نہین ہے اور حق یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ مین ایسی بحث کرنا لغو ہے کیونکہ شئے کا لفظ اطلاق کرنا اور نہ کرنا صرف لفظی مفہوم ہے اور معنی مین ذات پاک حضرت حق تعالیٰ وہم و قیاس و گمان و عقل سب سے عالی متعالی ہے پس عقل کو تخصیص و عدم تخصیص کی وہان کچھ بھی مجال نہین ہے اور رہا یہ امر کہ ذات او تعالیٰ اس کی قدرت کے تحت مین داخل ہے یا نہین تو کسی مجنون کے خیال مین بھی نہ ہوگا کہ ذات کیونکر صفت کے تحت مین ہوگی کیونکہ رتبہ ذات مقدم از رتبہ صفت ہے علاوہ براین یہ ایک نقص ہے جو جناب باری تعالیٰ کی شان مین قطعاً محال ہے بالجملہ ایسی لاطائل بحث سے رجوع کر کے تفسیر کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت خاتمہ مین تحقیق حق فرمائی اور نصاریٰ کے دروغ و بہتان پر تنبیہ کر دی کہ جس نے عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا عیسیٰ اُن کی مان کو دو خدا جھوٹے منہ سے کہا وہ محض غلط ہے تمام ملک آسمان و زمین و جو ان مین ہے وہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کا ہے عیسیٰ یا کسی مخلوق کا نہین ہے اور ہر شئی کہ جو اس کے مقدور مین ہے اور اسکی مملوک ہے وہ خدا کیونکر ہو سکتی ہے بلکہ مملوک ہے کہ او تعالیٰ جل جلالہ جس طرح اسمین چاہے تصرف کرے خواہ مارے یا جلاوے جو چاہے حکم کرے اس کی مشیت و ارادت مین کسی کو دخل نہین ہے نہ اُس کا کوئی شریک نہ نظیر نہ وزیر نہ عدیل نہ فرزند نہ جورو۔ پاک ہے وہ ہر عیب و نقص کی بات سے اور وہی معبود برحق ہے اس کے سوائے کوئی معبود نہین ہے ف قال فی العرائس۔ قال اللہ ہذا یوم ینفع الصادقین۔ ان کی سچائی یہ تھی کہ قدم مین حدوث کو فانی دیکھا کیونکہ اُنھون نے حق تعالیٰ کو نہ پایا مگر اسی طرح کہ اس کے ادراک سے عاجزی ظاہر کی پھر جب عاجزی سے پہلے یا عاجزی کے بعد اسکو نہ پایا مگر اسی طرح کہ اسی کے فضل سے حصول ہوا تو اقرار کیا کہ اس کی معرفت سے بندے عاجز ہین اور یہی ان کی معرفت کمال ہے اور یہی صدق ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے ذکر فرمایا ہے پس یہی عاجزی اُن کو اسوقت نافع ہوگی جبکہ عظمت و عزت کے آفتاب کا ظہور ہوگا پس ان کی فنا مین ان کی دستگیری ہوگی اور او تعالیٰ صفت بقا سے ان کو ملبوس فرماویگا حتی کہ ہمیشہ بلا حجاب و عتاب کے حق عزوجل کے ساتھ باقی رہین گے حسینؒ نے اس آیت مین کہا کہ جو بندہ احکام قضا و قدر کے تحت مین یقین کیساتھ اپنے آپکو محکوم جانتا ہے اور موافق حکم الٰہی و سنت رسول کے صدق و اخلاص سے چلتا ہے اور اپنے عجز و افلاس و محتاجی کا یقین رکھتا ہے اسکے صدق کے مقابلہ مین اسکا جہل و تقصیر عبادت فرد ہوگا اور اسکو صدق کا ثواب وہ ملیگا جو فرمایا بقولہ لہم جنات۔ اے ذات پاک کے مشاہدہ کے جنتین جس کے زیر سایہ صفات کی نہرین روان ہین اور یہ اس طرح ملین گی کہ لحظہ بلحظہ اسکو تجلی ہوگی۔ قولہ خالدین فیہا۔ اس سے متصف باقی رہین گے۔ ابداً۔ اے بلا انقطاع اور قولہ رضی اللہ عنہم یعنی قدم مین فانی ہو جانے کے بعد ادراک و وصول قدم مین متحیر پاکر یہ رضا اُن پر طاری ہوئی۔ ورضوا عنہ۔ کیونکہ یہ مشاہدہ و خطاب پایا جس کے مثل و نظیر نہین ہے اور یہ رضا ہے کہ کشف قدم کے

Marfat.com

ابواب اُن پر بند نہ ہون گے اور جس حال مین ہین باقی رکھے جائین گے اور اگر وہ جانتے کہ پہلے یہ شان ہے تو حیرت سے سب کے سب مر جاتے سو جو اس کو پہچانتا وہ کیونکر اس سے سکون کر سکتا ہے اگرچہ جس کو فضل سے عطا مشاہدہ ذات بلا حجاب ہے وہ حالت اولیٰ مین مشاہدہ توحید مین پہونچا ہے کیونکہ وہ مشاہدہ اور یہ مشاہدہ یکسان نہین ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نہ ہوتی تو سلطان کبریائی کے تحت مین فنا ہو جاتے اور باقی نہ رہتے پس ان کو باقی رکھنا اور فنا سے نجات دینا اور مشاہدہ کی نعمت سے سرفرازی یہ فوز عظیم ہے قولہ وللہ ملک السموات والارض - اپنے ساتھ مخصوص فرمایا اور سب مخلوق سے نفی کی کہ وہی موجد و خالق ہے پس وہی معبود و جامع صفات کمال ہے اور باقی کوئی ہو مخلوق و بندہ ہے اُس کی قدرت کے تحت مین مطیع ہے -

سورۃ الانعام مکیۃ الا وما قدروا اللہ الآیات الثلث والا قل تعالوا الآیات الثلث مائۃ وخمس وست وستون آیۃ

سورۂ انعام مکہ مین ہجرت سے پہلے نازل ہوئی سوائے قولہ وما قدروا اللہ سے تین آیتون تک اور سوائے قولہ قل تعالوا سے تین آیتون تک اور اس سورہ کی سب آیتین ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) ہین اور بعض شمار سے ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) ہین قال ابن کثیر رح عوفی و عکرمہ و عطا نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ سورۃ الانعام مکہ مین نازل ہوئی یوسف بن مہران عن ابن عباس سورۃ الانعام مکہ مین رات مین پوری ایکبارگی نازل ہوئی اس کے گرد ستر ہزار فرشتہ تسبیح کرتے تھے رواہ الطبرانی و ابن مسعود رض سے بھی یہی تعداد فرشتون کی ہونا مروی ہے - جابر رض نے کہا کہ جس وقت سورۂ انعام اُتری تو رسول اللہ صلعم نے تسبیح پڑھی اور فرمایا کہ اس سورت کی مشایعت مین اس کثرت سے فرشتے ہین کہ افق کو ڈھانپ لیا ہے رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم اور یہ آپ نے قبل نزول وحی کے آسمان کی طرف نظر کر کے فرمایا ہے - انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۃ الانعام نازل ہوئی اُس کے ساتھ ایک موکب (گروہ) ملائکہ کا تھا جس نے مشرق و مغرب کا افق بھر لیا تھا ان کی تسبیح کی آواز سے زجل (گونج ہوا ۱۲) تھا اور زمین گونجتی تھی - و رسول اللہ صلعم فرماتے تھے سبحان اللہ العظیم سبحان اللہ العظیم - رواہ ابن مردویہ اور ابو الشیخ و بیہقی نے بھی اسکو روایت کیا اور ابن عمر رض سے قریب اس کے ابن مردویہ نے روایت کیا ہے اور اُس کے فضائل مین ایک جماعت سے روایات ہین قال القرطبی علماء نے فرمایا کہ مشرکین وغیرہ کے ساتھ حجت کرنے اور ان کو قائل کرنے مین اور مبتدعین وغیرہ پر حجت کرنے مین اور جو بعث و حشر سے منکر ہین ان کو حجت سے قائل کرنے مین یہ سورہ اصل ہے اور اسی پر متکلمین نے اصول دین کو مبنی کیا ہے -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ہے اللہ تعالیٰ کے نام پر جو بخشنے والا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۝ ثُمَّ

سب تعریف اللہ کو جن نے بنائے آسمان و زمین اور ٹھہرایا اندھیرا اور اُجالا - پھر

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ قَضٰٓى اَجَلًا ۭ وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى

یہ منکر اپنے رب کے ساتھ کسی کو برابر کرتے ہین وہی ہے جن نے بنایا تم کو مٹی سے پھر ٹھہرایا ایک وعدہ اور ایک وعدہ ٹھہر رہا ہے

عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ ۭ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝

اسکے پاس پھر تم شک لاتے ہو اور وہی ہے اللہ آسمان زمین مین جانتا ہے تمہارا چھپا اور کھلا اور جانتا ہے جو کماتے ہو -

Marfat.com

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ جمیع حمد ثابت ہے اللہ تعالیٰ کیواسطے ف بعض نے الف لام جنس کا تجویز کیا اور بعض نے الف لام عہد کا یعنی حمد ملائکہ و رسل یا وہ حمد جو اللہ عزوجل نے خود اپنی ذات پاک کے واسطے فرمائی اور قد مر فی تفسیر الفاتحہ ما یغنی عن الاعادۃ ہہنا اور اسمین دلالت ہے کہ حمد ثابت ہے اللہ تعالیٰ کیواسطے اگرچہ کوئی مخلوق حمد نہ کرے اور مقام مین متانت و رزانت ہے کہ عارف پرہیزگار متبع سنت کا قلب سلیم اس کو ادراک کرتا ہے بتوفیق اللہ سبحانہ مفسرؒ نے کہا کہ حمد وہ وصف بجمیل ہے یعنی بھلائی کیساتھ تعریف کرنا اور یہ حمد لغوی ہے اور بعض نے استہزا نکالنے کیواسطے یہ زیادہ کیا کہ یہ وصف بقصد تعظیم ہو اور حمد اصطلاحی آنکہ وہ فعل جو مشعر و منجر ہو تعظیم منعم کا بجہت منعم ہونیکے پھر مفسرؒ نے کہا کہ اس جملہ مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ جملہ خبریہ ہے اور مراد اس سے آگاہ کر دینا یعنی بندے آگاہ ہو جاوین کہ جمیع حمد اللہ تعالیٰ کے واسطے ثابت ہین یا یہ کہ اس سے تعریف ادا کرنا یا یہ دونون امر مقصود ہین اور کمالین مین کہا کہ درصورت ثنا ہونے کے جملہ انشائیہ منسلخ از معنی حقیقی ہوگا یعنی در اصل حقیقت تو جملہ خبریہ تھا مگر جب اس سے ثنا مقصود ہے تو وہ حقیقت سے خارج ہو کر جملہ انشائیہ کے معنی مین ہوا جیسے وہ صیغہ جو عقود مین مستعمل ہین چنانچہ مثلاً خرید و فروخت مین مین نے خریدا یا مین نے بیچا در اصل اخبار ہین مگر خارج ہو کر انشا مین مستعمل ہین اور یہی شیخ ابن الہمام نے اختیار کیا ہے اور درصورتیکہ دونون امر مقصود ہین تو اس کی صورت یہ کہ جملہ خبریہ ہے اور اس کے مضمون سے ثنا بھی مقصود ہے پھر مفسرؒ نے کہا کہ ان احتمالات مین سے زیادہ مفید تیسرا احتمال ہے جیسا کہ شیخ جلال الدین محلیؒ نے سورۂ کہف کی تفسیر مین کہا ہے اور بعض نے کہا کہ اعلام و ثنا دونون مقصود ہونے کے یہ معنی ہین کہ لفظ تو خبر ہے اور معنی اسکے امر ہین کہ حمد کرو نقلہ مؤلف فتح البیان و فیہ نظر والاولی ما قال صاحب الکمالین فتامل پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا وصف فرمایا۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وہ کہ جس نے آسمانون و زمین کو پیدا کیا۔ ف یعنی سب چیز کو پیدا کیا جو دونون جہان مین موجود ہے لیکن چونکہ وہم و نظر کے بندے بہت ہین لہذا اُن کی نظر کے موافق خاصکر آسمان و زمین کو ذکر کر دیا کہ یہی دونون سب سے بڑی مخلوق نظر مین سماتی ہین اور اس سے اہل نظر استدلال کرین کہ جو ان بڑی بڑی چیزون کا خالق ہے وہ بڑی قدرت والا ہے اور جس نے پیدا کیا اُسی کی عبادت لائق ہے پس بڑی بے انصافی ہے کہ جس نے یہ انعام و فضل کیا اسکے سوائے کسی مخلوق کی بندگی کرین اور اپنے آپکو مخلوق کا بندہ ٹھہرائین اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی جن و انسان کو اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے پیدا کیا کہ خالص اُسی کی بندگی کرین اور جس نے پیدا کیا اُسی کے بندہ ہون وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ اور پیدا کر دیا اندھیرون اور نور کو ف یعنی ہر اندھیرے کو اور نور کو پیدا کیا۔ اور ظلمات کو جمع فرمایا اور نور کو مفرد تو اسوجہ سے کہ اسباب ظلمت کے مختلف ہین اور طرح طرح کے اندھیرے ہوتے ہین حتی کہ کفر و شرک کا اندھیرا ہے اور نور قسم واحد ہے حتی کہ نور ایمان بھی اسمین داخل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل مین سے ہے اور اسمین بہت سے فرقون کا رد ہے۔ اول فلاسفہ گمراہ کا جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فقط عقل اول کو پیدا کیا اور اس سے سوائے ایک عقل اول کے اور صادر نہین ہو سکتا اور یہ صریح کفر ہے۔ دوم زندیق لوگون کا رد ہے جو کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ظلمت و بدصورت چیزون کو نہین پیدا کیا بلکہ فقط خوبصورت و عمدہ چیزون کو پیدا کیا ہے اور یہی مجوس ایران کا مذہب تھا اور روافض اس ملک کے بھی اپنے باپ دادون کے خیال پر گئے کہ بُری باتون کو بندہ پیدا کرتا ہے حالانکہ بندہ مخلوق ہے وہ اپنی حرکتون سے اُن کو حاصل کرتا ہے۔ سوم ثنویہ کا بھی رد ہے جو نور و ظلمت کو قدیم کہتے ہین حالانکہ یہ دونون پیدا کی ہوئی حضرت خالق عزوجل کی ہین۔ وہی سب کا خالق اور وہی معبود برحق ہے پھر بڑا سخت گنہگار وہ ہے جو اپنے خالق کے احسان کو بھول جائے اس طرح کہ اس نے پیدا کیا اور مخلوق کو اسکا شریک بنائے خواہ زبان سے یا اعتقاد سے یا افعال سے حالانکہ یہ دلائل وحدانیت صریح موجود ہین اسی واسطے فرمایا۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّہِمْ یَعْدِلُوْنَ پھر یہ منکر اپنے رب کے ساتھ کسی کو برابر کرتے ہین یعنی یہ دلائل صریح موجود ہونے کے باوجود جو مخلوق کافر ہو گئے ہین وہ اپنے پیدا کرنے والے کے ساتھ دیگر مخلوق مثل بت وغیرہ کو عبادت مین اپنے پیدا کرنے والے کے برابر کرتے ہین۔ پھر مخاطب کر کے

یعدلون از عدل لیا یعنی برابر کرتے ہین بقرینہ قولہ بربہم کیونکہ پوجتے ہین عدل بہ اور عدول سے ہوتا تو عن ربہم یعدلون ہوتا ۱۲

اُن کو سمجھایا اور جھڑکا کہ یہ تماشائے قدرت دیکھو اور شرک و کفر سے بچو اور اپنی فکر کرو کس خواب خرگوش مین ہو یہ سب فانی ہے اور آخر اپنے خالق معبود کے
یہان خوار ہوگے۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ یہی خالق معبود تمھارا پروردگار ہے جس نے تم کو مٹی گوندھی ہوئی سے پیدا کیا ف یعنی
تمھارے باپ آدم کو بدون کسی نسل کے بدون مان و باپ کے اپنے دست قدرت سے مٹی سے پیدا کیا جس سے تم سب پیدا ہوئے ہو۔ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا
پھر تمھارے لئے ایک مدت مقرر کر دی ف کہ اس کے پورے ہونے پر تم مر جاتے ہو۔ ظاہر ہے کہ مرا تو اسکا معاملہ سب اپنے خالق سے پڑا پھر ناحق
اُس نے چند روزہ زندگی مین بت پرستی و شرک و بداعمالیون و نافرمانیون سے اپنے آپ کو خوار کر کے اپنے خالق کا غضب سمیٹا کہ آخر وہان جا کر
خوار ہوگا اور یہ جو ہندو لوگ سمجھتے ہین کہ پھر جنم لینا ہے یہ فقط شیطان نے گمراہ کر دیا تاکہ دلیر ہو کر جو چاہین وہ کرین اور تعجب ہے کہ بلا دلیل اور بے ظہور
اور بدون ثبوت کے اسکو مانتے ہین۔ ہرگز نہین جب مرا تو اسکی قیامت گویا آگئی کہ اسی وقت سے جو کچھ اُس نے کیا سب روبرو ہو جاتا ہے اور اسی کے آثار ظاہر
ہو جاتے ہین پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور شیطان کے بہکانے مین نہ پڑو۔ پھر واضح ہو کہ اجل بمعنی کسی چیز کے گذرنے کا وقت معین۔ اور نیز بمعنی مجموع مدت
اور مجازاً جو چیز کہ اسمین واقع ہو جیسے موت اور مراد یہان اول معنی ہین یا دوسرے معنی بنا بر اشارہ قول مفسر کے وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ اور مدت باندھی
ہوئی اسی کے نزدیک ہے ف کہ اُس نے تمھارے محشور ہونے کی ایک مدت باندھ دی ہے اور وہ کوئی جانتا نہین کہ کب ہوگی اور وہ قیامت ہے
ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ پھر تم لوگ اے منکرو شک کرتے ہو ف کہ ہم قیامت مین کہان سے اُٹھائے جاوین گے ہم تو خاک ہو گئے حالانکہ آنکھون کی
نظر پر اسکا دارومدار رکھتے ہو تم کو چاہیئے کہ یون دیکھو کہ جس معبود خالق برحق نے تم کو پہلے پہل پیدا کر دیا کہ جب تم کچھ نہ تھے تو وہ بدرجہ اولیٰ تم کو دوبارہ اُٹھانے پر قادر
ہے پھر تمھارے ذرہ اور ریزہ کہین جاوین اسکی قدرت سے باہر تو جا ہی نہین سکتے ہین پھر تمھارا شک کیون ہے ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور شیطان کی پیروی
چھوڑو اور اپنے خالق معبود برحق کی بندگی کرو ہرگز شرک نہ کرو۔ وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَاوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ وہی مستحق عبادت ہے آسمانون مین اور زمین مین
ف کوئی دوسرا ہرگز مستحق عبادت نہین ہے پس کوئی بندہ کسی مخلوق کو خواہ کوئی چیز ہو عبادت نہ کرے۔ واضح ہو کہ اس جملہ کی ترکیب مین یہ تردد پیش
آیا کہ فی السموات جار و مجرور کس سے متعلق ہے پس اسم اللہ سے متعلق نہین ہو سکتا اور یہ ظاہر ہے اور کائن یا ثابت وغیرہ سے بھی متعلق نہین ہو سکتا کیونکہ
حصول او تعالیٰ آسمان و زمین مین نہین بلکہ یہ اس کی مخلوق ہین اور وہ پاک پروردگار ہر کسی زمانہ و مکان سے منزہ و پاک ہے تو مفسر نے کہا کہ قولہ وہو اللہ
اے وہو المستحق للعبادۃ ہے اور اسی معنی وصفی سے ظرف مذکور متعلق ہے اور وہو المعبود نہین کہا باوجودیکہ استحقاق عبادت تو اللہ تعالیٰ کیواسطے ہر حال مین ہے
کچھ آسمانون و زمین کی خصوصیت نہین تھی تو اسواسطے وہو المستحق کو اختیار کیا اور وہو المعبود نہین کہا کہ مبتدا معرفہ اور خبر صیغہ مشتق معرف لام ہے جس سے
انحصار ثابت ہے پس وہو المستحق کہنے مین یہ حصر ٹھیک رہا کہ یہ خبر انحصاری صحیح ہے اور اگر وہو المعبود کہا جائے تو خبر مین یہ تردد ہوتا ہے کہ کافرون نے
غیر کی بھی عبادت زمین مین نکالی ہے مگر آنکہ یون کہا جاوے کہ وہو المعبود کے یہ معنی کہ آسمانون و زمین مین وہی برحق معبود ہے کیونکہ کافرون نے جسکی
عبات نکالی وہ باطل و جھوٹ معبود بنایا اور اپنی عاقبت خراب کی اور اپنے خالق کے روبرو خوار ہون گے مگر آنکہ توبہ کر لین اور ابن کثیر نے ذکر کیا
کہ بعض نے کہا کہ وہو اللہ فی السموات پر وقف تام ہے اور فی الارض یعلم سرکم وجہرکم سے ابتدا ہے یعنی یعلم سرکم وجہرکم فی الارض۔ اور اسی کو ابن جریر
نے اختیار کیا ہے اور بعض نے کہا کہ تقدیر کلام یون ہے کہ وہو اللہ علمہ فی السموات والارض اور دلالت کرتا ہے اسپر قولہ يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ
جانتا ہے کھلا تمھارا اور چھپا تمھارا ف یعنی وہ اللہ پاک پروردگار علیم خبیر ہے کہ اسکا علم ہر جگہ یکسان ہے آسمان ہون یا زمین ہو وہ زمین مین
تمھارے سر و جہر کو جانتا ہے یعنی جو کچھ تم آپس مین یا اپنے دلون مین پوشیدہ کرتے ہو یا جو کچھ کھلے کھلے کرتے ہو سب جانتا ہے اگر کہا جاوے کہ
افعال یا افعال قلوب ہین اور وہ وہی مسمی بافعال سر ہین اور یا افعال جوارح اور وہ وہی افعال مسمی بجہر ہین پس افعال یا تو سر ہوتے ہین یا جہر پس

Marfat.com

قولہ تعالیٰ ویعلم ما تکسبون عطف شے کا نفس شے پر لازم آتا ہے تو جواب یہ ہے کہ مراد سر و جہر سے احوال نفس ہیں اور مکتسب سے اعمال جوارح پس عطف الشیٔ علی نفسہ لازم نہیں آتا۔ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ اور جانتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو ف بھلا یا برا پس اسی پر تم کو ثواب و عقاب ہوگا پس ڈرو اس سے اور تقویٰ اختیار کرو کہ غیر کی بندگی مت کرو اور اُس کی نافرمانی مت کرو۔ اور اسمین دلیل ہے کہ بندہ کاسب ہے یعنی جو امور خیر یا شر پیدا ہوتے ہین اُن کو کسب کرتا ہے اور یہی اُسکا عمل ہے اور تمام ہونا عمل کا اللہ تعالیٰ کی تاثیر قدرت سے ہے اور جو بدعتی معتزلہ و روافض سمجھتے ہین کہ بندہ خود اپنے عمل خیر و شر کو پیدا کرتا ہے یہ محض غلط ہے ف فی العرائس قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السموات والارض اوتعالیٰ نے جو ازل مین اپنی حمد فرمائی وہ بندون کیواسطے طریقہ بتلا دیا کہ اس طرح اُس کے جلال و جمال پاک کی ثنا و صفت بیان کیا کرین اور اوتعالیٰ نے علم قدم مین اپنی ذات پاک کیواسطے حمد واجب فرمائی قبل اسکے کہ مخلوق پیدا فرماوے اور وہ عین ذات و صفات کے مقابلہ مین تھی پھر اُس حمد کا متحمل خود ہی نفس ذات پاک تھا جیسے کہ اُسنے اپنی حمد فرمائی وہی درحقیقت حمد ہے پھر مخلوقات سے حمد مرفوع فرمائی کیونکہ جس کی حمد ہے اُس کو جبتک نہ جانے تو کوئی کیا حمد کریگا اور مخلوق کی کیا مجال ہے کہ اُس کی ذات و صفات کی حقیقت جانے یہ نہین دیکھتا کہ سید المرسلین محبوب رب العالمین نے کیسے فرمایا۔ وانت کما اثنیت علی نفسک اور نیز اوتعالیٰ نے الحمد للہ فرما کر ظاہر فرمایا کہ سوائے اس کی ذات پاک کے مخلوق سب سے حمد منقطع ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے جمیع حمد ہے اور یہ محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ اور نیز حمد قدیم راجع بقدیم ہے اور حادث کو اسمین سے کچھ بھی نصیب نہین ہے اسواسطے کہ اُس کی حمد ازلی ہے اور ازلی اُسی کو لائق ہے جو ازلی ہو یعنی قدیم ہو بعض نے کہا کہ اوتعالیٰ نے اپنی حمد خود فرمائی کیونکہ مخلوق کا عاجز ہونا اُس کی حمد ادا کرنے سے اس کے علم قدیم مین ظاہر ہے جنید رحمہ اللہ نے کہا کہ الحمد۔ اوتعالیٰ کی صفت ہے کیونکہ اُس نے اپنے آپکو بہ تمام الصفۃ محمود فرمایا۔ اور اگر مخلوقات سب کے سب مجتمع ہو کر حمد کرین تو اُس کی صفت سے ایک ذرہ برابر بھی ادا و بیان نہین کر سکتے یعنی درحقیقت ادا نہ ہوگا اگرچہ مخلوق کی طرف اُسکا ثواب جمیل راجع ہووے۔ قولہ خلق السموات والارض۔ یعنی یہ حمد درحقیقت اُس پاک پروردگار کیواسطے ہے جس کی یہ صنع و قدرت ہے اور جبتک تم درجہ بدرجہ یون قدر و مرتبہ نہ پہچانو کہ اُس کی صنعت و افعال سے اُس کی قدیم و عظیم قدرت و صفات کی طرف اور وہان سے ذات کی طرف معرفت حاصل کرو تب تک خالی نام سے اُس کی حمد و ثنا پر قدرت نہ پاؤگے قولہ وجعل الظلمت والنور یعنی جس نے آسمان و زمین جو نظر آتے ہین وہ پیدا کئے اور باطنی آسمان و روح اور زمین قلب پیدا کی ہے اُس نے روح مین نور عقل دیا تاکہ اُس سے توحید کے آیات و شواہد کو پہچانے۔ قال المترجم عقل سے مراد عقل روحانی یا عقل کلی ہے جس نام سے چاہو تعبیر کرو اور یہ عقل جسکو عوام جانور عقل کہتے ہین جس کی خدمت ان حواس خمسہ ظاہری یا خیال و وہم وغیرہ سے ہوتی ہے یہ عقل جزوی اور ہیچ ہے اس سے کوئی کمال حاصل نہین ہوتا فاحفظہ اور قلب مین نفس امارہ کی تاریکی رکھی ہے تاکہ محل امتحان سے بندگی اور عبودیت ظاہر ہو۔ قال المترجم عن عبداللہ بن عمرو بن العاص فی حدیث معروف اوتعالیٰ نے ارواح کو تاریکی مین پیدا کیا پھر اُن پر اپنے نور سے چھڑکا تو جس روح کو اُس نور سے اُنکو حصہ ملا اُسنے ہدایت پائی اور جس کو نہین پہونچا وہ گمراہ ہوا شیخ واسطیؒ سے خلقت پیدا کرنے کی حکمت پوچھی گئی یعنی عین حکمت تو اللہ تعالیٰ کے علم مین منحصر ہے لیکن بشری معرفت کہان تک ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو جہان کی حاجت نہین بلکہ جہان کا گم ہونا اُسکا ظہور ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ بعضے صوفی لاتے ہین کہ کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق۔ اور کہتے ہین کہ یہ حدیث ہے حالانکہ محدثین کے نزدیک بالکل موضوع و باطل ہے اور حضرت واسطیؒ کے کلام سے معلوم ہوا کہ اُن کے نزدیک بھی یہ حدیث نہین بلکہ کسی عارف و صوفی کا کلام بھی نہین ہے کیونکہ معرفت کے درجہ سے خارج ہے برخلاف اس کے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ کہ یہ کلام معرفت ہے اور صحیح ہوا کہ حضرت ذوالنون مصریؒ کا کلام ہے قال الشیخ بعض مشائخؒ سے پوچھا گیا کہ عالم کے اظہار مین کیا حکمت ہے فرمایا کہ حدیث صحیح مین ہے کہ شیطان وسوسہ دلاویگا کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا اور وہ کس نے پیدا کی

Marfat.com

یہان تک کہ آخر اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مین وسوسہ لاویگا پس لاحول پڑھکر اُس کو دفع کرنا چاہیئے اور نیز حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتون مین فکر کرو اور اُس کی ذات مین فکر مت کرو۔ اور تمام سلف و خلف صالحین اسی پر گزرے ہین کہ کسی بندہ مخلوق نے اپنے خالق جل جلالہ کی ذات و صفات مین غور و فکر نہین کی پس اہل ایمان پر واجب ہی کہ کبھی اس امر مین غور و فکر نہ کرین ہان دنیا مین خصوص انسان مین جو اعضاء وغیرہ موجود ہین اُن کے فوائد پر نظر کرین اور بے انتہا فائدے دیکھکر اپنے خالق عزوجل کا شکریہ ادا کرین کہ اس کی صنعت فعل اسقدر پاک و منزہ ہے تاکہ فعل سے جانب صفت مرجع ہو۔ اور امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی تصانیف مین اُن فوائد کا ایک بڑا ذکر بیان کیا ہے اور وہ قابل قدر ہے۔ فافہم۔ قولہ سواللذی خلقکم من طین۔ تمام آسمان جسم ہین اور اس جسیم کا دل یہ زمین ہی اور اللہ تعالیٰ نے سموات کے دل کو جلال سے منور کرنے مین مخصوص فرمایا۔ بقولہ واشرقت الارض بنور ربہا۔ اور منجملہ اس خاصیت کے یہ ہی کہ آدم کی صورت کو قلب عالم سے بنایا پس آدم قلبی تھے نہ جسدی یعنی عالم کو زمین سے لیکر بنایا پس وہ زمینی تھے اور آسمانی جسم سے نہ تھے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو اپنی حکمتون کا خزانہ ودیعت رکھا ہے اور ہمین فطری لطائف رکھے ہین کہ ارواح قدسیہ اور اشباح ملکوتیہ اس سے ہین اور لفظ طین کو نکرہ بیان فرمایا جس مین تعیین نہین ہے پس بھید یہ ہے کہ جنت کی مٹی سے مومنون کے اجسام پیدا کئے اور درگاہ خاص کی مٹی سے موقنین کے اجسام بنائے۔ قولہ یعلم سرکم وجہرکم یعنی جو اشتیاق تمھارے صمیم اسرار مین جمال قدیم کی طرف ہی اور جو خلوص اس راہ مین تمھارے باطن مین مضمر ہے وہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ اور تمھاری وہ حین جس حرکات شوق سے عالم قدم کی طرف جاتی ہین اور جوش محبت مین درگاہ جبروت مین سجدہ کرنے مین تمھارے چہرون پر جو آنسو بہتے ہین اور دل لوٹ پوٹ ہوتے ہین وہ سب دیکھتا ہے قال المترجم فی الحدیث اور وہ شخص جس نے تنہائی مین اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور آنسو جاری ہوئے رواہ البخاری وغیرہ یہ افضل و بہتر آدمی کا بیان ہے جس کا آپ سے سوال کیا گیا تھا۔ مولوی روم نے کہا ؎

این تضرع را برحق قدرہا ست ٭ وان بہا کانجاست زاری را کجاست ٭ کے برابر می نہد شاہ مجید ٭ اشک اندر وزن با خون شہید ٭

قال الشیخ اور نیز اشارہ ہی کہ ارواح کی جولانی جو نظر سے پوشیدہ ہی اور جسمانی طلب مین کوشش کرنا سب علم الٰہی مین ہی۔ آمین لطیف اشارہ ہی کہ فرمایا وہو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم۔ آسمانون مین تملو مشاہدہ جبروت ہی اور زمین مین مشاہدہ ملکوت ہی بعض نے کہا کہ دلی جوشش و زبانی دعائین سب جانثار ہے ٭

وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ فَقَدْ كَذَّبُوا

اور نہین پہونچتی اُن کو کوئی نشانی اُن کے رب کی نشانیون مین مگر کرتے ہین اُس سے تغافل سو جو جھٹلا چکے

بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا

حق بات کو جب اُن تک پہونچی اب آگے آوے گی اُن پر حقیقت اُس بات کی جس پر ہنستے تھے کیا دیکھتے نہین

كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ وَأَرْسَلْنَا

کتنی ہلاک کیں ہم نے پہلے اُن سے سنگتین اُن کو جمایا تھا ہم نے ملک مین جتنا تم کو نہین جمایا اور چھوڑ دیا ہم نے

السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُم

آسمان برساتا اور بنادین نہرین بہتی اُن کے نیچے پھر ہلاک کیا اُن کو

بِذُنُوبِهِمْ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۝

اُن کے گناہون پر اور کھڑی کی اُن کے پیچھے اور سنگت

Marfat.com

وَمَا تَأْتِيهِمْ اور نہین آتی اُن کو ف یعنی اہل مکہ پاس مِّنْ آيَةٍ کوئی آیت ف من زائدہ بغرض استغراق وشمول نفی۔ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ
اُن کے پروردگار کی آیتون سے ف یعنی قرآن سے إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ۔ مگر آنکہ اس آیت سے منھ موڑتے ہین ف مراد
آیت سے بنا بر قول مفسرؒ کے آیات قرآن ہین پس آنا اس کا یہ کہ نازل ہوئی اور ہو سکتا ہے کہ خلقت کی نشانیان مراد ہون از انجملہ معجزات
وعجیب مخلوقات ہین پس آنا یہ کہ اُن پر ظاہر ہون والاول ارجح اور معنی اعراض کے یہ کہ اسمین غور ونظر نہین کرتے کہ اپنے پروردگار کی توحید و
معرفت حاصل کرین اور اگر اعراض ہی ہوتا تو بھی بڑا جرم تھا سخت تر جرم تو یہ کہ فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ سو جھٹلا چکے حق بات کو جب
اُن تک پہونچی۔ ف یعنی قرآن جب آیا تو اُس کو جھٹلانے لگے۔ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ اب آگے
آویگی اُن پر حقیقت اس بات کی جسپر ہنستے تھے ف انباء جمع نباءۃ خبر جس کی وقعت عظیم ہو۔ اور یہان جیسے بولتے ہین کہ عنقریب
تم خبردار ہوگے یعنی کوئی بڑا حادثہ تم پر پیش ہوگا۔ لہذا مفسرؒ نے عواقب سے تفسیر کی جمع عاقبۃ بمعنی انجام کار کسی شے کا۔ اور چونکہ کافرون کا کام
بد تھا لہذا عذاب بُرا بدلا ہوگا۔ حاصل آنکہ ایسا ہونے کے وقت اُن کو اپنے ٹھٹھے کا حال معلوم ہوگا پس جو لوگ کفر پر مرے مانند ابوجہل وغیرہ
کے اُن پر عذاب سخت کا دروازہ کھلا اور معلوم ہوا کہ کیسی استہزاء و ٹھٹھول کرتے تھے اور بعض نے کہا کہ عذاب اُن پر جہاد مین خوار ہونے کا ہے اور
بعض نے کہا کہ قحط ہے جس سے مارے بھوک کے آنکھون مین اندھیرا آتا تھا۔ أَلَمْ يَرَوْا کیا نہین دیکھتے ف یعنی ملک شام وغیرہ کو سفر مین
جانے مین کیا آنکھون نہین دیکھتے کہ كَمْ أَهْلَكْنَا بہتیرے ہلاک کر دیئے ہم نے ف کم خبریہ بمعنی کثیر ہے۔ مِن قَبْلِهِم مِّن قَرْنٍ اُن سے پہلی
سنگتین ف قرن یہ کم خبریہ کی تمیز ہے مانند قولہ وکم من ملک فی السموات۔ حاصل آنکہ کم من قرن کائنین من قبلہم اہلکنا اور قرن کے معنی قاموس
مین ہین کہ دس یا تیس یا چالیس یا پچاس یا ساٹھ یا ستر یا اسی یا سو یا ایک سو بیس سال کی مدت اور سو برس کے معنی اصح ہین کیونکہ انس بن
مالک رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ایک قرن زندہ رہ وہ ایک سو برس جیتے رہے اور قرن بمعنی ہر ایسی اُمت جو ہلاک ہوئی اسطرح
کہ اسمین سے کوئی نہین بچا۔ مفسرؒ نے یہی اخیر معنی لئے ہین اور یہی مناسب ہین اور مراد امت سے ایک گروہ آدمیون کا ہے جیسے قوم لوط
کو ہلاک کر دیا اور قوم عاد کو مٹایا۔ حاصل آنکہ کیا اہل مکہ دیکھکر عبرت نہین پکڑتے کہ ہلاک کر دین ہم نے پہلے اُن سے بہت سی اُمتین جن کا یہ حال
تھا کہ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ اُن کو جمایا تھا زمین مین ف یعنی ہم نے اُن کو ٹھکانا دیا تھا زمین مین توانائی و مالداری کے ساتھ۔ مَا لَمْ نُمَكِّن لَّكُمْ
اسقدر کہ جو تم کو نہین دیا ف لکم کی ضمیر مخاطب مین اوپر کے غائب کلام کرنے سے توجہ کر کے خطاب کی طرف رجوع ہے۔ حاصل آنکہ تم سے اگلون کو
ہلاک کیا حالانکہ وہ تم سے توانائی قوت اور مالداری مین زیادہ تھے۔ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِم مِّدْرَارًا اور ہم نے چھوڑ دیا تھا اُن لوگون
پر آسمان یعنی مینھ پے در پے ف کہ بارش خوب ہوتی تھی۔ وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِن تَحْتِهِمْ اور پیدا کر دی تھین ہم نے
نہرین کہ جو جاری تھین اُن کے نیچے ف یعنی اُن کی بستیون کے نیچے۔ حاصل آنکہ ایسی نعمتین ہم نے اُن کو دی تھین۔ فَأَهْلَكْنَاهُم
بِذُنُوبِهِمْ پھر ہلاک کیا اُن کو اُن کے گناہون پر ف یعنی جب انبیاء علیہم السلام نے اُن کو اُن کے پروردگار کی توحید کی طرف
بلایا اور اُنھون نے انبیاء کو جھٹلایا تو ہم نے اُن کو بسبب اُن کے گناہون کے ہلاک کر دیا۔ وَأَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ
اور کھڑی کین اُن کے پیچھے اور سنگتین ف حاصل وہ لوگ بھی اللہ عزوجل کے مخلوق تھے لیکن جب کفر و شرک سے باز نہ آئے تو غضب الٰہی سے
مٹ گئے اور نیست ہو گئے کہ ان کی بستیان کھنڈل ویران پڑی ہین ان کو دیکھکر عبرت کرو کہ آخر باز نہ آؤ گے تو اسی طرح ہلاک ہوگے ف قال
فی العرائس قولہ وما تاتیہم من آیۃ الخ یہ لوگ جو مشرکین مکہ مین سے کافر مرے ازل ہی مین محروم از نور ایمان تھے وفی الحدیث روحین تاریکی مین اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے پیدا کین پھر اُن پر نور پاشی کی جس کو پہونچا وہ راہ پر آیا اور جو چوکا وہ گمراہ ہوا پس جو کافر مرے وہ اندھے تھے اور جو اندھا ہو وہ اللہ تعالیٰ کے آثار و آیات سے کیونکر اس کی وحدانیت کو مشاہدہ کریگا خواہ آیات آسمانی ہون یا زمینی ہون خواہ چہرہ ہائے انبیاء علیہم السلام سے ہون یا چہرہ و آثار اولیاء رحمہم اللہ مین ہون کیونکہ یہ چہرہ بھی تجلی الٰہی سے چمکتے ہین لیکن جس نے حواس سے دیکھا وہ اندھا ہے اور اُس کی نابینائی اور بڑھ جائے گی کیونکہ جس کے قلب کی آنکھین بند ہین وہ قبول ازلی سے مردود اور دائمی مطرود ہے اور شیخ نصر آبادی نے کہا کہ مخلوقات مین اللہ تعالیٰ کی عمدہ آیات مین سے اس کے انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ ہین۔ بالجملہ اس آیت کریمہ کی تفسیر مین آیات سے مراد قرآن مجید و نور مبین ہے جسکی تجلیات سے چکاچوند ہوتی ہے و عرب اس کے روبرو متحیر و عاجز تھے۔ ولیکن ہدایت اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہے۔

ابوجہل وغیرہ جو کافر رہے اُن کو اُس مین بھی شیطان نے دھوکے دیئے۔ قال اللہ تعالیٰ۔

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اور اگر اُتارین ہم اُن پر لکھا ہوا کاغذ مین پھر ٹٹول لین اُس کو اپنے ہاتھ سے البتہ کہین گے منکر

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَلَوْ اَنْزَلْنَا

یہ کچھ نہین مگر جادو ہے صریح اور کہتے ہین کیون نہ اُترا اُسپر کوئی فرشتہ اور اگر ہم فرشتہ

مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ

اُتارین تو فیصل ہو چکے کام پھر اُن کو فرصت نہ ملے اور اگر ہم رسول کرتے کوئی فرشتہ

رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

تو وہ صورت مین ایک مرد کرتے اور اُن پر شبہہ ڈالتے وہی شبہہ جو لاتے ہین اور ہنسی کرتے رہے ہین رسولون سے تیرے پہلے

فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا ع

پھر اُلٹ پڑے اُن ہی ہنسی والون پر جس بات پر ہنسا کرتے تھے۔ تو کہہ پھرو ملک مین تو دیکھو

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝

آخر کیسا ہوا جھٹلانے والون کا۔

سراج مین ہے کہ نضر بن حارث و عبد اللہ بن اُمیہ و نوفل بن خویلد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم آپ پر ہرگز ایمان نہین لاوین گے یہانتک کہ ہمارے پاس کوئی کتاب لکھی ہوئی اللہ تعالیٰ کے پاس سے لاؤ اور اُسکے ساتھ چار فرشتے بھی ہون جو اس کتاب کی اللہ تعالیٰ کے پاس سے نازل ہونے کی اور آپکے رسالت کی شہادت دیوین پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا۔ وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا اور اگر اُتارین ہم تجھ پر لکھا ہوا ف کتاب مصدر بمعنی مفعول ای مکتوب ہے فِيْ قِرْطَاسٍ کاغذ مین ف یعنی اگر ہم تجھ پر کتاب لکھی ہوئی قرطاس مین بھی ورق ورق مین اُتارتے جیسے کہ ان لوگون نے معاندًا سوال کیا تھا کہ لکھی ہوئی کتاب پوری کیون نہین اُتری فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ۔ پھر اُس کو اپنے ہاتھون سے چھو لیتے۔ ف یہ معائنہ سے بھی بڑھکر ہے حاصل آنکہ اگر ہم لکھی ہوئی کتاب اُتارتے اُن کی نظر کے سامنے پھر وہ ہاتھون سے بھی چھو لیتے۔ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ البتہ کہین یہ منکر ف یعنی تو بھی کافر اپنے جھگڑے سے باز نہ آتے اور کہتے کہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ نہین ہے یہ مگر کھلا ہوا جادو ف یہ کافرون کی حق بات سے عناد و جھگڑے کا بیان ہے اور یہ ایسا ہے

Marfat.com

جیسے فرمایا۔ ولو فتحنا علیہم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون۔ یعنی اگر ہم اُن پر آسمان کا دروازہ کھولدیتے اور برابر وہ اسمین چڑھتے چلے جاتے تو بھی کہتے کہ ہماری آنکھین نظر بند بلکہ ہم پر جادو کیا گیا ہے اور فرمایا وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرقوم۔ یعنی اگر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرتے دیکھتے کہتے کہ تہ پر تہ جما ہوا بادل ہے۔ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ اور کہتے ہین محمد پر کیون نہین اُتارا گیا فرشتہ جو اُسکی تصدیق کرتا۔ ف یعنی اُس کے ساتھ مین فرشتہ ہوتا کہ سب یقین کرتے کہ ہان یہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے اور وہ سب کو بتلاتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈرسنانیوالا بھیجا گیا ہے مانند قولہ لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا الآیۃ۔ یہ ان کافرون کی سخت جہالت تھی کہ فرشتہ سے آگاہ نہین کہ کیونکر ہوتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے دو طرح سے رد کر دیا۔ اول آنکہ برملا فرشتہ کا یون نزول قدرت الٰہی مین کوئی چیز نہین لیکن فرمایا وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا اور اگر اُتارتے ہم فرشتہ ف یعنی جیسے مانگتے ہین اگر ہم فرشتہ اتارتے اور یہ عناد کی باتین بناتے تو لَقُضِيَ الْأَمْرُ۔ پورا کر دیا جاتا حکم ف اُن کے ہلاک ہو جانے کا۔ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ پھر نہین مہلت دیئے جاتے ف کسی توبہ یا عذر کیلئے جیسے اللہ تعالیٰ کی عادت پاک اُن لوگون سے پہلے والون کے حق مین جاری ہو چکی ہے کہ جب اُنھون نے کسی آیت پر ہٹ کی اور اُس کے پورے کئے جانے پر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ کے غضب مین فوراً ہلاک ہوئے۔ بالجملہ نزول ملائکہ اس شان سے تو عجیب آیت ہے کہ آنکھون دیکھکر ایمان لانے سے بہت قریب ہے کہ بعد اسکے ایمان بالغیب یون ہی باقی رہتا ہے پس اس امر عظیم کے بعد ان کو مہلت نہین ہو سکتی وقد قال تعالیٰ ما نزل الملائکۃ الا بالحق وما کانوا اذا منظرین نہین اُتارتے ہم ملائکہ کو الا بحق اور ایسے وقت وقوع مین کفار مہلت نہ دیئے جاوینگے اور فرمایا۔ یوم یرون الملائکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین الآیۃ۔ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا اور اگر ہم رسول کرتے فرشتہ ف یعنی اگر وہ شخص جو اُن کی طرف اُتارا گیا ہم اُس کو فرشتہ کرتے۔ جیسے کہ فرشتے کو مانگتے ہین لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا تو ہم اسکو آدمی مرد بناتے ف یعنی آدمی مرد کی صورت پر بناتے تاکہ اُن لوگون کو اُس کے دیکھنے کی تاب ہوتی اسواسطے کہ بشر کو فرشتہ کے دیکھنے کی تاب نہین ہے۔ وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ اور اُن پر شبہہ ڈالتے وہی شبہہ جو لاتے ہین ف یعنی اگر ہم فرشتہ کو اُتارتے اور اسکو ایک آدمی مرد کی صورت بناتے تو البتہ مشابہ کرتے انپر جو لبس رکھتے ہین اپنے نفسون پر باین طور کہ کہنے لگتے کہ یہ تو تمھارے مانند ایک آدمی ہے اور بعض نے قولہ ولو انزلنا ملکا لقضی الامر سے دونون آیت کی یون تقریر بیان کی کہ اللہ تعالیٰ اگر فرشتہ اُتارتا کہ اسکو آنکھون سے مشاہدہ کر لیتے خواہ وہ رسول علیہ السلام کے ساتھ تصدیق کرنے کو ہوتا یا فرشتہ ہی ان منکرون کی طرف بھیجا جاتا تو لقضی الامر ثم لا ینظرون۔ یعنی انکے قوائے بشری اسکو مشاہدہ کر کے زندہ باقی نہین رہ سکتے تھے بلکہ موت آجاتی اور خوف سے اُن کی جانین نکل جاتین کچھ دیر بھی مہلت نہ ہوتی پس وہ فرشتہ جس کام کی غرض سے آیا تھا کہ ان لوگون کو معرفت و کمال حاصل ہو اور کتاب الٰہی پر ایمان لاوین اور نیک کام کرین وہ سب جاتا رہتا اور قولہ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا الآیۃ۔ یعنی اگر ایسا کیا جاتا کہ یہ لوگ نہ مرین اور فرشتہ بھیجا جاوے تو فرشتہ بھی بصورت مرد آدمی کیا جاتا کیونکہ فرشتہ جس صورت پر مخلوق ہے اُسکو تو برداشت ہی نہین کر سکتے پس وہ آدمی کے کثیف جسم مین متمثل کیا جاتا تاکہ اس سے باتین کرین اور اُس کے نصائح کو سنین اور جب اس صورت مین ہوتا تو کہتے کہ یہ تو ہمارے مثل آدمی ہے۔ پھر اگر اُن کو فرشتہ کی اصلی صورت دکھلائی جاتی یعنی وہ اپنی اصلی صورت پر اُن کے روبرو ہو جاتا تو سب فی الفور مر جاتے پھر بھیجنے کا کچھ فائدہ نہ ہوتا حاصل یہ کہ غیر جنس سے اُمور شریعت کی حکمت پوری نہین ہے کیونکہ شریعت فقط نماز روزہ کا نام نہین بلکہ زندگی دنیاوی کو دنیا مین ایسی خوبی سے بسر کرنا مرتے دم تک کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہو اور یہ بدون اُس کے معلوم نہین ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لاوے جس نے پیدا کیا اور نعمتین دین ہین اور اللہ تعالیٰ کے احکام بدون اس کے رسول کے معلوم نہین ہو سکتے ہین لہذا رسول پر ایمان لانا ضرور ہے کیونکہ بندے کے افعال دو قسم کے ہین ایک افعال قلب اور دوم افعال جوارح

Marfat.com

اپس افعال قلب مین اعتقادات وغیرہ ہین اور بدون رسول علیہ السلام کے بندہ نہین جانتا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کیا ہین اور اس کی شان مین کیا
اعتقاد رکھے پس رسول صلعم سے معلوم ہوا کہ وہ پاک پروردگار وحدہ لاشریک ہے اور خالق و رازق ہے اُسی پر توکل ہے اور بغیر اُس کی تاثیر
قدرت کے کسی بندہ کا کام پورا نہین ہوتا خواہ کوئی بندہ ہو اور چاہے کوئی کام ہو اچھا ہو یا بُرا ہو پس اچھا کام ہوگا تو اپنی ہمت و ارادہ و قصد
پر ثواب پاویگا اور اگر بُرا کام ہوگا تو اپنی بُری نیت و ارادہ و قصد پر عذاب و ملامت پاویگا۔ اور مانند اس کے بہت صفات باری تعالیٰ ہین کہ بندہ
بغیر رسول کے تبلائے نہین جان سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی جناب مین کیا اعتقاد رکھے اور بعض افعال قلب یہ ہین کہ مثلاً غرور و تکبر و گھمنڈ حرام ہے اور
اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اور اپنے آپ کو ہر دم اسکے تحت قدرت مین محتاج جانے اور ہر دم اس کی طرف التجا رکھے کہ میرے پروردگار مین کوشش
کرتا ہون اور تیری قوت و قدرت سے بھلائی اور نیکی کا سامان مہیا ہوگا تو اس کوشش کو پھلدار کردے اور مسلمانون کے ساتھ بہتری کی نیت رکھے
اور اُن کی بھلائی چاہے اور جسمین تو کچھ چیز نہین ہے اُنکا دل اپنا دل جانے۔ اور اخلاص رکھے کھوٹ نہ رکھے اور محبت رکھے بغض و حسد و عداوت
وغیرہ بد باتین جی مین کبھی نہ رکھے۔ کافرون کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور قہر مین پڑا ہوا جانے اور دل سے چاہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگون کو ہدایت دیکر
اس غضب سے نجات دے۔ یہ تو افعال قلب کی مثال بیان ہوئی ہے اور پورا بیان حدیث و قرآن مین ہزارون باتون کا ہے۔ اور دوسری قسم
جو افعال جوارح یعنی ہاتھ پاؤن وغیرہ کے کام ہین ان سب مین دل کی نیت شرط ہے۔ پھر ان کامون کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ جو خالص اللہ تعالیٰ کیواسطے
ہین جیسے نماز۔ روزہ کہ یہ بدون رسول علیہ السلام کے بتائے معلوم نہین ہو سکتے کہ کیونکر ادا کرین چنانچہ عید کے دن روزہ حرام ہے حالانکہ عید کے ایکدن پہلے فرض تھا
اور دوسری قسم جو خالص نہین لیکن اُن کو بھی نیک نیت سے کرے تو ثواب بھی ہوگا جیسے بال بچون کی پرورش وغیرہ۔ تو یہ تین قسم پر ہین ایک وہ کہ دوسرے
سے اپنا نفع لینا اور دوم دوسرے کو خود نفع پہونچانا اور تیسرے دونون کا اسمین نفع ہو اور نیز تین قسم اور ہین کہ اپنی ذات کی اصلاح
کرنا اور دوم اپنے گھر والون کی اصلاح کرنا اور تیسرے محلہ و شہر والون و تمام جہان والون کی اصلاح کرنا۔ پس نوکری یا تجارت یا دستکاری سب
مین سچائی شرط ہے۔ پس نوکری مین برے کام بجالانے کی نوکری نہ کرے۔ اور بھلے کام کو شرط کے موافق سچائی سے نیک نیتی سے پورا کرے
تجارت مین جس کی خرید و فروخت مین جو طریقہ شرع مین بیان ہوا ہے اُس کو برتے۔ پس خرید و فروخت کے جملہ قانون جو شرع مین بیان ہین
اگر رسول سے نہ سیکھے تو کیونکر جانے مثلاً کم تولنا حرام ہے اور عیب دار چیز کو بے تبلائے دھوکا نہ دے اور دام کے حساب مین بھول ہو جائے تو
بڑھتی پھیر دے جو چیزین دنیا مین فساد ڈالتی ہین۔ مثل طنبورہ و ستار۔ باجہ وغیرہ نہ بیچے اور جن باتون مین مانند گیہون کو گیہون سے
بدلتے ہین بڑھتی حرام ہے اُن کو بڑھتی سے نہ بیچے۔ اسی طرح صرافی و کفالت و وکالت و مضاربت و اجارہ و صناعت و سلم و شفعہ وغیرہ
جتنے معاملات ہین اُن کو پورے پورے شرعی قاعدون سے برتے تاکہ دنیا مین اصلاح رہے اور اپنے مولی کی لوگ عبادت کرین اور علی ہذا
کھیتی باڑی و بادشاہی حکم بجالانے اور قاضی کے احکام سب رسول سے معلوم ہوتے ہین پھر جو افعال نیک ہین اس کے مقابلہ مین ہزارون
لاکھون افعال بد ہین چوری کرنا و جھوٹ و غابازی و زناکاری وغیرہ وہ سب چھوڑے اور ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اچھے اخلاق سے اپنے کو آراستہ
کرے اور بُرے اخلاق کو ترک کرے اور بندون کی بھلائی مین کوشش کرے کبھی مال سے کبھی زبان سے کبھی ہاتھ سے کبھی خوش زبانی سے اور
کبھی جھڑکی و ملامت سے اور کبھی بضرورت سزا و چوٹ دینے سے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا مین امن و امان رہے مگر ایسا امن و امان کہ سب بندے
اپنے معبود خالق کی بندگی کئے جاوین اور امن و عافیت سے زندگی بسر کرلین تاکہ جب مرین تو اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین یہان کی تکلیفات و
مشقتون کے بدلے جو اُن کی چند روزہ عمر مین اُن کو پہونچتی رہی ہے وہان ہمیشہ ابدالآباد راحت و آرام و عجیب نعمتون مین خوشحال رہین اب دانا

وعقلمند آدمی یقین کریگا کہ ان افعال قلوب و افعال جوارح کے طریقے و معلومات کس اعتقاد سے اللہ عزوجل کی توحید و شان کے لائق ہین اور کس برتاؤ سے اس کی مرضی کے موافق ہین قطعاً بدون رسول علیہ السلام کی پیروی کے نہین معلوم ہو سکتا ہے اور ان سب مین بڑا امر یہ کہ بندہ اپنے خالق کی شان مین کوئی بے ادبی نہ کرے نہ اعتقاد مین اور نہ اپنے افعال مین اور ان مین بھی جو اعتقاد مین برخلاف اعتقاد رکھے شرک وغیرہ کا وہ بہت ہی بدبخت و ناہنجار ہے اُسپر فرض ہے کہ جس نے پیدا کیا اُسکا بندہ رہے اور اُسپر خالق کا کمال احسان یہ ہے کہ رسول بھیجکر سب سکھلایا پھر اور بھی بڑا احسان یہ ہے کہ رسول بھی اُنھین کے جنس کا یعنی آدمی بھیجا کیونکہ اوپر کے بیان سے کھلا کہ آدمی دنیا کی زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق بسر کرکے مرے تو اس کی درگاہ مین جنت پاوے پس آدمی ہی رسول ہوگا تو یہ بات نہایت خوبی سے پوری ہوگی اور اگر غیر جنس ہوگا تو اسکے قدم بقدم چلنے مین کتنی نامناسبت ہے اسی واسطے مکہ کے مشرک جو فرشتہ مانگتے تھے اُن کو سمجھایا کہ غیر جنس سے تم فائدہ نہ پاؤگے وحشت کھاؤگے اور فرشتہ ہوگا تو صورت ہی دیکھکر مرجاؤگے اور جب تم اس بات پر غور نہین کرتے کہ یہ رسول ہم کو بُری راہ سے پھیرتا اور بالکل بھلی راہ بتاتا ہے اور ہمارے معبود برحق کی بندگی و پیروی سکھاتا ہے اور خود کچھ مانگتا نہین ہے تو اسکی بات سنین و سمجھین و غور کرین تم یہ تو کرتے نہین بلکہ فرشتے کی شکل مانگتے ہو تو اس سے تم کو فائدہ نہین ہوگا کیونکہ اس کی شکل سے ڈرکر مرجاؤگے پھر نیک راہ کیا سیکھوگے اور اگر وہ آدمی کی صورت بنکر آیا تو ایک تو اسکی عادت و طینت و جبلت نرالی ہوگی تم اُسکے قدم بقدم کیا چلوگے اور دوسرے تم اسکو بھی آدمی کہوگے کہ ہم اسکی کیا پیروی کرین یہ فرشتہ نہین بلکہ آدمی ہے پس تم نہایت احسان مانو کہ تم مین تمھاری جنس کا رسول بھیجا اور معجزے و آیات سے اسکی تصدیق کردی اور سب سے بڑا معجزہ تو قرآن ہے کہ جملہ ایک سو یا کئی زیادہ فنون فصاحت و بلاغت کے اس کلام مین جو بلاغت موجود ہے تم سے اسکا مثل نہین آتا پس تم اپنی جنس کے رسول کو بڑا احسان و انعام یقین کرو اور نیز سمجھا دیا بقولہ ولو کان فی الارض ملائکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیہم من السماء ملکا رسولا یعنی اگر زمین مین ملائکہ بستے ہوتے تو ہم اُن پر البتہ آسمان سے اُن کی جنس کا فرشتہ رسول بھیجتے یعنی اگر فرشتون مین بھی مادہ خیر و شر کا ہوتا کہ ان کو آدمیون کی طرح بُرائی کے افعال باوجود خواہش کے چھوڑکر بھلائی کے طریقہ پہچاننے و معرفت و توحید الٰہی کے جاننے اور اوہام و خیالات کفر و شرک سے تمیز کرنے کی ضرورت پڑتی تو اُن کا رسول اُن کی جنس کا فرشتہ ہوتا پس آدمیون کا رسول اسی جنس کا آدمی ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ اور واضح رہے کہ ان کافرون کو یہ خبط و خیال سوجھنا اور اسکی دلیل تھی کہ ازل ہی مین گمراہی انکے حق مین مقدر تھی ورنہ بشر جب تک اپنی قوت ملکیہ کو قوت حیوانیہ سے خالص توحید و عبادت کیساتھ متمیز و جدا نہ کرلے تب تک فرشتہ کو نہین دیکھ سکتا ہان بعد خلوص و کمال کے البتہ دیکھ سکتا ہے اور قولہ تعالیٰ لقد رآہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ کی تفسیر مین صحیح ہوا کہ آنحضرت صلعم نے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت پہ دیکھا اور دنیا مین بارہا جبرئیل وغیرہ دیگر ملائکہ علی نبینا و علیہم السلام آپ پر بصورت آدمی ظاہر ہوئے باوجود علم اس امر کے کہ یہ فلان اور وہ فلان فرشتہ ہے اور بصورت آدمی بعض صحابہؓ نے بھی دیکھا چنانچہ صحیحین کی حدیث سوال اسلام و ایمان و احسان و آثار قیامت کے معروف ہے اور حضرت لوط علیہم السلام پر بصورت بے داڑھی مونچھ کے خوبصورت لڑکون کے آنا اور پہلے ابراہیم علیہ السلام پر بصورت مہمان آنا اور کھانا نہ کھانا قرآن مجید مین مذکور ہے جیسا کہ انشاء اللہ مفصل قصہ آویگا ۔ بالجملہ کفار مکہ جب ایسی شیطانی باتین جن کا وقوع از راہ حکمت الٰہی ممنوع تھا مانگتے تھے جیسے کوئی یون مطالبہ کرے کہ آسمان بجائے زمین کے اور زمین بجائے آسمان کے ہوجائے اور یہان کے رہنے والے وہان اور برعکس ہوجاوین تو یہ عارف دانا کے نزدیک خلاف مشیت و تقدیر و حکمت الٰہی ہے ایسے عناد و جہالت کا جواب بھی او تعالیٰ جل جلالہ و عم نوالہ نے حلم کیساتھ فرمایا اور ان کو سمجھایا ولیکن ان مین سے جن کی تقدیر مین کفر و ضلال تھا نہ سمجھے اور ہلاک ہوئے مگر آنحضرت صلعم جو پاک رسول اور بندون کے اوپر مہربان ترس کھانے والے تھے ان کی ایسی جہالتون سے بہت غمناک ہوتے تو حضرت رب العزت جل جلالہ نے اپنے

Marfat.com

بندۂ رسول سید المرسلین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین کو تسلی و تسکین فرمائی بقولہ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ حاصل آنکہ اے محمد مغمگین نہ ہو کہ تجھ سے پہلے رسولون سے بھی ٹھٹھا کیا گیا تھا ف اور کافرون کو تنبیہ ہے کہ اے ناپاک ناشکرے بندو تم ٹھٹھا کرتے ہو جیسے اگلون نے کیا مگر اُنکا انجام یہ ہوا۔ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ پس جنھون نے کافرون مین سے ٹھٹھول کیا تھا اُن کو اسی چیز نے گھیر لیا جس سے ٹھٹھا کرتے تھے ف اس چیز سے کیا مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ حق اور بعض نے کہا کہ رسول اور بعض نے کہا کہ عذاب کیونکہ عذاب آخرت کے ساتھ تمسخر کرتے پس مراد اس سے اگر حق بات ہے تو گھیر لینے کے یہ معنی کہ حق غالب و بلند ہو گیا لیکن یہ ضعیف ہے بنظر ظاہر سیاق - اور بعض نے کہا کہ رسول مراد ہین اور اسمین بھی تامل ہے اور ارجح وہ ہے جو مفسر سیوطی رح نے کہا کہ عذاب مراد ہے کیونکہ جب کافرون کو کفر کرنے پر عذاب نازل ہونے کا خوف دلایا گیا تو ٹھٹھے مارنے لگے کہ یہ شخص مجنون ہے اور آخر انجام کار جب حجت پوری ہو گئی اور ایمان نہ لائے تو عذاب نے گھیر لیا جسکو ٹھٹھا سمجھتے تھے اور یہان کل بلاغت سے کفار مکہ کو تہدید ہے کہ ٹھٹھا کرنیوالے ڈرین کہ اُنکا انجام بھی ایسا نہ ہو چنانچہ مسخرہ پن کرنے والے ابوجہل وغیرہ ہلاک ہوئے اور چونکہ تقدیر الٰہی مین اکثرانمین کے ایمان سے مشرف ہونے والے تھے لہذا ان کو قطعی وعید نہین فرمائی ولیکن ایسے پاکیزہ اسلوب سے وعید ہے کہ جو ٹھٹھا نہ کرتے تھے اگرچہ اسوقت تک ایمان نہ لائے تھے اُن کو نکال دیا اور مسخرہ پن کرنیوالون کی تہدید کو اگلون کے معذب ہونے پر قیاس کر دیا اور آخر آنحضرت صلعم کو جہاد کا حکم دیدیا تاکہ مفسد اور فتنہ ڈالنے والے ہلاک ہوین اور باقی راہ پر آ گئے بخلاف اگلی امتون کے کہ ایکبارگی عذاب نازل ہوا کہ سب کے سب ہلاک ہو گئے اور وہ سب اسی قابل تھے نعوذ باللہ من عذاب اللہ وغضب اللہ اللھم اھدنا اللھم ادرکنا بالرحمۃ اللھم نعوذبک برضاک من سخطک وبمعافاتک من عقوبتک اللھم اذا اردت بعبادتک الفتنۃ فاقبضنا الیک غیر مفتونین اللھم نسالک العافیۃ والسلامۃ وتوفیق الخیر برحمتک یا حی قیوم ونصلی علی رسولک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین والحمد للہ رب العالمین پھر کفار مکہ خصوصًا اور سب انکار و شرک کرنے والون کو عمومًا ارشاد کیا کہ قُلْ یعنی کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان منکرون سے۔ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ پھرو زمین مین یعنی زمین کے ملکون اور وہان کے باشندون کے وقائع گذشتہ مین فکر و غور سے نظر دوڑاؤ اور بعض نے کہا کہ حقیقی سفر کرنے کا حکم ہے اور یہ اظہر ہے لیکن مقصود اس سے دریافت حال ہے پس اگر بذریعۂ معلومات کے ہو جائے تو کافی ہے بالجملہ حکم دیا کہ زمین مین پھر و فکر کرتے ہوئے اور عبرت حاصل کرتے ہوئے ثُمَّ انْظُرُوا پھر نظر عبرت سے دیکھو کہ۔ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ کیونکر ہوا انجام کار اُن لوگون کا جنھون نے اللہ تعالیٰ کے رسولون کو جھٹلایا ف پس تم کو عبرت حاصل ہو کہ تم اس حرکت کفر و انکار سے باز آؤ تاکہ عذاب و بد انجام سے محفوظ رہو۔ اور یہ بھی نظر رحمت ہے ولیکن عارف اس خطاب ہی سے ان کافرون کے بد انجام پر خوف کریگا کہ ان لوگون کو ان کے نفس کے حوالہ کیا جبکہ اُنھون نے بات نہ مانی پس بندہ ہر بات کو مانے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کرے ف قال فی العرائس قولہ تعالیٰ وللبسنا علیھم ما یلبسون۔ کافرون نے بالمشافہ دیدار ملائکہ کی خواہش کی حالانکہ اس کے لائق نہ تھے اور اگر اہل دل ہوتے تو چہرہ پاک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مین وہ نور اشراق ازلی مشاہدہ کرتے جو ملائکہ مین کہین نظر نہ آتا کیونکہ وہ مشکوۃ نور ذات وصفات تھے بقولہ تعالیٰ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح ولیکن وہ لوگ کیونکر اسکو دیکھ سکتے ہین کیونکہ قہر الٰہی کے اندھیرے مین پڑے ٹاپ رہے ہین وقد قال تعالیٰ تراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون یعنی آنکھین پھاڑے ہوئے تیری طرف نظر دوڑاتے ہین مگر کچھ دیکھتے نہین پھر واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا الآیۃ مین اشارہ یہ ہے کہ ساہیت ملکوت دیکھنے سے اُن کی نظر ضعیف ہے اور اگر فرشتہ کو دیکھین تو آدمی ہی کی صورت مین دیکھ سکتے ہین جو موقع التباس ہے۔ اور اصلی بیان اس مقام پر یہ کہ قولہ وللبسنا علیھم الخ سے ہم اُن پر جو وہ اپنے نفوس پر خلط کرتے ہین تاکہ اپنی خداع و فریب کی راہ نہ جانین جیسا کہ ان کی مراد ہے اور اُنکا مکر انھین کی گردن پر لوٹ پڑے اور تردد کی تاریکی مین پھرتے پھرین قولہ ولقد استھزئ برسل من قبلک۔ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ہے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے جاہلون کے حال سے خبر دی کہ جب انھون نے خاصان درگاہ کو نہ پہچانا اور انمین آثار جلال الٰہی کو نہ دیکھا تو ان سے اعراض کیا اور ان کے حالات سے انکار کیا۔ قاسم رح نے کہا کہ جب انھون نے رسولون کے حقوق کو نہ پہچانا اور اُن کی تکریم نہ کی اور چشم حق اور عین بصیرت سے اُن کو نہ دیکھا تو انوار و مشاہدات سے اندھے دھندے رہ گئے پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت محیط و رحمت عمیم ہے اور کفار پر حجت ہر طرح پوری ہے۔ بقولہ تعالیٰ

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ

پوچھ کہ کس کا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین مین کہہ اللہ کا ہے۔ اُسنے لکھی ہے اپنے ذمہ مہربانی البتہ تم کو جمع کریگا

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَ

دن قیامت تک اس مین شک نہین جنھون نے ہاری اپنی جان وہی نہین مانتے اور

لَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا

اُسی کا ہے جو بستا ہے رات مین اور دن مین۔ اور وہی ہے سب سنتا جانتا تو کہہ کیا اور کوئی پکڑون اپنا مددگار

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ

اللہ کے سوائے جو بنانیوالا ہے آسمان اور زمین اور وہ سب کو کھلاتا ہے اور اسکو کوئی نہین کھلاتا مجکو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حکم

اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

مانون اور تو نہ ہو شریک پکڑنے والا تو کہہ مین ڈرتا ہون اگر حکم نہ مانون

رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝

اپنے رب کا ایک بڑے دن کے عذاب سے جس پر سے وہ ٹلا اُس دن اُس پر رحم کیا اور یہی ہے بڑی مراد ملنی۔

قُلْ کہدے اے محمد صلعم۔ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کس کی ملک و خلق و بندہ ہے جو کچھ آسمانون و زمین مین ہے ف پس مشرکون کے جھوٹے معبود بھی مملوک الٰہی ہوئے اور معنی یہ کہ آسمان و زمین معہ تمام اشیاء کے جو ان مین ہین یعنی تمام عالم سوائے ذات باری تعالیٰ کے کس کی ملک ہے۔ قُلِ اللّٰهِ کہدے اللہ تعالیٰ کے ہین ف یعنی اگر مشرکین عداوت و حماقت سے یہ جواب نہ دین تو خود تو یہ جواب دیدے کیونکہ اسکے سوائے کوئی جواب ہی نہین ہے۔ اور لطیف اشارہ ہے کہ مشرکین خجالت سے منھ کیا کھولین گے حاصل آنکہ جواب تو یہی متعین ہے خواہ باقرار صحیح یا بحجت۔ درصورت ہٹ دھرمی کے انکار کے لیکن مشرکین عرب اسکا اقرار کرتے تھے وقد ذکر تعالیٰ ولئن سألتهم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ یعنی تو اگر ان سے سوال کرے کہ کس نے پیدا کیا آسمانون و زمین کو تو ضرور کہین گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ اور یہ مشرکون و کافرون پر ایسی حجت قوی ہے کہ جس سے ان کو مجال نہین کہ کسی شرک و کفر کی طرف جاوین۔ بالجملہ جو خالق ہے مخلوق کو اسی کی عبادت فرض ہے اسواسطے کہ قادر مختار خالق جامع کمالات جو پاک پروردگار ہے وہی مستحق عبادت ہے کیونکہ عبادت اظہار بندگی ہے پس جو الٰہ نہ ہو وہ اسکا مستحق نہین ہو سکتا کہ اسکی بندگی کی جاوے اور جب بندگی فقط اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی متعین ہوئی تو شرک سے توبہ کرنی چاہیئے۔ اور جو گذرا اسکو وہ پاک معبود برحق عفو فرمانیوالا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر رحمت کا برتاؤ کیا ہے ف کتب بمعنی فرض نہین کیونکہ او تعالیٰ جل جلالہ پر کوئی چیز فرض و واجب نہین ہے وہ قادر مختار ہے جو چاہے کرے بلکہ کتب بمعنی قضی ہے یعنی مقدر کر دیا ہے اپنے اوپر رحمت کو بطور فضل و احسان کے اور اس کلام پاک مین ایک طرح کی مہربانی ٹپکتی ہے کہ لطف سے مشرکون کو توحید و خلوص عبادت کی طرف بلایا کہ وہ پاک پروردگار غفور رحیم ہے جو تم سے بھٹک جانے مین چوک ہو گئی اُس کو رحمت سے معاف

Marfat.com

فرو ہیگا اسکی وحدت اور کمال پر دلیل ہے اور ان آیتوں سے اول قرآن نے راہ توحید پر دلائل صریح قائم کئے حالانکہ آفاق و انفس میں لاکھوں دلائل موجود ہیں جو
وحدتی نے بیان کئے ہیں کہ اللہ خالق واحد و لاشریک ہے ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے خلق کو مقدر کیا تو ایک
کتاب لکھی اور عرش پر اپنے پاس رکھی کہ میری رحمت میرے غضب پر کہ متفق علیہ صحیح البخاری و مسلم۔ ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کئے تو سو رحمتیں پیدا کیں ان میں سے ایک حصہ دنیا میں لوگوں کو ملا کہ جس سے ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں (ماں اپنے بچہ پر وغیرہ ذلک) اور ستانوے حصہ قیامت کیلئے اپنے پاس رکھے پھر جب قیامت کا روز ہوگا تو سو حصوں کیلئے یہ حصہ بھی ملا کر سو
پورے کرکے مخلوق پر رحمت کرینگے رواہ مسلم و احمد و غیرہما اور شراح ان حدیثوں کی بابت فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بندہ مومن ان باتوں کو
بلا تردد و غور کے ان کے کہنے پر مقام صفات میں عقل کو رسائی نہیں دیتا اور علماء نے جا بجا ان کے اسرار دور کرنے کو عقول نا قاصرین بیان
فرمائی ہیں پھر اس جملہ معترضہ و عدۂ صادق کے بعد جملہ ترہیبیہ و عیدیہ خوفناک کو بیان فرمایا تاکہ نادان بندے غرہ نہ ہو جاویں اور بات کو اپنے
موقع تک کہیں لمعے تجاوز نہ کریں بقولہ تعالیٰ۔ لِيَحْكُمَ بَيْنَكُمْ فِي مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ۔ اللہ تعالیٰ خود تم کو یوم قیامت میں
جمع فرماویگا جسمیں کچھ شک نہیں ہے۔ یہ تاکید باستعمال قسم ہے اور وجہ قسم بھی تقویت ترہیب ہے اور زجاج نے کہا کہ کتب علی نفسہ الرحمۃ کے
یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اول میں اپنی ذات پاک پر یہ مقرر کر دیا کہ رحمت فرماوے اور رحمت غالب ہے اسی واسطے انھاری تمہارے رزق کو بحال رکھا
اور تم کو مہلت شنیدی باوجودیکہ تم شرک کرتے ہو پھر رحمت سے پیش آیا لیجمعنکم کو بھی تقدیر رحمت و وعدۂ صادقہ رحمت کا یہ ہے کہ تم کو قیامت کے روز
جمع کرکے جزا و سزا دے اور قبول اسکے اس عذاب میں جو تمہارے گناہوں کے مقابلہ میں سزاوار ہے ماخوذ نہ فرماوے بنا بر قول زجاج رح کے جس مکتوبہ
کا وعدہ صادقہ ہے روز قیامت ہے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر مخلوق کو اس کے اعمال کی سزا ملیگی اور مہلت نہ ہوگی اور بہر تقدیر قسم کے
قسم کا مقصد کرنا اور جملہ استقبار مؤکد فرمانا ہر مشرکین کا جو روز قیامت و بعث و حشر کے منکر تھے اسی واسطے لاریب فیہ سے تاکید کی۔ الَّذِينَ خَسِرُوا
أَنْفُسَهُمْ جن لوگوں نے خوار و خراب کیا اپنی جانوں کو فاء اس طور کہ سکو بعبادت و شرک سے عذاب کے روبرو کر دیا۔ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ
تو اپنے خبیث ایمان نہیں لاتے ہیں فاگرچہ برہان قاطع دیکھتے ہیں کہ بیشک ہم کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔ وَلَهُ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ اور اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جو چیز بستی ہے رات میں اور دن میں فی یعنی ہر چیز اسی کی ہے وہی اسکا خالق و مالک ہے اور مدرک وغیرہ
ہیں ہر کرہ قولہ ساکن و متحرک ایضاً۔ یعنی جو چیز ساکن ہو یا متحرک ہو سب اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے ہے حرکت و سکون باہم متضاد ہیں پس
سکون کو ذکر کیا اور اسی پر اکتفا کرکے دوسری ضد کو ذکر نہیں کیا اور رہا یہ کہ سکون کو اسواسطے ذکر کیا کہ وہ بہ نسبت حرکت کے زیادہ ہے اور یہ کلام بھی
مشرکون پر حجت ہے جو اس وہم میں پڑے تھے کہ سب مخلوق اسکے تحت تدبیر میں نہیں ہے اور اسی وہم پر بتوں کے انتظام پر بھروسہ کرتے اور اُن کی عبادت
کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے مصرح رد کر دیا کہ رات دن میں جو مخلوق بے طلب تردد کے ساکن پڑی ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق اور اسی
کی پروردش سے رزق پاتی ہے اور حضرت سدیؒ نے کہا وما سکن یعنی جو ثابت و مستقر ہوئی۔ یہی زمخشریؒ نے ذکر کیا اور ابن عطیہ نے اسی کو
مرجح قرار دیا۔ ابن جریرؒ نے کہا کہ جسپر آفتاب طلوع و غروب ہوا وہ رات دن کے ساکن میں سے ہے پس مراد اس سے تمام وہ چیزیں ہیں جو
طلوع و غروب آفتاب کے درمیان ہیں خواہ کہیں ہوں اور ابن کثیرؒ نے کہا کہ ہر جاندار آسمان و زمین کا سب کے سب اسی کی خلق و ملک ہیں۔ بالجملہ
اس میں اتفاق ہے کہ مراد اس سے تمام مخلوق ہے اور معنی یہ کہ تمام مخلوق کا پروردگار و خالق و مالک وہی پاک معبود اللہ تعالیٰ ہے اور مشرکون و کافرون
و فلاسفہ و مجوس وغیرہ کا گمان محض غلط ہے کہ بعض اسکے مخلوق ہونے یا زیر انتظام ہونے سے خارج ہے یا وہ قادر و مختار نہیں یا کوئی مخلوق

وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى

اور اگر پہونچاوے اللہ تجکو کچھ سختی پھر اسکو کوئی نہ اٹھاوے سوائے اسکے اور اگر تجکو پہونچاوے بھلائی تو وہ

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝

ہر چیز پر قادر ہے اور اُسی کا زور پہنچتا ہے اپنے بندون پر اور وہی ہے حکمت والا خبردار

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ط قُلِ اللّٰهُ قف شَهِيْدٌ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا

تو کہ کس چیز کی بڑی گواہی کہ اللہ گواہ میرے اور تمھارے بیچ اور اُترا ہے مجکو یہ

الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ط اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ط

قرآن کہ تم کو اس سے خبردار کردن اور جسکو یہ پہونچے کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ معبود اور بھی ہین

قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ج قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝

تو کہ مین نہ گواہی دونگا تو کہہ وہی ہے معبود ایک اور مین قبول نہین رکھتا جو تم شریک کرتے ہو

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمُ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

جن کو ہم نے دی ہے کتاب اُس کو پہچانتے ہین جیسے اپنے بیٹون کو جنھون نے ہاری اپنی جان

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

وہی نہین مانتے اور اُس سے ظالم کون جو جھوٹ باندھے اللہ پر یا جھٹلائے اُسکی آیتین مقرر بھلا نہین پاتے گنہگار

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ - اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے ضرر پہونچاوے ف یہ خطاب نبی صلعم کو ہے یا ہر مخاطب کو ہے اور ضرر یعنی
بلا مانند مرض و محتاجی وغیرہ کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اے بندہ تجھے مرض محتاجی وغیرہ مضرت پہونچے۔ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ تو
کوئی اس بلا کا اُٹھانے والا نہین۔ اِلَّا هُوَ۔ مگر وہی پاک پروردگار تعالیٰ۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ اور اگر اللہ تعالیٰ تجھے خیر پہونچاوے
ع مانند صحت و تونگری وغیرہ کے۔ تو وہ قدیر ہے۔ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وہ۔ تو ہر چیز پر قادر ہے ف یعنی کوئی قدرت
نہین رکھتا کہ اگر بندہ کو وہ مضرت پہونچاوے تو دور کر سکے یا وہ منفعت پہونچاوے تو روک سکے۔ حدیث مین ہے کہ حضرت صلعم دعا
فرماتے تھے۔ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اے پروردگار کوئی روکنے والا نہین جو تو نے دیا اور کوئی دینے
والا نہین جو تو نے روکا اور نہین نافع ہے صاحب ثروت کو ثروت تیری قضاوقدر سے عن ابن عباس۔ مین آنحضرت صلعم کے پیچھے تھا مجھ سے ارشاد
فرمایا کہ اے لڑکے مین تجکو کلمات سکھلاتا ہون محفوظ رکھ اللہ تعالیٰ تجھے محفوظ رکھے۔ یاد رکھ اللہ تعالیٰ کو اپنے مواجہہ مین پاویگا جب کچھ مانگ
تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگ۔ جب استعانت چاہے تو اسی سے چاہ۔ اور جان رکھ کہ اگر تمام جہان اس بات پر مجتمع ہو کہ تجھے کچھ نفع پہونچاوے تو
تجھے کچھ نفع نہین پہونچا سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے حق مین لکھدیا ہے اور اگر سب اُمت اس بات پر مجتمع ہو کہ تجھے کچھ ضرر پہونچاوے تو نہین پہونچا سکتی مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے اوپر
لکھدی ہے قلم اُٹھالئے گئے اور نامہائے تقدیر خشک ہو چکے رواہ الترمذی اور زرین نے ایک کلمہ اور زیادہ کیا کہ آسانی مین تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ او تعالیٰ تجکو تکلیف و سختی مین محفوظ فرماویگا و قد رواہ احمد۔
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ۔ وہی قاہر ہے بندون کے اوپر ف فوقیت یہان مرتبہ کی فوقیت ہے اور قاہر بمعنی وہ قادر جسکو کوئی چیز عاجز نکر سکے
یعنی جو چاہے وہ کرے کسی چیز مین عاجز نہ ہو۔ قاہر مین ایک معنی زائد ہین بہ نسبت قادر کے کیونکہ قاہر وہ کہ جو چاہے کرے اور جسکو چاہے نہ کرنے
دے اور غلبہ اسکو لازم ہے۔ حاصل آنکہ تمام مخلوق اسکے تحت قدرت و غلبہ مین مسخر و مغلوب ہے اور وہی ان پر قاہر مستعلی ہے اور ابن جریر نے کہا کہ قاہر
یعنی متعبد ہے یعنی بندون سے عبودیت لینے والا۔ اور یہ معنی بھی عمدہ ہین کیونکہ جو اسکی تقدیر و مشیت مین جاری ہوا ہر بندہ اُسپر جاری ہے

Marfat.com

اور چاہے کیسی ہی کوشش کرے مجال نہین کہ اس سے نکل سکے ۔ وَھُوَ الْحَکِیْمُ الْخَبِیْرُ ۔ وہی حکیم خبیر ہے ف یعنی مخلوق مین جو کچھ جاری ہوتا ہے سب اس کی حکمت ہی کے موافق ہے اور تمام مخلوق کے ظاہر و باطن اُن کی ماہیت سے وہی آگاہ ہے پس ہر ایک کو اس کے لائق دیا ہے شیخ سیوطی رح نے کہا کہ کافران مکہ نے حضرت صلعم سے کہا کہ کیا چیز آپکی نبوت کی گواہی دیتی ہے کیونکہ اگلی کتابون والے انکار کرتے ہین تب یہ نازل ہوا قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَھَادَۃً یعنی ان مشرکون سے کہدے کہ گواہی مین کون چیز سب سے بڑی ہے ۔ قُلِ اللّٰہُ کہدے کہ اللہ تعالیٰ ہے ف یعنی یہی جواب ہے اور کوئی جواب نہین صحیح ہے اگر وہ لوگ چپ ہون تو تو ہی کہدے اور معنی یہ اللہ اکبر شہادۃ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بزرگ ہے از راہ شاہد ہونے کے اور مراد آنکہ سب سے بزرگ گواہی اللہ تعالیٰ کی ہے ۔ شَھِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وہ میرے و تمھارے درمیان شاہد ہے ف پس مبتدا محذوف ہے کلام یہان سے شروع ہے ۔ اور اس تقدیر پر ای شئی کے جواب مین جب اللہ کہا تو دلالت ہے کہ شئی کا اطلاق ذات پاک پر درست ہے اور توجیہ کی گئی کہ شئی کا اطلاق واجب و ممکن سب پر ہے اور اس سے متکلمین علما رح استدلال لاتے ہین بعض نے کہا کہ جواب یون ہے کہ قل اللہ شہید بینی وبینکم ۔ تو کہدے کہ اللہ تعالیٰ میرے و تمھارے درمیان شاہد ہے اس سے ثبوت نہین ہوتا کہ شئی کا اطلاق حضرت باری تعالیٰ پر رد ہے کیونکہ ترقی کا جواب ہو سکتا ہے یعنی تم نے شہادت مین کون چیز سب سے بڑی خیال کی ہے ۔ پھر جواب دیا کہ کسی چیز کا کیا ذکر ہے بلکہ تمھارے و میرے درمیان اللہ تعالیٰ شاہد ہے جو ہر چیز کا خالق ہے اور مترجم اسی کو اختیار کرتا ہے اور کراہت کرتا ہے کہ اللہ عزوجل پر شئی کا اطلاق کیا جاوے اور اس تقدیر پر یہ بھی لازم نہین آتا کہ قولہ واللہ علیٰ کل شئی قدیر مین سے ذات باری تعالیٰ کا استثنا کیا جائے یعنی منجملہ کل شئی کے ذات باری تعالیٰ عقلاً مستثنیٰ ہے جیسا کہ اول قول والون پر لازم ہے ۔ اور جو مترجم نے اختیار کیا اُسپر لازم نہین ہے کیونکہ شئی مین ذات باری تعالیٰ عزوجل داخل ہی نہین ہے اور رہا یہ کہ لفظ شئی و موجود و ممکن الفاظ مترادفہ ہین تو یہ تعبیرات ہین کہ ذات باری تعالیٰ عزوجل کے بیان مین ان الفاظ سے چارہ نہین جیسے ما و من موصولات مین سے ذات باری تعالیٰ کو من سے تعبیر کرتے ہین جیسے من خلق السموات والارض ۔ اور جواب مین قل اللہ واقع ہوا تو من جو مخصوص بذوی العقول ہے اسکا اطلاق ذات باری تعالیٰ پر ہوا حالانکہ او تعالیٰ عزوجل عقلون کا خالق ہے اور عقل والون کا خالق ہے اور بالاتفاق اسکو ذوی العقول مین سے نہین کہہ سکتے ہین ایسا ہی یہان ہے فلیتامل ۔ پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کو جو اپنے و مشرکون کے درمیان شاہد ٹھہرایا ۔ تو او تعالیٰ کی شہادت سے یہ مراد کہ اُس نے آنحضرت صلعم کے ہاتھون پر معجزات ظاہر کر دئے پس آنحضرت صلعم جو مدعی نبوت تھے اس معجزہ سے اپنے صدق دعوی پر گواہی لائے اور بالاجماع خالق اشیاء او تعالیٰ ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے بندۂ رسول کی تصدیق فرمائی اور شہادت جیسے بقول ہوتی ہے ویسی ہی بفعل بھی ہوتی ہے بلکہ بفعل اقوی ہے کیونکہ قول کے الفاظ مین احتمالات پیدا ہوتے ہین بخلاف فعل کے اور ہو سکتا ہے کہ شہادت الٰہی سے مراد یہ قرآن مجید معجز بلیغ ہو اور معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ میرے و تمھارے درمیان مین میری سچائی پر اپنے کلام معجز پاک سے شاہد ہے ۔ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْ بَلَغَ ۔ اور مجھے یہ قرآن وحی کیا گیا تاکہ اس سے تم کو ڈر سناؤن اور جسکو یہ قرآن پہونچے ف یہ خطاب اہل مکہ کو ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے وحی کیا مجھ پر یہ قرآن تاکہ اس سے مین ڈر سناؤن تم کو اے اہل مکہ اور ہر ایسے شخص کو جس کو یہ قرآن پہونچا خواہ آدمی ہو یا جن ہو ۔ اسمین صریح دلالت ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت عام ہے فقط عرب پر منحصر نہین ہے اور مجاہد رح نے کہا کہ قولہ لانذرکم بہ ۔ مراد عرب ہین ۔ ومن بلغ یعنی سوائے عرب کے عجم کے ملکون والے ہین ۔ اور انس رض سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے بادشاہ فارس و بادشاہ روم و بادشاہ نجاشی و ہر سرکش کو خط لکھا اور اُن کو اللہ عزوجل کی بندگی کی طرف بلایا اور یہ وہ نجاشی نہ تھا جس پر آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی ۔

Marfat.com

رواہ ابن مردویہ - اور نجاشی بادشاہ حبشہ کا لقب ہے جیسے کسریٰ قیصر ہے اور نیز اسمین صریح دلیل ہے کہ جو اسوقت موجود تھے اور جو آیندہ پیدا ہونگے سب کے حق مین قرآن مجید کی پابندی یکسان ہے اور علماء رح اس معنی مین متفق ہین - عن ابن عباس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کو قرآن پہونچ گیا گویا مین نے اُس سے بالمشافہ انذار کیا پھر یہ آیت پڑھی - رواہ ابن النجار والخطیب وابو نعیم - محمد بن کعبؒ نے کہا کہ جسکو قرآن پہونچا گویا اُس نے نبی صلعم کو دیکھا اور آپ سے باتین کین - اور ایک روایت مین گویا محمد صلعم نے اُسکو ابلاغ کر دیا - رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر - عن قتادہ مرسلاً آنحضرت صلعم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تبلیغ کرو - اور جسکو کتاب اللہ تعالیٰ کی ایک آیت بھی پہونچی اُس کو حکم الٰہی پہونچ گیا - رواہ عبد الرزاق اور ربیع بن انس نے کہا کہ جس نے رسول اللہ صلعم کی اتباع کی اُسپر حق واجب ہے کہ جس کی طرف رسول اللہ صلعم نے دعوت فرمائی اُسکی طرف بلاوے اور جس سے حضرت صلعم نے ڈرایا اُس سے ڈراوے - عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تبلیغ کرو میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت لوگون کو پہونچاؤ - رواہ البخاری عن ابن مسعودؓ مین نے نبی صلعم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تر و تازہ کرے اس مرد کو جس نے ہم سے کوئی چیز سنی پھر جیسی سنی ویسی پہونچا دی کیونکہ سننے والے کے بہ نسبت کبھی وہ زیادہ ماہر ہوتا ہے جسکو پہونچی - رواہ الترمذی وغیرہ - اور معنی یہ کہ سننے والے کو اس کلام سے جو علم حاصل ہوا اس سے زیادہ اُس شخص کو حاصل ہو جس کو پہونچا ہے - پھر اہل مکہ و مشرکون کو فہمائش کی - کہ اپنے خیالات و اوہام شرک ترک کرین اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی سچی بات مانین - اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى - بھلا کیا تم لوگ اعتقادی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مین دوسرے اللہ ہین - قُلْ لَّآ اَشْهَدُ کہدے کہ مین اسکی شہادت نہین دیتا ہون قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ تو کہدے کہ مین یہی گواہی دیتا ہون کہ وہ معبود واحد ہے - وَاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ اور کہدے کہ مین بری ہون اُس چیز سے جسکو تم شریک لاتے ہو ف یعنی بت و بداعتقادیان وغیرہ جن سے تم شرک کرتے ہو مین سب سے بیزار ہون پھر موافق سبب نزول مذکورۂ بالا کے مشرکین مکہ نے جو شہادت مانگی تھی یہ کہکر کہ اگلی کتابون والے آپ سے انکار کرتے ہین اسکا رد فرمایا اور حاصل آنکہ اُن کے فسق و فجور نے اُن کو آمادہ کیا کہ از راہ حسد و عناد کے جان بوجھکر منکر ہوتے ہین اور فرمایا - اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وہ لوگ جنکو ہم نے کتاب دی ف یعنی جنکو توریت و انجیل دی بنا برانیکہ الف لام جنس کا ہے پس ہر کتاب سابق کو شامل ہے حاصل آنکہ علمائے یہود جو توریت جانتے ہین اور علمائے نصاریٰ جو انجیل سے آگاہ ہین - یَعْرِفُوْنَهٗ وہ سب محمدؐ کو ایسی طرح جانتے ہین کہ گویا آنکھون دیکھا یعنی محسوس پہچانتے ہین بوجہ اس تعریف کے جو اُن کی کتاب مین مذکور ہے ایسا قطعی پہچانتے ہین کہ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ - جیسے اپنے بیٹون کو پہچانتے ہین ف اُنکے پاس اخبار اور بڑی توجہ و اعتماد کی ایسی آیات موجود تھین کہ اُن سے قطعی علم حاصل تھا اور سب رسولون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور آپکی صفت اور جہان پیدا ہونگے اسکی پہچان اور جہان ہجرت کرینگے اُس کی شناخت اور آپکی اُمت مرحومہ کے صفات سب بیان فرمائے تھے اسی واسطے بعد اس کے فرمایا - اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جن لوگون نے ان علماء اہل کتاب مین سے اپنی جانون کو خوار و خراب کیا ہے فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ وے البتہ محمد صلعم پر دنیا کی چاہ اور حسد و عداوت سے ایمان نہین لاتے ہین اور یہ بات نہین کہ پہچانتے نہ ہون بلکہ عمداً اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے رسول و اُس کے آیات کو جھٹلاتے ہین اور فرمایا - وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ط یعنی کوئی بڑھکر ظالم نہین ایسے شخص سے جس نے افترا باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ہاتین طور کہ اللہ تعالیٰ کی طرف شرک کی نسبت کی جیسے مشرکین مکہ تھے یا نصاریٰ و یہود کہ بندہ مسیح علیہ السلام کو معبود یا بیٹا یا عزیر علیہ السلام کو بیٹا کہتے ہین - یا جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیات کو یعنی قرآن کو - حاصل آنکہ جس نے اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا یا آیات کو جھٹلایا اُس سے

اظلم کوئی نہین پھر اگر کوئی ان دونون کو جمع کرے تو اسکا کیا حال ہوگا انّہٗ ضمیر شان ہی لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی جن لوگون نے اس طرح اپنے اوپر ظلم کیا ہو وہ فلاح نہین پاوینگے ف فی العرائس قولہ تعالیٰ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو۔ اشارہ سے نکلا کہ اگر کسی بندۂ مومن کو مضرت پہونچے تو اسکا کھولنے والا کوئی نہین سوائے اسکے کہ او تعالیٰ اپنے کرم سے اس گرہ کو کھول دے جنیدؒ نے کہا کہ کسی خیر یا شر کے پہونچنے پر جو خطرۂ اول تیرے دل مین خطور کرے وہی تیرا معبود ہے پھر اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا تو وہی تیرا معبود ہے اور وہی تجکو اس بلا مین کافی ہی اس مصیبت کے دور کرنے مین کفایت فرماویگا اور اگر تو نے غیر کی طرف رجوع کیا تو تجکو اور اسکو جسکی طرف تو نے رجوع کیا ہی چھوڑ دیگا یعنی تو جان اور تیرا معتمد علیہ جانے حالانکہ اس معتمد علیہ سے کچھ نہین ہو سکتا وہ خود مجبور ہے۔ اُستاد رحؒ نے فرمایا کہ تجھے بلا سے وہ نجات دیگا جو تجکو بلا مین ڈالے کیونکہ ایجاد کرنیوالا ایک ہی پاک ذات ہی اور اغیار تو سب افعال ہین اور افعال مین سے کوئی یہ لیاقت نہین رکھتا کہ ایجاد کرے۔ قولہ وہو القاہر فوق عبادہ حسینؒ نے کہا کہ قاہریت محو کرتی ہی ہر وجود کو اور بعض نے کہا کہ جیسے بندون کو موت و فنا پر مقہور کیا کہ کسی کو موت سے چارہ نہین ویسے ہی اُن کو ایجاد و اظہار مین مقہور کیا۔ قال المترجم وفی الحدیث وما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیامۃ الا وہو کائن فیہا یعنی جو آدمی زادہ قیامت تک پیدا ہونیوالا ہے وہ ضرور اسمین پیدا ہو جائیگا۔ قولہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ۔ اشارہ ہی کہ شہود الٰہی سے بڑھکر کسی چیز مین شہود نہین کیونکہ اسکی تجلی کا ظہور اعظم ہے کہ ہر ذرہ سے ظہور ہے اور یہ شہادت ازلی ہی کہ اسکی طرف سے اسکی وحدانیت پر سابق ہو چکی جبکہ وجود مخلوق کا معدوم تھا اور تصدیق اسکے جواب سے ہے کہ امر کا جواب امر سے ہی بقولہ قل اللہ شہید بینی وبینکم۔ شیخ رحؒ نے کہا کہ جب شہود الٰہی سے قوم مشرک اندھی تھی تو اشرف موقع شہود یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہوئے کیونکہ باوجود ظہور کے اپنی جہالت و عباوت سے اُن کو کچھ نہین سوجھا۔ باوجود تنبیہ کے کہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ۔ پھر اسپر بھی نہ سمجھے تو تصریح کردی بقولہ قل اللہ شہید بینی وبینکم۔ اور یہ ظہور انوار صفات تھا یہ شہادت کبری ہی اور شہادت معجزات اسکی تصدیق مین شہادت صغریٰ تھی۔ بالجملہ جس نے شہادت کبری کو نہین دیکھا وہ شہادت صغری دیکھے یعنی معجزات آنحضرت صلعم سے مشاہدہ حاصل کرے لیکن جو تقدیر ازل مین اندھا کر دیا گیا ہے وہ ہر شہادت سے اندھا ہی نہ اسکو شہادت کبری نظر آوے اور نہ شہادت صغری۔ حسینؒ نے کہا کہ کوئی شہادت اس شہادت سے زیادہ صادق نہین ہی جو ازل مین حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک سے فرمائی ہے بقولہ قل ای شیٔ اکبر شہادۃ قل اللہ۔ قولہ الذین آتیناہم الکتب یعرفونہ حضرت حق عزوجل نے فرمایا کہ یہودی خوب پہچانتے تھے آنحضرت صلعم کو اُن علامات صحیحہ سے جو اُنھون نے توریت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت و سچے معجزات سے مذکور پایا لیکن وہ معرفت روحانی سے نہین پہچانتے تھے یعنی نور معرفت الٰہی سے محروم اور آپکے چہرۂ مبارک سے نور مشاہدہ کے دیدار سے بے نصیب رہے اسی واسطے اپنی جبلت غضب مین گرفتار ہو کر دنیاوی محبت مین پڑے اور باپ دادون کی تقلید کرنے لگے اور اگر کاش بنور معرفت الٰہی پہچانتے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے مانند آنحضرت صلعم کے قدمون کی خاک بنجاتے۔ قال المترجم۔ مشرکین و یہود و نصاریٰ تعجب کیا کرتے تھے کہ کسی بادشاہ و کسی امیر کے وزیر و مصاحب و ساتھی ایسے نہین دیکھے گئے اور نہ سنے گئے جیسے محمد صلعم کے صحابی ہین کہ آنکھون دیکھی بات ہی کہ آب دہن مبارک اُنکو عطر سے افضل و بہتر ہے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ

اور جس دن ہم جمع کرینگے اُن سب کو پھر کہین گے شریک والون کو کہان ہین شریک تمہارے جن کا تم

تَزْعُمُونَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝

دعوے کرتے تھے پھر نہ رہے گی اُن کی شرارت مگر یہی کہ کہین گے قسم اللہ کی رب اپنے کی ہم شریک نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ

دیکھو تو کیا جھوٹ بولے اپنے اوپر اور کھوئی گئیں اُن سے جو باتیں بناتے تھے اور بعضے اُن مین

يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ

کان رکھتے ہین تیری طرف اور ہم نے اُن کے دلون پر غلاف رکھے ہین کہ اُس کو نہ سمجھین اور اُن کے کانون پر بوجھ اور اگر

يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ

دیکھین ساری نشانیان یقین نہ لاوین اُنپر جب تک آوین تیرے پاس جھگڑنے کو تجھ سے کہتے ہین وہ منکر یہ کچھ نہین

اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

مگر نقلین ہین اگلون کی اور وہ اس سے منع کرتے ہین اور اس سے بھاگتے ہین اور ہلاک کرتے نہین مگر آپ کو اور نہین سمجھتے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ذکر کردے جبدن کہ ہم محشور کرینگے ان مشرکون وکافرون کو سب کو ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا پھر ہم مشرکون

سے فرماوینگے یعنی جو مشرک مرے ہین ۔ اَيْنَ شُرَكَاۗؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۔ تمھارے وہ شرکا کہان ہین جن کو تم زعم کرتے تھے

فکہ وے شریک ہین اللہ تعالیٰ کے اور یہ سوال واسطے ملامت کے ہے یعنی وہ تمھارے شرکا کہان ہین لاؤ جن کو تم شریک بتلاتے تھے اور

تزعمون کا مفعول محذوف کرنے مین اشارہ ہے کہ جملہ زعم باطل اُس دن نکل جاویگے ۔ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ بنا رفوقانیہ قراۃ ابن کثیر وابن عامر وعاصم

ونافع ہے ۔ اور لم یکن بیا رتحتانیہ باقیون کی قراۃ ہے فِتْنَتُهُمْ بنصب وبرفع دونون قراۃ ہین پس بیا رتحتانیہ والون نے بنصب پڑھا بنا بر آنکہ یہ خبر ہے

اور اسم اسکا ان قالوا الخ ہے اور بتا رفوقانیہ پڑھنے والون نے برفع پڑھا بنا بر آنکہ یہی اسم ہے اور خبر اسکی قولہ ان قالوا ہے اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا

مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۔ مین اکثر کی قراۃ بالجر ہے بنا بر آنکہ نعت ہے اسم ذات پاک سے اور بعض کی قراۃ مین بنصب ہے بنا بر آنکہ منادی بحذف حرف ندا ہے

وان قالوا القوت مصدر اے قولہم ہے اور تفسیر بنا بر قول مفسر رح کے یہ کہ ثم لم تکن معذرتہم الا قولہم واللہ ربنا ما کنا مشرکین یعنی جب اُن سے شرکا مانگے

جاوینگے کہ لاؤ کہان ہین تو باطل کو کہان سے لاوینگے پس آگاہ فرمایا کہ پھر اُن کی معذرت کچھ نہ ہوگی سوائے اس قول اور دروغ کے کہ واللہ ہم مشرک

نہ تھے یعنی ہم اُن کو شریک نہین بتاتے تھے فتنہ بمعنی معذرت قرار دیا اور یہی عطا رخراسانی وقتادہ وابن جریج نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت

کیا اور ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ معذرتہم اے حجتہم ۔ حاصل آنکہ مشرکون کی طرف معذرت جسکو وہ اپنے چھٹکارے کی بات سمجھین گے

وہ یہ دروغ ہوگا ۔ شیخ ابن جریر نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ ثم لم یکن قبلہم عذر فتنتا ابا ہم اعتذارا عما سلف منہم من الشرک باللہ الا ان قالوا الخ یعنی جبکہ

ہم فتنہ مین ڈالین گے اُن کو تو اُن کی گفتگو بطور عذر کے اپنے سابق اعمال شرک سے کچھ نہوگی سوائے اس کے کہ کہین گے کہ واللہ ہم مشرک تھے

زجاج رحمہ اللہ نے کہا کہ اسمین ایک لطیف معنی یہ ہین کہ آدمی جب محبوب چیز سے فتنہ مین پڑتا ہے پھر اسکو محنت ومشقت لاحق ہوتی ہے پھر بزار

ہو جاتا ہے تو اسکے حق مین کہا جاتا ہے کہ اسکا کچھ فتنہ نہ تھا سوائے فلان چیز کی محبت کے پس ایسے ہی کفار کا حال ہوا کہ بتون کی محبت سے فتنہ

مین پڑے پھر جب عذاب الیم نظر پڑا تو بتون سے بیزار ہوئے پس اُن کے حق مین صادق ہوا کہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا الخ ۔ اور بعض نے کہا کہ یہ

جواب خود فتنہ تھا بسبب اسکے کہ دروغ تھا ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ثم لم تکن فتنتہم

الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین اور نیز فرمایا کہ لا یکتمون اللہ حدیثا ۔ حالانکہ وہ جھوٹ بولکر چھپا گئے تو ابن عباس رض نے فرمایا کہ مشرکین جب

دیکھین گے کہ جنت مین کوئی نہین داخل ہوتا سوائے نمازیون کے (یعنی اہل توحید پابند صوم وصلوۃ) کے تو آپس مین کہین گے کہ آؤ ہم بھی

Marfat.com

شرک سے منکر ہو جاوین تاکہ عذاب سے چھوٹین پس قسم کھا کر جھوٹ بولین گے پس اللہ تعالیٰ اُن کے منھون پر مہر کر دیگا اور اُن کے ہاتھ پاؤن گواہی دینگے پس اس حالت مین اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز نہین چھپا سکین گے۔ اب جہان تو نہ سمجھے تو اپنی سمجھ کا قصور جان اور قرآن مجید سب اپنے اپنے علم مین نازل ہوا ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ۔ چشم بصیرت و غور سے تامل کر کے دیکھ اے محمد کہ کیونکر ان مشرکون نے اپنے نفس پر جھوٹ کہا یعنی شرک کی نفی کی۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔ اور غائب ہو گیا یعنی گم ہو گیا اُن سے وہ جو اللہ تعالیٰ پر افترا باندھا کرتے تھے ف کہ غیرون کو اللہ تعالیٰ عزوجل کا شریک بناتے تھے۔ بیضاوی نے کہا کہ شدت عذاب و ہول قیامت سے دہشت و حیرت مین ہو کر مشرک لوگ جھوٹی قسم کھا دینگے حالانکہ کچھ نفع نہ ہوگا اور یہین سے ظاہر ہوا کہ مشرکون کے قلب مین کس قدر کجی سمائی ہے کہ جناب باری تعالیٰ مین بھی جھوٹ سے باز نہ آئین گے باوجودیکہ علم الٰہی ہر خفیہ و ظاہر پر محیط ہے اور یہ جہالت ہے اگر توحید و اسلام سے او تعالیٰ عزوجل کے صفات کی معرفت رکھتے ہوتے تو ایسا نہ کرتے اور معرفت الٰہی تو باتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جیسے جہالت و گمراہی شرک و کفر و بدعت سب یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منکر ہو۔ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ یعنی بعض ان مشرکون مین سے وہ ہین جو تیری طرف کان لگا کر قرآن پڑھنے مین سنتے ہین۔ مدارک مین ہے کہ روایت ہے کہ ابوسفیان و ولید بن المغیرہ و نضر بن الحارث وغیرہ چند نفر نے آنحضرت صلعم کی تلاوت کو سنا تو نضر نے کہا کہ محمد کیا کہتا ہے دوسرا بولا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ کیا کہتا ہے وہ زبان ہلاتا ہے اور اگلون کے قصے ویسے بیان کرتا ہے جیسے مین نے تم سے رستم و اسفندیار کی داستان بیان کی ہین تو ابوسفیان نے کہا کہ مین تو واللہ اسکو حق سمجھتا ہون تو ابوجہل نے کہا کہ ہرگز نہین یہ غلط ہے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً۔ اکنہ جمع کنان۔ وہ چیز جو دوسری چیز کو ڈھانپ لے جیسے ترکش کے اندر تیر بند ہو جاتا ہے یا تھیلی کے اندر کوئی چیز بند ہوتی ہے اسیواسطے مفسرؒ نے اغطیہ سے تفسیر کی اور وہ جمع غطا ہے بمعنی ڈھانپ لینے والی۔ اَنْ يَّفْقَهُوْهُ یعنی ہم نے اُن کے دلون پر اکنہ اسواسطے کر دیئے تاکہ قرآن کو نہ سمجھین اور تیز کر دیا ہم نے۔ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا۔ اُن کے کانون مین وقر کو۔ یعنی کان مین بہرا پن کر دیا پس قرآن کو قبولیت کا سننا نہین سنتے۔ حاصل آنکہ ظاہر مین کانون کے بہرے نہ تھے بلکہ باطنی حجاب و پردے اُن کے دلون کے مانند کانون پر تھے کہ جو حق بات سنتے تھے وہ قبول نہین کرتے تھے۔ اور اسکا بھید یہ ہے کہ جب اُس نے دنیا اختیار کی تو قلب پر مہر کر دی گئی پس حق کو سننے و سمجھنے و دیکھنے سے بہرے و احمق و اندھے ہین۔ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا اور اگر ہر آیت دیکھ لین گے تو بھی اسپر ایمان نہ لاوینگے ف حتی کہ قیامت مین جب کہین گے کہ ہم دنیا مین لوٹائے جاوین ہم اب کبھی شرک نہ کرین تو فرما دیگا کہ جھوٹے ہو پھر وہان جا کر یہی کرو گے اور یہ اسوجہ سے کہ جنھون نے ضلالت اختیار کی وہ مقہور بحکم تقدیر ہے۔ اور جو تقدیر پر ایمان نہ لایا وہ کافر ہے اور حکمت اس تقدیر مین اللہ عزوجل کی حکمت غیر متناہی ہے بندہ بے عقل بھلا اس تمام حکمت کو کیونکر محیط ہو سکتا ہے قرآن مین خضر و موسیٰ علیہما السلام کا قصہ اسی تنبیہ کیواسطے ہے کہ موسیٰ علیہ السلام باوجود اس جلالت قدر و رسالت کے سمجھنے کی تاب نہ لائے۔ مولوی روم نے خوب کہا ؎ بین کہ موسیٰ باہمہ نور نظر ؛ شد ازان محجوب تو بے پر مپر ؛ حالانکہ ہر فعل خضر علیہ السلام کا جس سے موسیٰ انکار کرتے تھے در واقع بڑی حکمت پر مبنی تھا جیسا کہ انشا اللہ تعالیٰ آویگا۔ بالجملہ ان کافرون مشرکون ابوجہل و اسکے مثل کو فرمایا کہ ہر آیت دیکھ لین تو بھی اسپر ایمان نہ لائین گے۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ یہان تک کہ جب تیرے پاس آوین تو تجھ سے جھگڑین ف چنانچہ منجملہ جدال کے یہ ہے۔ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ جو کافر ہوئے وہ کہتے ہین کہ نہین یہ قرآن مگر اکاذیب اگلون کے ف یعنی اگلے لوگون کی جھوٹی بنائی ہوئی داستانین ہین۔ اور اساطیر بروزن اضاحیک و اعاجیب کے جمع اسطورہ کی بضم اول ہے

واضح ہو کہ بعض نے کہا کہ اساطیر جمع ہے جس کا مفرد نہین ہی مانند اہابیل کے۔ نحاس نے کہا اسطور واحد ہے۔ اور مفسرؒ نے قول اخفش اختیار کیا کہ اساطیر جمع اسطورہ ہے اور جوہری نے کہا کہ اساطیر اباطیل و ترہات ہین یعنی جھوٹی اور بے سر پیر کی باتین۔ اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اساطیر الاولین اے احادیث الاولین۔ مترجم کہتا ہے کہ اہل مکہ سے یہ عناد عجیب تھا کہ قرآن کو بمثل بلیغ دیکھتے تھے۔ اور عاجز ہو کر التزام دروغ بکتے تھے اور آیت مین دلیل ہی کہ یعنی اگلون کے قصے ہین بنظر بلاغت کلام کے جسکے مثل لانے سے عاجز تھے۔ اسکی طرف مائل ہوتے تھے اور تصدیق کرتے پھر جب کفر تقدیری جوش کرتا تو مجادلہ کرنے لگتے اور انکار کر جاتے تھے۔ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ۔ اور یہ مشرک اس سے منع کرتے ہین۔ ف لوگون کو نبی صلعم کی پیروی کرنے سے روکتے ہین۔ **قال فی المدارک**۔ یا ضمیر راجع بجانب قرآن ہی یعنی قرآن پر ایمان لانے سے روکتے ہین۔ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ اور اس سے خود دور رہکے پھرتے ہین ف پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین لاتے ہین **شیخ ابن کثیرؒ** نے فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وہم ینہون عنہ یعنی لوگون کو نبی صلعم پر ایمان لانے سے پھیرتے و مانع ہوتے ہین و قولہ ینأون عنہ یعنی چھوڑتے نہین کہ کوئی شخص اس سے نفع لیوے۔ محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ کفار قریش خود نبی صلعم کے پاس نہ آتے اور لوگون کو اس سے منع کرتے تھے اور یہی مجاہد و قتادہ و اکثرون کا قول ہی اور یہی اظہر ہے اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے قول دوم جو مفسرؒ نے بیان کیا بصیغہ تمریض کہ کہا گیا کہ ابو طالب کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگون کو محمد صلعم کے ایذا دینے سے روکتے تھے اور آپ پر ایمان نہین لاتے تھے۔ **قال ابن کثیرؒ** اور یہی قول قاسم بن مخیمرہ و حبیب بن ابی ثابت و عطار بن دینار وغیرہ کا ہے۔ **قال فی الکمالین** مفسرؒ نے اسکو بصیغہ تمریض اسواسطے بیان کیا کہ قول ما بعد یعنی قولہ وان یہلکون الا انفسہم۔ سے مناسب نہین بوجہ اسکے کہ آنحضرت صلعم کے تعرض سے منع کرنا موجب ہلاکت کیون ہوگا۔ اور ضمیر جمع کی کچھ وجہ نہین اور اگر کہا جاوے کہ تعظیم کے لئے ہے تو وہ فقط ضمیر متکلم مین ہی پایا گیا ہے باوجودیکہ مقام اسکو محتمل نہین۔ **قال المترجم** جواب یون ممکن ہی کہ ہلاکت اسوجہ سے نہ تھی کہ آنحضرت صلعم کی ایذا سے روکتا تھا بلکہ عدم ایمان اسکو موجب ہی کیونکہ ینہون عنہ کے یہ معنی کہ لوگون کو حضرت صلعم کی ایذاء سے منع کرتا اور قولہ ینأون عنہ کے یہ معنی کہ خود ایمان نہ لایا۔ اور ضمیر جمع کی تعظیمًا مقام پر واحد کے واسطے اکثر آئی ہے خواہ باعتبار اسکے کہ ابو طالبؓ و اسکے شریک بلکر جمع ہو گئے تھے کیونکہ بنو ہاشم مانع تھے اور یا بوجہ اسکے کہ دس شخص تھے جیسا کہ سعید بن جبیر کا قول شیخ ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے اور رہا یہ کہ ضمیر جمع تعظیم کی تو مخصوص بضمیر متکلم نہین کیونکہ قصہ حضرت ابراہیمؑ مین حضرت جبرئیل نے فقط سارہ کو مخاطب کیا۔ کما فی قولہ۔ اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ و برکاتہ علیکم اہل البیت الآیۃ۔ اور نظائر اسکے اور بھی ہین اگرچہ یہان مقام تعظیم نہین ہی مگر آنکہ یون کہا جائے کہ جمع باعتبار تعدد فعل کے ہے۔ کما فی قول امرأ القیس ؎ قفا نبک من ذکری حبیب و منزل ؛ علاوہ برین حضرت عباسؓ سے روایت ہی کہ اس کا نزول ابو طالب کے حق مین ہوا جو مشرکون کو منع کرتے کہ آنحضرت صلعم کو ایذا مت دو اور جو کچھ حضرت صلعم لائے تھے اس سے انکار کرتے تھے رواہ عبد الرزاق عن الثوری عن حبیب بن ابی ثابت عمن سمع ابن عباس بہ۔ وقد رواہ الحاکم موصولا و صححہ۔ اسی واسطے مفسرؒ نے مابعد مین ہلاکت کو فقط نائے یعنی دوری رکھنے سے مخصوص کیا ورنہ بنا بر تفسیر اول کے لوگون کو روکنا و دوری اختیار کرنا دونون موجب ہلاکت ہین۔ وَإِنْ يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ۔ حالانکہ یہ لوگ نہین ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو ف کیونکہ اس کا ضرر انھین پر پڑتا ہی کیونکہ کافر مشرک مرکر جہنم مین جاوینگے وَمَا يَشْعُرُونَ۔ ولیکن اسکا شعور نہین رکھتے ف باوجودیکہ کھلی بات ہی پس یہ لوگ جانورون سے بدتر ہین ف فی العرائس قولہ ومنہم من یستمع الیک الی قولہ لا یؤمنوا بہا۔ ان لوگون کے دل بسبب عوارض بشری و نفس امارہ کے تاریکی کے دیدار انوار غیب سے اندھے تھے اور خطاب حق کو نہین سمجھتے تھے اور اُن کے اسرار باطنی کے کانون مین ٹھینٹھر تھے جس سے خطاب حق سنتے نہ تھے اور اُنکی ظاہری و باطنی آنکھون پر عشاوت

غرور و جہالت تھی جس سے آیات و برہان حق کو مشاہدہ نہین کر سکتے تھے اور ابن عطار حمہ نے کہا اسوجہ سے کہ ان کے واسطے وہ کان ہی نہ تھے جس سے سنکر سمجھ آتی ہے۔ واسطی حمہ نے کہا کہ بعض اُن مین سے اپنے نفس سے تیری طرف کان لگاکر سنتے ہین پس وہ اپنے نفس کی تاریکیون مین متردد پھرتا ہے اور جو کوئی اُن مین سے ہمارے نام کی قوت سے تجھ سے سنتا ہی تو اسکو عرفان حاصل ہوتا ہی یعنی ایمان لاتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ

اور کبھی تو دیکھے جس وقت اُن کو ٹھہرایا ہی آگ پر تو کہتے ہین اے کاشکے ہم کو پھر بھیجین اور ہم نہ جھٹلائین اپنے رب کی آیتین اور رہین

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا

ایمان والون مین کوئی نہین بلکہ کھل گیا جو چھپائے تھے پہلے اور اگر پھر بھیجے تو پھر کرین

لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا

وہی جو منع ہوا تھا اُنکو اور وہ جھوٹ بولتے ہین اور کہتے ہین ہم کو زندگی نہین مگر یہی دنیا کی اور ہمکو پھر

نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ

نہین اُٹھنا اور کبھی تو دیکھے جس وقت اُن کو کھڑا کیا ہے اُن کے رب کے سامنے فرمایا اب یہ سچ نہین

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ ع ۳ ۱۰ ۹

بولے کیون نہین قسم ہمارے رب کی فرمایا تو چکھو عذاب بدلا اپنے کفر کا

وَلَوْ تَرٰى اور اگر تو دیکھے اے محمد صلعم اور شاید ہر عبرت لینے والے مرد صالح کو خطاب ہو۔ اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ کہ جب یہ کفار آگ پر کھڑے کئے جاوینگے ف بعض نے کہا کہ علی بمعنی فی ہے یعنی آگ کے اندر کھڑے کئے جاوینگے اور مفسر حمہ نے کہا کہ اے عرضوا علی النار آگ کے سامنے پیش کئے جاوینگے۔ فَقَالُوْا بسبب خوف عذاب کے کہین گے يٰلَيْتَنَا اے کاش ف ہماری تمنائے محال پوری ہوتی کہ نُرَدُّ ہم دنیا مین پھیرے جاتے۔ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور ہم کبھی اپنے رب کی آیتون کو نہ جھٹلاتے اور مومنون مین ہو جاتے ف یعنی جب تو اُن کو آگ پر کھڑے ہوکر یہ حسرت بیان کرتے سنے تو تجھے بہت ہولناک امر نظر آوے۔ واضح ہو کہ لانکذب ونکون مین تین قراۃ ہین اول دونون کا رفع اور دوم دونون کا نصب اور سوم اول کو رفع اور دوم کو نصب ہے، پس کسائی واہل مدینہ نے دونون کو منصوب پڑھا باین طور کہ یہ جواب ہے تمنی کا اور واؤ کے بعد ان مقدر ہی اور اکثر قرا کے نزدیک دونون کو رفع ہے پس یہ استیناف ہی اور اسی کو سیبویہ حمہ نے اختیار کیا اور تقدیر یہ کہ ونحن لانکذب الخ پس جھٹلانا چھوڑنے پر ثبات ہی خواہ پھیرے جاوین یا نہ پھیرے جاوین اور ابو عمرو حمہ اللہ نے اسکے داخل تمنی نہ ہونے پر یہ استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بعد کو فرمایا وانہم لکاذبون پس تمنی مین داخل نہین کیونکہ تمنی مین جو جملہ انشائیہ ہی تکذیب نہین ہوتی ہے اور ابن عامر نے پہلے دونون فعلون یعنی نرد اور نکذب کو تمنی مین داخل کیا اور نکون کو بنصب پڑھا۔ ہا جملہ جواب لو کا محذوف ہی مانند رایت امرا عظیما۔ کے یعنی لو تراہم اذ وقفوا علی النار لرایت امرا عظیما ہائلا فظیعا۔ یعنی تو اگر دیکھتا کہ جب یہ لوگ قیامت مین دوزخ پر پیش کئے جاوینگے قطعا تو تو دیکھتا اُن کے حال کو ایک امر عظیم ہولناک نہایت کریہ منظر۔ حاصل آنکہ اس حالت مین کہ ہولناک عذاب معائنہ کرینگے تو ایمان لاوینگے اور تمنا کرینگے کہ کاش ہم دنیا مین واپس بھیجے جاتے اور اب کبھی پروردگار کی آیتون کی تکذیب نہ کرینگے اور مومن ہون گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بَلْ اضراب ہے ارادۂ ایمان سے جو تمنی سے مفہوم ہی یعنی ارادۂ ایمان نہین ہی بلکہ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ظاہر ہو گیا اُن پر جو پہلے چھپائے تھے ف کہ واللہ ربنا ما کنا مشرکین ہم تو واللہ مشرک

Marfat.com

نہین تھے ۔ یہان تک کہ زبان بند ہوگئی اور اُن کے جوارح نے گواہی دیدی کہ یہ مشرک تھے تب اسکی تمنا کرنے لگے ۔ قال ابن کثیر رحمہ اللہ اور احتمال ہو کہ دنیا مین جو انبیا علیہم السلام کی پوشیدہ سچائی جانتے مگر ہیلاکی سے پسند نہین کرتے اور وعید عذاب کو سچ سمجھتے تھے وہ اب کھل گیا چنانچہ قول موسیٰ بمقابلہ فرعون کے قرآن مجید مین ہو کہ موسیٰ علیہ السلام نے اسکو کہا ۔ لقد علمت ما انزل ہؤلاء الا رب السموات والارض بصائر الآیۃ ۔ یعنی تو خوب جان چکا کہ ان معجزات کو رب السموات والارض ہی نے بصائر کیلئے بھیجا ہو ۔ ۱۲ ۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرعون و اسکی قوم کی خبر دی کہ جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا الآیۃ ۔ یعنی جان بوجھکر منکر ہوئے اور یہ بھی احتمال ہو کہ مراد اس سے منافق ہون جو لوگون پر ایمان ظاہر کرتے اور دل مین کفر چھپاتے تھے اور یہ وارد نہین ہوتا کہ آیت مکیہ ہو اور منافقین مدینہ مین تھے کیونکہ وقوع کسی واقعہ نفاق کا اسوقت مذکور نہین بلکہ قیامت مین ہوگا تو اس درمیان مین خود منافق ہو چکے اور خود سورۂ عنکبوت مین جو مکیہ ہو صاف فرمایا ۔ ولیعلمن اللہ الذین آمنوا ولیعلمن المنافقین الآیۃ ۔ قال المترجم یہ توضیح ہو لیکن یہان انفکاک نظم لازم آتا ہے جیسا کہ بیضاوی وغیرہ نے اشارہ کیا ہو ہان اگر یہ کہا جاوے کہ شمول اسمین مشرکین و قوم فرعون وغیرہ کے ساتھ منافقین کا بھی ہو بلکہ اہل کتاب علماء یہود و نصاری بھی شامل ہین ۔ کما قال فی المدرک کہ آنحضرت صلعم کی صحت نبوت جان کر منکر تھے ۔ اور ہر ایک فرقہ کے حق مین اُسی کے موافق صادق ہے کہ ظاہر ہوا اسکے واسطے جو پہلے چھپاتا تھا ۔ اور یہان سے ظاہر ہوا کہ یہ نظم معجز قرآن ہے کہ اس تمام مضمون کو کس حسن اسلوب سے ایک آیت مین ادا فرمایا گیا اور اسکی استطاعت بشر کو نہین ہو ۔ اور چونکہ خطاب مشرکین سے ہو لہذا ان کے حق مین ایک گونہ اظہر ہو کہ پہلے بیان ہوا کہ وہ مشرک ہونا چھپاتے و قسم کھاتے تھے اور وہ جوارح کی گواہی سے کھل گیا تو انھون نے دنیا مین لوٹ جانے و عدم تکذیب کی تمنا کی پس اللہ عزوجل نے رد کردیا کہ یہ تمنا اس غرض سے نہین کہ واقعی ایمان محبوب ہوا اور شرک سے بیزار ہوئے بلکہ یہ عذاب ہولناک روبرو دیکھ تو یہ بکنا لاکیونکہ بندہ اپنے خالق کو محبوب رکھے تو یہ ہر حال مین بندہ کی شان ہو بلکہ اسکی ماہیت کا خاصہ لازم ہے لیکن کفار اسپر مطبوع نہ تھے وہ گویا ماہیت ہی ایسی ہو کہ اسکو یہ خاصہ لازم نہین ہو اور رد کردیا اللہ تعالیٰ نے بقولہ ۔ لعادوا لما نہوا عنہ ۔ بھی ضرور وہی کرنے لگتے جس سے ممنوع ہوئے تھے یعنی مشرک ہوجاتے ۔ وانہم لکاذبون ۔ اور ضرور یہ لوگ جھوٹے ہین فی اس دعوی مین کہ ہم ایمان لائین گے اور یہ علم الٰہی محیط اور صادق ہو ۔ عن قتادہ رح اگر اللہ تعالیٰ اُن کو ایک دنیا مین پہونچا دیتا جو مثل دنیائے سابق کے ہوتی جسمین پہلے تھے تو بھی اپنے بداعمال کی طرف عود کرتے جس سے منع کئے گئے تھے ۔ قال ابن عباس رض اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اگر پھیرے جاوینگے تو بھی ہدایت پر قدرت نہ پاوینگے قبل فی قولہ انہم لکاذبون ۔ اے صفت دروغ کی ان کو لازم ہے کبھی اس سے جدا نہ ہونگے کیونکہ ازل مین وحدانیت الٰہی و عدم شرک کی گواہی دے آئے تھے مگر دنیا مین پیدا ہو کر منکر ہوگئے تو دوبارہ بھی وہی پیدائش اور وہی امتحان سامنے ہوتا ۔ وقالوا یعنی منکرین بعث نے کہا ۔ یعنی جو لوگ اس بات سے منکر ہین کہ قیامت کیواسطے مردے اٹھائے جاوین گے انھون نے کہا ان ہی ہی الحیوۃ ۔ نہین ہو یہ زندہ ہونا ۔ الا حیاتنا الدنیا سوائے اس ہماری زندگی دنیاوی کے وما نحن بمبعوثین ۔ اور ہم مبعوث ہونے والے نہین ہین ف اور شیخ ابن کثیر رح نے قالوا کو عادوا پر عطف کیا یعنی لو ردوا الی الدنیا لعادوا عطف الی الشرک لقالوا عطف البعث ۔ یعنی اگر دنیا کی طرف پھیرے جاتے تو عود کرتے شرک کی طرف اور پھر کہتے کہ بعث و حشر کچھ نہین ہے اور یہی مدارک مین نسفی رح نے اختیار کیا ہو ۔ ولو ترٰی اذ وقفوا علی ربہم ۔ اے رائت امرا عظیما ۔ اور اگر تو دیکھے جبکہ پیش کئے جاوین گے مشرکین اپنے پروردگار کے روبرو تو البتہ ایک امر عظیم دیکھے ۔ قال الیس ہذا بالحق ۔ فرماویگا اللہ تعالیٰ خاص خطاب سے نہین بلکہ ملائکہ کی زبان سے باین طور کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ مشرکون سے کہین گے ان کو ملامت کرنے و جھڑکنے کو کہ کیا نہین ہو یہ بعث و حساب

Marfat.com

جو تم نے آنکھون دیکھ لیا برحق واقعی پس یہ استفہام توبیخی ہی اور مشرکین و کفار جو لوگ کہ روز حشر و مردے اُٹھائے جانے سے منکر ہین وہ اس توبیخ کے جواب مین عرض کرینگے۔ قَالُوْا بَلٰی وَرَبِّنَا یعنی کہینگے ہان برحق ہی قسم اپنے پروردگار کی۔ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ۔ حکم فرماویگا کہ پھر چکھو عذاب عوض اپنے انکار کے ف۔ یعنی دنیا مین جو ایمان لانے اور نیک کام کرنے کا گھر تھا اسمین تم نے کفر و انکار کیا اور جھٹلایا تھا اب اسکا بدلا یہ کہ عذاب چکھو ف فی العرائس قولہ تعالیٰ بل بدا لھم ما کانوا یخفون من قبل ط مشرکون نے دنیا مین کفر و شرک کی قبیح حالت کو نہین پہچانا اور اگر پہچانتے تو توحید ایمان پر ہو جاتے اور عجیب شان یہ کہ ایمان و توحید فقط اتنی بات ہی کہ اے بندو تم مخلوق ہو اپنے خالق کی بندگی کرو۔ اور یہ بہت ظاہر عمدہ بات ہی جسکو ذرا بھی عقل ہوگی وہ خالق کی سوائے اپنے مانند دوسرے کسی مخلوق کی بندگی نہ کریگا لیکن عجب قدرت خالق عزوجل ہی کہ اس راہ پر نہین آتے اور اپنی حرکت کی بُرائی نہین پہچانتے پھر قیامت کے روز اس قوم کو کفر کی حقیقت ظاہر ہوگی مگر اسوقت کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ جو وقت تھا اُسمین تو یہ لوگ معرفت کے مقامات سے بھٹکے ہوے نکرت مین سرگردان پھرے حالانکہ اگر ان نکرت کے مقامات کو حقیقت مین پہچانتے تو معارف مین پہونچ جاتے کیونکہ نکرت سے بیزاری ہی معرفت ہی اور یہ مقام اُن کے سینون ہی مین تھا اور وہ لوگ کفر کی پیروی اور نافرمانیون کی شہوت مین بغیر اختیار کے بسبب نادانی کے اسکو چھپاتے تھے اور کوئی دل ایسا نہین ہی کہ جس کو غیبی کھٹکا نہ والا الہام الٰہی کا کھٹکا نہ دیوے جس سے رضائے الٰہی کے طریقہ کو پہچانا جاتا ہی اور وہ شخص خود اسکو پہچان جاتا ہے اور سُن لیتا ہے لیکن اپنے دل مین خفیہ لے لیتا ہے اور جسقدر وہ نفس کے چاہ ضلالت مین زیادہ گرفتار ہونے سے قلب کو پردۂ ظلمت مین ڈھانپے ہوتا ہے اسی قدر اسکو اس الہام پر اعتبار کم ہوتا ہے اور وہ اُسکے عین دل مین خفیہ رہجاتا ہے کیونکہ وہ بال سے باریک ہی اور چیونٹی سے زیادہ اس کی چال خفیہ ہے مگر باوجود اس کے وہ اپنے دل ہی دل مین اسکو جان ضرور جاتا ہی اور یہ غلبہ شہوت نفسانی ہی کہ پروا نہین کرتا ہی پس اللہ تعالیٰ نے قیامت مین وہ اسرار خفیہ ان کو عار دلانے اور اُن پر حجت الٰہی ظاہر و باطن قائم کرنے کے واسطے ظاہر کر دے۔ بعض نے فرمایا کہ اُنکے علم کے قلب سے جو اسرار ان مین خفیہ تھے انکا ظہور ہوگا۔ ابو العباس دینوری رح نے کہا کہ مکار صوفی و دغاباز عالم بھی اسکے اشارے مین شامل ہین کہ لوگون کو اپنی شان بڑی بڑی ظاہر کرتے اور بڑے متقی اور ریا خداد کھلاتے اور دل مین خفیہ جیسے تھے وہ معلوم تو اُنکا یہ فریب و مکر بھی اُس دن ظاہر ہوگا پس نیک بندون سے مومنون کے مقابلہ مین اپنے ہیچ ہونے کو ظاہر کرینگے۔ قولہ ولو تری اذ وقفوا علی ربہم ط ابن عطار رح نے فرمایا کہ یہان سے وقوف قہری مراد ہی اور اگر انکو وقوف کرامت ہوتا اور اشتیاق مین کھڑے ہوتے تو انوار کرامات سے وہ کچھ دیکھتے کہ اُن کو نہایت ہی عجیب ہوتا۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰہِ ط حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْھُمُ السَّاعَۃُ بَغْتَۃً قَالُوْا

خراب ہوے جنھون نے جھوٹھ جانا ملنا اللہ کا جب تک کہ آپہونچے اُن پر قیامت بیخبر کہنے لگے

یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْھَا وَھُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَھُمْ عَلٰی ظُھُوْرِھِمْ اَلَا

اے افسوس کیا ہم نے قصور کیا اُس مین اور وہ اُٹھاتے ہین اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر سُنتا ہے

سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ ۝ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ ط وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ

بُرے بوجھ ہین جو اُٹھاتے ہین اور کچھ نہین دنیا کا جینا مگر کھیل اور جی بہلانا اور بچھلا گھر جو ہے سو بہتر ہے

یَتَّقُوْنَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

ڈر والون کو کیا تم کو سمجھ نہین۔

Marfat.com

یہ وہی لوگ ہین جن کا ذکر اوپر ہوا اور اُن کا حال بیان کیا گیا کہ مشرک ہین اور بعث وحشر سے منکر ہین اور خسران خسارہ پانا - اور وہ تجارت وصفقہ بیع یعنی خرید فروخت مین ہوتا ہی - وقد قال فی شان المنافقین فما ربحت تجارتہم یعنی ایمان کے بدلے کفر وشرک لیا اور حشر وقیامت سے انکار کیا تو اسمین خسارہ سخت اُٹھایا اور مراد یہان خسران سے ثواب عظیم جاتا رہنا بلکہ عذاب جحیم خواہ مخواہ حاصل ہونا اور لقاء ملاقات اور اسمین دلالت ہی کہ قیامت مین دیدار باری تعالی مومنون کو نصیب ہوگا اور یہ دیگر آیات واحادیث صحیحہ سے منصوص وقطعی ثابت ہی اور مفسر نے کہا کہ لقاء الٰہی کی تکذیب اسطرح کہ بعث وحشر سے منکر ہوئے اور یہ اسوجہ سے کہ جو بعث سے منکر ہی وہ دیدار سے منکر ہی - قال تعالی - قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰہِ - جن لوگون نے لقاء الٰہی کو جھٹلایا وہ خسارہ سخت مین پڑے ف اور وہ خسارہ دائمی بے انتہا ہی لیکن اُن کے جھٹلانے کا ایک وقت محدود ہی کہ بعد اسکے ان پر خسارہ طاری ہوگا - چنانچہ فرمایا حَتّٰۤی اِذَا جَآءَتْہُمُ السَّاعَۃُ بَغْتَۃً - یہانتک کہ جب اُن پر قیامت اچانک آجاویگی ف یا موت آویگی کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ جو مرا اسکی قیامت قائم ہوگئی اور مراد آثار موت ہین جو اچانک طاری ہوجاتے ہین پس مضاف محذوف ہی اے مقدمات الساعۃ - حاصل آنکہ جھٹلاتے رہے لقاء الٰہی کو بطور انکار بعث کے یہانتک کہ جب موت اچانک آئی جو مقدمہ قیامت ہی یا قیامت آگئی - قَالُوْا یٰحَسْرَتَنَا عَلٰی مَا فَرَّطْنَا فِیْہَا - تو کہنے لگے اے ہماری حسرت اس بات پر جو ہم نے دنیا مین تقصیر کی ف حسرت درحقیقت منادی نہین مگر یہ غایت تحسر ہی اور بقول سیبویہ ایسی ندا مین مجازاً حسرت کو پکارا بایں معنی کہ اے حسرت بس یہ تیرے حاضر ہونے کا وقت ہی تو حاضر ہو - والتفریط کسی چیز مین باوجود قدرت کے تقصیر کرنا - اور فیہا کی ضمیر بجانب حیات دنیا راجع ہی یا بجانب دنیا راجع ہی کیونکہ وہ محل تفریط ہی - اور ابن جریر نے کہا کہ فیہا کی ضمیر صفقہ کی طرف راجع ہی کیونکہ کفر کے عوض ایمان کو اور دنیا کے عوض آخرت کو بیچنے کے صفقہ مین جب خسارہ انکو بعد موت کے یا قیامت مین ظاہر ہوا تو اپنی تقصیر وتفریط مین سخت حسرت کھائی کیونکہ خسارہ بدون صفقہ کے نہین ہوتا پس گویا وہ مذکور ہے - اور ابو سعید خدری سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ حسرت یہ کہ دوزخی اپنے ٹھکانے جنت کے دیکھکر بہت غمگین ہونگے پس یہی حسرت ہی جو حکایۃً فی قولہ تعالی - یا حسرتنا - مین مذکور ہی - رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ والخطیب بسند صحیح - بالجملہ یہ حسرت وغم سے اپنی تقصیر پر نالان ہون گے اور حال یہ ہوگا کہ - وَہُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَہُمْ عَلٰی ظُہُوْرِہِمْ - وے لوگ لادے ہون گے اپنے گناہون کو اپنی پیٹھون پر ف بایں طور کہ قبرون سے اُٹھائے جانے کے وقت اُن کے یہ اعمال آوینگے اُن کے پاس نہایت قبیح چیز کے مانند صورت مین اور نہایت بدبودار چیز کے مانند بو مین پس اُن پر سوار ہوجاوینگے - اور یہ معنی جو مفسر نے ذکر کئے ہین بعض تابعین مثل ابو رزق وسدی وغیرہ سے ابن ابی حاتم وغیرہ نے روایت کئے ہین اور چونکہ اسمین قیاس کو دخل نہین لہذا مسموع ہون گے اور معنی مین کوئی تردد نہین ہی کیونکہ افعال کفار ومشرکین نہایت خبیث وقبیح تھے اور سدی کی روایت مین ہی کہ اس بدشکل وبدبو کے ساتھ قبر مین اس مشرک کے ساتھی رہین گے اور وقت بعث وحشر کے اسپر سوار ہون گے کہ دنیا مین تو ہم پر سوار تھا آج ہم تجھ پر سوار ہین اور کوئی شک نہین کہ اللہ تعالی ان اعمال کو بصورت مناسب متمثل فرماوے اور کوئی شک نہین کہ ان عوارض کیواسطے دنیا مین ایک ہیات ہے اور کوئی شک نہین کہ دنیا وآخرت مین جہان بدلا ہوا ہی پس جسکی جہان صورت نظر نہین آتی وہان اسکی صورت نظر آسکتی ہی اور حکمائے یونان اسمین کوئی کلام نہین کرسکتے بلکہ وہ تو جواہر کی صورت کا عرض ہونا قطعی جانتے اور اسپر ان کی حکمت کے قوانین مبنی ہین اور شیخ اکبر قدس سرہ نے اسی اصل پر یہ حجت پیش کی ہی کہ قیامت و دار آخرت مین نماز وروزہ وغیرہ اعراض کی صورت اور اُن کا وزن ہوگا اور اہل عقل واہل علم اس امر مین اتفاق رکھتے ہین ہان اس زمانہ مین بعضے ملحد وجہال ایسے ہین کہ عوام کو جن کی سمجھ ان علوم تک بسبب لاعلمی کے نہین پہونچی ہی

بہکاتے ہین اور چونکہ خود بے بہرہ جاہل ہی انکار کرتا ہی اور سورۂ بقرہ کے اوائل مین اسکی کچھ بحث گذری ہی فتذکر - اور بعض علمانے کہا کہ قولہ وہم یحملون اوزارہم مین اوزار جمع وزر بمعنی گناہ ہی اور عرب بولتے ہین کہ احمل وزرک یعنی اپنا بوجھ لادلے اور اسی سے وزیر ماخوذ ہی کیونکہ وہ بار اُمور سلطنت اُٹھائے ہوتا ہے پس معنی آنکہ وہ بار گناہ اُٹھائے ہون گے اور حاصل آنکہ اُن کے گناہ اُن کو لازم و چپٹے رہین گے انسے دور نہ ہون گے اور تخصیص علی ظہورہم کی کنایہ کثرت و شدت سے ہی کیونکہ آدمی پیٹھ پر بہ نسبت سر و کندھے وغیرہ کے زیادہ بوجھ اُٹھا لیتا ہی پس اُن کے شرک و انکار بعث و حشر و اسپر مبنی دیگر گناہ ایسے شدید ہون گے کہ بندہ موحد کے اگر گناہ ہون تو ویسے نہین ہو سکتے ہین - الا ساء ما یزرون - آگاہ ہو کہ نہایت بدتر یہ بوجھ ہی جو اُٹھائے ہون گے یا جو دنیا مین اپنے اوپر لادرہے ہین - قتادہ نے کہا کہ بئس ما یعملون اور ابن عباس نے کہا کہ بئس الحمل حملوا یعنی بری لادی کو اُنھون نے لادا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان مشرکون کو فہمایش کی جو فقط زندگی اسی دنیاوی حیات کو جانتے تھے اور کہتے تھے کہ ان ہی الا حیوتنا الدنیا چنانچہ فرمایا - وما الحیوٰۃ الدنیا یعنی نہین ہی اشتغال اس حیات دنیا مین الا لعب و لہو - مگر لہو و لعب فہ یعنی جو شخص کہ اس زندگانی دنیا مین اس حیثیت سے مشغول ہو کہ یہی کچھ خبر ہے تو اسکا شغل فقط لہو و لعب ہے جسکا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ باطل و بے بنیاد ہے اگر کہا جاوے کہ حیات دنیا کا شغل اگر لہو و لعب ہے تو نماز روزہ بیکار ہوگا تو جواب یہ کہ وہ بحیثیت حیات دنیاوی نہین ہی بلکہ جملہ طاعات و نیک کام سب اُمور آخرت سے ہین نہ شغل دنیاوی سے ہان یہ نکلا کہ جو لوگ نماز روزہ اپنی بزرگی و صلاحیت دکھلانے کو دنیا کمانے کیلئے کرتے ہین وہ البتہ شغل دنیا ہو کر بیکار ہوا - اور لہو معروف اور ہر وہ چیز جو تجکو یاد آلہی اور اُسکے متعلقات آخرت سے جہانتک کہ اسکے متعلقات شرعی ہون اُن سے مشغول کرے وہ لہو ہے - وللدار الاٰخرۃ - لام تاکید ہی اور مراد جنت ہی اور ابن عامر نے ولدار الاٰخرۃ - باضافت پڑھا ہے ولدار الحیوۃ الاٰخرۃ خیر - یعنی البتہ دار آخرت بہتر ہے زندگانی دنیا سے - للذین یتقون - ان بندون کے واسطے جو تقویٰ رکھتے ہین شرک و کفر سے یعنی موحد و مسلم ہین - افلا تعقلون - ذلک فیومنون - کیا سمجھتے نہین شرک کرنے والے اس بات کو کہ ایمان لے آوین و شرک چھوڑ دین اور یہ بنا بر آنکہ یعقلون بصیغۂ غائب موافق اکثر قاریون کے قراۃ کے ہی اور نافع و ابن عامر نے تعقلون بصیغۂ خطاب پڑھا اور اس صورت مین یہ خطاب نبی کیساتھ غضب کو بھی مشعر ہے - فافہم -

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ

ہم جانتے ہین کہ تجکو غم دلاتی ہین اُن کی باتین سو وہ تجکو نہین جھٹلاتے لیکن بے انصاف

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ۝ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى

اللہ کے حکمون سے منکر ہوئے جاتے ہین اور جھٹلایا ہے بہت رسولون کو تجھ سے پہلے پھر صبر کرتے رہے

مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

جھٹلانے پر اور ایذا پر جب تک پہونچی اُن کو مدد ہماری اور کوئی بدلنے والا نہین اللہ کی باتین

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِئِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ

اور تجکو پہونچ چکا ہے کچھ احوال رسولون کا اور اگر تجھ پر بھاری ہے اُن کا تغافل کرنا

Marfat.com

فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ
تو اگر ہو سکے ڈھونڈھ نکالنی کوئی سرنگ زمین مین یا کوئی سیڑھی آسمان مین پھر ان کو لادے
بِاٰيَةٍ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝
ایک نشانی اور اگر اللہ چاہتا جمع کر لاتا سب کو راہ پر سو تو مت ہو نادانون مین
اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؕ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝
مانتے وہ ہین جو سنتے ہین اور مردون کو اٹھا دیگا اللہ پھر اس کی طرف جاوینگے

قَدْ نَعْلَمُ - اسمین قد واسطے تحقیق کے ہے بمعنی قد علمنا - اس آیت مین آنحضرت صلعم کو تسلی فرمائی گئی باین طور کہ ہم کو علم قدیم سے معلوم تھا اور اسوقت بھی معلوم ہے کہ انھون نے تیری تکذیب کی اور تجکو اسپر حزن و تاسف ہے - اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ یعنی ہم کو معلوم ہے یہ بات کہ تجکو حزن و ملال دیتی ہے وہ بات جو مشرکین کہتے ہین ف یعنی تیری رسالت کو جھٹلاتے ہین اور آنحضرت صلعم غایت شفقت سے نہین چاہتے تھے کہ جھٹلاوین اور ہلاک ہون اور حرص کرتے تھے کہ مسلمان ہوجاوین و قد قال تعالیٰ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین - اور فرمایا فلعلک باخع نفسک علی آثارہم ان لم یومنوا بہذا الحدیث اسفا - اور نیز حکم دیا کہ فلا تذہب نفسک حسرات علیہم - حاصل آنکہ ہم جانتے ہین کہ انکا جھٹلانا تجکو محزون کرتا ہے لیکن تو غم مت کھا - فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ - کیونکہ وہ تجکو نہین جھٹلاتے بلکہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے آیات الٰہی سے جان بوجھکر انکار کرتے ہین ف واضح ہو کہ لا یکذبونک بتشدید از تکذیب پڑھا گیا اور تخفیف بھی پڑھا گیا ہے اور مفسرؒ نے معنی یہ بیان کئے کہ باطن مین تجھے نہین جھٹلاتے یعنی دل سے تجھے جھوٹا نہین کہتے ہین پس آیندہ جو تکذیب مذکور ہے وہ زبانی تکذیب ہے پس دونون مین منافات نہین حاصل آنکہ زبانی جھٹلاتے اور دل سے نہین جھوٹا جانتے تھے اور شاید مراد یہ کہ کفار قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے ہونے کے بچپن سے قائل تھے اور آپ کو اپنے درمیان مین بہت امانت دار جانتے تھے اور بعض تفاسیر مین ہے کہ قرأۃ بالتشدید کے معنی یہ کہ تجکو جھوٹ کی طرف نسبت نہین کرتے اور جو تو کہتا ہے اسکو دل سے رد نہین کرتے کیونکہ انکو تیری سچائی معلوم ہے اور قرأۃ بالتخفیف کے معنی یہ کہ تجکو جھوٹا نہین پاتے ہین اور یہ محاورۂ عرب ہے کہ بولتے ہین کہ اکذبت فلانا یعنی مین نے اسکو جھوٹا پایا - اور ابخلت فلانا مین نے اسکو بخیل پایا - پس لا یکذبونک تخفیف بمعنی آنکہ تجکو کاذب نہین پاتے - حاصل معنی آیت کے یہ کہ انکا جھٹلانا تیری ذات کی طرف راجع نہین بلکہ جو پیغام الٰہی تو لایا ہے اسکی طرف راجع ہے - قال الشیخ ابن کثیرؒ یعنی تجکو جھوٹ سے متہم نہین کرتے نفس الامر مین ولیکن ظالمین آیات الٰہی سے انکار کرتے ہین یعنی حق سے عناد کرتے اور اپنے سینون سے اسکو دفع کرتے ہین چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم تجکو نہین جھٹلاتے ولیکن جو تو لایا ہے اسکو جھوٹ بتاتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا - فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین الآیۃ - اس کو حاکمؒ نے بھی روایت کیا اور کہا کہ صحیح ہے بشرط بخاری و مسلم - اور ابو یزید مدنیؒ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل ملا اور اس نے آپ سے مصافحہ کیا تو ایک مشرک نے اس سے کہا کہ مین تجھے کیا دیکھتا ہون کہ تو اس صابی سے مصافحہ کرتا ہے تو ابوجہل نے کہا کہ واللہ مین جانتا ہون کہ وہ نبی ہے و لیکن بھلا ہم لوگ کب عبد مناف والون کے تابع ہو سکتے ہین پھر ابو یزیدؒ نے یہ آیت پڑھی فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین الآیۃ - رواہ ابن ابی حاتم - اور قتادہ و ابو صالح نے کہا کہ وے تجکو رسول اللہ جانتے ہین اور انکار کرتے ہین - اور محمد بن اسحاق نے زہریؒ رحمہ اللہ سے قصہ

ابوجہل مین یون روایت کی کہ رات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأۃ سننے کو ابوجہل و ابوسفیان و اخنس بن شریق آئے اور یہ لوگ اکیلے اکیلے آئے تھے اور آپس مین ایک دوسرے سے خبردار نہ تھا پھر جب صبح روشن ہوئی تو وہان سے چلدیئے ولیکن راہ مین آپس مین ملے تو ہر ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کیون آیا تھا اس نے بیان کردیا کہ بات یہ تھی یعنی یہ کلام معجز نظام اور حالات سننے کو آئے تھے پس آپس مین سب نے عہد کیا کہ ایسا نہ کرینگے کیونکہ خوف کرتے تھے کہ جوانان قریش یہ بات سنین اور جانین تو فتنہ مین پڑجاوینگے پھر جب دوسری رات ہوئی تو بھی ہر ایک آیا بدین گمان کہ دوسرا تو بسبب عہد کے نہ آیا ہوگا پھر صبح کو راستہ نے پھر اُن کو اکٹھا کردیا تو آپس مین ایک دوسرے کو ملامت کی اور آیندہ ایسا نہ کرنے پر عہد کرلیا پھر تیسری رات ہوئی تو بھی آئے پھر صبح کو حتمی عہد باندھا اور متفرق ہوگئے پھر اخنس بن شریق نے دن نکلے اپنا عصا اُٹھایا اور ابوسفیان کے گھر آیا اور کہا کہ اے ابوحنظلہ تو نے جو کچھ محمدؐ سے سنا اُسمین تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ اے ابوثعلبہ مین نے واللہ بہت ایسی باتین سنین کہ مین نے اُن کو پہچان لیا اور جانتا ہون کہ اُن سے جو کچھ مراد ہے اور بہت ایسی باتین سنین کہ اُن کے معنی و مراد نہین پہچانتا ہون پس اخنس نے کہا کہ واللہ میری بھی یہی کیفیت ہے پھر اُس کے پاس سے نکلکر ابوجہل کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوالحکم تیری کیا رائے ہے اُس نے کہا کہ بات اتنی ہے کہ ہم نے اور بنو عبد مناف نے باہم شرف مین مقابلہ کیا پس اُنھون نے مسافرون کو کھانا دیا اور ہم نے بھی کھانا دیا اور اُنھون نے بار اُٹھایا ہم نے بار اُٹھایا حتی کہ جب ہم برابر ہوگئے تو اب وہ کہتے ہین کہ ہم مین نبی ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے سو ہم اسکو کہان سے پاوینگے واللہ مین تو اسپر کبھی ایمان نہ لاؤنگا اور نہ ہرگز اسکی تصدیق کرونگا پس اخنس اسکو چھوڑکر چلا آیا۔ اور ابن جریرؒ نے سدیؒ سے روایت کی کہ جب بدر کی لڑائی کا دن ہوا تو اخنس بن شریق نے بنی زہرہ سے کہا کہ محمدؐ تمہاری بہن کا بیٹا ہے پس تم اس بات مین زیادہ احق ہو کہ اس سے برائی کو دفع کرو پس اگر وہ نبی ہے تو آج اُس سے قتال نہ ہوگا اور اگر جھوٹا ہے تو تم نے اپنے بھانجے سے برائی کو دور رکھا تم ابھی جلدی مت کرو ذرا مین ابوالحکم سے جاکر ملاقات کرون اور اسی روز اسکا نام اخنس مشہور ہوا ورنہ ابی بن شریق نام تھا۔ بالجملہ وہ ابوجہل سے ملا اور کہا کہ اسوقت میرے اور تیرے سوائے یہان کوئی نہین ہے بھلا بتلا کہ محمد سچا ہے یا جھوٹا ہے تو ابوجہل نے کہا کہ خرابی ہو تیری ارے محمدؐ تو واللہ سچا آدمی ہے وہ کبھی جھوٹ نہین بولا لیکن جب بنو قصی تمام اچھی باتین لوا[1] و سقایت و خانہ کعبہ کی دربانی لے چکے تو اگر ساتھ لے نبوت وہی لیجاوین پھر باقی عرب کے واسطے رہ کیا جائے گا۔ قال المترجم اس روایت سے غرض یہ کہ مشرکین حتی کہ ابوجہل تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا نہین جانتے تھے لیکن آیات الٰہی سے انکار کرتے تھے اور مترجم کہتا ہے کہ پہلے جو آیت گذری یعنی قولہ وبدا لہم ما کانوا یخفون من قبل کے معنی بھی اس سے ظاہر ہوتے ہین۔ وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ۔ اور البتہ تجھ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے گئے ہین ف یہ جملہ مؤکدہ آنحضرت صلعم کی تسلی کے واسطے ہے اور حاصل آنکہ کافرون کی یہ حرکت تیرے ہی ساتھ مخصوص نہین بلکہ اگلے بہت رسولون کو اُن کی اُمت نے جھٹلایا۔ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا پس ان رسولون نے بھی ان کے جھٹلانے پر صبر کیا۔ وَأُوذُوا اور اُن کے ایذا دینے پر صابر رہے ف حاصل آنکہ برابر تکذیب و ایذا پر صبر کرتے رہے۔ حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا۔ یہان تک کہ اُن کو ہماری نصرت پہونچے ف کہ قوم موذی ہلاک و زیر ہوئی پس تو بھی صبر کر یہان تک کہ تیری قوم کے سرکش ہلاک ہون اور تجکو غلبہ ہو۔ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ۔ اور اللہ تعالی کے کلمات تقدیر کا کوئی بدلنے والا نہین ہے ف یعنی وعدۂ فتح و نصرت جو بندگان مومنین کیواسطے عموماً موعود ہے اسکا مبدل کوئی نہین ہے کما قال تعالی۔ ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انہم لہم المنصورون وان جندنا لہم الغالبون۔ یعنی ہمارا کلمہ ہمارے مرسلین کیلیے سابق ہوچکا کہ وہی تو منصور ہین اور ہمارے ہی لشکر غالب ہین اور فرمایا کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی

[1] لہ لوا الشکر رفعہا عند الحرب من یمین و یسار و جمعہ الویۃ

عزیز - اللہ تعالیٰ نے لکھدیا کہ مین اور میرے رسول ہی غالب ہون گے - پس اسمین خبر غیب و وعدۂ فتح و نصرت ہی - وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِ الْمُرْسَلِيْنَ - اور البتہ تیرے پاس رسولون کے اخبار سے آچکا ہے ف یعنی اخبار انبیاء دیگر تجکو پہونچ چکے کہ کیونکر وہ مظفر و منصور ہوئے پس وہی سنت الٰہی جاری ہی تجکو صبر و اطمینان رکھنا چاہیئے اور من تبعیضیہ ہی کیونکہ آنحضرت صلعم کو اخبار بعض انبیاء پہونچے تھے لیکن چونکہ وعدہ فتح و نصرت رسل عموماً معلوم ہوا اور اسکی بعض مثالین پہونچ چکین تو اطمینان کیواسطے کافی ہی کہ عموم نصرت مراد ہی - فافہم - وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ - آنحضرت صلعم اپنی قوم کے اعراض سے غمناک و محزون ہوتے اور خواہشمند ہوتے کہ جو معجزات یہ مانگتے جاوین اُن کو دکھلائے جاوین کہ آخر یقین ہوکر ایمان لادینگے اور وہ کبھی کہتے کہ مکہ چوڑا و وسیع ہوجاوے اور کوہ صفا سونے کا ہوجاوے بالجملہ عناد و ہٹ دھرمی کی سی باتین مانگتے اور جو معجزات دکھلائے جاتے ان پر اکتفا نہین کرتے پھر اور مانگتے تھے تو اللہ عزوجل نے فرمایا وان کان کبر علیک اعراضھم - اگر تجھ پر اُن کا منہ موڑنا گران گزرتا ہی پس - فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ - اگر استطاعت ہی تجکو کہ سرداب زمین مین ڈھونڈھے ف تاکہ تحت الثریٰ کی طرف پہونچکر کوئی آیت لاوے جو مانگین اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ یا سیڑھی کہ آسمان مین لگاوے - فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ - پھر اُن کے پاس معجزہ و آیت لاوے ف جس کو مانگتے ہین تو ایسا کر - اس سے تعلیق بمحال مقصود ہے اور معلوم ہوا کہ یہ دونون باتین از راہ عادت وقوع کے محال ہین اور اسی قدر کفایت ہی - حاصل یہ کہ قوم قریش سے جو روگردانی و اعراض واقع ہوا یہ سابقہ علم ازلی ہی کہ ان مین سے بعض کے حق مین کفر مقدر ہی اور وہ ضرور ہونے والا ہی اور آنحضرت صلعم کی استطاعت و قدرت مین اس کی اصلاح ممکن نہین ہے بدون ارادۂ الٰہی کے پس ایک محال پر معلق کیا کہ اگر تجھے اس امر محال کی قدرت ہی تو کر - اور خلاصہ یہ کہ یہ اصلاح تیرے امکان مین نہین ہی پس تو غمناک مت ہو اور تقدیر الٰہی پر ثابت و صابر ہو کیونکہ حکمت الٰہی اس سے برتر ہے کہ بندہ اسکو ادراک کرے - اور اسمین بڑی دلیل صدق نبوت آنحضرت صلعم کی ہے کیونکہ اسوقت تک ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ آیا یہ لوگ قریش کے جو معدود ہین سب مسلمان ہوجاوینگے یا نہ ہون گے و لیکن خبر دیدی کہ قطعاً سب مسلمان نہ ہونگے اور بدون وحی و غیب کی خبر کے کوئی نہین ایسا کرسکتا کہ چند معدود کے حق مین کہدے کہ یہ سب کے سب تابع نہ ہون گے پھر کہا گیا کہ خطاب اگرچہ رسول اللہ صلعم کو تھا لیکن اُمت والون کو بھی اسپر عمل واجب ہی کہ کافرون کے کفر پر اور اُن کے جمے وارے رہنے پر تعجب سے نہ دیکھین الا آنکہ قدرت الٰہی کا مشاہدہ کرین اور غم نہ کھاوین کیونکہ اسمین حکمت الٰہی ہے کہ سب کے سب مسلمان نہ ہون اور اس حکمت کو اور مصلحت کو بندہ کی عقل ناچیز ادراک نہین کرسکتی ہے اور یہ نہ ہوگا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ سب سے آخری حالت مین متعلق نہ ہوا سیواسطے فرمایا - وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ اُن کو ہدایت پر جمع کرے ف تو وہ سب بات پر قادر ہی و لیکن اُسنے نہین چاہا کیونکہ اسمین اسکی حکمت و مصلحت ہی اور وہی خوب دانا و حکمت والا ہی - فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ - سو تو جاہلون مین سے مت ہو ف کیونکہ کافرون کے انکار و اعراض پر غم کھانا اور یہی چاہنا کہ سب ایمان پر ہوجاوین یہ جاہلون کی شان ہی اور آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ نے اس سے پاک کیا تھا پس فرمایا کہ تو جان بوجھکر اس حرص مین مت پڑ اور ان باتون کو حضرت حق عزوجل عالم الغیب والشہادۃ کی حکمت پر چھوڑ دے اور چونکہ آنحضرت صلعم کافرون کے حال پر شفقت کرکے چاہتے تھے کہ دوزخ کی آنچ سے بچ جاوین اور اس جہالت و ظلمت سے نکلین اور اسپر نہایت حریص تھے لہذا خطاب مین ایک گونہ سختی فرمائی ہی تاکہ آپ اس غم و رنج سے بالکل الگ ہون اور حدیث شریف مین ایسے بہت بیانات آئے ہین کہ آپنے مثل بیان کی کہ کسی نے آگ روشن کی اندھیری رات مین اور ان کیڑے پتنگون نے اسمین گرنا شروع کیا اور کتنے ہی روکے جاتے ہین

Marfat.com

نہین مانتے ہین ویسے ہی لوگون کا حال ہی کہ مین اُنکو پکڑ کر گھسیٹتا ہون اور یہ لوگ مجھ پر زبردستی کرتے اور چھوٹے چھوٹ آگ مین گھسے جاتے ہین پھر اوتعالیٰ عزوجل نے آپ کو ایک حکمت و اشارہ تعلیم فرمایا جس کا علم کامل آپ کو ہوا اور خود ظاہر اسقدر ہی کہ فرمایا۔ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ ۔ یعنی تیری پکار وڈراوے کو وہی لوگ قبول کرینگے جو کلام کو سنتے اور سمجھتے ہین۔ وَالْمَوْتٰی یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ اور مردون یعنی کافرون کو تو اللہ تعالیٰ قبرون سے اُٹھاویگا۔ ثُمَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرے جاوینگے فـ وہ اُن کو اُن کی بدکاریون کی سزا دیگا۔ اور شاید کہ الیہ کی ضمیر ہر دو فریق مین سے ہر ایک کی طرف راجع ہو یعنی ہر ایک کو اسکے لائق بدلا دیگا پس زندون یعنی مومنون کو ثواب دیگا اور مردے کافرون کو عذاب دیگا اور کلام مین حسن بلاغت ہی کہ کافرون کو قبرون سے زندہ کرکے اُٹھا دیگا حالانکہ وہ مردے ہونگے جیسے اب ہین۔ اسمین دلیل ہی کہ حقیقی زندگی وہ ہے جو ایمان سے زندہ اور دل کا زندہ ہو۔ ابن کثیرؒ نے ذکر فرمایا کہ علی بن ابی طلحہ نے قولہ ولو شاء اللہ لجمعہم علی الھدی مین ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس امر پر حرص کرتے تھے کہ سب لوگ ایمان لاوین اور ہدایت پر ہو جاوین پس حق تعالیٰ نے خبر دیدی کہ نہین ایمان لاویگا مگر وہی جسکے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذکر اول مین سعادت سابق ہو چکی ہی اور واضح ہو کہ ہدایت مین عبارت کو دخل نہین حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل مستقیم تھے کہ بعثت بجوامع الکلم و انا افصح العرب والعجم یعنی مین مبعوث ہوا اس حال سے کہ میرے کلام جامع ہین اس سے احکام شرع و اشارات و حقائق اور وجوہ متعدد و امور متنوعہ ظاہر ہو جاتے ہین۔ قال المترجم اگر کہا جاوے کہ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وحی خفی ہین کما استدل بقولہ تعالیٰ ما ینطق عن الھوی ان ہو الا وحی یوحی۔ اور یہی تحقیق ہی تو جواب یہ ہی کہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو بات امر دین و حقائق معرفت مین آپ فرماتے تھے وہ مضمون بوحی خفی آپ کو القاء ہوتا تھا اور یہ صحیح ہی مگر کلام یہان اس مضمون کو عبارت مین ادا کرنے مین ہی پس آپ کمال اعلیٰ بنوت مین تھے کہ اسکو اپنے کلام مین ادا کر سکتے تھے اور علماء اس بات مین متفق ہین کہ وحی خفی کسی خاص عبارات مین نہ تھی پس اسکو ادا کرنے مین آنحضرت صلعم امین الٰہی تھے بخلاف وحی جلی یعنی قرآن مجید کے کہ اسکے نظم بدیع و معجز بتعلیم الٰہی عزوجل تھی اسلئے کہ وہ حیطہ بشری سے خارج ہے اور قرأت مختلفہ وہ خود مختلف نزول ہین اور اسیواسطے جن قرأت سے احکام مختلف نکلتے ہین ان کو علماء ربانی نے بمنزلہ دو آیت کے قرار دیا ہی اور یہ صحیح ہوا کہ آپنے فرمایا کہ مین دیا گیا ہون قرآن و اسکے ساتھ اسکے مثل یعنی احادیث جو وحی خفی ہین اور اسی کو سنت سے تعبیر کرتے ہین۔ اور یہ خود دلیل ہی کہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی خفی ہین تاکہ صادق ہو کہ آپکو وہ عطا ہوئے ہین گو نظم کلام مین اسکو ادا کرنے مین آپ امین الٰہی تھے واضح ہو کہ قرآن پاک کے حاصل رکھنے والون کے حالات طرح طرح کے تھے پس حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین صحیح ہوا کہ کان رجلا بکاء لا یملک عینیہ اذا قرء القرآن۔ یعنی جب قرآن پڑھتے تو اپنی آنکھون کو نہین تھام سکتے تھے۔ بے اختیار بہت روتے تھے اور آنحضرت صلعم کا کیا پوچھنا ہے کہ آپکا سینہ مبارک مثل دیگ کے جوش کرتا تھا یعنی ایسی آواز آتی تھی گویا دیگ جوش کھاتی ہے اور صحیح حدیث مین ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا کہ نماز مغرب مین آنحضرت صلعم نے سورہ والطور پڑھی گویا میرا قلب اُڑا جاتا تھا پس یہ قوم تھے کہ ان کی ثنا و صفت فہم الخطاب تھوڑے سے بیان مین نہین آسکتی بلکہ بیان اسکو متحمل نہین کیونکہ بیان حال ایک پتا ہی کہ اسکو عارف باکمال ہی سمجھ سکتا ہے پھر بیان سے کیا فائدہ ہے اور ایسی ہی عثمان بن عفان رضؓ سے ثابت ہوا کہ رات مین قرآن مجید ختم کرتے اور ما بعد علماء تابعین اور تبع تابعین سے بھی روایات ہین اور ابو حنیفہ امام الفقہاء رحؒ سے بھی رات مین ختم قرآن نقل ہوا اور ضرور نہین ہی کہ تمام و کمال قرآن ختم کرنا مراد ہو لیکن یہ تکلف و تصنع و تقشع و تزہد نہین تھا بلکہ انکشاف خاص تھا اور وہ آنحضرت صلعم کو ہر آیت پر حاصل تھا اگرچہ اقسام و انواع مختلف آیات پر مشتمل ہون تو نہین دیکھتا کہ

Marfat.com

ایک آیت پر یعنی قولہ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم - پر تمام رات گذار دی حتی کہ صبح ہوگئی اور یہ بات اورون کو حاصل نہ تھی پس اُن کو بعض مین بعض سے موافق فہم خطاب کے ایک دوسرے سے مزید انکشاف تھا پس کشیدہ کشیدہ ان کو بڑھاتا لیجاتا تھا - اور چونکہ فہم اصل ہی لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا فہم تیزی کرنیوالون کو سخت تنبیہ سے منع فرمایا اور اجازت نہ دی کہ زیادہ پڑھین اور خود مصرح کردیا کہ جو نہ سمجھا اُسنے کچھ نہ پڑھا اور جو لوگ اپنے آپ مین قوت بیان کرتے تھے اُن کو بھی قطعاً منع کیا اور یہ نہین فرمایا کہ تحقیق یون ہی اسواسطے کہ وہ لوگ عامل تھے اور خود عمل نتیجہ معرفت وحقیقت کو پہونچاتا ہے جبکہ عنایت ازلی متعلق ہو اور **مترجم** اپنے زمانہ مین سوائے چشم حیران ودیدہ گریان کے کچھ نہین دیکھتا نہ فہم ہے نہ معرفت نہ دل نہ سماع - خطاب پس یہی نظر آتا ہے کہ یہود ونصاری مشرک ہوکر بلاغت کلام اللہ ڈھونڈتے اور ٹٹولتے ہین اور بہت سے ملحد اُنکے پیچھے ہین اور بیچارے مسلمان پریشان خاطر خود ہی بے بہرہ ہین کیونکہ توحید وتقوی واسرار سنت سے بچے پڑے ہین اللہم ایدنا بالاید المتین وفقنا وانت ارحم الراحمین - اہل معرفت وعلما جو محض ظاہر یہ طریقہ نہین رکھتے ہین وہ خوب قرآن مجید کے اعجاز پر یقین رکھتے ہین کہ یہ عجیب معجزہ ہے کہ ایک ہی خطاب ہے جو عوام بنی آدم اور خواص کو عام ہے اور بلا تردد دونون کی فہم کے لائق خطاب ہے اور یہ منجملہ وجوہ اعجاز کے ایک ہی وجہ ایسی ہے کہ بندہ کے امکان سے باہر ہے پھر سوائے موسنین کے دیگر مخلوق سے جو سننے کی نفی کی تو یہ معنی نہین کہ حواس کے کانون سے نہین سنتے کیونکہ وہ بہرے نہین تھے بلکہ یہ معنی ہین کہ مشاہدہ ومعرفت کا سننا اور سمجھ کا سننا نہین سنتے تھے - ابن عطار نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے خبر دی کہ سننے والے ہی زندہ ہین اور یہ اہل خطاب قبولیت ہین اور قولہ والموتی یبعثہم اللہ سے خبر دی کہ باقی لوگ مخلوق کے مردے ہین - **قال المترجم** آگاہ رہنا چاہیئے کہ حدیث شریف مین صحیح ہوا کہ مردے پر قبر مین جو عذاب ہوتا ہے اسکو سوائے جن وانسان کے تمام مخلوقات اس مردے کی آہ وزاری سنتی ہے اور ان دونون جن وانسان پر پردہ امتحان ہے اگر یہ سنتے ودیکھتے تو ایمان بالغیب کے کوئی معنی نہ تھے پس ہوشیار رہنا چاہیئے -

وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يُّنَزِّلَ

اور کہتے ہین کیون نہین اُتری اُسپر کچھ نشانی اُسکے رب سے تو کہہ اللہ کو قدرت ہے کہ اُتارے کچھ

اٰيَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ

نشانی ولیکن اُن بہتون کو سمجھ نہین اور کوئی چلتا نہین زمین مین نہ جانور ہے کہ

يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ؕ مَا فَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ

اُڑتا ہے دو پرے سے مگر ایک ایک اُمت ہے تمہاری طرح چھوڑی نہین ہم نے لکھنے مین کوئی چیز پھر اپنے رب کی

اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِى الظُّلُمٰتِ ؕ

طرف اکٹھے ہون گے اور وہ جو جھٹلاتے ہین ہماری آیتین بہرے اور گونگے ہین اندھیرون مین -

مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

جس کو چاہے اللہ گمراہ کرے اور جس کو چاہے ڈال دے سیدھی راہ پر

وَقَالُوْا اور کہا کفار مکہ بُت پرستون نے کہ لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ - کیون نہین اُتاری گئی محمد پر کوئی آیت یعنی نشانی صدق نبوت کی اسکے پروردگار کی طرف سے ف یعنی مانند ناقہ صالح علیہ السلام وعصائے موسیٰ ومائدہ عیسیٰ

Marfat.com

کے ان مشرکون نے روحانی آیات پر اکتفا نہین کیا مانند قرآن مجید معجز کے جس کے مثل لانے سے عاجز تھے اور جیسے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے اور درخت وجانور وسنگریزون نے آنحضرت صلعم کی صدق نبوت پر گواہی دی - بالجملہ مقصود فقط یہ کہ نمانین اور تعنت سے ایسی باتین مانگین جیسے دوسرے مقام پر نقل فرمایا کہ کہتے تھے کہ - لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیۃ - قُلْ اِنَّ اللّٰہَ قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَۃً - یعنی کہدے ان ہٹ دہرمون سے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ اُتار دے آیت ف یعنی جیسے تم مانگتے ہو اسی کو نازل کردے اسکی قدرت بہت بڑی ہے - بعض نے کہا کہ آیہ سے ایسی مراد ہے جو خواہ مخواہ اُن کو ایمان لانے پر مجبور کرے لیکن اسوقت مین امتحان تکلیف ایمان کا فائدہ جاتا رہیگا - اور نیز اگر اسوقت بھی ایمان نہ لائے اور ہرگز نہ لاوین گے جبکہ اُن کے حق مین کفر مقدر ہی تو ضرور عذاب نازل ہوگا اور رحمت الٰہی سے اس اُمت سے یہ عذاب دنیا مین مرتفع فرمایا گیا ہے - وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ - لیکن ان مین سے بہتیرے جانتے نہین ہین ف یعنی نہین جانتے کہ ایسی آیت کا اُترنا بلا ہی کیونکہ پھر ایمان نہ لائے تو ضرور ہلاک ہون گے جیسا کہ طریقہ الٰہی جاری ہو چکا اور قوم صالح بعد ناقہ پیدا ہونے اور ایمان نہ لانے کے ہلاک ہوئی اور عیسیٰ علیہ السلام کے مائدہ مین نافرمانی کرنیوالے ہلاک ہوئے اور واضح رہے کہ بعثت انبیاء سابقین کی اکثر خاص خاص قوم کیواسطے تھی پس اُن کی مانگی آیت ملنے کے بعد اسی خاص قوم پر ایمان لانے سے عذاب آیا - آنحضرت صلعم کی بعثت عام ہی پس فقط مکہ والون کی ایسی لعنت وعناد سے عام عذاب ہوگا لہذا اُن کی جہالت پر تنصیص فرمائی اور واضح ہو کہ قولہ ان ینزل آیۃ - مین ابن کثیر رح نے ینزل از انزال پڑھا اور باقیون نے تنزیل سے پڑھا ہے - اور یہ حکمت عدم تنزیل آیہ کے جو مفہوم ہوتی ہی کہ ایک اُمت کے انکار سے عام اُمتین ہلاک نہ ہون اسپر آگے کے کلام مین اشارہ ہی - وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ من زائدہ ہی لغرض شمول و استغراق کے - اور دابہ تذکر و مؤنث دونو پر بولا جاتا ہی اور وہ ہر جاندار جو زمین پر چلتا ہو - فِی الْاَرْضِ متعلق بدابہ ہی در اصل دبیبہ از دب یدب ہی اور فی الارض بطریق توضیح ہی جیسے قولہ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْہِ جناح بازو پس طائر اُڑتا ہے اپنے بازو سے لیکن یطیر بجناحیہ توضیح ہی اور یہ دفع وہم ہے کہ شاید مجازاً آدمی تصور کرین کیونکہ عرب طیران کو جلدی و سرعت کے معنی مین بولتے ہین کہ طار لی ہذا فی حاجتی - فلانے میرے کام مین اُڑ چل یعنی جلدی کر پس قولہ یطیر بجناحیہ سے دفع کردیا کہ مجاز امراد نہین ہی یعنی آنکہ نہین کوئی جانور چلنے والا کہ زمین پر چلتا ہے اور نہ کوئی پرندجو دونون بازو سے اُڑتا ہے اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ - مگر آئندہ وہ بھی تمھارے مثل اُمتین ہین ف اور مثل ہونا اس بات مین کہ اُن کی پیدائش و رزق و حالات بھی مقدر ہین جیسے تمھارے مقدر ہین عن مجاہد رح ہر صنف و قسم جدا جدا نام سے ہی عن قتادہ پرند ایک اُمت ہی اور انسان ایک اُمت اور جن ایک اُمت ہے - عن السدی تمھارے مثل مخلوق ہین عن ابن عیینہ ان ہر ایک مین بھی انسان کی مماثلت موجود ہی جیسے شیر کہ حملہ کرتا اور دوسرون کو مار ڈالتا ہی اور سور حرام و نجس کھاتا ہے اور کتا خود بخود بھونکتا ہی اور مانند اسکے پرندون مین ہین دقیل غیر ذلک - اور حدیث مین ہی کہ اگر کتا منجملہ اُمتون کے ایک اُمت نہ ہوتی تو مین اسکے قتل کا حکم دیتا مگر ان مین سے ایک رنگ کالے کو مار ڈالو - کما فی روایۃ الترمذی وغیرہ مترجم کہتا ہی کہ اس سے اشارہ نکلا کہ ان قریش کافرون کی بدکاری سے تمام اُمتون بیچارون پر عذاب نہین آسکتا - اور اب تو معلوم ہوا کہ اُمت اسلامیہ صدہا کروڑ ہوئی - پھر عام عذاب ان ازلی کافرون کی وجہ سے کیونکر آتا کہ دنیا مین کوئی باقی نہ رہتا - امام رازی رح نے کبیر مین واحدی رح سے نقل کیا کہ جسکا حاصل یہ کہ سلف مین سے ایک جماعت کے نزدیک جانور چرند و پرند و دریائی خشکی کے اصناف امم ہین اور ہر ایک کیواسطے جدا جدا تسبیح و ذکر ہی اور بعض سے نقل کیا کہ ان مین انکے پیغمبر بھی ہوتے ہین بدلیل قولہ تعالیٰ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر - یعنی کوئی اُمت نہین مگر

Marfat.com

آنکہ آمین ڈر سنانے والا گذرا ہے اور یہان کی آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جانور بھی اُمت ہین پس ثابت ہوا کہ ان مین بھی پیغمبر ہوئے ہین اور قولہ ان من شئ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم سے ہر ایک کا تسبیح کرنا ظاہر اور قولہ سبح للہ ما فی السموات وما فی الارض - و دیگر آیات سے بھی ثابت ہی اور احادیث بھی کثرت سے ہین - اور قولہ سخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر - اور دیگر آیات و احادیث مین پتھرون وغیرہ کی تسبیح بھی ثابت اور اونٹ کا آنحضرت صلعم کو سجدہ کرنا اور گوشت پختہ کا جسمین زہر تھا آپکو آگاہ کرنا اور دیگر نصوص اس مذہب کے پوری تقویت کرتے ہین ولیکن عوام اور بے معرفت لوگون کی سمجھ سے باہر ہی لہذا تاویل کرنا چاہیئے اور حدیث خمس فواسق یقتلن فی الحرم الحدیث حالت احرام مین اور مقام حرم مین پانچ جانور فاسق کا قتل روا ہونا اوپر مذکور ہو چکا - بالجملہ تحقیق مقام ایک بسط چاہتا ہے اور تفسیر قولہ تعالی وان منہا لما یہبط من خشیۃ اللہ الآیۃ - پارہ الم سورہ بقرہ کی تحت مین ایک جملہ صالحہ مترجم نے ذکر کر دیا ہے رجوع کرنا چاہیئے - پھر اس مقام پر کہا گیا کہ قولہ امم امثالکم سے جملہ وجوہ جنین مماثلت ہی عموما لینا چاہیئے - مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ مین من زائد بغرض تاکید استغراق ہے اے ما ترکنا فی اللوح المحفوظ شیئا - ہم نے لوح محفوظ مین کوئی بات چھوڑی نہین ف یعنی سب مذکور ہی اور بعض نے کہا کہ قرآن مجید مین ہر چیز مذکور ہے لیکن علم معرفت سے سب حاصل ہوتا ہے وقد قال تعالی ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ - ہم نے تجھ پر کتاب نازل فرمائی ہر چیز کا واضح بیان ہی اور علمائے کہا کہ سب مذکور ہی لیکن معرفت و فہم پر اسکا ظہور ہی چنانچہ آنحضرت صلعم پر خوب وضوح تھا اسی واسطے آپکی نسبت تبیان فرمایا اور وہ واضح بیان کو کہتے - اور بعض نے کہا کہ وجہ بیان کو کہتے ہین پس ہر ایک کیواسطے ہوگا کیونکہ اجمالی اسکے علوم بے انتہا ہین - ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ - پھر یہ لوگ اپنے رب کی جانب حشر کئے جائینگے - ف بعض نے کہا کہ ضمیر عقلاء بنی آدم کی دلالت کرتی ہے کہ کفار کے ذکر سے متعلق ہی اور بیچ مین جملہ معترضہ ہی اور نیز محشور ہونا دواب و بہائم و جمادات کا اسلئے نہین کہ وہ خطاب و ثواب عقاب کی فہم نہین رکھتے اور مکلف نہین ہین - وقال الجمہور بلکہ یہ سب سے متعلق ہی یعنی جملہ امم مذکورہ از بنی آدم و جن و طیور و دواب سب محشور ہونگے اور ضمیر عقلا اس اعتبار سے امم غیر عاقلہ کو بوجہ مشل ہونیکے کے امم عاقلہ کے مانند جاری کیا - اور اس سے معلوم ہوا کہ دواب و طیور وغیرہ کا بھی حشر ہوگا مانند حشر انسان کے - قال المفسر رح فیقضی بینہم ویقتص للجماء من القرناء ثم یقال لہم کونوا ترابا - پھر ان مین فیصلہ انصاف کر دیا جائیگا اور سینگون والے سے بے سینگون والے کا قصاص لیا جائیگا اگر اُس نے زیادتی کی ہے پھر کہا جائیگا کہ تم سب خاک ہو جاؤ اور یہی ایک جماعت سلف سے جنمین حضرت ابوہریرہ رض و ابو ذر بھی ہین مروی ہوا اور ابن عباس رض و ضحاک و مجاہد سے مروی ہوا کہ بہائم کا حشر یہ کہ مر جاوین - اور قول اول اصح ہے کیونکہ امام احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے دو بکریون کو لڑتے دیکھکر فرمایا کہ اے ابو ذر تو جانتا ہے کہ یہ کس بات مین لڑتی ہین - مین نے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ لیکن اللہ تعالی جانتا ہے اور قیامت مین دونون کے درمیان انصاف فرما دیگا اور عبد الرزاق نے اسکو ابو ذر رض سے ایک جماعت صحابہ کے خطاب سے روایت کیا یعنی آنحضرت صلعم نے جماعت حاضرین سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ کیون لڑتی ہین الی آخر الحدیث اور ابن جریر کی روایت مین اسقدر زیادہ ہے کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے بعد اسکے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ہم کو ایسے حال مین چھوڑا کہ کوئی اڑنیوالی چڑیا بھی ہی اسکا بھی ہم سے علم بیان فرمایا - اور عثمان رض سے ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز سینگون والے سے بے سینگون والے کا بھی قصاص لیا جائے گا - رواہ ابن احمد فی مسند ابیہ - اور حدیث صحیح مسلم مین وہ مضمون موجود ہی جو مفسر سیوطی رح نے بیان کیا اور عبد الرزاق نے ابوہریرہ رض سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا کہ قیامت کے روز دواب و بہائم و پرند و ہر شئے جملہ مخلوق سب محشور ہونگے پھر اُسدن اللہ تعالی عزوجل

Marfat.com

کا انصاف یہان تک پہونچے گا کہ سینگون والے سے بے سینگون والے کا قصاص لیگا پھر فرماویگا کہ تم سب خاک ہوجاؤ۔ اسی سے کافر تمنا کرینگے جیسا کہ فرمایا ویقول الکافر یالیتنی کنت ترابا۔ یعنی اے کاش مین مٹی ہوجاتا۔ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ حدیث الصور مین یہی بات مرفوع آنحضرت صلعم کی حدیث مروی ہی وفی المدارک۔ جب اللہ عزوجل نے اپنی مخلوقات و آثار قدرت سے وہ کچھ بیان فرمایا جو اسکی ربوبیت پر شاہد اور اسکی عظمت وجلال پر پکار پکار کر گواہی دیتا ہی تب پھر فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا۔ اور جن لوگون نے ہماری آیات کو جھٹلایا یعنی قرآن کو۔ صُمٌّ۔ وہ بہرے ہین ف آیات یعنی قرآن کے سننے سے یعنی قبولیت کے کانون سننے سے بہرے ہین۔ وَبُكْمٌ حق بات بولنے سے گونگے ہین ف یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و ربوبیت پر اقرار و شہادت نہین دیتے ہین۔ فِي الظُّلُمٰتِ یعنی کفر کی تاریکیون مین الکا یہ حال ہی کہ باوجود اس ظہور وضوح آثار قدرت وعظمت کے ان کو کچھ نہین سوجھتا ہی اور کیونکر سوجھے کہ خالق حکیم تعالیٰ کی مشیت ہی مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ اضلالہ۔ وہ مخلوق کہ چاہتا ہی اللہ تعالیٰ اسکو گمراہ کردینا تو يُضْلِلْهُ اُسکو گمراہ کردیتا ہے یعنی مشیت ازلی مین جسکے حق مین گمراہی مقدر ہوئی وہ یہان گمراہ ہوتا ہی۔ وَمَنْ يَّشَاْ ۔ ہدایتہ۔ اور جس کی ہدایت چاہتا ہے يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ اسکو راہ مستقیم یعنی توحید و اسلام پر کردیتا ہی ف وہی قادر مختار ہی جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی اسپر کوئی اعتراض نہین ہی اور اسمین صریح دلیل ہی کہ ہدایت دینے والا اور گمراہی دینے والا اللہ تعالیٰ ہی اور جس کو اسنے جو کچھ دیا وہ عدل ہی وہی قادر مختار ہی۔ وقد قال تعالیٰ فی مثال الکفار فی سورۃ النور او الظلمات فی بحر لجی یغشاہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج یدہ لم یکد یراہا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔ یعنی کافرون کے نفوس مین گمراہی کی یہ مثال ہی کہ جیسے تاریکیان کسی موجدار سمندر کے بھنور مین کہ اسکو موج چھائی ہی پھر اسپر موج ہی اسپر سحاب ہے تاریکیان بعض پر بعض ہین کہ ہاتھ نکالے تو نظر آتا نہین لگتا اور اللہ تعالیٰ نے جسکے لئے نور نہین کیا اسکے لئے کچھ نور نہین ہی۔ اور تفسیر اسکی لطیف دا سمین اشارات ہین کہ انشا اللہ تعالیٰ اسکی تفسیر مین آوینگے ف فی العرائس قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر الآیۃ۔ اللہ تعالیٰ نے سوائے جن و آدمی کے ملائکہ و دیگر حیوانات کو چرند پرند کوئی ہون فطرت توحید اور جبلت معرفت پر پیدا کیا ہی اور اُن کو معرفت و ایمان و ایقان کیواسطے حکم و خطاب ہی اور ان جانورون کیواسطے ان کے اسرار باطنہ مین راہین منور بانوار عقل ہین جو اسکی درگاہ ازلی تک پہونچی ہوئی ہین اور اُن سے نور افعال و لطائف صنعت کو دیکھتے ہین اور حالت ان کی مقصور اسی صورت پر نہین جسکو ایک غافل آدمی دیکھتا ہی اور ان کو بے عقل سمجھتا ہے۔ قال المترجم حدیث صحیح مین فضائل جمعہ مین آیا ہی کہ اسی روز قیامت قائم ہوگی اور آیا ہے کہ سوائے جن و انسان کے ہر جانور اسکے صبح کے انتظار مین خوفناک ہوتا ہی کہ شاید یہی روز قیامت ہو۔ قال الشیخ اور ان جانورون کی زندگی اور حرکت و اڑنا اس خالق پاک کی درگاہ کی طرف سے ایک قوت خاص سے ہے اور ان کی یہ آوازین اور یہ خوش الحانیان اور چیخ و پکار حرکتین ایک خاص نسیم شوق سے ہے جو ان کو عالم ملکوت سے پہونچتی اور انوار جبروت سے ظاہر ہوتی ہی اور ان کو موافق اپنی قدر معرفت و توحید کے اللہ تعالیٰ کی طرف ذوق و شوق ہی اور مین نے سنا کہ سمنون محب رحمہ اللہ جب محبت مین وعظ فرماتا تو قندیلین پھٹ جاتی تھین اور ہوا سے پرند گر پڑتے تھے۔ ایک روز محیط مین کلام کرتے تھے کہ ایک چڑیا ان کے سامنے گری اور زمین مین اپنی چونچ دابدی اور قطرہ خون اس سے ٹپکا اور جان دیدی۔ اقوال ایسی ہی بہت سی حکایات آثار و اخبار مین تمام حیوانات از قسم درندے و چرندے و پرندو حشرات الارض سے مروی ہین اور عرب کے اونٹ کا حدی پر مست ہوجانا معروف و مشہور ہی اور آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا بدون طلب معجزہ وغیرہ کے اور ذاری وغیرہ کی روایات مین آنحضرت صلعم کو درخت و حجر و مدر و کنکر و پتھر کا سلام کرنا متعدد طرق سے مروی ہی اور گریہ ستون حنانہ معروف و مشہور ہی (م) او

۱۲ یعنی صورت کیساتھ بیان مین جو مذکور ہوئی

کیون نہین کہ خود اوتعالیٰ جل جلالہ نے فرمایا۔ مامن دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم۔ یعنی تمھارے مثل ہین اس بات مین کہ وہ مخلوق ہین اور حق عزوجل کے طلب مین سرگرم ہین اور اسکی توحید کو شرک سے پاک کرتے ہین اور اسکے قدیم ہونے کو یقین مین لاتے اور حدوث کے صفات سے اسکی پاکی اپنے باطن سے بیان کرتے ہین اور اس کی صنع لطیف مین اعتبار کرتے ہین جس سے انوار صفات کا عالم مین ظہور ہی۔ قال المترجم وتحقیق ثابت ہوا کہ ان مین بھی مطیع وعاصی ہین اور مردی ہوا کہ گرگٹ بھی کافرون کے ساتھ اس آگ کو پھونکنے مین شریک تھا جو نمرود مردود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جلانے کو پھونکی تھی پس مثل ہونا آدمی وجن کے ساتھ جملہ وجوہ سے ثابت ہی لیکن یہ واضح رہے کہ ان کی استعداد معرفت کی ایسی نہین جو جن کو حاصل ہی تو انسان جو استعداد مین نہایت اکمل المعرفہ ہی اسکے برابر کہان سے ہوگی۔ پھر شیخ نے لکھا کہ ان جانورون وغیرہ کا مثل ہونا اس بات مین ہی کہ ان کی خلقت عالم ملک وشہادت سے ہے جو منور بانوار افعال ہین اور آدمی وملائکہ کے اجسام بھی عالم افعال سے مخلوق ہین لیکن ان کی روحین عالم ملکوت سے پیدا ہین اسی واسطے دیگر مخلوقات سے آدمی وملائکہ کو فضیلت ہی۔ وقد قال تعالیٰ ولقد کرمنا بنی آدم الآیۃ۔ مترجم کہتا ہے کہ بعض علمانے مزید توضیح سے انسانی استعداد معرفت کو اعلیٰ واکمل ثابت کیا ہی پھر شیخ نے لکھا کہ قولہ ولا طائر یطیر بجناحیہ۔ مین دونون بازو سے مین یہ اشارہ سمجھتا ہون کہ ان اخلاق جمیلہ کے بازو ہین جو آدمیت کیواسطے لازم ہین اور جن کی نسبت حدیث مین فرمایا کہ تم مین بہتر وہ ہین کہ جنکے اخلاق اچھے ہون اور انھین کی درستی ابتدائی معرفت سے انتہا معرفت پر پہونچاتی ہی۔ مانند توکل ورضا اور آیندہ بعض آیات مین آویگا کہ کائن من دابۃ لا تحمل رزقہا اللہ یرزقہا وایاکم الآیۃ۔ یعنی بہتیرے دواب ہین کہ اپنا رزق اٹھاتے نہین۔ یعنی لادے نہین پھرتے اور اللہ تعالیٰ ان کو اور تم کو رزق دیتا ہی یعنی وہ توکل ورضا مین ثابت قدم ہین۔ پھر شیخ نے کہا اور دو بازو خوف واُمید۔ اور فنا وبقا اور ایمان وتقوی اور تمت وبلا اور ہمت وصفا اور عبودیت وربوبیت۔ اور معرفت ومحبت۔ ہین ان بازوون سے ان کو ہرب وطرب اور شوق وطلب مین پرواز ہی۔ اور ظاہری اشارہ مثلیت مین یہ ہی کہ جملہ اُمم کی جبلیت چار عناصر سے ہی اور جبلیت وحالت وحیوانیہ سے اُن کی انشار ہی اور کھانے پینے وحرکت وجماع مین اور صفات نفسانیہ مین مانند حرص وغضب ونعمتون کیساتھ پھوہڑپن کرنے مین مساوی ہین اور مرجع اسکا اصلی فطرت ہی جس سے پیدا ہوئے ہین یعنی زمین سے پیدا ہوئے اور زمین مین مرکر مل جاوینگے اور اسی سے دوبارہ قیامت مین اُٹھائے جاوینگے تفسیر ظاہر کے امامون مین سے حضرت عطاء رح کا قول ہی کہ امثالکم کے معنی یہ کہ توحید ومعرفت مین تمھارے مثل ہین اور بعض نے کہا کہ خلق مین تمھارے مثل ہین کیونکہ تمام مخلوقات ان امتون مین سے جسقدر ہی سب حضرت خالق جل جلالہ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئی ہین اور ہر ایک کیواسطے خطاب الٰہی ازلی سے خاص خاص طریقے واضح ہوئے ہین پس توحید ملائکہ واضح ہے اور آدمیون کی معرفت کیواسطے انبیاء ورسل علیہم السلام سے طریقہ ہی اور حیوانات دیگر مانند چرند وپرند وغیرہ کی طبیعت مجبول بمعرفت ہی کہ ان کو اپنے خالق وصانع کا علم فعلی حاصل ہی کہ اس سے ظہور انوار صفات تک بذریعہ انوار فعل کے بدون بیان بلا اشکال پیدا ہوتا ہی۔ قال المترجم قول قوی وجید یہ ہی کہ رسل علیہم السلام اور ملائکہ الٰہی ان مخلوقات کے ہادی ہین اور ان رسولون علیہم السلام سے فیض ہر قسم کے کسی فرد خاص کو موافق حالت انسانی کے ہوتا ہی اور وہی اُسکا رسول ونبی ہوتا ہی اور یہین سے کہا گیا کہ بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عام ہی یہان تک کہ حیوانات وحشرات کو بھی شامل ہی واستدلال اس قول کا ماسبق سے واضح ہی فافہم۔ قولہ ما فرطنا فی الکتاب من شئ۔ یعنی مخلوق کو جس چیز کی احتیاج دربارہ عبودیت ومعرفت ربوبیت کے ہی وہ سب ہم نے اپنی کتاب پاک مین بیان کردی۔ کوئی حال وکوئی مقام وکوئی وجدان اور کوئی ادراک اور کوئی معرفت وکوئی دیدار ومشاہدہ نہین جس کا طریقہ ہم نے بیان نہ کیا ہو۔ کلام حضرت باری تعالیٰ اسکی صفت خاصہ ہی جس نے جمیع صفات کا عرفان اور صفات سے

Marfat.com

ذات کا عرفان بوضوح بیان کر دیا۔ اس سے اوتعالیٰ نے اگلون و پچھلون جملہ عالم کے اسرار سے آگاہ کیا۔ بعض نے فرمایا کہ نہین چھوڑا ہم نے کتاب مین کسی مخلوق کا ذکر۔ ولیکن کتاب مین اسکے ذکر کو دیکھتا نہین کوئی شخص سوائے ان بندون کے جن کو انوار معرفت سے ارادت حاصل ہے قولہ والذین کذبوا ہایا تناصم وبکم فی الظلمات۔ اسمین اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کا ذکر کیا جنکو غیب سے ان کے دلون پر الہام حق ہوتا ہی مگر وہ اسکے مقابلہ مین اپنے نفوس سے معارضہ لاتے ہین اور باطل خطرات سے سچے خطرات کو رد کرتے اور جھٹلاتے ہین کیونکہ ان کو حق و باطل مین تمیز نہین ہی اور یہ اسوجہ سے کہ گمراہی کے ٹھینٹھر اُن کے کانون مین بھرے ہین کہ مقام شہود مین انھون نے اپنے کانون کو اللہ تعالیٰ کی طرف نہین لگایا اور ہیبت و محبت کے ساتھ ان کے اسرار باطنہ کی زبان پر کبھی نام الٰہی نہین آیا اور سبب اسکا یہ ہی کہ انکے نفوس اپنی نفسانی خواہشون کے اندھیرے مین ٹاپ رہے ہین اور حاصل آنکہ جس شخص نے خواطر حق کو جھٹلایا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسوقت آئے تھے کہ توحید و خلوص ایمان کا الہام بروقت دیدار معجزات انبیاء و کرامات اولیاء پر ہوا پس اسنے اسرار کے کان اور بینائی باطن کی آنکھون کو پردۂ ضلالت سے ڈھک لیا تاکہ اوتعالیٰ کا کلام غیبی نہ سنے اور برق انوار غیب کو نہ دیکھے اور حق تعالیٰ کے ملکوت کو مشاہدہ نہ کرے اور اپنے نفس امارہ کی تاریکیون و شیطان کافر کی گمراہیون مین پھنسا پڑا رہے اسکو یہ قدرت نہین کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور اسکی معرفت مین پہونچے بعض نے کہا کہ اوتعالیٰ نے اپنے خالص بندون پر جو معجزات و کرامات فرمائے اسکو سچا نہ جانا اور اندھے بہرے انوار خطاب سے اپنے نفس کی ظلمات و اجسام کی صورتون مین پڑے رہے۔ قولہ من یشاء اللہ یضللہ ومن یشا یجعلہ علی صراط مستقیم۔ مشیت دو طرح پر واقع ہوتی ہے مقبول بندون پر قبول کی اور مردود بندون پر دور کر دینے کی اول سے رضامندی کی اور دوم سے ناراضامندی و خشم و غضب کی۔ موافق اسکے ازل مین سعادت و شقاوت جاری ہو چکی ہے پس جو شخص کہ اپنے ابتداء ارادہ مین صادق نہ ہو اس کو حق تعالیٰ ظلمات قہر مین گمراہ کر دیتا ہے اور یہ غیرت و عدل ہی تاکہ جو اللہ تعالیٰ کی محبت مین صادق نہین ہے اس کو وصول نہ ہو اور جو بندہ کہ ابتداء ارادت مین صادق تھا اور اُس نے دنیا مین اپنا عہد مضبوط بسبب پیروی نفس کے اور فرمانبرداری سے انکار کے نہین توڑا اور تصمیم اسکو نہین ہوئی اگرچہ مقام التباس مین خواب غفلت مین چندے پڑا رہا ہوگا پس الہام و انذار سے بیدار ہونے کے وقت ہوشیار ہو گیا اور ہادیٔ خیر کی متابعت کر لی تو حق تعالیٰ خود ہی اپنی طرف اسکو راہ دیتا ہے اور معرفت و طاعت مین اسکو مستقیم کر دیتا ہے۔ پھر عقول روحانی کیواسطے طریق مستقیم یون حاصل ہوتا ہی کہ فکر سلیم اسکو عطا ہوتی ہے اور قلوب کیواسطے محبت کیساتھ صفات کی راہین ہین اور معرفت کیساتھ روحون کے لئے ذات کی طرف راہین ہین۔ قال المترجم اور بہت سے اکابر نے اور خود شیخ رحمہ اللہ نے جا بجا تصریح کر دی ہی کہ معرفت صفات و ذات سے مشاہدہ و کشف تحقیقی مراد ہی نہ کشف خیالی اور فرق یہ ہی کہ کشف تحقیقی وہ معرفت ہی کہ عین حقیقت اسکے مطابق ہی جہان تک کہ کشف ہو اور کشف خیالی وہ دیدار عیانی ہے مثلاً جنت کا علم جہان تک حاصل ہوا اور آنحضرت صلعم نے بیان کیا اس سے ایک علم حاصل ہوا اور اگر پردہ سے اسکے فی الجملہ حالت ظاہر ہو تو کشف ہو اور حقیقت اسوقت حاصل واضح ہوگی کہ جب جنت مین بندہ داخل ہوگا اسی طرح حقیقت صفت و ذات قیامت پر موعود ہی وہ دنیا مین حاصل نہین ہو سکتا ہی مگر جسقدر کشف تحقیقی یہان ہوگا اسقدر قیامت مین فضل الٰہی سے حقیقی دیدار ہونے پر مطابق و موافق ہوگا۔ اور جہانتک کشف ہونیکی قید اسواسطے ہی کہ ادراک ذات و صفات باری تعالیٰ باین طور کہ احاطہ ہو جاوے ممکن نہین ہی اور یہ فی الجملہ دیدار ہی و بعض محققین نے اس بحث سے سکوت کیا کیونکہ علم قطعی شرعی مین احاطہ و عدم احاطہ سے سکوت ہی پس ہم اسکو قطعاً یقین کرتے ہین کہ دیدار حاصل ہوگا اور رہا یہ کہ احاطہ ہوگا یا نہ ہوگا اس سے کوئی بحث نہین کرتے اور یہ طریقہ اسلم ہی فافہم۔ قال الشیخ اور بعض مشائخ نے کہا کہ جس شخص کے حق مین اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کا ارادہ بھلائی و ہدایت کیساتھ نہین مقدر ہوا وہ اپنی بری تدبیر کے پنجہ مین چھوڑا جاتا ہی تاکہ گمراہی و ضلالت مین پڑا رہے اور جس کے حق مین ہدایت کا ارادہ متعلق ہوا ہی اسکو اپنے اختیار مین کھینچ لیتا ہی۔ پس وہ صراط مستقیم پر اس طرح ثابت رہتا ہی کہ جو قدرت و تقدیر مین جاری ہوا ہے اسپر راضی و ہر حال مین شکر گذار رہتا ہے۔ فافہم۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ

تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا یا آوے تم پر قیامت کیا اللہ کے سوائے کسی کو پکارو گے

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَ

بتاؤ اگر تم سچے ہو بلکہ اُسی کو پکارتے ہو پھر کھول دیتا ہے جس پر پکارتے تھے اگر چاہتا ہے اور

ع ۱۱ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ

بھول جاتے ہو جنکو شریک کرتے تھے اور ہم نے رسول بھیجے تھے بہت اُمتون پر تجھ سے پہلے پھر اُن کو پکڑا سختی مین اور

الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ

تکلیف مین شاید وہ گڑگڑاوین پھر کیون جب پہونچا اُن پر عذاب ہمارا گڑگڑائے ہوتے اور لیکن سخت ہوگئے

قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا

دل اُن کے اور اُن کو بھلے دکھائے شیطان نے جو کام کر رہے تھے پھر جب بھول گئے جو نصیحت کی تھی اُن کو کھول دئے ہم نے

عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ

اُن پر دروازے ہر چیز کے یہان تک کہ جب خوش ہوئے پائی ہوئی چیز سے پکڑا ہم نے اُن کو بیخبر پھر تب ہی وہ رہ گئے

مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ناامید پھر کٹ گئی جڑ اُن ظالمون کی اور سراہے کام اللہ کا جو رب ہے سارے جہان کا

قُلْ کہدے اے محمد صلعم اہل مکہ سے۔ اَرَءَيْتَكُمْ۔ اخبرونی۔ مجھے خبر دو۔ قال فی الکمالین اور بجائے استخبار کے یعنی خبر دیدو کی جگہ رویت یعنی علم سے استفہام اسواسطے رکھا اور یہ نہین فرمایا کہ اخبرونی کہ کسی بات کی خبر وہی دے سکتا ہی جو اسکو جانتا ہو قال المترجم اگر اخبرونی نتیجہ قرار دیا جاوے نہ تفسیر تو اولی ہوگا اور معنی یہ کہ بھلا تم جانتے ہو مجھے بتاؤ کہ۔ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ۔ دنیا مین اگر عذاب الٰہی تم پر آوے۔ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ بغتۃ دیا اچانک تم پر قیامت ہی آجاوے ف حسبمین تمھارے حق مین عذاب الٰہی ہو تو ایسی حالت مین۔ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ کیا غیر خدا کو پکاروگے ف یعنی جن کو شریک بناتے ہو ان مین سے کسی کو پکاروگے ہرگز نہین پکاروگے۔ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ اگر تم سچے ہو ف اس بات مین کہ بت تم کو نفع پہونچا دینگے تو کیون اسوقت نہین پکاروگے۔ حاصل معنی یہ کہ تم بتون کو اپنے حق مین نفع پہونچانے والا اور ضرر دور کرنیوالا کہتے ہو تو مین تم سے پوچھتا ہون کہ بھلا بتاؤ اگر تم پر دنیا مین عذاب الٰہی آجاوے یا قیامت ہی قائم ہوجاوے جسمین ایسا عذاب ہی تم مان لو تو ایسی حالت مین بتون کو پکاروگے اور اس بلا کے دور ہونے کیلئے بتون کی طرف التجا لاؤگے اگر سچے ہو تو بتلادوگے کہ نہین تو۔ پھر آگے مصرح کردیا۔ بَلْ اِيَّاهُ۔ نہین بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کو تَدْعُوْنَ۔ پکاروگے سختیون مین فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ۔ پس دور کردیگا تم سے ضرر و غیرہ اِنْ شَآءَ اگر دور کرنا

Marfat.com

کرنا چاہیئے ف یعنی وہ ہر حال مین ہر بات پر قادر ہے لیکن بعض صورتون مین خلاف اسکے مشیت و حکمت کے دفع ضرر ہوتا ہے مثلاً ایک شخص موذی ہے کہ لوگون کو سخت دکھ پہونچاتا ہے ڈاکا ڈالتا ہے جانین تباہ کرتا ہے لوگون کے بال بچے و مال تلف کرتا ہے تو مصیبت کیوقت عذاب مین اسکا تباہ ہونا بہتر ہے تاکہ بہت لوگ امن مین رہین اور مشرکون کا فعل اس سے زیادہ سخت ہے لہذا یہان شرط لگا دی کہ اسوقت اللہ تعالیٰ ہی سے دعا مانگو گے اور وہ سب بات پر قادر ہے تمھاری مصیبت کو ہٹا دے بشرطیکہ چاہے۔ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ اور اس حال مین وہ سب بھول جاؤ گے جن کو شریک لاتے ہو ف کسی کو نہ پکارو گے تم کو خود یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی چاہیگا۔ تو یہ عذاب دور ہوگا پھر بھلا غیر کو حالت امن مین کیون شریک بناتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہر حال مین کیون التجا نہین کرتے ہو۔ اور اس آیت مین کھلا بیان حق ہے اور آگے آنحضرت صلعم کو خطاب فرما کر سنت الٰہی کا بیان فرمایا۔ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ۔ مین زائد ہے اور مفعول ارسلنا محذوف ہے بسبب ظہور کے یعنی ارسلنا رسلاً۔ البتہ ہم نے بھیجے بہت رسول تجھ سے پہلے زمانہ مین اگلی امتون کی طرف ف پس نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگون نے اپنے رسول کو جھٹلایا۔ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ پس ہم نے ان کو نہایت محتاجی و قحط مین گرفتار کیا۔ وَالضَّرَّاءِ اور مرضون یا عام مضرت مین ف مانند جانین تلف ہونے و مال جانے اور وبا پھیلنے وغیرہ مین پکڑا اور یہ ان کو تنبیہ تھی۔ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ کہ اب بھی گڑگڑا دین ف ایمان لا دین کیونکہ مجبوری کے وقت نفس کی سرکشی فرو ہو جاتی ہے ولیکن ان بدبختون کو اثر نہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا کیون وہ نہین گڑگڑاتے جبکہ ان پر ہمارا باس یعنی چھوٹے عذاب مین پکڑا جانا پہونچا تھا ف یعنی باوجود اس مقتضی موجود ہونے کے کیون ایسا نہ کیا اگر نیک بخت ہوتے تو ضرور تضرع کرتے۔ وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ ولیکن ان کے دل تو قاسی اور سخت ہو گئے ف اور ایمان کے لئے نرم نہ ہوئے۔ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ اور شیطان نے ان گناہون کو ان کی آنکھ مین مزین دکھلایا جو کیا کرتے تھے ف پس انھین پر اڑے رہے اور نہ چھوڑا اور رسول کا کہنا نہ مانا۔ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ اے فلما ترکوا ما وعظوا وخوفوا بہ من البأساء والضراء فلم یتعظوا یعنی پھر جب ترک کیا اور بے پروائی سے پیٹھ پیچھے ڈالدیا اسکو جس سے کہ نصیحت و خوف دلائے گئے تھے یعنی باساء و ضراء کو پس اس سے نصیحت حاصل نہ کی۔ حاصل آنکہ جب یہ گرفت ان کو سودمند نہ ہوئی اور نہ مانے تو عجیب پیچ سے عذاب مین ڈالے گئے وہ یون کہ۔ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ۔ اکثر قاریون کے نزدیک فتحنا از فتح ہے اور ابو عامر رح کی قراءۃ مین تشدید فتحنا سے از باب تفتیح ہے اور معنی مین بھی تخفیف و تکثیر کا فرق ہے کہ اول کے معنی ہم نے کشادہ کر دیئے اور دوم قراءۃ پر معنی یہ کہ پھر ہم نے خوب فراخی کیساتھ کھول دیئے ان لوگون پر دروازے ہر چیز کے ف یعنی ہر طرح کی نعمت ہم نے ان پر خوب فراخ کر دی اور یہ درحقیقت ان کے حق مین استدراج تھا کہ خوار کرنے کو ان کی رسی ڈھیلی کر دی۔ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا۔ یہان تک کہ جب اترائے اس چیز پر جو دیئے گئے ف ہر چند کہ اللہ تعالیٰ نے درحقیقت یہ چیزین ان کو دین ولیکن وہ جہالت سے اپنے بد اعمال و بد اعتقاد و بت وغیرہ شرک سے سمجھے۔ أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً تب اچانک ہم نے ان کو عذاب مین گرفتار کر لیا۔ فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ۔ پس ناگہان وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو گئے۔ فَقُطِعَ دَابِرُ اے آخر الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا پس کاٹ دی گئی دابر اے آخر اس قوم کے جس نے ظلم کیا ف یعنی جڑ سے نیست کر دیئے گئے اور رسول و مومنون کو نجات و فتح ملی۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ علی نصر الرسل و ہلاک الکافرین۔ یعنی حمد ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے ف اس بات پر کہ رسولون کو فتح دی گئی اور کافر ہلاک کئے گئے اور یہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوا یعنی اسی پاک پروردگار عزوجل نے ایسا کر دیا۔ قال الوالبی عن ابن عباس مبلس بمعنی نا امید۔ یعنی ہر بھلائی سے مایوس۔ قال الحسن البصری رح

جس پر اللہ تعالیٰ نے رزق و اموال وغیرہ مین فراخی دی اور وہ اس بات سے ڈرتا نہ رہا کہ شاید یہ مکر قدیم ہو تو اسکی رائے کا کچھ اعتبار نہین اور جسپر اللہ تعالیٰ نے تنگی ڈالی اور وہ یون نہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہی وہ مجھے دیکھتا ہی کہ یہ بندہ صبر اور ثابت قدمی کرے پس اگر یہ نہین سمجھا تو اسکی رائے کا کچھ اعتبار نہین پھر یہ آیت پڑھی۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم الآیۃ۔ پھر حسن رح نے کہا کہ قسم ہے رب الکعبہ کی کہ مکر مین ڈالی گئی یہ قوم کہ جو چاہتے تھے ان کو دیا گیا پھر پکڑ کر مٹا دیئے گئے۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ قال المترجم اسمین حکمت عجیب ہی کہ سختی و مصیبت مین خالق و معبود عزوجل کو نہ یاد کیا اور فراخی مین بھی یاد نہ کیا اور چونکہ مخلوق تھے تو آخرت کا عوض دنیا مین ان کو بھر دیا اور شہولت جن سے دوزخ محفوف ہی انھون نے جلد لے لین پس استدراج و کفر مین اور شرک و بد اعتقادی مین خوب قدم جما لیا پس مع یا دمقدر پر جڑ سے اکھاڑ پھینکے گئے۔ فافہم۔ قال قتادہ رح اس قوم نے امر الٰہی سے تجاوز و سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو عذاب مین گرفتار کیا اسکو اسکی مستی و غرور و ارانے مین پکڑا پس اے لوگون کبھی اللہ تعالیٰ پر مغرور مت ہو اور وہی لوگ حضرت باری تعالیٰ جل جلالہ کے خوف و عظمت سے مغرور بے پروا ہوتے ہین جو فاسق و کافر ہین۔ رواہ ابن ابی حاتم۔ اسی واسطے اعتقاد مین قرار پایا کہ ایمان درمیان خوف و امید کے ہی جو بخوف ہوا وہ کافر اور جو نا امید ہوا وہ کافر اور یہ قطعی دو آیتون سے ثابت اور معروف ہی۔ قال الزہری رح قولہ فتحنا علیہم ابواب کل شئ۔ کہا کہ دنیا کی چیزون مین سے ہر چیز جو چاہی وہ آسانی سے دیدی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی صلعم سے روایت کی کہ جب تو دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اسکے گناہون پر دنیا کی نعمتین جو وہ چاہتا ہے دیتا ہے تو یہ استدراج ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شئ الآیۃ۔ رواہ احمد و ابن جریر و ابن ابی حاتم۔ اور عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے حق مین عذاب کا ارادہ کرتا ہی تو ان کے واسطے بدکارون کا دروازہ کھول دیتا ہی مع شہوات کے یہان تک کہ جب دیئے ہوئے پر اترائے تو ناگاہ ان کو ماخوذ کر لیتا ہے پس اچانک وہ مایوس ہو جاتے ہین رواہ ابن ابی حاتم والامام احمد وغیرہ ف عرائس مین کہا کہ قولہ تعالیٰ اغیر اللہ تدعون ان کنتم صادقین بل ایاہ تدعون۔ جاہل مخلوق وقت نزول بلاء کے غیر کی طرف رجوع لاتے ہین اور یہ امتحان ہی پس عار دلایا کہ دعوی معرفت مین اگر سچے ہو تو غیر کی طرف کیون رجوع کرتے ہو اور اس ارادہ و نیت پر مشرک ہوتے ہو حالانکہ تمام مخلوق اس کی عظمت و جلال مین فنا ہے پس پکارنا اسی کی طرف راجع ہوتا ہی اگرچہ جہالت سے جاہل یہ سمجھے کہ اسنے غیر کو پکارا اور اس سے معاونت پائی ہے۔ اور نیز اسمین توبیخ ہے کہ حالت عیش مین درگاہ خالق سے رجوع کر کے مخلوق کی طرف رجوع لاتے ہین اور سختی و مصیبت مین او تعالیٰ کی طرف دعاؤن کے ہاتھ بڑھاتے ہین مگر عیش مین تو حلاوت یاد الٰہی سے حظوظ نفس کی طرف دوڑے تھے اور مصیبت مین جو پھر آئے تو قرب و مشاہدہ کے واسطے نہین بلکہ ضرر دفع ہونے کے واسطے اور یہی مکار علماء و صوفیہ کا حال ہی بعض نے کہا کہ غیر کے اوپر بھروسا کرتے ہین حالانکہ او تعالیٰ نے مقام صادقین مین رکھا ہے۔ قال الجریری نیک بخت بندے تو ابتدا سے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہر حال مین رجوع رکھتے ہین اور عوام مصیبت کے وقت رجوع لاتے ہین۔ قال الجنید رح جو حق تعالیٰ کو یاد کرے و پکارے تو اسی سے اسی کے واسطے پکارے بدون اسکے کہ اسمین اسکو کوئی مزد ہو یا نفس کو اس پکار مین دخل ہو۔ قال المترجم یہ قول کمال عرفان سے ہی اور توضیح اسکی سابق مین گذری ہی فتذکر بعض نے کہا کہ غافل از خطاب کا مرجع پس اسی کی درگاہ ہی۔ قولہ فاخذناہم بالبأساء الخ۔ یہ حال مفلس قوم کا ہی کہ حق تعالیٰ نے قہر کے کوڑے سے اپنی محبت سے تو نگر کرنے کو پھیرا ورنہ محبت والا ایک دم غافل نہین ہوتا۔ او تعالیٰ جس قوم کو حفظ مین لیتا ہی ان کو بلاء و محنت مین ڈالکر اپنی ہی طرف رجوع لاتا ہی کہ غیر کی طرف مشغول نہ ہون۔ اور نیز

Marfat.com

جو مرید کہ ذکر کے مزے مین پڑتے ہین اُن کو مضرتون و بلاؤن سے اس مزے سے چھڑا کر پھر خالص تجرید و توحید سے بدون دخل نفس کے اپنی طرف لاتا ہے جبکہ ثابت قدم رہین ابن عطار رح نے کہا کہ سب راہین اُن کی روکی گئین کہ اس کی طرف رجوع لاوین قولہ۔ فلما نسوا ما ذکروا بہ۔ اس قوم سے بھی نصیحت نکال لینا چاہیے جو بزرگون کے نصائح سے غفلت کرتے ہین حتی کہ بہتون کو ظہور کرامات سے اپنے نفوس کی طرف میلان ہوتا ہے پس ان پر دروازے مفتوح ہوتے ہین اور مخلوق کے نزدیک انکی جگہ ہوتی ہے پس اگر اس طرف جھکے تو خوب رسوخ پیدا کرتے ہین اور آخر مین وہ فضیحت ہوتے اور مکار ظاہر ہو جاتے ہین اور آخر حسرت و ندامت پر مرتے ہین یعنی بعد اسکے درجہ کرامت نہین پاتے ہین کیونکہ اُنھون نے طریقۂ ہدایت و توحید و اسلام مین خیانت کی پھر نیک بندون سے جو انکی مضرت و ایذا اسلام سے دور ہوئے اور انکے عدم وجود سے کوئی پرواہ نہ ہوئی تو اوتعالی نے نیک بندون کی طرف سے اور اپنی صمدیت کے اظہار مین الحمد للہ رب العالمین سے حمد و ثنا فرمائی ہے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ

تو کہہ دیکھو تو اگر چھین لے اللہ تمھارے کان اور آنکھین اور مہر کر دے تمھارے دل پر کون

اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝

وہ رب ہے اللہ کے سوائے جو تم کو یہ لا دیوے دیکھ ہم کیسے پھیرتے ہین بار بار پھر وہ کنارہ کرتے ہین

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا

تو کہہ دیکھو تو اگر آوے تم پر عذاب اللہ کا بیخبر یا روبرو کوئی ہلاک ہو گا مگر

الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۝

وہی لوگ جو گنہگار ہین اور ہم جو رسول بھیجتے ہین نہین مگر خوشی اور ڈر سنانے کو

فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

پھر جو کوئی یقین لایا اور سنوار پکڑی تو نہ ڈر ہے اُن پر نہ وہ غم کھاوین

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

اور جنھون نے جھٹلائی ہماری آیتین اُن کو ملیگا عذاب اُسپر کہ بے حکمی کرتے تھے۔

قُلْ۔ اہل مکہ سے کہدے۔ اَرَءَيْتُمْ اَخْبِرُوْنِيْ بھلا جانتے ہو تم مجھے بتاؤ۔ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ اگر اللہ تعالی تمھاری سنوائی لے لے ف یعنی بہرا کر دے یعنی جو قوت کان مین رکھی ہے اسکو گرفتہ کر دے یا خود کان ناپید کر دے وَاَبْصَارَكُمْ اور تمھاری بینائی لے لے وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ تمھارے دلون پر مہر کر دے ف کہ کچھ تمیز کسی چیز مین نہ رہے۔ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ تو بھلا اللہ تعالی کے سوائے وہ کون آکہ ہے کہ تم کو یہ چیزین لا دے ف یعنی جو تم سے اللہ تعالی نے چھین لین یعنی تمھارے زعم کے موافق وہ معبود کون ہے جو اسکو لا دے یعنی تم کو پھر دیدے اور یہ شکریہ محسوسات کی نعمت کا مع تنبیہ ہے کہ بہتیرے تم مین سے بہرے اندھے پاگل ہین حالانکہ کسی بات سے نہ ہوا کہ وہ تندرست ہو جاتے اور یہ تقدیر خلقت الٰہی عزوجل ہے پس اگر تم لوگ جو تندرست ہو تم پر یہ بلاء طاری ہو تو بھلا کون ہے جو اسکو پھیرا دے پس معبود خالق عزوجل کا شکریہ ادا کرو اور اسی کی توحید کرو۔ پھر آنحضرت صلعم کو خطاب فرما کر ہر ایماندار کو تعجب دلایا اور جن کی نظر مین وحدانیت نہایت روشن نظر آتی ہے اُن کو یقین دلایا کہ ہدایت اللہ تعالی ہی کی طرف سے ہے چنانچہ فرمایا۔

اُنظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ بنین۔ الآیٰتِ یعنی دیکھ کہ کیونکر ہم بیان کرتے ہین آیات اپنی وحدانیت کی ف بعض نے کہا کہ نصرف یعنی مکرطرح طرح سے اپنی وحدانیت کی دلیلین اُن کو دیتے ہین۔ ثُمَّ هُمْ یَصْدِفُوْنَ پھروے ان دلالات سے اعراض کرتے ف کہ ایمان نہین لاتے ہین قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اے محمد ان مشرکون سے کہدے کہ بھلا مجھے بتادو کہ اِنْ اَتٰىکُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً۔ لیلاً اونہارا۔ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آجاوے دن مین یا رات مین تو بھلا اس عذاب مین کون تباہ ہوگا ف بغتہ یعنی اچانک سے مراد رات کو سوتے مین اور جہرۃ سے مراد دن کو جاگتے مین۔ بقرینہ قولہ تعالیٰ بیاتاً اونہاراً مانا یستعجل الآیۃ۔ اور یہی حسن بصری رح نے کہا اور بیضاوی مین ہی کہ بغتہ یعنی اچانک بدون پہلے کچھ جیسے آثار ظاہر ہونیکے جو عذاب آنے پر دلالت کرین اور جہرہ بعد ظہور مقدمات عذاب کے باطلا اگر اس طرح تم پر عذاب آجاوے تو بتاؤ کون مرے۔ هَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ یعنی اگر اس طرح عذاب آوے تو بھلا کوئی ہلاک ہوگا سوائے ان لوگون کے جو ظالم یعنی کافر و مشرک ہین ف کلام نہایت بلاغت کے اسلوب پر ہی کہ انھین سے اس امر کی خبر مانگی یعنی مستقر کیا کہ تم جانتے ہو کیونکہ نہایت اظہر و کھلی بات ہی اور حدیث مین آیا کہ جو لوگ باوجود قدرت کے بھلی باتون کی نصیحت اور بری باتون سے منع نہ کرینگے تو اُمید رکھین کہ بدکارون کے ساتھ منع نہ کرنیوالون کو بھی عموماً اللہ تعالیٰ عذاب مین پکڑے تو اسمین منع نہ کرنے والون کی بھی خطا و گناہ ہے لیکن دیگر احادیث مین ثابت ہی کہ بعض عذاب آنے پر نیک و بد سب ہلاک ہوجاتے ہین اور قیامت مین اپنی اپنی نیت پر اُٹھائے جاوینگے تو مراد اس سے یہ ہی کہ وہ وقت اُن نیکوکارون کے حق مین باعث فتنہ و مصیبت تھا پس اُنکا ہلاک ہونا اُن کے حق مین رحمت ہی اور بدکارون پر عذاب ہی اور یہ بعض روایات مین خود مصرح ہی اور آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوگا پس اگر ظالمون سے ہر وہ شخص مراد ہو جس نے خلاف حکم الٰہی ایسا کام کیا جس پر عذاب آیا تو ہلاک سے مراد عذاب کے طور کی ہلاکت ہی یعنی عذاب کی موت دہی مرینگے جو ظالم ہین پھر آنحضرت صلعم کی تسلی اور کافرون کا زعم توڑنے والا کلام فرمایا۔ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ۔ اور ہم تو بھیجتے نہین رسولون کو مگر خوشی سنانے والے و ڈر سنانے والے ف یعنی ایمان لانے والے کو جنت و رضائے الٰہی کی خوشخبری سنانے والے جسکو اہل ایمان بعد نور حاصل ہونے کے خوب سمجھ جاتے ہین اور کفر کرنے والون کو دوزخ سے انذار کرنے والے کہ آخر بعد موت کے بلکہ موت کی حالت مین کافر خوب جان لیتے ہین اگرچہ اسوقت کچھ فائدہ نہ ہو۔ پس نیک بخت وہی ہین جو اس بشارت و ڈراوے پر سمجھ جاوین غرضکہ رسول کا کام تو یہی ہی کہ خوشخبری دیدے مطیع کو اور خوف سنادے کافر کو فَمَنْ اٰمَنَ پھر جو ایمان لے آیا وَاَصْلَحَ اور اصلاح کی ف اور اپنے ظاہر و باطن افعال و اخلاق کی اصلاح کی موافق شریعت پاکیزہ کے جو کمال عدل و حکمت ہی۔ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ تو پھر اُن کو نہ کوئی خوف ہی اور نہ کچھ غم ہی ف بعد موت کے دائمی راحت ہی۔ وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا اور جنھون نے ہماری آیات کو جھٹلایا ف اور یہ نہایت ہی بھاری جرم ہے پس۔ یَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ۔ اُن کو عذاب جالگے گا بسبب ان کے فسق اور حد سے بڑھ چلنے کے۔ قال ابن زید یعنی بسبب جھٹلانے و کفر کرنے کے۔ یا بجمد رسول اسواسطے نہین ہوتے ہین کہ حق بات ظاہر ہونے پر وہ بات تو نہ مانو اور اُن سے جہالت سے آیتین مانگو بلکہ خود تمیز ازلی عہد پر حضرت خالق عزوجل کی بندگی فرض ہی لیکن بھول گئے تو حضرت پروردگار تعالیٰ کا احسان ہی کہ رسول بھیجدئے اور آداب بندگی و عبادت کے طریقہ سب سکھلائے یہ احسان بہت بڑا ہے عجب ہی کہ کھلی نصیحتین و تبلیہ ہو اور پھر منہ موڑے جاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ عزوجل پاک بے پرواہی مانو ورنہ اپنے آپ کو خوار کرو ف فی العرائس شیخ ترمذی یعنی حکیم نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تمھارے سمع کو فہم خطاب سے گرفتہ کرلیا اور بینائیون کو صنائع قدرت سے عبرت

Marfat.com

حاصل کرنے سے گرفتہ کیا اور دلون سے معرفت نیست کردی تو بھلا کوئی شخص ہے کہ ان ابواب مین سے کوئی دروازہ کھولدے سوائے اسی پاک پروردگار ذوالجلال والاکرام کے۔ کلا ہرگز کوئی نہین ہے بلکہ وہی پاک تعالی فضل سے ابتدا مین نعمت دیتا ہے اور وہی انتہا مین فضل سے اسکو تمام کردیتا ہے۔ قولہ فمن آمن واصلح الآیۃ۔ جس نے اتباع رسول اللہ صلعم سے یقین و طاعت کیساتھ ہر دم اپنے قلب کو درگاہ الٰہی مین پاکیزہ از خطرات نفسانی وغیرہ رکھکر حاضر رکھا اور اسی کی طرف سے قبول و ہدایت پر نظر رکھی اور اس کی یاد و تعریف سے دل کو آباد کیا اور نفس و شیطان کے ہواجس و خطرات سے برباد نہ کیا تو اسکو مرتبہ احسان کا فضل الٰہی حاصل ہونے کے بعد پھر محجوب و منقطع ہونے کا درد و غم بعد نعمت عزیز یعنی موت کے کچھ نہین ہوگا۔ اور بعض مشائخ نے اسی کو مختصر خلاصہ کرکے بیان کیا کہ جس نے ظاہر کو امور شرع کی پابندی سے صلاحیت پر رکھا اور باطن کو سنن نبوی صلعم اور باطنی سے احکام سے خالص کیا اُن کو کچھ خوف و ملال نہین ہوگا نہ خوف انقطاع بعد موت کے اور نہ ملال حجاب۔ فافہم۔ قال المترجم۔ پھر اللہ تعالی نے کافرون کے مکابرات و بیہودہ خواہشون کا دروازہ بند کردیا کہ اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ یون کہدے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ

تو کہہ مین نہین کہتا تم سے کہ مجھ پاس ہین خزانے اللہ کے نہ مین جانون غیب کی بات اور نہ مین کہون تم سے کہ مین

مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝ ع ۹ ۱۱

فرشتہ ہون اُسی پر چلتا ہون جو مجکو حکم آتا ہے تو کہہ کب برابر ہوسکے اندھا اور دیکھتا کیا تم دھیان نہین کرتے

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

اور خبردار کردے اس قرآن سے جن کو ڈر ہے کہ جمع ہونگے اپنے رب کے پاس اُن کا کوئی نہین اس کے سوائے

وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

حمایتی نہ سفارش والا شاید وہ بچتے رہین اور نہ ہانک اُن کو جو پکارتے ہین اپنے رب کو

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

صبح اور شام چاہتے ہین اُس کا منھ تجھ پر نہین اُن کے حساب مین سے کچھ

وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور نہ تیرے حساب مین سے اُن پر ہے کچھ کہ تو ان کو ہانک دے پھر ہووے بے انصافون مین سے

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ

اور اسی طرح ہم نے آزمایا ہے ایک کو ایک سے کہ کہین کیا یہی لوگ ہین جن پر اللہ نے فضل کیا ہم سب

بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

مین کیا اللہ کو معلوم نہین ہے حق ماننے والے اور جب آوین تیرے پاس ہماری

بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اِنَّهٗ مَنْ

آیتین ماننے والے تو کہہ سلام ہے تم پر لکھی ہے تمھارے رب نے اپنے اوپر مہر کرنی کہ جو کوئی

Marfat.com

عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

کرے تم مین برائی نادانی سے پھر اس کے بعد توبہ کی اور سنوار پکڑی تو یون ہی کہ وہ ہی بخشنے والا مہربان

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

اور اسی طرح ہم بیان کرتے ہین آیتین اور کھل جاوے راہ گنہگارون کی

ع ۵ ۱۲

ماوردی رح وغیرہ نے ذکر کیا کہ جب مشرکین قریش نے ہٹ کرنی شروع کی سرکشی سے کہ ایسی آیتین مانگین جو خواہ مخواہ ان کو ایمان لانے پر مجبور کرین حتی کہ اسکے بعد ایمان بالغیب کے معنی بھی گویا باقی نہ رہین تو اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم کو حکم دیا کہ صاف صاف سچی بات ان سے کہدے کہ میرے پاس اللہ تعالی کے خزائن نہین کہ جو کچھ مین چاہون اسکو لے آؤن چنانچہ فرمایا۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ۔ مین تم سے یہ نہین کہتا ہون کہ میرے پاس اللہ تعالی کے خزانے ہین ف یعنی اللہ تعالی کے وہ خزائن جن سے رزق دیتا ہی۔ خزائن جمع خزانہ بکسر اول وہ جگہ جسمین کوئی چیز محفوظ ہو کہ غیر کا ہاتھ نہ پہونچے اور یہان استعارہ ہی خزائن قدرت سے جسمین ہر چیز موجود ہے بمعنی آنکہ مقدور تحت قدرت ہی اور مفسر رح نے جو خزائن رزق مراد لئے تو مجھے اسکی وجہ ظاہر نہین ہوئی اور جو مین نے ذکر کیا وہ اظہر ہے واللہ اعلم۔ بالجملہ فرمایا کہ مشرکین سے کہدے کہ میرے پاس خزائن الٰہی نہین۔ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ اور نہ مین غیب جانتا ہون ف اے ماغاب عنی ولم یوح الی یعنی غیب مصدر سے مراد آنکہ جو مجھ سے غائب ہی اور مجھ پر وحی سے ظاہر نہین کیا گیا اور اجماع ہی کہ عالم الغیب والشہادۃ علی الاطلاق سوائے حق تعالی جل جلالہ کے کوئی نہین اور جبکہ آنحضرت صلعم سے تصریح آئی تو پھر اور کون ہی کہ عالم الغیب ہوگا اور بہت حدیثون سے یہ مضمون ثابت ہی اور حدیث صحیحین وغیرہ سوال جبرئیل ع بصورت آدمی از اسلام و ایمان و احسان وغیرہ مین مصرح ہی کہ قیامت کے آنیکے وقت کو جاننے سے آپنے انکار کیا اور عوام مین جو مشہور ہو رہا ہے کہ تیرہ صدی یا چودہ صدی مین ہوگی تو یہ غلط اور محض بہتان ہی اور کہین شرع مین کسی حدیث و آیت مین اسکا ذکر ہی نہین ہی لہذا مسلمان اس سے پرہیز کرین اور یہی یقین کرین کہ اللہ تعالی دانا تر ہے کہ کب آویگی ہان اسکے علامات بہت حدیثون مین آئے ہین چنانچہ اس زمانہ مین ان علامات مین سے بہت سے ظاہر ہو چکے حتی کہ گمان کیا جاتا ہی کہ صرف ایک چوتھائی علامات یا اس سے کم ظاہر ہونے کو باقی ہین اور آثار ایسے موجود ہین کہ جن سے گمان ہوتا ہی کہ وہ بھی جلد ظاہر ہو جاوین اور تحقیقی علم فقط اللہ عزوجل کو ہی اور سوائے اسکے اور کوئی علی الاطلاق عالم الغیب نہین ہے اور اللہ تعالی کو جو عالم الغیب کہتے ہین حالانکہ کوئی چیز بھی اللہ تعالی سے غائب نہین تاکہ وہ اسکا عالم کہلاوے تو معنی اسکے یہ ہین کہ مخلوقات سے جو چیزین غائب ہین ان سب کو وہی جانتا ہی اور تفصیل یہ ہی کہ علم مخلوقات کا باہم مختلف ہی کوئی زیادہ جانتا ہی کوئی کم جانتا ہے حتی کہ جبرئیل کو جنت و دوزخ کا آنکھون دیکھا ہوا علم ہے حالانکہ ہم اسپر ایمان بالغیب رکھتے ہین اور آنحضرت صلعم نے بھی دوزخ و بہشت اور جبرئیل سے بھی زیادہ دیکھ لیا تو دوزخ و بہشت وغیرہ جن کو آپنے دیکھ لیا اسپر آپکا ایمان بالغیب نہین رہا بلکہ مشاہدہ ہو چکا لہذا اگر کسی ولی کو مشاہدہ سے کسی ایسی بات کا علم محض فضل الٰہی سے حاصل ہوا جو ہم کو نہین حاصل ہی تو وہ اس سے غیب دان نہین ہو گیا جیسے عوام کا حال ہی کہ اگر کسی ولی نے کرامت سے کوئی ایسی بات بتلادی جو عوام کی نظر سے مخفی ہی تو اسکو غیب دان کہنے لگے حالانکہ ولی مذکور اسی قدر جان سکتا ہے جو اللہ تعالی اسکو اپنے کرم سے کشف فرماوے اسی واسطے حضرت یعقوب علیہ السلام پیغمبر بزرگ کو یہ معلوم نہین ہوا کہ یوسف علیہ السلام اسی شہر کنعان کے باہر ایک کنوین مین پڑے ہین کیونکہ اللہ تعالی نے یہ علم نہ دیا اور کشف نہ فرمایا اور پھر جب مدت دراز کے بعد وہ مصر کے حاکم ہوئے اور منظور ہوا کہ اب یعقوب علیہ السلام

Marfat.com

کو دیدار نصیب ہوا اور یوسف علیہ السلام نے اپنا لباس دیا کہ اس کو باپ کی آنکھون پر جاکر ڈالو اُن کی آنکھین روشن ہوجاوینگی تو سیکڑون کوس کے فاصلہ سے اس پیراہن کی خوشبو ناک مین پہونچ گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نسیم رحمت سے خبردار کردیا اسمین سعدی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا

؎ کسے پرسید زان گم کردہ فرزند ؛ کہ اے روشن گہر پیر خردمند ؛ ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی ؛ چرا در چاہ کنعانش ندیدی ؛ بگفتا احوال ما برق جہان ست ؛ دمی پیدا و دیگر دم نہان ست ؛ مترجم کو یہ گفتگو تو برادران اسلام کے سمجھانے کو لانی پڑی کہ لوگون نے افراط و تفریط کرنی شروع کردی ہے اور بدتر جہالت یہ ہے کہ بعضے جوگی اور گوشائین اور رندے فقیرون سے جن کو نماز روزہ کیسا ایمان سے بھی نصیب نہین ہے اُن سے کوئی ایسی بات سنی یا دیکھی جو ان کو عجیب معلوم ہوئی اور کوئی غائب بات کی خبر دیدی تو اسی کو کامل اور غیب دان جاننے لگے اور یہ نہایت بُری بات ہے کہ اس سے اپنا ایمان کھویا اور شرک کیا اور جو غضب الٰہی اس رندے جوگی مین ہے وہی اُس کے دل پر بھی پیدا ہوگا بسبب اسکے کہ یہ اسکا معتقد ہے اور یہ یاد رہے کہ ہرگز کچھ بھی نفع نہ ہوگا سوائے اسکے کہ ایمان برباد ہو آدھا تہائی نہ ہو لیکن اتنی بات مترجم کو بیان کرنی ضرور ہے کہ اصل مین یہ کیا بات ہے جس سے یہ جاہل لوگ معتقد ہوکر اپنے کو خراب کرتے ہین تو واضح رہے کہ شیطان کا حال حدیث صحیح سے یون ثابت ہوا کہ وہ ملائکہ کے آپس کی باتون سے بعضی بات چوری سے سن بھاگتا ہے اور وہ بات درحقیقت سچی ہوتی ہے پس وہ جوگی یا گوشائین یا رندے فقیر یا رمال وغیرہ کو وہ بات القا کرتا ہے اور یہ لوگ اپنے معتقد کو بتلادیتے ہین کہ ایسا ہوگا پھر جہان وہ بات سچ واقع ہوئی اور عوام جاہل پس اسکو غیب دان اور کامل سمجھنے لگے اور بعضی بات سچی تو وہی ہوتی ہے جو سُن بھاگا اور سیکڑا بھر باتین جھوٹی اٹکل کی ہوتی ہین اسمین کوئی سچی پڑجاتی ہے اور کوئی جھوٹی۔ پھر واضح ہو کہ اسرار بزرگان صوفیہ سے یہان ایک بھید بضرورت ظاہر کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ مجاہدہ و ریاضت سے جسم کو جو لوگ صاف کرتے ہین خواہ وہ حق طور پر یعنی شرع شریف کے طور پر ہو یا باطل طور پر مانند جوگ وغیرہ ہو بہرحال جب جسم کثیف اس ریاضت سے ہلکا و لطیف ہوجاتا ہے تو روح حیوانی جو اس جسم کے متعلق ہے وہ کھل جاتی ہے اور بسا اوقات اسکی روشنی سے بہت دور دور ملکون کی کیفیت صاف صاف نظر آتی ہے اور یہ کچھ ایمان و کرامت و کمال نہین ہے بلکہ ایک عمل ہے حتی کہ انگریزون مین مسمریزم کا عمل مشہور ہے پس اسی عمل سے یہ لوگ دور کی باتین اور لوگون کی نظر سے پوشیدہ باتین بتادیتے ہین لیکن عوام کو اللہ تعالیٰ ہدایت فرماوے کہ یہ جانورون کی طرح اسکو کمال و کرامت مانکر معتقد ہوجاتے ہین حالانکہ فقط استدراج ہے جسکو ایمان و بزرگی اور کمال سے کچھ بھی نصیب نہین ہے بلکہ بزرگان دین اسکو بہت بُرا جانتے ہین کیونکہ یہ جسم کے متعلق ہے اور روح قدسی کے مخالف ہے اور جلد اس منزل سے جو نہایت ادنیٰ منزل مقام لاہوت کی منزلون مین سے ہے گذر جاتے ہین تاکہ ناسوت کی طرف توجہ نہو جاوے اور سوائے حق تعالیٰ کے دنیا دی خیال مین نہ پڑجاوین اور یہ بات شیخ ثنا' اللہ قدس سرہٗ پانی پتی نے رسالہ تصوف مین اور دیگر بزرگون نے مصرح بیان کردی ہے اور امام غزالی علیہ الرحمہ نے ہوا مین اُڑنا و پانی پر چلنا وغیرہ بہت سی حکایات ان گمراہ استدراج والون کی نقل کردی ہین تاکہ عوام جاہل متنبہ ہوکر اپنا ایمان برباد نہ کرین اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور اُسی کی ہدایت کے بغیر کچھ ہدایت نہین اور اسکی توحید نہو تو کچھ ایمان نہین ہے۔ اب تفسیر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے پس مفسر رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ قولہ تعالیٰ علم الغیب۔ کی اچھی تفسیر بیان کی کہ مراد یہ کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے بندۂ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ سچی بات صاف کہدے کہ مین غیب کو نہین جانتا یعنی جہانتک مجھے مشاہدہ ہے وہ تو معلوم ہے پھر جو مجھ سے غائب ہے اگر وحی الٰہی سے بتلایا گیا تو مین جانتا ہون اگرچہ آسمانون و زمین کا انکشاف ہو اور اگر وہ وحی سے مجھے بتلایا نہین گیا تو وہ مین نہین جانتا ہون

Marfat.com

اور سنن ابی داؤد و مسند احمد و سنن ترمذی وغیرہ کی اس حدیث مین جس مین آنحضرت صلعم نے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب مین دیکھا ہے مذکور ہی کہ فعلمت ما فی السموات وما فی الارض یعنی پھر جو کچھ آسمانون و زمین مین ہی سب مجھے انکشاف ہوکر معلوم ہوگیا اور پڑھی آنحضرت صلعم نے آیت وکذالک نری ابراہیم ملکوت السموات الآیۃ ۔ اور ابن الجوزی نے اس حدیث کے طرق کو علل مین نقل کیا اور بعد کلام طویل کے مسند احمد رح سے روایت نقل کرکے کہا کہ اسکی اسناد حسن ہی اور ترمذی نے بھی اس حدیث کی تحسین کی اور بعض نسخ مین حسن صحیح لکھا ہی اور پوری حدیث مع بیان معنی کے اوپر بکر گذر چکی ہی اور بعد اس توضیح کے اہل افراط و تفریط و جہالت و گمراہی اپنی حرکتون سے باز رہین اور راہ راست سے تجاوز نہ کرین باللہ الموفق ۔ حاصل تفسیر یہ کہ کہدے اے محمد مشرکون سے کہ مین تم سے یہ نہین کہتا کہ میرے پاس خزائن الٰہی ہین تاکہ جو کچھ تم مانگو وہ مین تمھین دیدون حالانکہ جو کوئی دنیا کے لئے ایمان لایا وہ خود خوار ہے اور مین یہ نہین کہتا کہ جو کچھ میرے علم سے یا مشاہدہ سے غائب ہے اور مجھے وحی بھی اس کی بابت نہین کی گئی اس کو مین جانتا ہون ولا اقول لکم انی ملک ۔ اور یہ بھی مین تم سے نہین کہتا کہ مین فرشتون مین سے کوئی فرشتہ ہون ف جیسے تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اگر رسول بھیجے تو فرشتہ بھیجے یا فرشتہ کی طرح مین مجبور مطیع ہون اور عالم کی خدمت پر مامور ہون کہ آسمانون کو چڑھتا اترتا ہون ۔ ان اتبع الا ما یوحی الی ۔ تم کو مین نہین آگاہ کرتا مگر اسی بات سے جو بذریعہ وحی کے مجھپر نازل کی گئی ف یعنی مین تو فقط تم کو وحی سے آگاہ کرنے والا ہون کذا فی المدارک ۔ بالجملہ اگر ان امور مذکورہ کے متعلق باتین مین کرون مثلاً کوہ صفا کو سونے کا نہ کردون یا مکہ کو چوڑا نہ کردون یا اسمین نہرین و چشمہ نہ جاری کردون یا آسمان کو نہ چڑھ جاؤن اور کتاب لکھی لکھائی نہ لاؤن جیسا کہ تم مانگتے ہو تو اس سے تم میرے رسول ہونے کی سچائی مین کیون فرق سمجھتے ہو کیونکہ ان باتون کو عدم صحت رسالت سے کیا تعلق ہی اسلئے کہ رسالت تو اسی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک برگزیدہ خالص بندے کو مکرم کرکے اسپر وحی بھیجی اور اس کو اس استعداد سے سرفراز کیا اس نے وحی لیکر بندون کو پہونچادی اور اسی کے موافق عمل کیا ۔ واضح ہو کہ یہان سے جو بعض لوگون نے یہ نکالا کہ انبیاء علیہم السلام سے فرشتہ افضل ہین تو یہ محض بے بنیاد بات ہی اس آیت سے یہ کچھ بھی نہین نکلتا ہی بلکہ آنحضرت صلعم کو یہ حکم دیا کہ کہدے کہ مین فرشتہ نہین ہون اس سے یہ مطلب نہین کہ مین ایسا بزرگ نہین ہون جیسے فرشتہ ہوتا ہی بلکہ مطلب تو صرف اسقدر ہی کہ اے مشرکو تم جو مجھ سے آسمان پر چڑھ جانے وغیرہ کے مانند کام کرنے کو کہتے ہو جن کامون کے کرنے کی استعداد فرشتون مین رکھی گئی ہی تو مین فرشتہ نہین جو ایسے کام کرون پس اسمین ملائکہ کے افضل ہونے کی کچھ بھی دلیل نہین ہی ورنہ لازم آوے کہ جن جو طرح طرح کی صورت بنجاتے ہین اور پھر ہوا کے مانند نظر نہین آتے یہ تو آدمی سے افضل ہوجاوین جو ایسا نہین کرسکتا ہی فافہم ۔ اور مترجم نے پارہ اول مین فی الجملہ بیان کردیا ہی اور زیادہ اسکی حاجت نہین کہ یہ تمام بحث بیان کرے کہ در واقع انبیاء افضل ہین ملائکہ سے کیونکہ دین مین اسکا کوئی فائدہ متعلق نہین ہی پس اس بحث مین پڑنا بیفائدہ ہے ۔ قل ھل یستوی الاعمی اندھا یعنی کافر جو دل کا اندھا ہے ۔ والبصیر یعنی مومن ۔ اور یہ استفہام انکاری ہے یعنی کہدے کہ بھلا کہین اندھا اور بینا برابر ہوتے ہین دونون یکسان نہین ۔ افلا تتفکرون کیا تم اسمین فکر و غور نہین کرتے تاکہ سمجھکر تم بھی مومن ہوجاؤ ۔ پھر آنحضرت صلعم کو حکم دیا کہ وانذر بہ ڈر سنادے اس قرآن سے ۔ ف اور انذار ایسے آگاہ کرنے کو کہتے ہین جسکے ساتھ ڈرانا بھی ہووے ۔ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم ان لوگون کو جو خوف کرتے ہین کہ محشور کئے جاوین اپنے پروردگار کی طرف ایسے حال مین کہ لیس لھم من دونہ نہین ہی اُن کے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے ۔ ولی ولا شفیع ۔ کوئی ولی جو اُن کی یاری کرے اور نہ سفارشی کہ اُن کی شفاعت کرے لعلھم یتقون ۔ تاکہ تقوی کرین ف یعنی اس ڈر سنانے سے اُن کے

Marfat.com

حق مین امید کر کہ وہ اللہ تعالیٰ سے تقویٰ کرلین باین طور کہ جس حال معاصی مین ہین ان گناہون سے الگ ہوجاوین اور فرمانبرداری کرنے لگین
مفسرؒ نے لکھا کہ الذین مذکور سے مراد ایسے مومن ہین جو گنہگار ہون حاصل آنکہ ابتدائی حالت مین بسبب اسکے کہ خیالات و افعال زمانہ
جاہلیت سے نفوس کو مشق ہوگئی تھی تو دل مین ایمان آجانیکے باوجود نفس اپنی جاہلیت کی باتون کی طرف کبھی کبھی پھسل جاتا مثلاً غریب
و مفلس مسلمانون سے پرہیز کرنا اور اُن کو حقیر جاننا وغیرہ امور جو خلاف تقویٰ ہین پس ان کو انذار کرنے کا حکم دیا کہ ان باتون سے
تقویٰ کرین اور اس صورت مین یخافون کے معنی یہ ہین کہ حشر کا یقین کرکے خوفناک ہین پس انذار کا حکم آنحضرت صلعم کو اگرچہ عموماً ہے
لیکن ان لوگون کی تخصیص فقط اسی وجہ سے کہ انذار ان کو نافع ہی بخلاف ان لوگون کے جو حشر کے منکر و کافر ہین کہ اُن کو واقعات حشر
سے کچھ خوف نہ ہوگا اور بعض نے کہا کہ علی ہذا انذار مین بعضے وہ مشرک بھی داخل ہون گے جو حشر و قیامت پر ایمان رکھتے ہین اگرچہ
اسلام و توحید پر کامل ایمان نہین لائے ہین اور ظاہر یہ ہی کہ یہ اعلام عام ہے یعنی آپکا انذار ان لوگون کے واسطے نافع ہی جو ازلی فہم سے
سرفراز ہوئے ہین کہ وہ سمجھ جاوینگے جیسے کہتے ہین کہ تم ان کو یہ نصیحت کرو جو نیکبخت اپنا انجام دیکھنے والے ہین۔ قال فی المدارک جب غیر
متقین کو انذار کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ وہ متقی ہوجاوین تو پھر متقیون کے نزدیک کرنے کا حکم دیا گیا اور منع فرمایا کہ ان کو طرد یعنی نزدیکی
سے دور نہ کیا جاوے بقولہ۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ۔ دعا معنی مطلق عبادت اور بعض نے کہا کہ جماعت کی نماز
پر محافظت۔ قال ابن عباسؓ و مجاہد و حسن و قتادہ نماز فریضہ۔ اور نیز مجاہدؒ سے ہے کہ مراد نماز صبح اور عصر ہے شاید بقرینہ قولہ
بِالْغَدَاوَةِ وَالْعَشِيِّ۔ کیونکہ غداۃ طلوع فجر سے ہی اور عشی تیسرے پہر سے۔ سفیانؒ سے مروی ہے کہ الذین سے مراد اہل فقہ یعنی
ایمانی سمجھدار ہین اور اقرب آنکہ دوام ذکر و یاد الٰہی کو شامل ہی باوجود اُن کے ضعف و محتاجی کے محض اتقاء و اخلاص سے حاصل معنی یہ کہ
مت ہانکیو ان بندون کو جو اپنے رب عزوجل کی یاد کرتے ہین صبح و شام۔ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ اُسی کے وجہ پاک کو چاہتے ہین ف
یعنی اس عبادت و دعا سے مراد ان کی خالص وجہ اللہ تعالیٰ ہے یعنی خالص اُسی کے واسطے بندگی بجا لاتے ہین اور تمام مراد اُن کی رضاء الٰہی
ہے اور دنیا اور اسکے متاع کی پرواہ نہین رکھتے ہین۔ اور حاصل آنکہ جو لوگ ان صفات سے موصوف ہین ان کو اپنے پاس سے دور
مت رکھ بلکہ اپنا خالص ساتھی و ہمنشین بنالے بمانند قولہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی یریدون وجہہ ولا تعد عیناک
عنہم ترید زینۃ الحیوۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ہواہ وکان امرہ فرطا۔ یعنی روک رکھ اپنے نفس کو ان بندون کیساتھ
مین جو پکارتے ہین اپنے پروردگار کو اول وقت و آخر وقت چاہتے ہین اُسی کی پاک ذات کو اور مت تجاوز کرنے دے اپنی آنکھون کو
ان بندون سے درحالیکہ تو زینت دنیا کا ارادہ رکھے اور مت پیروی کر ایسے آدمی کی جسکا قلب ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا اور وہ اپنی
خواہش نفسانی کے پیچھے لگا ہے اور اسکا کام تفریط ہے۔ قال المفسرؒ۔ یہ لوگ مسلمانون مین سے محتاج فقیر تھے اور مشرکون نے اُن کے
حق مین طعن کیا اور حضرت صلعم سے چاہا تھا کہ اُن کو اپنی مجلس سے دور رکھین تاکہ مڈھ مشرکین آپکے ساتھ بیٹھین اور حضرت صلعم نے ان مشرکون
کے مسلمان ہوجانیکی طمع سے چاہا تھا کہ مشرکون کے آنیکے وقت مین اُن کو ہٹا دیا کرین تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا مترجم کہتا ہی
کہ آدمی کو ظاہری تدبیر اجمال کے ساتھ بدون تعب و تکلف کے انجام کردینا لازم ہی لہذا حضرت صلعم نے چاہا کہ مشرکین اگر اسی پر اڑے ہین
تو ایسا کردیا جاوے لیکن حضرت حق جل جلالہ نے ان محتاج غریبون کو جو مخلص اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ کے لوگ تھے ان خبیث
مشرکون کی خاطر کیواسطے یہ آزار ناپسند فرمایا اور منع کردیا کہ ان کو مت طرد کر۔ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ تجھ پر اُن کے حساب مین سے

Marfat.com

کچھ بھی نہین ہی ف اگرچہ فرض کیا جاوے کہ ظاہر خوبی کے ساتھ ان کے باطن مین پلیدگی نہین ہی۔ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ تیرے حساب مین سے بھی اُن پر کچھ نہین ہی فَتَطْرُدَهُمْ کہ تو اُن کو مطرود کرسکے فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ سو تو ظالمین سے ہوجاوے ف اگر ایسا کرے وفی تفسیر الحافظ۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ قریش کی ایک جماعت آنحضرت صلعم کی طرف گذری اور آپکے پاس صہیب وبلال وعمار وخباب وغیرہ رضی اللہ عنہم محتاج وکمزور مسلمان بیٹھے تھے تو جماعت مذکور نے ان پر طعن کیا اور کہا کہ اے محمد تم اپنی قوم مین سے ان لوگون سے راضی ہوئے کیا یہی وہ لوگ ہین کہ جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہمارے بیچ مین سے اور ہم انھین کے پیچھے ہوجائین تم ان کو دور کرو تو شاید ہم تمھاری پیروی کرین پس آنحضرت صلعم پر قرآن نازل ہوا۔ وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم تا قولہ باشاکرین رواہ ابن جریر احمد اور روایت احمد مین اختصار ہی اور روایت ابن جریر مین نزول آیت۔ ولا تطرد الذین یدعون الآیۃ۔ مذکور ہے اور ابن ابی حاتم کی روایت خباب سے مین اقرع بن حابس تمیمی وعیینہ بن حصن فزاری کا بعد دونون کے مسلمان ہونیکے انھین صہیب وبلال وغیرہ رضی اللہ عنہم کے طرد کی درخواست کرنا مذکور ہی اور شیخ حافظ نے اسکی تضعیف کی کہ سورۂ مکیہ ہی اور یہ دونون ہجرت کے ایک مدت بعد مسلمان ہوئے پھر شیخ نے کہا کہ سفیان ثوری نے بواسطہ مقدام بن شریح عن ابیہ روایت کی کہ سعدؓ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت چھ اصحاب رسول اللہ صلعم کے حق مین نازل ہوئے جنمین ابن مسعودؓ بھی ہین کہا کہ ہم لوگ آنحضرت صلعم کی خدمت مین سبقت کرتے اور آپ سے قریب ہوکر آپ کا ارشاد پاک سنتے تھے پس قریش والون نے کہا کہ تم ان لوگون کو نزدیکی دیتے ہو نہ ہم کو پس نازل ہوا ولا تطرد الذین یدعون ربہم الآیۃ۔ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین ورواہ ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوتا ہی کہ مشرکون نے یہ بات چاہی تھی مگر اللہ تعالیٰ عزوجل نے آنحضرت صلعم کو انذار کرنے کا حکم دیا کہ ان مشرکون مغرورون کو انذار فرماوین اور ان پاک غریبون کی تعریف اس بلاغت سے ارشاد فرمائی کہ مشرک خود نادم ہون اور حضرت صلعم کو محذور سمجھین فافہم واللہ اعلم۔ پھر واضح رہے کہ حدیث عائشہؓ مین صحیح ہوا کہ ہم کو حکم ہی کہ ہر آدنی کو اسکے درجہ پر رکھین اور معنی یہ ہین کہ شرع مین جو اسکا درجہ اسکے اکرام کا حکم دیتا ہی ویسا ہی اسکا اکرام کرین اور اس زمانہ مین لوگون نے اسکو ترک کیا چنانچہ ساری تکریم وتعظیم سب دنیا کے لحاظ سے ہی۔ جیسے خادمون کے دلون مین مخدومون کی اور اولیاء ونیک بندون کی تعظیم مین بعضے تو افراط کرتے ہین اور بعضے تفریط کرتے ہین اور یہ سب باتین مشعر ہین کہ نور ایمان سے بے خبر ہین اللہ تعالیٰ ادب وملاحیت وتوفیق عطا فرماوے اور واضح رہے کہ اسلام جو کہ اول مین غریبون کو نصیب ہوا اور حدیث صحیح مین ثابت ہوا کہ آخر زمانہ مین پھر غریبون ہی مین رہ جاویگا لہذا غریب مسلمانون کو مبارکباد ہی اور غریب وہ ہین جو فساد وبگاڑ کے وقت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر قائم ہون چنانچہ حدیث مین خود تفسیر آئی ہے واضح ہو کہ قوم نوح علیہ السلام کے مغرور سرکش بھی چاہتے تھے کہ نوح علیہ السلام غریبون کو پاس نہ بٹھلاوین جیسے ہمارے زمانہ مین مغرور مالدارون کو یہ عار ہی کہ غریب قومون وپیشہ وارون کے برابر کھڑے ہوکر مسجد مین نماز نہ پڑھین اور نہ وعظ سنین۔ حالانکہ حدیث صحیح مین ہی کہ جس کے دل مین رائی برابر غرور وتکبر ہوگا وہ جنت مین نہ جائے گا۔ علماء نے کہا کہ یہ معنی ہین کہ بدون دوزخ مین خواری وعذاب پائے ہوئے جنت مین داخل نہ ہوگا بشرطیکہ مسلمان نمازی وغیرہ ہو۔ اور تکبر کی مذمت تو کثرت سے ثابت ہی پس یہ فتنہ ہے اس سے بچو اور تمام عظمت وکبریائی فقط جناب باری تعالیٰ ہی کے واسطے یقین جانو۔ فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ۔ اور یون ہی ہم نے بعض کو بعض سے فتنہ مین ڈالا ہی ف یعنی جیسے یہان یہ لوگ مبتلا ہوئے ایسے ہم نے امتحان مین ڈالا بعض کو بعض سے یعنی جو شریف کہلائے ان کو رذیل قوم کہلانیوالون سے اور جن کو تونگر کیا انکو فقیر لوگون سے مقابلہ کرکے امتحان کیا اس طرح ہم نے گرے قوم کہلانے والون اور فقیرون کو ایمان لانے کی

ہدایت مین مقدم کر دیا۔ لِيَقُولُوا أَهَٰؤُلَاءِ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّن بَيْنِنَا۔ تاکہ کہین کہ کیا یہی کمینہ ہین کہ ہمارے بیچ مین سے اللہ تعالیٰ نے انہین پر احسان کیا ہے ف یعنی اسکا نتیجہ یہ کہ جو شریف کہلاتے و تونگر ہین وہ کفر و انکار سے کہنے لگے کہ کیا یہی فقیر و رذیل وہ ہین جنپر اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان مین سے احسان کیا باین طور کہ اس ایمان کی جو بڑی بزرگ چیز ہے انکو ہدایت دیدے اور مطلب اس قول کفار کا یہ کہ یہ بات جسکو یہ فقیر و رذیل لوگ پا گئے ہین اگر عمدہ بات و ہدایت ہوتی تو ہم سے ان لوگون کو سبقت نہ ہوتی یعنی ہم اسکے مستحق تھے ہمکو ملتی اور ہمارے مقابلہ مین انکی رائے کچھ نہین ہے پہلے ہم اسکو اختیار کرتے حالانکہ یہ نہین جانتے کہ ایمان و ہدایت کچھ دنیا کے تکبر و غرور نہین ہین اور اللہ تعالیٰ نے ان جاہلون بیوقوفون کو رد کر دیا بقولہ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ یعنی کیا یہ بات نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اُن بندون کو جو شکر گذاری کرنیوالے ہین ف پس انکو ہدایت دیدی اور استفہام کے یہ معنی کہ ہان او تعالیٰ جل جلالہ پاک ایسا ہی علیم و خبیر ہے اُسنے ہر شکر گزار بندے کو ہدایت دی اور ہر مغرور و متکبر دوزخ کے کندے کو دوزخ کے اندر خوار ہونے کے واسطے چھوڑ دیا و نعوذ باللہ من الکبر والضلال و نسالہ الہدایۃ و ہو العلی المتعال۔ حدیث صحیح مین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمھاری صورتون و رنگ کو نہین دیکھتا ہے و لیکن تمھارے دلون کو اور تمھارے کامون کو دیکھتا ہے۔ رواہ مسلم۔ اور ابن جریر رحمہ اللہ نے عکرمہ رح سے مرسل روایت کی کہ عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و مطعم بن عدی و حارث بن نوفل و قرظہ بن عمرو بن نوفل اور چند اشراف بنی عبد مناف کافرون کے ساتھ ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ اگر تیرے بھائی کا بیٹا محمد اپنی صحبت سے ایسے لوگون کو جو ہمارے آزاد کئے ہوئے اور ہم سے قسم سے عہد و پیمان باندھے ہوئے ہین دور کرے کیونکہ یہ لوگ تو ہمارے غلام آزاد کئے یا موالے ہین تو البتہ ہمارے دلون مین وقعت ہو اور شاید ہم اسکی تصدیق و اتباع کرین پس ابوطالب نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو بیان کیا تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ کاش آپ ایسا کرین دیکھین تو وہ لوگ ہم سے کیا چاہتے ہین اور اپنے قول مین کدہر جاتے ہین تو اللہ عزوجل نے نازل فرمایا قولہ وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم تا قولہ بالشاکرین اور کہا کہ یہ کمزور محتاج مسلمان بلال و عمار بن یاسر و سالم مولی حذیفہ و صبیح مولائے اسید اور حلفا مین سے ابن مسعود و مقداد بن عمرو و مسعود و واقد بن عبد اللہ و عمرو بن عبد عمرو اور ذو الشمالین اور یزید بن ابی یزید وغیرہ حلفا تھے پھر قریش کے نڈھ کافرون و موالی و حلفا کے حق مین نازل ہوا قولہ وکذلک فتنا بعضہم ببعض الآیۃ پھر جب یہ آیت اُتری تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنے قول[1] سے عذر کیا تب اللہ عزوجل نے نازل فرمایا۔ وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا اور جب آوین تیرے پاس وہ لوگ جو ایمان لائے ہین ہماری آیات پر۔ فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ تو کہدے اُن سے کہ اللہ تعالیٰ کا سلام ہے تم پر ف یعنی سلام سے انکا اکرام کر اور اُن کو یہ خبر دے کہ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر رحمت کو مقدر کر لیا ہے اور وہ یہ ہے کہ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ۔ بفتح انہ بدل از رحمت ہے اور ایک قراۃ مین انہ بالکسر ہے یعنی شان یہ ہے کہ المعنی جس نے تم مین سے کوئی بری بات کی بسبب آنکہ اسوقت اسکو نہ جانتا تھا ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ۔ پھر رجوع کیا اس سے بعد کرنے کے یا بعد جاننے کے۔ وَأَصْلَحَ۔ اور نیک کام کئے۔ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تو اللہ تعالیٰ اسکے واسطے غفور رحیم ہے ف ایک قراۃ مین فانہ بفتح ان ہے یعنی تو اسکے واسطے مغفرت الٰہی ہے یعنی وہ مغفور و معاف ہے۔ الجہالۃ بفتح اول قراۃ مشہور ہے اور بعض سلف نے اس آیت کریمہ کی تفسیر مین کہا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے اور عکرمہ نے کہا کہ دنیا سب کی سب جہالت ہے۔ اور ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا اور ایک کتاب لکھی اور اسمین ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت رکھیگی رواہ البخاری و مسلم وغیرہما وَكَذَٰلِكَ اے کما بیناہ ما ذکر کذلک نُفَصِّلُ الْآيَاتِ۔ جیسے ہم نے مذکورہ بالا بیان واضح کر دیا۔ ایسے ہی ہم

[1] یعنی جو کہا تھا کہ کاش آپ ایسا کرین ۱۲

Marfat.com

مفصل بیان کرتے ہین آیات کو یعنی قرآن کو تاکہ حق ظاہر ہو جائے کہ اسپر عمل کیا جاوے۔ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ اور تاکہ کھل جاوے راہ مجرمون کی ف جس سے اجتناب کیا جاوے۔ پس تستبین کے اول تا رفوقانیہ اور سبیل کو رفع ہے بنا بر آنکہ مؤنث معنوی ہی اور حمزہ و کسائی کی قرأۃ مین یستبین بیائے تحتانیہ ہی بنا بر آنکہ سبیل مذکر ہے اور دونون طرح مستعمل ہی اور نافع کی قرأۃ مین تستبین بالتاء الفوقیہ اور سبیل کو نصب ہی پس خطاب آنحضرت صلعم کو ہے یعنی آنکہ کھلا جان لے تو مجرمون کی راہ کو ف فی العرائس قولہ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ۔ تنزیہ نبوت ہی کہ علم غیب کھلنے مین تکلف نہین کیا۔ قولہ۔ ولا اعلم الغیب۔ اسمین اظہار تواضع ہے کہ مین انسان ہون اگرچہ تمام مخلوق الٰہی سے خواہ فرشتہ ہون یا کوئی اور ہو سب سے اشرف و افضل محمد صلعم ہین لیکن بارگاہ الٰہی کی عظمت و جبروت کے سامنے یون ہی خضوع و خشوع مین ہین قولہ ولا اقول لکم انی ملک۔ اور مجکو اپنے ثبوت مین اختیار نہین ہی۔ قولہ ان اتبع الا ما یوحی الی۔ جو حکم ہو اسی کا عامل ہون۔ قولہ قل ہل یستوی الاعمی و البصیر الخ جو میری طرف نظر سے اندھا ہی اور مجھ مین فانی ہو کر میری ہی آنکھون سے بینا ہے دونون برابر نہین ہو سکتے تم کو کچھ غور و فکر نہین ہی اور اسمین مصطفےٰ علیہ السلام کا وصف کمال ہی کہ عین تجرید و تفرید مین انانیت سے کچھ بھی نہ تھی سوائے توحید کے پس کتنا بڑا وصف ہی کہ عرش سے انتہاء مخلوق تک ہر ذرہ کے بینا تھے اور کیا اشارہ ہی کہ فرمایا قل لا اقول لکم عندی الخ۔ بالجملہ جو نور قدم سے بینا پیدا ہوا وہ دائمی اندھے کے مانند نہین مگر بقاء بقاء قدم سے انانیت کا وجود نہین ہی۔ بعض نے کہا کہ اندھا وہ ہی جسکو راہ ہدایت نہ سوجھے اور بینا وہ ہی جو خالق عزوجل کی منت دیکھے اور عبادت مین قائم ہو پھر ملامت کی کہ اندھے ان دونون باتون کے فرق کو نہین دیکھتے۔ اُستاد رحمہ اللہ نے کہا کہ نور و تاریکی یکسان نہین اور کفر و توحید ہرگز یکسان نہین ہین قولہ۔ وانذر بہ الذین یخافون الخ اس کی معرفت کی راہ نہایت واضح و مستقیم ہونے کے باوجود (۱۲ میر) بہت باریک ہی اور راہ شرع کمال لطف و مرحمت سے بہت آسان و وسیع کر دی کہ معرفت تک پہونچانی ہے اور باریکی راہ معرفت کی اسوجہ سے کہ چہرہ جلال قدم پر نقاب عظمت ہی اور ساحت کبریا پر خیمۂ عزت سے حجاب ہی پس یہ تو ممکن نہین کہ حدوث کو اسکے کنہ قدیم اور دوام کی طرف وصول ہو لیکن حدوث کو اس سے وصول ہی نہین جب تک کہ راہ قدیم مین حدوث کو فنا نہ ہو اور یہ اپنے کلام قدیم مین بیان کر دیا اور اشارہ ہی کہ مین نے اپنی ذات پاک کو جس وصف سے موصوف کیا کہ مخلوق کوئی مطالعہ کی مجال نہین رکھتی اور یہ فضل ہی کہ فنا ہونے کی راہ کو میری کتاب و خطاب سے حاصل کرین اگرچہ وجود کی حقیقت و بھید کو نہین پہونچ سکتے ہین مگر انھین کو کارآمد ہی جو اس امر سے خوف کرین کہ قطع کر کے مطرود نہ کیے جاوین اور میری تنزیہ جلال کو یقین کرتے ہین کہ کوئی اپنی طاعت سے واصل نہین ہو سکتا جبکہ علل انسانیت اور صفات نفوس سے محشور رہو وہ جانتے ہین کہ امر نہایت عظیم ہے خیالات و فکر سے مبرا و منزہ ہے کیونکہ تنزیہ کی انتہا نہین اگر تمام مخلصون کو بعد اقرب ہونیکے مردود کر دے تو پاک بے پرواہی اور اگر وہ روئے زمین بلکہ آسمان بھر اخلاص لاوین تو بھی محاسبہ سے پاک نہ ہون گے کہ حساب مین دقائق ہین اور نظرہائے اسرار کہان تک غیر پر پڑی ہین اور قولہ لیس لہم من دونہ من ولی ولا شفیع۔ اگر مین انکو اپنی درگاہ سے رد کون تو واپس لانے کا کوئی متولی نہین ہو سکتا۔ قولہ لعلہم یتقون۔ اپنے نفس سے پاک ہون باین طور کہ میری یاد و ذکر سے انکو پاکیزگی حاصل ہو اور شدت محبت سے خوف کرین۔ شیخ ابو عثمان رح نے کہا کہ اس بارہ مین ارباب معاملات و اصحاب صدق سب کو خوف ہوتا ہی اس چیز سے جو ان کو ایمان و توکل و یقین وغیرہ انواع عبارات سے ظاہر ہوتی ہے اور یہ خوف ان کو مشغول کر لیتا ہے جس سے وہ اپنے افعال کو نہین دیکھتے اور نہ اُن سے لذت اُٹھاتے اور نہ اُنپر اعتماد کرتے ہین اور اسکا اشارہ ظاہر ہے قولہ وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم الآیۃ سے۔ ابو سعید خراز رح نے فرمایا کہ ان کو خوف ہی کہ سوائے میرے اور کسی کو میری طرف وسیلہ و شفیع لاوین قال المترجم

توجیہ اشارہ یہ ہے کہ آیت مین فرمایا کہ اس امر سے خوف کرتے ہین کہ محشور ہون اپنے پروردگار کی طرف اس حال سے کہ انکا کوئی ولی و شفیع نہین ہے اور ظاہر ہے کہ من ذا الذی یشفع عندہ الآیۃ سے کوئی شفاعت نہین کرسکتا بدون اسکی اجازت کے اور خالص اکابر بندگان حق عزوجل کا یہ حال کہ لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن و قال صوابا یعنی جسکے ساتھ مرضی متعلق ہوگی اسی کے حق مین سفارش کرینگے پس ناچار رضائے حق عزوجل کے سوائے کوئی وسیلہ نہین ہے اسی واسطے دعائے اذان مین آخر مین کہتے ہین کہ وارزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ یعنی محمد صلعم کی شفاعت بروز قیامت ہم کو روزی کردے۔ شیخ ابو عبدالرحمن رح نے فرمایا کہ مین نے استاد ابو سہل محمد بن سلیمان رح سے سنا کہ کہتے تھے کہ ہم لوگ مخاطب بحقائق قرآن نہین ہین اور اس سے مخاطب وہی لوگ تھے جن کے وصف مین او تعالی نے فرمایا وانذر بہ الذین یخافون الآیۃ۔ اور فرمایا۔ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب الآیۃ۔ واسطی رح نے قولہ لیس لہم من دونہ من ولی الآیہ کے اشارہ مین کہا کہ جسکو بادشاہت نے قطع کردیا وہ بادشاہی کی خدمت کے لائق نہین ہے اور کہا کہ تو کسی کو ملاحظہ مت کر درحالیکہ تو ملاحظہ حق عزوجل کی طرف راہ پاتا ہے اور قولہ لعلہم یتقون۔ کے اشارہ مین کہا کہ اس سے تقوی و پرہیز کرین کہ میری طرف کسی غیر کو وسیلہ بنادین۔ اور کہا گیا کہ خوف یہان علم ہے اور قولہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ وہی خوف کرتا ہے جو علم جانتا ہو اور جو قلوب کہ جہل مین لپٹے ہوئے غافل ہین وہ خوف نہین کرتے ہین قولہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداوۃ والعشی۔ نبوت و رسالت کی تخصیص کے بعد اسمین ولایت کی تخصیص ہے اور تصریح فرمائی کہ جیسے نبوت و رسالت محض اللہ تعالی کی قبولیت ہے ایسی ہی ولایت بھی محض قبولیت ہے کہ بندہ کو برگزیدہ کرلیا کسی سبب سے اسکا تعلق نہین ہے اور جیسے او تعالی کے محبوب انبیاء و رسل علیہم السلام ہین ایسے ہی اولیاء رحمہم اللہ بھی محبوب ہین اور برگزیدہ کرنا محبت بلا علت ہے۔ اور جس طرح اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اکرم و افضل مصطفے رسول کرلیا بدون اسکے کہ آپکے اصحاب یا جن و انس وغیرہ کسی مخلوق کو کچھ دخل ہو اسی طرح آپکے اصحاب کو بھی شرف ولایت سے خاص کیا بدون اسکے کہ آنحضرت صلعم کی طرف سے اس اصطفائیت مین کوئی علت ہو کما یدل علیہ قولہ ما علیک من حسابہم من شیء وما من حسابک علیہم من شیء۔ جیسے ازل مین آنحضرت صلعم کے حق مین سبقت اختصاص بنبوت و رسالت ہوا اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین سبقت عنایت بولایت ہوئی اور اسی اتفاق سے کہ ان کو یہ اہلیت و صلاحیت حاصل تھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلعم کی اتباع کی اور حکم قبول کیا اور اپنی گردنین آنحضرت صلعم کے قدمون کے نیچے رکھین اور اگر یہ عنایت ازلی نہ ہوتی تو ان لوگون کا حال بھی دیگر کفار مشرکین اعداء کے مانند ہوتا لیکن فضل فقط اللہ تعالی کے قبضۂ قدرت مین ہے جسکو چاہتا ہے دیدیتا ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی تائید اور اصحاب کی یاری سے فضل کیا۔ کما قال تعالی ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین اور جب مومنون کا شرف اس مرتبہ کو پہونچا تھا تو اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کی مراعات رکھین اور ان کے حال و تربیت کی رعایت کرین اور انہین کے واسطے ایک گونہ تغلیظ سے خطاب فرمایا بقولہ ولا تطرد الذین یدعون ربہم الآیۃ اے مت منع کر ان لوگون کو اپنی صحبت سے ایک لحظہ بھی بسبب اپنی حرص کے بیہودون ناکارون کے مسلمان ہوجانے کی طرف کیونکہ ہدایت تو میری نسبت پر ہے اور تو نہین یہ کرسکتا کہ جسکو چاہے اپنے رشتہ دارون مین سے ہدایت کردے انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء۔ ہدایت جسکو چاہتا ہے دیتا ہے ازانجملہ یہ محتاج فقیر مانند بلال و صہیب و سلمان و عمار و حذیفہ و مقداد وغیرہ کے ہین جو ہر صبح و شام کو اللہ تعالی کے شوق جمال اور شوق لقاء مین اسکو پکارتے اور یاد کرتے ہین اور یہی معنی قولہ یریدون وجہہ کے ہین۔ اور صبح و شام کی تخصیص اسوجہ سے کہ صبح کو تاریکی کے دامن مرتفع ہوکر ظہور نور روز ہوتا ہے اور شام کو تجلی روز سے ظہور تاریکی ہے

Marfat.com

اور وہان ظہور تجلی قدرت وجلال عظمت ہی اور اسمین ایک ایسی گھڑی ہوتی ہی جسمین دعا قبول ہوتی ہے اور نیز صبح صفات کی تجلی انکے قلب پر ہونے کے وقت شوق جمال مین فنا ہونے کی حالت سے دعا کرتے ہین اور یہ تجلی ہر سانس کے وقت عارف کو ہوتی ہی کہ ہر سانس پر صبح مشاہدہ وظہور برکت ہی اور دعا سے زیادت محبت وشوق وقرب مشاہدہ چاہتے ہین اور قلب پر ہر شام احوال بسبب عظمت کے حیرت طاری ہونے سے ہوتا ہی تو دعا کرتے ہین کیونکہ ظہور عظمت وکبریا مین فنا ہے اور ہر نفس عارف مین ایک حال ایسا اور شب وصال ہے۔ گویا ہر دم مین وہ لوگ بقا و دیدار کے سائل تھے کیونکہ مراد اُن کی یہ تھی کہ وجہ ذوالجلال والاکرام مین فنا ہو جاوین۔ اور نیز ان دونون وقتون مین دعا کی طرف مشغول ہونے کی تخصیص اسوجہ سے کہ واردات وحالات سے ان کو ان دونون وقتون مین سکون ہوتا ہے پس اس سے ان کے سینہ تنگ ہوتے ہین اور اس بیداری سے جو غیبت ہی چاہتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اُسی استغراق کی طرف جو حضوری ہی پھیرے جاوین۔ تو نہین دیکھتا کہ یریدون وجہہ۔ فرمایا حالانکہ کمال معرفت حاصل ہے کیونکہ وہ متقین کے وصف سے موصوف ہین اسواسطے کہ کامل تو ہر دم نفس مین مقام انتہا سے مقام ابتدا کی طرف چلا آتا ہے کیونکہ وہان ظہور انوار آفاق قدم اور برق بطون ازل سے اور کشف غیوب ابد سے ایک مقام نکرت کا ہی جس کے تحمل سے وہ عاجز ہین پس درحقیقت وہ نکرت سے معرفت کی طرف قرار کرتے ہین اور سطوات ومسبحات ذات پاک سے صفات کی طرف آتے ہین کیونکہ دیدار انوار ذات مقام نکرت ہی تو نہین دیکھتا کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پاک ہی وہ ذات جس نے اپنی معرفت کی طرف کوئی راہ نہین دی سوائے اسکے کہ اُس کی معرفت سے عاجزی بیان کی جائے اور بعضے عارفین سے پوچھا گیا کہ نہایت کیا ہے اس نے کہا یہی کہ ہدایت کی طرف رجوع کیا جاوے پھر او تعالی سبحانہ نے مخصوص کر دیا کہ ان لوگون کا ارادہ اسکی وجہ پاک کا ہے اور واضح رہے کہ وجہ اسکی صفت ازلی منجملہ اسکے خواص صفات کے ہے جن مین نشایہ ہی اور وہ اسکے جلال وجمال کا معدن ہے اور نور وجہ کریم سے عاشقون ومشتاقون ومحبون کیواسطے تجلی فرماتا ہے اور وجہ کا ذکر ایک خاصہ ہی مترجم کہتا ہے کہ یہ نفس ذات سے تعبیر ہوتا ہے جو ان کے طے مراتب صفات سے طلب ذات تک وصول ظاہر ہے اور یہ اعلی مرتبہ ہے اور جو اولیا کہ مرتبہ عشق مین ہین وہ عارفین وموحدین کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسے سمندر مین چند قطرات ہوتے ہین۔ قال المترجم آداب واذکار بعد حصول معرفت کے حقیقی بحیثیت ربوبیت ہین کیونکہ بندہ جسکی عبادت کرتا ہی اسکا عارف نہین پس درحقیقت رب پاک کی عبادت نہین واقع ہوتی مگر اسیوقت کہ قوت ربوبیت بقرب نوافل حاصل ہونیکے بعد عبادت کرے تب وہ صفات کے مناسب فی الجملہ عبادت ہی اگرچہ معرفت توحید حاصل ہو کیونکہ نکرت سے خلاص یہان گویا محال ہی اور اللہ تعالی سبحانہ نے دوسرے مقام پر بھی یریدون وجہہ فرمایا یعنی یریدون اللہ کیونکہ اسم اللہ عین الکل وعین الجمع ہے اور نیز اُن کو ارادہ وجہ پاک سے موصوف کیا اور وجہ او تعالی پاک ہی اشارہ تشبیہ وتعطیل سے یعنی کسی مخلوق کے مشابہ نہین اور نہ معنی اس کے خلاف زبان ہین بلکہ صفت خاصہ ہی اور اسم پاک کے تحت مین سمع وبصر وکلام وجملہ صفات مندرج ہین اور جمیع صفات کا اس سے تعلق ہے پس مراد وجہ سے عین الکل ہے یعنی اس کی ذات پاک وصفات پاکیزہ سب مراد ہین کیا تو نہین دیکھتا کہ قولہ کل شیء ہالک الا وجہہ کے معنی یہ کہ سوائے اس کے نفس پاک کے یعنی اُسکے عین کے اور نیز فرمایا۔ ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام یعنی عین پاک یعنی اسکی ذات وصفات باقی ہین جیسی ہین ویسی ہی رہین گی اور یہی قول ظاہری تفسیر والون کا ہے پس جب یہ بات ہی تو یہ لوگ جن کا آیت مین ذکر ہے یریدون وجہہ سے وہ جمیع ذات صفات کو بوصف محبت وشوق چاہتے وارادہ کرتے تھے پس یہ لوگ چاہتے تھے کہ او تعالی ان کو اپنی ذات پاک کی معرفت اسطرح عطا کرے کہ اُن کے دلون کو تجلی حاصل ہو اور یہ مقام ہے کہ او تعالی نے فقط اپنے خالص ہی بندون کو عطا کیا ہے۔ بیان مرید کا کہ ارادت

کیونکر ہے پس ابو یعقوب نہرجوری رح سے پوچھا گیا کہ مرید کون ہے فرمایا کہ اسکی صفت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین ذکر فرمائی - بقولہ - ولا تطرد الذین یدعون ربہم - یعنی ہمیشہ یاد مین رہین اور خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے عبادت کرین ایسے مریدون کے حق مین مشائخ کو چاہیئے کہ ان پر مہربانی رکھین اور جو لغزش ان سے سرزد ہو اسکو عفو کرین - بعض نے کہا کہ قولہ یدعون ربہم - اللہ تعالیٰ ہی کے اوپر اعتماد کرتے اور شوق سے اسی کو پکارتے اور کوئی چیز اُن کو مشغول نہین کرتی ہے کوئی روکنے والا نہین روکتا - ہر حال مین اُس کی خدمت کے دروازہ پر بندگی سے قائم ہین اور ہر دم زیادہ برکت کے منتظر ہین - ثم قال الشیخ اور مجھے یہان ایک اشارہ معلوم ہوا کہ صبح و شام سے یہ اشارہ کہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک خدمت کرتے ہین یعنی ہر وقت یاد مین بدون فتور ہین اور اشارہ یہ کہ جب ہر وقت ان کو حضور ہے تو دلالۃ الخطاب سے مفہوم ہوا کہ دنیا مین کبھی مشغول نہین - کما قال رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ و اقام الصلوٰۃ الآیۃ - مترجم کہتا ہے یعنی تجارت وغیرہ امور معاش و کسب حلال کرتے ہین مگر سب آخرت کی نیت سے نہ دنیا کے واسطے - قال الشیخ اور اسمین ایک لطیفہ ہے کہ ان کو دوامی حضور سے وصف کیا مگر صبح و شام کا ذکر کیا تاکہ جواز و کفایت اُنمین احکام شرعی ظاہری پر رہے کہ فی الجملہ راحت نفس حاصل کرین اور یہ کمال شفقت ہے تاکہ ارادہ محبت مین خلل نہ جاوین اور ارادت کی تیزی سے فانی نہ ہو جاوین - بعض نے کہا کہ ایسی حالت ہو گئی کہ نہ دنیا کی خواہش اور نہ عقبی کی طلب بلکہ فقط مولی کی یاد رہ گئی تو جب وہ لوگ اس طرح اللہ تعالیٰ کیواسطے تجرید و تفرید مین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی پرداخت مین خود کلام فرمایا یعنی مت مطرود کرالی آخرہ - قولہ وکذلک فتنا بعضہم ببعض فقیر خالص جب اللہ تعالیٰ کے احسان سے منور بنور جلال و معرفت و ہیبت ہوا تو سب مخلوق کے نزدیک بزرگ قدر ہو جاتا ہے کیونکہ اسکے چہرہ سے ظہور نور جلال ہے اور ایک عالم اس پیار سے اُس کے پاس آتا ہے اور آیات الٰہی اُسپر جاری ہوتے ہین پس کرامات و آیات کا اس سے ظہور ہوتا ہے لیکن دنیا کے مغرور و متکبر و مکار اُن سے جلتے ہین کچھ نظر حقارت سے دیکھتے اور کچھ حسن کی بدی و برائی کرتے ہین تاکہ لوگون کو ان کی طرف سے اپنی طرف پھیر لاوین چنانچہ ان پاک بندون سے مغرورون نے ٹھٹھول و استہزاق کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا کہ کہتے ہین - اہؤلاء من اللہ من بیننا - یعنی ہم ایسے اور ایسے ہین اور یہ کیا چیز ہین پس اللہ تعالیٰ نے اُن کو خوار کرنے کو جواب فرمایا - بقولہ - الیس اللہ باعلم بالشاکرین - یعنی حق سبحانہ تعالیٰ نے جو انعام معرفت و درجات کا اُن پر کیا اسکے شکر ہین وہ اپنی جان و مال کو اخلاص سے فدا کرتے ہین وہ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے اور جو لوگ ان کے دشمن اور اللہ تعالیٰ کے ناشکرے مشرک کافر فاسق فاجر ہین ان کو بھی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے - واضح ہو کہ آیت کریمہ مین چند نکات ہین از انجملہ آنکہ فقیر کا فتنہ یہ ہے کہ غنی سے اسکو طمع ہو اور فتنہ تونگر کا یہ ہے کہ فقیر سے بغض رکھتا ہو - اور از انجملہ غیرت حق تعالیٰ ہے کہ بعض کو بعض سے مشغول کیا تاکہ کوئی غیر اسپر مطلع نہ ہو اور قولہ تعالیٰ الیس اللہ باعلم بالشاکرین - یعنی ایسے شاکر بندون کو جو راہ حق مین اپنے نفس کی طرف اور غیر حق کی طرف ایک دم نہین دیکھتے ہین - محمد بن حامد رح نے کہا کہ فتنہ فقیر یہ کہ دنیا و نہ دنیا غنی کی طرف سے تصور کر کے اس سے رنجیدہ ہو اور فتنہ غنی یہ کہ اسکی تحقیر کرے اور جو واجب ہے اسکو ادا نہ کرے یا دلوے اور احسان رکھے اور بعض نے کہا کہ شاکرین وہ لوگ ہین جو ہر حال مین اللہ کی طرف راجع ہون - قولہ تعالیٰ واذا جاءک الذین تا قولہ سلام علیکم مقام وسیلہ مین آنحضرت صلعم کے حوالہ کیا اور اگر مقام مشاہدہ ہوتا تو قولہ سلام قولا من رب رحیم - ہے غور سے دیکھ کہ کیونکر گنہگارون کو اپنی طرف رجوع لانے کو فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا سلام پہونچاوین کیونکہ انھون نے میدان قہر مین امتحان کی مشقت اُٹھائی تھی پھر جب اسکے بعد انکو اپنی درگاہ مین

Marfat.com

رجوع لانے والا دیکھا تو اپنے پیغمبر کی زبان سے اُن کو سلام پہونچایا اور خود ان کی مواسات کی - قال کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ - ازل مین ان کو اپنی رحمت سے برگزیدہ کیا تھا اگرچہ اُن سے کچھ معصیت ظاہر ہو لیکن اسکی رحمت ازلی تو اصل ثابت ہی اور معصیت اس کی طوفان قہر سے اسکے اقبال کی راہ مین عارض ہی پھر جب وہ اپنے معدن کی طرف پہونچ گئے تو عوارض جاتے رہے اور اصل باقی رہی جبکہ اُن کو محبت ازلی سے برگزیدہ کیا تھا تو محبت اس کو واجب کرتی ہے کہ ان بندون کو ان کے خالق پاک کے مشاہدہ کی طرف جو رحمت کبری ہے پہونچادے اور غبار طبیعت اور نفس کے میل کچیل سے اپنی کافی رحمت کے ساتھ پاک کرے اور بھی فرمایا - انہ من عمل منکم سوء بجہالۃ یسبب نادانی کے عرفان جلال وجمال قدم سے قولہ ثم تاب من بعدہ - اپنے نفس سے او تعالی عز وجل کی طرف رجوع کرلایا - واصلح - قلب کو میل کچیل شہوات طبیعت ونفس سے پاک کیا - فانہ غفور رحیم - یعنی تقصیرات سابقہ کو عفو کرنے والا اور توبت ازلیہ سے توبہ کرنے والا ہے کہ اسکی قوت سے بار مشاہدہ کو برداشت کرلین اور اگر یہ مدد نہ ہو تو اول ہی نور عظمت وجلال کبریائی مین فنا ہوجاوین بعض نے قولہ سلام علیکم کے معنی مین کہا کہ آنحضرت صلعم کو خطاب ہی تو سلام فرما اور حق تعالی بلا واسطہ مومنون پر سلام فرماتا ہی ابراہیم بن المولد نے کہا کہ واللہ اللہ تعالی خود ہی مومنون پر سلام فرماتا ہے اور نبی صلعم اسمین واسطہ ہین - واسطی نے قولہ کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ - کے معنی مین کہا کہ اللہ تعالی ہی کی رحمت ہی کہ بندے اسکی عبادت کو پہونچے اور یہ نہین کہ اپنی عبادت سے اس کی رحمت کو پہونچے ہون اور اُسی کی رحمت ہی سے جو فضل وانعام از انجملہ جنت ہے - بندون نے پایا ہے اور کچھ اپنے افعال سے نہین پایا ہے اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بھی نہین اپنے اعمال کی وجہ سے جنت مین جاسکتا مگر اسی طور سے جنت مین جاؤن گا کہ اللہ تعالی مجکو اپنی رحمت مین ڈھانپ لیگا - اور ابن عطا نے کہا کہ جس نے اللہ تعالی کی نافرمانی کی اس کی جہالت سے ہے اور جس نے فرمانبرداری کی وہ اللہ تعالی کی رحمت کیساتھ علم ومعرفت سے ہی اور بعض نے قولہ فقل سلام علیکم - مین کہا کہ تو پہلے انکی قدر ومنزلت ظاہر کرنے کو ان پر سلام کردے قبل اس کے کہ تجکو سلام کرین - قال المترجم - یہ حکم نفس آیت سے نکلتا ہے اور مروی ہے کہ آنحضرت صلعم یہی کرتے تھے کہ مومنون کو سلام کرنے مین پیشقدمی کرتے - مگر آنکہ مومن ہی پیشقدمی کرجاوین بعض نے فرمایا کہ جس پر ازل مین رحمت ہوچکی اب دنیا مین اور آیندہ اُسپر رحمت رہیگی - ابو عثمان نے کہا کہ او تعالی نے خالص بندون کے حق مین ان کے گناہ عفو کرنا اپنی ذات پاک پر رحمت ہی سے لازم کیا ہی - بعض نے کہا کہ اہل ایمان پر سلام کی صفت ہر حال مین تجلی کئے ہوئے ہی پس ابتدائے رحمت وانتہائے رحمت سے سزاوار سلام ہین - یعنی جو لغزش وگناہ درمیان مین ہوئے وہ رحمت سے عفو ہون یا گونہ عذاب سے بہرحال آخر اُن پر رحمت وسلام ہے -

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ

تو کہہ مجکو منع ہوا ہے کہ پوجون جنکو پکارتے ہو اللہ کے سوائے تو کہہ مین نہین چلتا تمھاری خوشی پر

قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ۝ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ

تو مین بہک چکا اور نہ ہوا راہ پانے والا تو کہہ مجکو شہادت ہوچکی ہے میرے رب کی اور

كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ یَقُصُّ الْحَقَّ

تم نے اُس کو جھٹلایا ہے میرے پاس نہین جسکی شتابی کرتے ہو - حکم کسی کا نہین سوائے اللہ کے کھولتا ہے حق بات

وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ
اور وہ ہے بہتر چکانے والا تو کہ اگر میرے پاس ہو جس کی شتابی کرتے ہو تو فیصل ہو چکے
الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ
کام میرے اور تمھارے بیچ اور اللہ کو خوب معلوم ہین بے انصاف اور اُسی کے پاس کنجیان ہین غیب کی
لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا
اُن کو نہین جانتا اسکے سوائے اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا مین اور نہین جھڑتا کوئی پات جو وہ
يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝
نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیرون مین اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہین کھلی کتاب مین

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ - سے تعبدون مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہدے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جن کو تم نے معبود جانا ہے مین ان سب کی عبادت سے منع کیا گیا ہون ف یعنی اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ اسمین دلالت ہے کہ دعا عبادت ہی ہے پس سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی کی دہائی نہین اور نہ بندگی کی راہ سے پکار اور یہ بھی ایسی چیز سے ہے جو کفر ہے چنانچہ فرمایا۔ قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ - کہدے مین نہین پیروی کرون گا تمھارے کفریہ خواہشون کی ف ان چیزون کی عبادت کرنے مین قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا - مین ایسی صورت مین گمراہ ہوا ف یعنی اگر تمھاری خواہشون کی پیروی کرون یا ان چیزون کی عبادت کرون وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اور مین راہ یافتہ لوگون مین نہ رہا ف حاصل آنکہ تم اس سے مایوس ہو کہ مین تمھارے گڑھے ہوئے معبودون کی پرستش کرون پس اس جملہ اسمیہ سے اشارہ ہے کہ مجکو اسپر ثبات و استمرار ہے اور اہل تحقیق نحوی و بیانی علماء کے نزدیک جملہ فعلیہ پر اسمیہ کا عطف بغرض پسندیدہ جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔ قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ - کہدے مین اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہون ف تفسیر بینہ مین بعض نے کہا کہ بینہ بمعنی ثقہ ہے یعنی وثوق پر ہون قولہ ابو عمران الجونی رح اور بعض نے کہا کہ بمعنی برہان ہے جو مفید یقین ہے یعنی ایسے برہان واضح پر ہون جس سے یقین توحید حاصل ہے اور معنی مین دونون قول متحد ہین اور مفسر سیوطی رح نے کہا کہ بینہ اے بیان اور وہ بمعنی وضوح و ظہور ہے پس شاید کہ وجہ یہ ہے کہ برہان و دلیل کے مقابلہ مین تکذیب نہین آتی اور شاید بہ معنی بصیرت ہو یعنی مین اپنے پروردگار کی طرف سے بصیرت و یقین پر ہون تم لوگون کی طرح ہوائے نفسانی و شک مین نہین ہون وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ - حالانکہ تم نے رب عزوجل کو جھٹلایا ہے ف معنی یہ ہین کہ تو کہدے کہ مین یقین پر ہون اپنے پروردگار کی جانب سے توحید پر اور حال یہ ہے کہ تم نے میرے پروردگار کو جھٹلایا اس حیثیت سے کہ تم نے اُس سے شرک کیا۔ اور بعض نے کہا کہ یعنی حال یہ کہ تم نے اس بیان کو جھٹلایا چنانچہ آخرت کا عذاب ثواب نہین مانتے ہو۔ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ جس عذاب کے واسطے تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہین ہے ف یعنی مین تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈر سنانیوالا ہون اور عذاب غیرہ لانے کا مختار نہین ہون۔ یہ بھی مشرکون کی جہالت تھی اور قولہ تعالیٰ ولنذیقنھم من العذاب الادنیٰ دون العذاب الاکبر۔ سے ثابت ہے کہ عذاب اکبر تو آخر مین بحسب مشیت و تقدیر ہے اور پہلے تو چھوٹا عذاب دیا جاتا ہے چنانچہ قحط وغیرہ و قتل بدر سے معذب ہوئے۔ ظاہر یہ کہ عذاب مطلقاً یہان مراد ہے خواہ دنیاوی ہو یا قیامت کا ہو اور آیت مین حضرت باری تعالیٰ عزوجل کی تفہید ہے کہ کسی مخلوق حادث کو اسکی درگاہ کبریائی مین دم مارنے کی مجال نہین جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

Marfat.com

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ - نہین حکم کسی کا سوائے اللہ تعالیٰ کے ف خواہ یہ معاملہ ہو یا کوئی اور ہو مگر فقط اللہ عزوجل وحدہ لاشریک کا حکم ہے یَقُصُّ الْقَضَاءَ الْحَقَّ - وہی فیصلہ کرتا ہے حق فیصلہ - ف یعنی حق و باطل مین جدائی کرتا خواہ ہدایت و بیان ہو یا بعذاب و ہلاک کفار ہو - اور کسی طرح ہو اسکو وہی پاک پروردگار کرتا ہے - وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ - اور وہی بہتر حاکمین ہے ف اور مفسر وغیرہ نے کہا کہ عاصم و نافع و ابن کثیر رحمہم اللہ کی قرأۃ مین یقص بتشدید صاد مہملہ ہے اور معنی یقص الحق اے یقول الحق - حق بات کو فرماتا ہے یعنی سچا حکم دیتا ہے - اگر کہا جاوے کہ حکم جبکہ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے تو قرآن و حدیث و اجماع و قیاس سے جو حکم شرع مین ہے وہ کیونکر ہے تو جواب یہ کہ یہ اتباع حکم الٰہی ہے پس اجماع تو حکم الٰہی سے حجت ہے کہ امت کا اجماع گمراہی پر نہین بلکہ اللہ تعالیٰ انکو اپنے حکم پر متفق کر دیتا ہے اور قیاس سے حکم پوشیدہ ظاہر کیا جاتا ہے اور یہ نہین کہ اس سے کوئی حکم جدید ثابت کیا جاوے اور تمام بحث اسکی تفسیر قولہ ان الحکم الا للہ امر ان لا تعبدوا الا ایاہ الآیہ کے تحت مین انشاء اللہ بیان ہوگی - پھر حکم دیا کہ - قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ کہدے کہ جس چیز کی تم جلدی چاہتے ہو یعنی عذاب اگر وہ میرے پاس ہوتا تو میرے تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا ف باین طور فیصلہ پورا ہو جاتا کہ مین تمہاری درخواست پر وہ عذاب جلد تجھ پر نازل کر دیتا اور آرام مین ہو جاتا لیکن چونکہ میرے پاس و میرے اختیار مین نہین بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار مین تو وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ - اور اللہ تعالیٰ ظالمون سے آگاہ ہے ف یعنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے یہ بات کہ کب ظالمون کو عذاب کریگا اگر کہا جاوے کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مشرکون و منکرون کا عذاب دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار مین ہوتا تو عذاب جلدی سے آجاتا حالانکہ حدیث صحیح سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اختیار پاکر عذاب مین تعجیل نہین فرمائی چنانچہ عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ انھون نے حضرت صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ پر کوئی اور ایسا روز بھی گذرا جو روز احد سے سخت ہو آپنے فرمایا کہ مجھے تیری قوم سے سختی پہونچی اور سب سے زیادہ سختی یوم العقبہ کی مجھکو پہونچی جبکہ مین نے عبد یالیل بن عبد کلال پر اپنا رسول ہونا ظاہر کیا اور اُس نے میری مراد کے موافق جواب نہ دیا پس مین غمناک چلا اور راہ مین مشرکون کے اشارہ سے غلامون و لڑکون نے پتھر مارے اور مسخرہ پن کیا یہانتک کہ آپ بہت زخمی ہو گئے - پھر مجھے افاقہ حاصل نہ ہوا یہان تک کہ مین قرن الثعالب مین پہونچا پھر مین نے سر اُٹھایا تو ناگاہ دیکھا کہ ایک پارۂ ابر مجھ پر سایہ کئے ہے مین نے دیکھا تو اسمین جبرئیل نظر آئے اونہون نے مجھے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ نے سنا جو آپ کی قوم نے آپکو جواب دیا اور پہاڑون کے مؤکل فرشتہ کو آپ پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے کہ جو کچھ اپنی قوم کے حق مین چاہیئے اسکو حکم دیجئے پھر پہاڑون کے فرشتہ نے مجھے آواز دی اور مجھ پر سلام کیا اور کہا کہ اے محمد آپ کی قوم نے جو آپکو جواب دیا وہ اللہ تعالیٰ نے سُنا اور پروردگار تعالیٰ نے مجھے آپکے پاس بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ ان کے حق مین چاہین مجھے حکم کرین پس اگر آپ چاہین تو اخشبین یعنی مکہ کے دونون جانب کے دونون پہاڑ مین ان پر گرا دون تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ نہین بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگون کی پشت سے ایسے لوگ پیدا کرے جو فقط اللہ تعالیٰ کو پوجین اور اس کے ساتھ کچھ شریک نہ کرین رواہ مسلم و البخاری - پس باوجودیکہ آپ پر پیش کیا گیا کہ آپ چاہین تو یہ لوگ جڑ سے نیست کر دیئے جائین مگر آپنے درنگی فرمائی مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن کثیر نے یہ سوال ذکر کر کے جواب دیا کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جو عذاب کہ مشرکین نے مانگا تھا اگر وہ مانگنے کی حالت مین آپ کے اختیار مین ہوتا تو آپ اُن پر واقع کر دیتے اور حدیث مین یہ نہین ہے بلکہ پہاڑون کے فرشتہ نے کہا کہ اگر آپ چاہین تو اس طرح اُن کو نیست کر دون پس آپنے اُن کے حق مین درنگی چاہی - واللہ اعلم - وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہین مفاتح الغیب -

Marfat.com

ف یعنی خزائن غیب یا وہ راہین جنسے غیب تک پہونچ ہو۔ پس اگر مفاتح جمع مفتح بفتح میم ہے تو وہ مخزن ہے پس تفسیر اول ہوگی اور امور غیب کو مخزن بنانا بطریق استعارہ ہے۔ اور یہی ابن جریر رح نے سدی رح سے روایت کیا ہے۔ اور اگر جمع مفتح بکسر میم ہے تو وہ کنجی ہے یعنی غیب کی کنجیاں پس استعارہ کے طور پر جن راہون سے وصول باموز غیب ہو ان کو کنجیاں اور اُمور غیب کو مخازن قرار دیا۔ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ۔ ان کو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہین جانتا ہے ف وہ پانچ باتین ہین جو قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ مین مذکور ہین کما رواہ البخاری۔ یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پانچ باتین ہین جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم اور مینھ وہی نازل کرتا ہے اور مؤنث جاندار دن کے پیٹ مین جو کچھ ہو وہی جانتا ہے اور کسی کو یہ نہین معلوم کہ وہ کل کے روز کیا کریگا اور کوئی نہین جانتا کہ کس زمین پر مریگا کما فی قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم مافی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ اور حدیث عمر رض جسمین جبریل نے بصورت آدمی آکر بغرض تعلیم لوگون کے اسلام و ایمان و احسان کا سوال کیا ہے یہ مذکور ہے کہ پانچ باتین ہین جنکو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا ہے پھر ہی آیت مصدرہ پڑھی۔ ہر دو حدیث صحیح مین ہین واضح ہو کہ علم کہتے ہین ایک بات کی قطعی و تحقیقی طور پر جاننے کو جیسے وہ در واقع ہے رہا قرائن و اکثری علامات سے کسی بات کو علم نہین کہتے ہین بلکہ وہ قیاس و گمان ہے پس پانچ امور مذکور در واقع سوائے حق عزوجل کے کوئی نہین جانتا ہے ہان اکثری و قیاسی علامات تو اور لوگ بھی کیا کرتے ہین چنانچہ احادیث صحاح مین قیامت کے آثار و علامات بہت کثرت سے مذکور ہین بلکہ یہان تک معلوم کہ جمعہ کا روز ہوگا جسدن قیامت آوے گی پس ان امور مذکورہ کے مانند امور مین اگر کوئی شخص یہ دعوی کرے کہ مین جانتا ہون یعنی در واقع یون ہی ہوگا یا یون ہی ہے جیسے مین کہتا ہون وہ جھوٹا و کاذب اور مردود ہے اور عقلمند کبھی اسکو سچا نہین کہیگا اور اگر وہ یون کہے کہ مجکو اکثری و قیاسی علامات سے ایسا معلوم ہوتا ہے تو کچھ مضائقہ نہین جبکہ وہ یقین جانتا ہو کہ واقعی بات کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پھر واضح ہو کہ کاہنون پر عذاب آنا بھی اسی قسم سے ہے کہ اوتعالیٰ ہی دانا تر ہے کہ آویگا یا نہین یا کب آویگا۔ پس کاہن و نجومی و رمالون سے جو لوگ دریافت کرتے ہین وہ حرام کار ہین اور اگر واقعی ان کے جاننے کا اعتقاد کرتے ہین تو مشرک و کافر ہین اور حدیث صحیح مین ہے کہ جو کوئی آدمی کسی کاہن یا نجومی کے پاس گیا تو اُس نے اس کلام سے جو محمد صلعم پر اُتارا گیا ہے کفر کیا اور اسی قسم سے قضا و قدر کی باتین و رزق کا حال ہے یا آدمی کب مریگا یا کون جنتی اور کون دوزخی ہے اور علی ہذا اعمال ثواب و عقاب بھی جو شرع مین وارد نہین ہوئے ہین اسی قسم کے ہین کیونکہ عقل و قیاس کو وہان مجال نہین ہے لہذا اگر کسی کام کو یہ سمجھے کہ اسمین ثواب ہے حالانکہ وہ شرع مین وارد نہین ہوا ہے تو وہ جھوٹا اور مفسد ہے۔ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جو کچھ خشکی و تری مین ہے ف بر بفتح اول وہ زمین جسمین نہ پانی ہے نہ گھاس اور بحر وہ آبادیان جو کسی نہر و دریا و سمندر پر واقع ہون کذا قال المفسر اور قاموس مین ہے کہ بحر وہ آبادی جسکے لئے نہر جاری ہو اور مجاہد رح نے کہا کہ بر خشکی کے جنگل اور پرپٹ میدان ہین اور بحر شہر و گانون ہین اور جمہور مفسرین کے نزدیک بحر سے معروف معنی مراد ہین یعنی جو کچھ خشکی مین ہے خواہ وہ پرپٹ میدان ہو یا سرسبز جنگل ہو یا گانون و شہر کی آبادی ہو اور جو کچھ تری مین ہے خواہ سمندر ہو یا بحیرہ یا جھیل و کھاڑی ہو سب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور مخصوص ان دونون کو ظاہری نظر کے واسطے ذکر کیا اور مراد آنکہ علم اسکا تمام کائنات کو محیط ہے خواہ زمین مین ہو یا آسمان مین اور خواہ چھوٹی چیز ہو یا بڑی چیز ہو حتی کہ فرمایا۔ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا۔ نہین گرتا کوئی پتا مگر آنکہ اوتعالیٰ اُس کو جانتا ہے

ف یعنی حرکات تک حتی کہ جمادات تک کی حرکتین و جنبش کو جانتا ہے اور من ورقۃ مین من زائدہ برائے استغراق ہے وَلَا حَبَّةٍ عطف ہے

Marfat.com

ورقہ پر۔ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ۔ اور نہین کوئی دانہ زیر زمین تاریکی مین۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اور نہ رطب و نہ یابس۔ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔ مگر آنکہ وہ کتاب مبین مین ہے ف مراد کتاب سے لوح محفوظ ہے اور استثنائے سابق یعنی لا یعلمہا سے یہ استثناء بطریق بدل اشتمال ہے علم الٰہی سے پس یہ جملہ بدل الکل از جملہ سابق ہوگا اور اسی پر مدار قول زمخشری رح ہے کہ یہ جملہ استثنائے اول کی تکرار کے مانند ہے کیونکہ دونون کے معنی واحد ہین ولا یخفی فی بعد ہذا التاویل۔ فافہم۔ حاصل یہ کہ علم الٰہی ہر ذرہ کہ جو آسمانون و زمینون و تہ زمین وغیرہ مین ہے حتی کہ کوہ صفا پر اندھیری رات مین چیونٹی کی چال اور بیشمار چیونٹیون کی حرکات و ہر ایک کی کیفیت و رزق سب اللہ تعالیٰ کے حضور مین ہے ولا یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ۔ اور تیرے رب سے بقدر ذرہ بھی کہین کچھ پوشیدہ نہین ہے سبحان اللہ العلی الاعلیٰ۔ ف قال فی العرائس۔ قولہ تعالیٰ قل انی علی بینۃ من ربی۔ یعنی او تعالیٰ کی طرف سے مجھے یقین و مشاہدہ ہے اور روشن دلائل بظہور نور ازل ہے اور یہ عالم مین سب سے بڑی دلیل ہے لقولہ علیہ السلام من رانی فقد رای الحق جس نے مجھے دیکھا اس نے حق مشاہدہ کیا۔ قال المترجم صوفیہ اس حدیث مین اشارہ بیان کرتے ہین اور علمائے محدثین کے نزدیک یہ حدیث آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکھنے کے بارہ مین ہے پس آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا خواب مین تو اس نے حق یعنی سچ دیکھا اور پوری حدیث یہ ہے فان الشیطان لا یتمثل بی۔ کیونکہ شیطان میری صورت نہین بن سکتا کذا فی روایات الصحاح۔ اور جس نے حضرت صلعم کو اُسی حلیہ شریف کے ساتھ جو آپکا حلیہ ہے خواب مین دیکھا اور اگرچہ صحابی کے حکم مین نہین ہوتا مگر جنتی اور بڑے مرتبہ کا آدمی ہے۔ اور مترجم کا گمان یہ ہے کہ صوفیہ کرام نے اس حدیث کے معنی وہ نہین لئے بلکہ اس کے اشارہ سے یہ بات نکالی ہے اور یہی ان اکابر کے حق مین گمان نیک ہے۔ فافہم۔ ابو عثمان مغربی نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام تو بینات پر ہین اور اولیاء بھی ان کے طفیل مین بینات پر ہین لیکن بینات انبیاء تو وحی و یقین ہے اور بینات اولیاء سچی فراست ہے۔ قال المترجم حدیث مین ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے اور سنن مین صحیح ہوا کہ ایک شخص نے راستہ مین نامحرم عورت پر بُری نظر ڈالی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اُن کی خدمت مین آیا تو دیکھکر فرمایا کہ یہ کیا ہے کہ میرے سامنے زناکار آنکھین آتی ہین واللہ تم لوگ پرہیز کرو ورنہ مین دُرّے مارونگا مترجم کہتا ہے کہ پردہ چھپانے کیواسطے اس اچھے ڈھنگ سے نصیحت فرمائی اور حضرت عمرؓ نے عین خطبہ جمعہ پڑھنے مین مجاہد غازیون کے سردار لشکر ساریہ نام کو جو نہاوند مین تھا آواز دی کہ ارے پہاڑ کی طرف دیکھ اور اس نے یہ آواز وہان سنی چنانچہ پیچھے یہ بھید کھل گیا حالانکہ اسوقت اُن کی آواز درمیان خطبہ سے لوگون کو تعجب ہوا تھا اور حدیث مین یہ قصہ بروایت صحیح ثابت ہے فتفکر۔ قولہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو۔ علم غیب فقط او تعالیٰ ہی کیواسطے ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان اللہ عندہ علم الساعۃ آلایہ اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ مفاتح الغیب پانچ چیزین ہین کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے انکو کوئی نہین جانتا پھر قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ تا قولہ علیم خبیر پڑھ دی۔ اور سدی رحمہ اللہ نے جو کبار مفسرین مین سے ہین فرمایا کہ مفاتح الغیب کے معنی غیب کے خزانے پھر شیخ نے کہا اور نیز مفاتح الغیب مین سے اسکی عنایت ازلی ہے جو بحال انبیاء و اولیاء و ملائکہ بحکمت قدیم مبذول ہوئی قبل انکے وجود کے اور اسکی ذات و صفات خزانہ قدیم باقی ہین پھر اس عنایت ازلی کے نور سے ان بندون کیلئے مفتاح دی کہ خزائن صفات کا کشف ہوتا ہے تاکہ نور قدیم ہی سے خزانہ قدیم کو پہچانین پس اُن کے لئے اسرار مکنون ظاہر فرماتا ہے جس سے یہ لوگ علوم غیب لاتے ہین تاکہ بندون کے واسطے راہ عبودیت کو واضح کر دین اور معاملات و حالات کا اونچ نیچ بتا دین اور قولہ تعالیٰ لا یعلمہا الا ہو غیب کے خزائن عام ہین اور پانچ ہی مین منحصر نہین بلکہ پانچ تو ایسے ہین کہ وہ کسی کو معلوم ہی نہین ہوئے اور سوائے اُنکے سب غیوب مخزون ہین ابن مسعودؓ نے نبی صلعم کی شان مین فرمایا کہ آپ سب جانتے تھے سوائے پانچ چیزون کے پھر سوائے ان پانچ کے باقی غیوب کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے لیکن ان مین جس قدر بندے خالص کو بتلا دیا وہ جان لیتا ہے پس اولین و آخرین مین سے کوئی نہین جانتا ہان اللہ تعالیٰ

Marfat.com

جب انکو ظاہر کر دیتا ہے تو جان لیتے ہین لیکن ان چیزون کی حقیقت قدر کو وہی پاک سبحانہ تعالیٰ جانتا ہے اور کوئی نہین جان سکتا۔ اور نیز یہ معنی ہین کہ ان غیوب کے پانے کی راہین کوئی نہین جانتا سوائے او تعالیٰ کے پس جن بندون پر فضل ازل رکھا ہے ان کو اور ان کے بتانے کی راہون کو وہی پاک سبحانہ تعالیٰ پہچانتا ہے کوئی اور نہین جانتا اور وہ طریقہ یہی ہے کہ قدم بقدم اسکے رسول صلعم کی پیروی کرین نیز مفاتیح الغیب مین سے تجلیات لطف و قہر ہین پس لطف تو اولیاء پر ہوتا ہے کہ از خود فانی ہوتے ہین اور قہر کی تجلی سے اعداء یعنی کافر و مشرک وغیرہ اپنی طبیعت و رائے کے اندھیرے مین پھنسکر سنت چھوڑتے ہین اور راہ پر نہین آتے اور نفس و طبیعت کے شر و فساد مین واللہ اعلم کیا تجلی دیکھتے ہین جو اسی طرف گھسے چلے جاتے ہین آخر جہنم مین جا پڑتے ہین نیز مفاتیح الغیب وہ درجات ہین کہ قلوب کیلئے خزائن مشاہدات و ارواح کیلئے مکاشفات اور عقول روحانی کے لئے معارف اور اسرار کیلئے خزائن علوم ذات صفات ہین کشادہ ہوتے ہین اور انبیاء علیہم السلام کے لئے معجزات کے خزانے اور اولیاء کیلئے کرامات کے خزانے اور مریدون کے لئے فراست کے خزانے کھلتے ہین۔ جریری رح نے قولہ لا یعلمہا الا ہو۔ مین کہا کہ اور جسکو وہ اپنے کرم سے مطلع فرماوے۔ رسول و خلیل وغیرہ سے وہ بھی او تعالیٰ کے آگاہ کرنے سے جان لیتا ہے۔ شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ پس آیت سے اہل خیر پر محبت و رحمت کھلتی ہے اور شریر و بے ایمانون پر فتنہ و خواری کھلتی ہے پھر نیکون مین سے اولیاء پر کرامت اور اہل اسرار پر سر الغیب اور اہل تمکین پر جذبہ کھل جاتا ہے اور نیز انبیاء کے واسطے مکاشفات اور اولیاء کو معائنات اور صالحین کو طاعات اور عوام کو ہدایت ملتی ہین۔ ابو سعید خراز رح نے کہا کہ او تعالیٰ نے اپنے حبیب صلعم پر پہلے تو امر و نہی سے ادب کھولا پھر مشیت و قدرت سے تہذیب سکھلائی پھر قولہ لیس لک من الامر شئی سے تذویب کے اسباب کھولے۔ پھر قولہ و تبتل الیہ تبتیلا سے تغییب کو کھولا پس یہ مفاتیح الغیب مین سے ہین جو آنحضرت صلعم کے لئے ظاہر مین کشادہ ہوئے قولہ و یعلم ما فی البر و البحر یعنی غیب لطف سے نیک بندون کو پار اتار دیا اور دشمنون کو دریائے قہر مین غرق کر دیا پس اسمین جو حکمت و اسرار غیب ہین وہی جانتا ہے اور نیز دریائے غیب و میدان قلوب کے حقائق اسی کو معلوم ہین اور ایسے ہی نفوس کے پرپٹ میدان مین جو شہوات کے بھیڑ پڑے ہین وہی خوب جانتا ہے قولہ و ما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا و لا حبۃ فی ظلمات الارض الخ حق سبحانہ تعالیٰ نے اسمین آگاہ فرمایا کہ اسکا علم قدیم ہر ذرہ ذرہ کو محیط ہے اور ظاہر و باطن اسکی کبریائی ہر حادث و مخلوق و عالم پر غالب ہے کما قال لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السموات و لا فی الارض۔ مترجم کہتا ہے کہ ہر ایماندار جو اللہ تعالیٰ و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لایا قطعاً یقین کرتا ہے کہ او تعالیٰ عز و جل ہر ذرہ ذرہ سے عالم و آگاہ و خبردار و سمیع و بصیر ہے اور سخت عجب ہے کہ بعضے فلسفی بندۂ اوہام مانند گمراہان یونان کے باطل اعتقاد رکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ جزئیات کو بروجہ جزئی نہین جانتا اور یہ درحقیقت اس طرح علم الٰہی کی نفی ہے پس اگر اسکو یقین نہین تو گمراہ ہے اور محققین علماء نے ایسون کو کافر کہا اور یہی صحیح ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔ شیخ رح نے لکھا کہ اس آیت مین تنبیہ ہے کہ ہر خطرۂ نفسانی کے وقت اللہ تعالیٰ سے شرم کرین کہ وہ ہر پوشیدہ و ظاہر اور ہر ذرہ ذرہ کا عالم خبیر ہے۔ اور نیز بیان فرما دیا کہ تمام مقدورات عدم سے وجود کی طرف اور وجود سے عدم کی طرف سب اسی کی مشیت ازلی و ارادۂ قدیم کے موافق جاری ہین اور یہ سب لوح محفوظ پر قلم قدرت سے لکھے ہین جو ہر طرح کے تغییر زمانی و مکانی سے محفوظ ہین وہ تو اس عالم سے جو تحت زمانہ ہے باہر ہے وقد قال تعالیٰ و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین۔ جو رطب ہے اس کے لطف مشاہدہ سے ہے اور جو تر و تازہ ہے اسکی پاکیزہ قدرت کا ظہور ہے اور جو زرد پڑ گیا اور خشک ہوا وہ ہوائے قہر سے ہے جو گیاہ تازہ ابھرے وہ اسکی ربوبیت کے زیر فرمان ہے اور جو خشک ہو کر مرجھائی وہ اس کی پاکیزگی کا بیان ہے کہ ہر وجود و عدم و حدوث سے وہ پاک ہے۔ واسطی رح نے فرمایا کہ علم الٰہی ہر چیز کو اس وقت محیط تھا

Marfat.com

کہ جب وقت کا نام نہ تھا اور چیز کا نشان نہ تھا اور بستہ گرنے کا وضیہ بدون موضوع ومحمول تھا۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ فِیْهِ لِیُقْضٰۤى اَجَلٌ

اور وہ ہے کہ تم کو بھر لیتا رات کو اور جانتا ہے جو کما چکے ہو دن کو پھر تم کو اٹھاتا اس مین کہ پورا ہو وعدہ جو تھا

مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ ع ۱۳

ٹھہرا دیا پھر اسکی طرف پھیرے جاؤ گے پھر جتا دیگا تم کو جو کرتے ہو اور اسی کا حکم غالب اپنے

عِبَادِهٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا

بندون پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہانتک کہ جب پہونچے تم مین کسی کو موت اسکو بھر لیوین ہمارے بھیجے لوگ

وَهُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ ۝ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ

اور وہ قصور نہین کرتے پھر پہونچائے جاوین گے اللہ کی طرف جو مالک اُن کا ہے تحقیق سُن رکھو حکم اُسی کا اور وہ

اَسْرَعُ الْحٰسِبِیْنَ ۝

شتاب لیتا ہے حساب

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ - تو فی کسی چیز کو بھرپور لے لینا - تَوَفَّیْتُ الشَّیْءَ واستوفیتہ - بھرپور اس شے کو لے لیا اور مراد یہان یہ کہ "وہی اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے جو قبض کرتا ہے تمھاری ارواح کو سوتے مین" پس لیل جو غالب اور اصلی وقت سونے کا ہے مراد اس سے خواب ہے اور یہ وفات بمعنی موت حقیقی نہین پس یہ کلام ایسا ہے جیسے اوتعالیٰ نے فرمایا - اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا - اور یہ موت اصغر ہے چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا - انی متوفیک ورافعک الی الآیۃ - اور اسی پر صریح دلالت کرتا ہے ذکر موت اکبر کا اسی آیت مین اور نیز لفظ باللیل - کیونکہ ہر شخص رات ہی مین نہین مرا کرتا ہے - بالجملہ مفسرین وعلما متفق ہین کہ قولہ یتوفاکم باللیل سے نوم مراد ہے جو موت کی بہن ہے اور یہ موت اصغر ہے اور بعضے لوگون نے جو کہا کہ جسم مین دو روحین ہوتی ہین ایک روح حیات جو موت حقیقی کے وقت نکل جاتی ہے اور دوسری روح تمیز جو سوتے مین نکل جاتی ہے اور عالم مین پھرتی اور خواب دیکھتی ہے پھر بیداری کے وقت لوٹ آتی ہے تو صحیح یہ ہے کہ تحقیق اسکی علم الٰہی مین ہے اور لوگون نے اکثر سے باتین بنائی ہین ہان بعض آثار اس بارہ مین مروی ہین کہ وضو کیساتھ سونا چاہیے کیونکہ روح بعد سو جانے کے ملائکہ کے ساتھ سجدہ کرتی ہے اور اسمین شک نہین کہ خواب مین جو آدمی دیکھا کرتے ہین سب یکسان نہین ہین بعضے تو پریشان خیالات وشیطانی باتین دیکھتے ہین اور انھین کے حق مین حدیث صحیح مین آیا کہ ہوشیار رہو کہ شیطان تم سے مسخرہ پن نکرے اور بعض کے خواب درست ہوتے ہین اور وہ دو طرح کے ہین بعض تو تاویل رکھتے ہین جیسے یوسف صدیق علیہ السلام کا خواب سورج وچاند وستارون کے سجدہ کرنے کا تھا اور بعضے ویسے ہی واقع ہوتے ہین جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پسر کو ذبح کرنا دیکھا پس جن لوگون کی مصاحبت محض شیطان ہی سے ہو وہ اس سے منکر ہین - بالجملہ یہان قبض ارواح بخواب مراد ہے اور ابن عباس رض نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی کہ ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جب وہ سوتا ہے تو فرشتہ اسکی روح لے لیتا ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اُسکی روح قبض کرنے کا حکم دیا تو موت معین ہوتی ہے ورنہ روح اسکو پھیر دیتا ہے یہی ہے قولہ یتوفاکم باللیل - رواہ ابو الشیخ وابن مردویہ واسنادہ منقطع - وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ - "اور جانتا ہے جو تم نے کمایا دن مین" اور یہ بھی بہ اعتبار غلب

حالت کے ہے کہ دن ہی مین کام کاج کرتے ہین اور رات مین سوتے ہین وقال ابن کثیر یہ جملہ معترضہ ہے واسطے دلالت اس امر کے کہ اللہ تعالی کا علم
اپنی مخلوق کے حال پر ان کے دن کے حرکات و رات کے سکون سب کو محیط ہے ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ۔ اے فی النہار یرد ارواحکم۔ پھر اُٹھاتا
ہے تم کو نہار مین ف۔ باین طور کہ تمھاری روحین بعد نیند کے پھیر دیتا ہے۔ کذا قال مجاہد و قتادہ والسدی۔ بیضاوی رح نے کہا کہ بعث
دراصل بمعنی موت کے بعد زندہ کر کے اُٹھانا پس یہان توفی کے ترشیح کے طور پر آیا ہے اور نیز نوم جو موت اصغر ہے بمقابلہ اسکے یہ بعث اصغر
ہوا پھر وارد ہوتا ہے کہ یعلم ما جرحتم بالنہار سے تو رد ارواح معلوم ہو چکا پھر لفظ ثم کے کیا معنی ہین تو جواب یہ کہ وہ جملہ معترضہ ہے۔ کما قال ابن کثیر
اور بعض نے کہا کہ فیہ کی ضمیر اس شان مذکور کی طرف ہے یعنی پھر اُٹھاویگا تم کو قبرون سے اسی شان و حال کے ساتھ جو تم نے راتون کو سوتے
مین اور دن کو اپنے بھلے بُرے اعمال مین صرف کیا ہے اور بعض نے کہا کہ کلام مین تقدیم و تاخیر ہے یعنی وہو الذی یتوفاکم باللیل ثم یبعثکم بالنہار
ویعلم ما جرحتم فیہ۔ اور اولی وہ ہے جو شیخ ابن کثیر رح نے کہا ہے اور معنی آیت کے یہ کہ علم الٰہی محیط ہے اور مکرر ان کافرون کو دن مین اُٹھانا انکے
اعمال سے غفلت نہین بلکہ امہال ہے لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى۔ تاکہ میعاد مقررہ پوری کی جاوے ف۔ اس اجل سے مراد زندگانی کی مدت تمام
ہے جو ہر انسان کیواسطے مقدر ہے۔ ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ۔ پھر اللہ تعالی ہی کی طرف تمھارا مرجع ہے ف۔ اس طرح کہ قیامت کے واسطے
اُٹھائے جاؤ اور محشور ہو گے۔ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ۔ پھر جو تم کرتے تھے اس سے تم کو خبردار کریگا ف۔ اسمین تہدید ہے اور اس سے
بشارت بھی مفہوم ہے اور معنی یہ کہ نیکون کو ان کی نیکی کا ثواب دیگا اور بدون کو انکی بدکاریون کا عذاب دیگا۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ مُسْتَعْلِيًا فَوْقَ عِبَادِهِ
وہی قاہر ہے اپنے بندون کے اوپر ف۔ فوقیت سے ظرف مراد نہین بلکہ علو مرتبہ مراد ہے اور قہر بمعنی غلبہ پس معنی یہ کہ وہی اللہ پاک
قاہر ہے از راہ استعلاء اور غلبہ کے یا درحالیکہ عالی مرتبہ ہے اپنے بندون سے اوپر یعنی بندون پر عجز و بے اختیاری مقصود ہے اور
اللہ تعالی کے زیر حکم سب مسخر ہین کسی کو اسکے حکم تقدیر سے جو غالب ہے سرتابی کی مجال نہین ہے۔ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً۔ اور ارسال
فرماتا ہے تم پر حفظہ ف۔ یعنی وہ ملائکہ جو تمھارے اعمال کو محفوظ رکھتے ہین اور بعض نے کہا کہ قولہ وہو القاہر الخ یعنی بندون کے امور مین وہی
متصرف ہے کوئی اور نہین جس طرح چاہتا ہے مارنے جلانے ثواب دینے و عذاب کرنے وغیرہ کا تصرف کرتا ہے اور بھیجتا ہے تم پر حفظہ
پس علیکم متعلق یرسل ہے باین طور کہ اس ارسال مین استعلاء کے معنی ہین یعنی بھیجنا بطور غلبہ ہے اور بعض نے کہا کہ فوق عبادہ۔ مین فوقیت
لائق جلال الٰہی بدون کیفیت بیان کرنے کے مراد ہے اور علیکم متعلق حفظہ ہے اور تقدیم اس اظہار کیلئے کہ ارسال حفظہ کی خبر مقصود نہین
بلکہ تم پر انکا ارسال بیان کرنا مقصود ہے تاکہ ہوشیار رہو لیکن پوشیدہ نہین کہ فوقیت کے معنی استعلاء کی بنظر لغت و فصاحت کلام
کی بہت مناسب ہین پس خواہ مخواہ اسکو متشابہ مین داخل کرنا بے وجہ ہے۔ پھر سدی رح نے کہا کہ حفظہ سے معقبات اللیل والنہار مراد ہین
یعنی جو حدیث مین آیا کہ صبح کو ستر ہزار فرشتے اُترتے اور نماز عصر کے بعد جاتے ہین اُسی وقت اور ستر ہزار اُترتے اور نماز فجر کے
بعد جاتے ہین اور ہر وقت نئے اُترتے ہین جو کبھی نہین آئے تھے اور حدیث مین زیادہ مضمون بھی آیا ہے اور جمہور اہل تفسیر نے حفظہ سے
حافظہ اعمال فرشتے بیان کئے۔ کما فی قولہ وان علیکم لحافظین۔ اور ارسال سے ایک وقت خاص پر بھیجدینا مراد ہے پھر وہ تا دم مرگ حافظ رہتے
ہین اور عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ تیسرے طبقہ زمین سے نیچے اور چوتھے طبقہ کے اوپر کچھ جن ہین کہ اگر وہ تم پر ظاہر ہون تو
ان کے ہوتے ہوئے تم کوئی نور نہ دیکھو زمین کے کونون مین سے ہر کونہ پر اللہ تعالی کی مہرون مین سے ایک مہر ہے اور ہر مہر کے ساتھ ایک
فرشتہ ہے اور اللہ تعالی ہر روز اپنے یہان سے ایک فرشتہ اسکے پاس بھیجتا ہے کہ جو تیرے پاس ہے اسکو محفوظ رکھ۔ رواہ ابن ابی حاتم کما یفہم

من تفسیر الحافظ رح وقال فی قولہ حفظۃ: اے ملائکہ جو بدن انسان کے حافظ رہتے ہین کقولہ تعالیٰ لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ اور ملائکہ حفظہ وہ فرشتے تھے جو اعمال انسان کو حفظ وشمار رکھتے ہین اور اللہ تعالیٰ خود خوب جانتا ہے کہ کس بندے نے کب اور کس وقت کیا عمل کیا ہے۔ اور یہان حافظ بدن انسان کے معنی زیادہ مناسب ہین بقولہ تعالیٰ حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا یہان تک کہ جب تم مین سے کسی آدمی کی موت آئی تو اُس کو ہمارے رسول وفات دیتے ہین ف رسل جمع رسول سے مراد بعض نے کہا کہ فقط ملک الموت یعنی عزرائیل علیہ السلام ہے جو شرف ظاہر کرنے کو بلفظ جمع مذکور ہوا۔ اور مفسر رح نے موافق ابن کثیر رح کے کہا کہ وہ ملائکہ مراد ہین جو جاندار کو وفات دینے اور روح قبض کرنے پر موکل ہین۔ قال ابن کثیر رح حضرت ابن عباس رض وغیرہ سے مروی ہوا کہ ملک الموت کے مددگار بہت سے ملائکہ ہین جو بدن سے روح نکالتے ہین۔ پھر جب حلقوم پر پہونچی تو ملک الموت اسکو قبض کر لیتا ہے اور اس قول کے شاہد احادیث ہین جو قولہ یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت الآیۃ کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالیٰ مذکور ہون گی اور جو لوگ ملحد وزندیق فقط وہم کے بندے اور عقل سے خارج ہین اُن کو یہ وہم ہوتا ہے کہ لاکھون آدمی مرتے ہین تو ملک الموت کہان کہان پہونچتے ہین یہ نہین جانتے کہ یہ مسافت ودوری تو جسم والی چیز کے حق مین ہوتی ہے اور قوت روحانی کو کون قیاس کر سکتا ہے یہان تو متعلق مادی جسم کی قوتین عجائب ہین حتی کہ آنکھ کی بینائی مثلاً یا خیال ووہم خود دیکھو کہ پلک مارتے کہان سے کہان پہونچتا ہے اور عقل نے جو بات ضبط کر لی اُسکے یہ معنی نہین کہ ہاتھون سے پکڑ لے پس ٹھیک طور پر بات سمجھنی چاہیے۔ واللہ الموفق بالجملہ فرشتے اسی وقت روح قبض کرتے ہین جب ذی روح کی موت کا وقت ہو۔ وَھُمْ لَا یُفَرِّطُوْنَ۔ اور جو ان کو حکم دیا گیا اسمین کوتاہی نہین کرتے ہین ف اور بعض نے کہا کہ حفظ حیات مین کمی نہین کرتے مثلاً قبل از وقت نہین مارتے ہین اور بعض نے کہا کہ حفظ اعمال مین تجاوز نہین کرتے مثلاً کسی کی نیکی ضائع یا بدی زائد کرین اور یہ یفرطون بقراءۃ تخفیف سے مناسب ہے اور اول اولیٰ ہے اور ابن کثیر رح نے کہا کہ روح متوفی کی حفاظت مین کوتاہی نہین کرتے بلکہ حفاظت سے جہان مشیت الٰہی عزوجل ہے وہین پہونچاتے ہین چنانچہ نیک ہے تو علیین مین اور اگر بدکار ہے تو سجین مین پہونچاتے ہین۔ سعید بن مسیب رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میت کی موت کے وقت ملائکہ آتے ہین اگر وہ نیکوکار آدمی ہوا تو اس سے کہتے ہین کہ اے نفس مطمئنہ جو پاک جسم مین تھی اب باہر آجا اور نکل آ تیری تعریف ہو رہی ہے اور روح وریحان سے اور پروردگار غیر غضبان سے خوشی وبشارت لے پس برابر اس روح سے یہی کہا جاتا ہے یہان تک کہ وہ نکل آتی ہے پھر اسکو آسمان پر چڑھا لیجاتے ہین پھر دروازہ کھلواتے ہین پوچھا جاتا ہے کہ کون ہے پس کہا جاتا ہے کہ یہ فلان شخص ہے تو کھولا اور کہا جاتا ہے کہ مرحبا کیا پاکیزہ روح جسم پاک مین تھی تو اندر چلی آ کہ تعریف کی گئی ہے اور تجھے روح وریحان کی اور تیرے پروردگار کی جو تجھ پر غضب مین نہین ہے بشارت ہے اور برابر اس سے یہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ ساتوین آسمان تک پہونچتی ہے اور اگر میت کوئی آدمی بدکار ہوا تو فرشتہ اُس سے کہتے ہین کہ نکل اے نفس خبیث جو جسم خبیث مین تھی نکل درحالیکہ تجھ پر مذمت ہو رہی ہے اور لے یہ بشارت سن کہ تجکو حمیم وغساق ہے اور اس قسم سے دوچند ہے اور برابر اس سے یہی کہا جاتا ہے یہانتک کہ نکالی جاتی ہے پھر اُسکو آسمان تک پہونچاتے ہین اور دروازہ کھلواتے ہین تو پوچھا جاتا ہے کہ کون ہے کہا جاتا ہے کہ یہ فلان شخص ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اس نفس خبیث کو کچھ مرحبا نہین جو خبیث جسم مین تھی تو لوٹ یہان سے درحالیکہ تو مذمت کی گئی ہے پس آسمان سے پھیری جاتی ہے۔ پھر وہ قبر مین داخل کیا جاتا ہے تو اول کو بانند کلام اول کے بشارت دیجاتی ہے اور دوم کو یعنی دم عتاب کے مذمت کیجاتی ہے رواہ احمد۔ اور صحیحین کی احادیث مین بروح خبیث

Marfat.com

کی بدبو اور ملائکہ کے گروہ کا اسکی بو سے ایذا پانا اور لعنت کرنا اور آسمان تک پہونچکر سجین مین پھینکا جانا اور عذاب قبر نہایت ہولناک مفصل مروی ہوا ہے بعوذ باللہ من ذلک اللھم اعوذ بک من ان اکون من الذین یذمون ویخبثون واسالک باللہ الذی لا الہ ہو الحی القیوم ان تغفر لی خطیئتی کلہا وتوفنی مسلما والحقنی بالصالحین برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وعلی جمیع عباد اللہ الصالحین آمین - ثُمَّ رُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ - بعض نے کہا کہ ثم ردوا یعنی پھر واپس ہوجاتے ہین ملائکہ اور بعض نے کہا کہ مرنیوالے لائے جاتے ہین یا تو بعد موت کے روح آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے جیسا کہ بیان ہوا اور یا مراد آنکہ روز قیامت مین ہوگا جو یقینی ہے لہذا بلفظ ماضی بیان فرمایا اور یہی مفسر نے لیا یعنی پھر لوٹائے جاوینگے سب مخلوق اپنے مالک کی طرف جو حق یعنی حقیقی عادل ہے پس وہ اُن ہر ایک کو اسکا بدلا دیگا - اَلَا لَهُ الْحُكْمُ آگاہ رہو کہ اُسی کا ہی حکم یعنی مخلوق مین قضاء نافذ اسی کی ہی - وَهُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ - اور وہ سریع الحساب ہے کہ دنیا کے دن کے آدھے کے برابر مقدار مین حساب فرما دیگا - کیونکہ ایک حدیث مین یہ ثابت ہوا ہے اور مجاہد کہتا ہی کہ پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہوگا اور پانچ سو برس تک انتظار وغیرہ کی احادیث مین حساب کا بیان نہین ہی پس اصل حساب جو علم الٰہی محیط مین موجود ہی بہت جلد ہوجائیگا - اور ایسی ہی جن احادیث مین کافرون پر حجت قائم ہونے کیلئے طول مدت مروی ہے وہ اصل حساب مین نہین ہے - فافہم واللہ اعلم بالصواب ف فی العرائس - قولہ تعالی وہو الذی یتوفاکم باللیل - رات مین وفات دنیا اس مفاد کیواسطے کہ ان کی روحین فضائے ملکوت مین پرواز کرین اور انوار جبروت مین سیر کرین تاکہ اُنکا شوق اپنے اصلی وطن کے جانب بڑھجاوے اور دن مین اپنے جوارح واجسام سے اعمال خیر کے بدلے جو مقام راحت وآرام پاوینگے اُس کو پہچان لین اور مارڈالنے اور جلانے مین قدرت الٰہی عزوجل کو اپنے اوپر بیتی ہوئی اور آنکھون دیکھی ہوئی معلوم کرین تاکہ اُن پر یہ وقت آجاوے کہ حادث مخلوقات سے منقطع ہوکر مشاہدۂ الٰہی کیطرف منقطع ہوجاوین اور اسی مضمون کیطرف تتمہ آیت یعنی قولہ ثم یبعثکم فیہ لیقضی اجل مسمی الآیۃ - سے اشارہ ہی - ثم ردوا الی اللہ مولاہم الحق - ادتعالی کے شرف دینے وکرامت فرمانے مین ہے یہ بات بھی ہی کہ بندہ کو قید خانہ دنیا واسکے بلاؤن مین نہ چھوڑا اور ملائکہ حفاظ اعمال کے ہاتھ مین عمل کی حفاظت اپنے بندۂ مومن پر عزت ہے تاکہ کوئی غیر اسپر مطلع نہ ہو اور آیت مین گنہگارون کے حق مین اُمید ہے اور یہ بندون پر تلطف سے ظاہر ہوا کیونکہ مولاہم الحق فرمایا اور اگر فقط ردوا الی اللہ ہوتا تو عظمت وقہر کبریائی مین نیست ہوجاتے لیکن لطف سے بندون کا مولا ہونا فرمایا - پہلے ردوا الی اللہ سے مقام ہیبت مین لاکر قولہ مولاہم الحق - سے مقام قرب ومنزلت کی طرف نکال لیا - بعض نے کہا کہ قرآن پاک مین یہ آیت کریمہ سب سے زیادہ اُمید کی آیت ہی کیونکہ بندہ وغلام کے واسطے اس سے زیادہ کوئی اُمید نہین کہ اس کے جزا وسزا کا مدار اسکے مولی کی طرف ہوجاوے -

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا

تو کہ کون بچالاتا ہے جنگل کے اندھیرون سے اور دریا کے جس کو پکارتے ہو گڑگڑاتے اور چپکے اگر ہم کو بچالیوے

مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ

اس بلا سے تو البتہ ہم احسان ماننے والون مین ہونگے تو کہہ اللہ تم کو بچاتا ہے اُن سے اور ہر

كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ۝ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ

گھبراہٹ سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو تو کہہ اُسی کو قدرت ہے کہ بھیجے تم پر

Marfat.com

عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ
عذاب اوپر سے یا تمھارے پاؤن کے نیچے سے یا ٹھہرادے تمکو کئی فرقے کرکر اور چکھادے ایک کو
بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۵۸ وَكَذَّبَ
لڑائی ایک کی دیکھ کس پھیر سے ہم کہتے ہین باتین شاید وہ سمجھین اور اس کو جھوٹ بتایا
بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۵۹ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۵۹
تیری قوم نے اور یہ تحقیق ہے تو کہہ مین نہین تم پر داروغہ ہر چیز کا ایک وقت ٹھہرا ہے اور آگے جان لوگے

قُلْ یا محمد لاہل مکۃ۔ کہدے اے محمد مکہ والون سے مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تم کو خشکی و تری کی تاریکیون سے کون بچاتا ہے یعنی تمھارے سفرون مین خشکی و تری کے ہول سے کون بچاتا ہے۔ سراج مین کہا کہ ظلمت کا لفظ شدت سختی کے واسطے استعارہ ہے کیونکہ دونون مین یہ مشارکت ہے کہ جب ہول و خوف شدید طاری ہوتا ہے تو آنکھون سے نہین سوجھتا ہے پس یوم شدید کو عرب اے یوم مظلم بولتے ہین جیسے اسکے خلاف کو یوم مکوکب کہتے ہین اور بعض نے کہا کہ استعارہ پر محمول کرنے سے حقیقت پر محمول کرنا اولی ہے اور ظلمات البر وہ کہ رات کی تاریکی اور ابر کی تاریکی وغیرہ جمع ہوجاوے جس سے سفر مین خوف سخت پیدا ہوتا ہے کیونکہ راہ صواب ملتی نہین اور ظلمات البحر رات کی تاریکی اور ابر کی تاریکی اور ہولناک موجین و تند مخالف ہوائین وغیرہ جن سے خوف شدید ہوتا ہے اور پوشیدہ نہین کہ ہولناک موجین و تند ہوائین حقیقی معنی ظلمت کے نہین ہین اور اظہر یہ کہ خشکی و تری کے اندر ظلمات وہ اسباب ہولناک ہین جنسے خوف شدید پیدا ہوجاوے اور معنی یہ کہ خشکی یا تری مین اسباب ہولناک حادث ہونے کی حالت مین کون تم کو نجات دیتا ہے جبکہ تمھاری یہ حالت ہوتی ہے کہ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا علانیۃ وَّخُفْيَةً سرا۔ دعائین مانگتے ہو اس سے تضرع سے یعنی علانیہ اور خفیہ یعنی پوشیدہ اور کہتے ہو کہ۔ لَئِنْ اَنْجٰىنَا واللہ اگر تو نے ہم کو نجات دی اور ایک قرأۃ مین لئن انجانا ہے اگر اللہ تعالی نے ہم کو نجات دی مِنْ هٰذِهٖ الظلمات والشدائد ان تاریکیون یعنی ان سختیون سے لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ تو ضرور ہم ایمان لانے والون مین سے ہوجاوینگے۔ ثابت ہوا کہ ان شدائد کے وقت کوئی بت وغیرہ کام نہین آتا جن سے شریک لاتے ہو پھر کوئی ان مین سے معبود نہین ہے قُلْ۔ اُن سے کہدے کہ اَللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا۔ اللہ تعالی تم کو ان ظلمات سے نجات دیتا ہے اکثرون کی قرأت ینجیکم از انجا ہے اور قرار کوفہ و ہشام کی قرأۃ تنجیہ سے بتشدید ہے۔ وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ۔ اور ان ظلمات کے سوائے ہر غم سے بھی نجات دیتا ہے۔ کوئی بت وغیرہ ایسا کرنے والا نہین ہے۔ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ۔ پھر اسکے بعد جب مطمئن ہوجاتے ہو تو اللہ تعالی سے شرک کرنے لگتے ہو پس اس حالت مین شرک کس حماقت پر ہے۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ۔ تو کہدے اے محمد صلعم ان مشرکون بدعہدی کرنے والون سے کہ اللہ تعالی قادر ہے اس بات پر کہ بھیجے تم پر عذاب کو تمھارے فوق سے۔ یعنی سرون کی طرف سے مثلاً عذاب کے پتھر برساوے یا آواز سخت ایسی سناوے کہ دل و جگر پھٹ جاوین یا ہوا وغیرہ بھیجے جیسے عذاب کہ عاد و ثمود و قوم لوط وغیرہ پر آئے تھے۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یا پیرون کے تحت سے مانند آنکہ خسف کردے یا غرق کردے قال مجاہد و سعید بن جبیر و ابو مالک و السدی و ابن زید وغیرہ واحد فی قولہ عذابا من فوقکم۔ یعنی پتھر برساوے۔ او من تحت ارجلکم یعنی زمین مین دھنسا دے اور یہی شیخ ابن جریر نے اختیار کیا اور یہی شیخ سیوطی رح نے لیا ہے اور ابن عباس وغیرہ سے روایت ہے کہ من فوقکم یعنی تم مین سے اونچون سے

اور وہ گمراہ حاکم و سردار ہین او من تحت ارجلکم یعنی پیچون سے اور وہ غلام و رذیل ہین۔ اور ارجح قول مجاہد رح ہے و دیگر بعانی اسکے اقسام دلالت سے شامل و داخل ہین واللہ اعلم۔ اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا۔ او یخلطکم فرقا مختلفۃ الاہوار۔ یا خلط کر دے تم کو فرقہائے مختلفۃ الاہوار۔ یعنی آپس مین تم کو ایسے مختلف فرقہ کر دے کہ ہر ایک کی خواہش نفسانی مختلف ہو جاوے پس آپس مین مخالف ہو کر ایک دوسرے کے دشمن ہو جاؤ اور یہ تفسیر ابن عباس و مجاہد و دیگر علمار سے مروی ہوئی اور حدیث مین جو متعدد طرق سے آنحضرت صلعم سے مروی ہوئی یون موجود ہے کہ یہ اُمت تہتر فرقون پر مختلف ہو جائے گی جسمین سے سب دوزخ مین جاوین گے سوائے ایک فرقہ کے۔ کذا فی تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ اور دوسرے مقام پر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا ہے کہ مین نے اس حدیث کے طرق و اسانید کو جمع کیا ہے الحاصل اللہ تعالیٰ قادر قاہر ہے تم خوف کرو کہ تمھارے اوپر سے عذاب اُتارے یا پیرون کے نیچے سے یا تم کو مختلف نفسانی خواہشون مین باہم مخلوط و متخالف کر دے۔ وَیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ یا تم مین سے بعض کو بعض پر مسلط کر دے کہ عذاب تکلیف دہی و قتل سے مضرت پہونچاوین۔ کذا قال ابن عباس و غیر واحد۔ واضح ہو کہ آیت کریمہ مین علوم و معرفتہا ہین اور راسخین فی العلم اُن کو خوب جانتے ہین۔ پھر یہ تہدید تو ظاہر اً مشرکین کو ہے اور اہل اسلام جب دین قویم و سنت مستقیم سے فسق و فجور کی طرف مائل ہون تو وہ بھی اسکے اشارہ مین شامل ہین اسیواسطے حسن بصری رحمہ اللہ سے قولہ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم۔ مین روایت ہے کہ حسن رح نے کہا کہ یہ مشرکون کیواسطے ہے۔ مترجم کہتا ہے احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا کہ اس اُمت مین سے بھی کچھ لوگ خارج ہو کر مشرکون سے مل جاوینگے اور مجاہد رح نے فرمایا یہ اُمت محمد صلعم کے واسطے ہے ان دونون اثرکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور یہ دونون قول متعارض نہین بلکہ صحیح ہین پھر ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ بخاری رح نے اس آیت کی تفسیر مین روایت کی کہ جابر بن عبداللہ رض نے کہا کہ جب یہ آیت اُتری قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم رسول اللہ صلعم نے کہا کہ اعوذ بوجہک یعنی اے میرے پروردگار مین تیری وجہ پاک سے پناہ مانگتا ہون۔ او من تحت ارجلکم کہا کہ اعوذ بوجہک یعنی اس عذاب سے بھی پناہ مانگی۔ اور یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض۔ کہا کہ یہ نرم و آسان ہے۔ وقد رواہ النسائی و الحمیدی و ابن حبان و ابن مردویہ و سعید بن منصور۔ اور بعض روایت مین ہے کہ جابر رض نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے نرم و آسان فرمایا اور اگر اس سے بھی پناہ مانگتے ہو تو اللہ تعالیٰ پناہ دیتا مترجم کہتا ہے کہ اشارہ ہے کہ یہ امر مقدر ہے ضرور واقع ہوگا اسواسطے یہان پناہ نہ مانگی کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے واقع ہوتا ہے چنانچہ اُمت اسلامیہ مین یہ سب اُمور یکے بعد دیگرے واقع ہوئے اول تو باہم قتال ہوا اگرچہ دین مین سب حق پر تھے پھر مختلف الاہوار فرقے پیدا ہوے مانند خوارج و روافض و معتزلہ و جہمیہ وغیرہ۔ پھر عذاب کا مرتبہ ہے سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ قولہ تعالیٰ قل ہو القادر علی ان الآیۃ کو آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ ہونے والا ہے اور اسکی تاویل ابھی نہین آئی ہے۔ رواہ احمد و الترمذی۔ وقال حدیث غریب سعد بن ابی وقاص رض سے روایت ہے کہ پھر مسجد مین داخل ہو کر آنحضرت صلعم نے دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر دیر تک حضرت تک پروردگار عزوجل سے مناجات کی پھر فرمایا کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے تین باتین مانگین ایک یہ کہ طوفان غرق سے میری اُمت کو ہلاک نہ کرے اسکو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمایا اور دوم یہ کہ قحط سے میری اُمت کو ہلاک نہ کرے یہ بھی عطا فرمائی۔ اور سوم یہ کہ آپس مین قتل و تعذیب نہ کرین تو اس کو منع فرمایا رواہ احمد و مسلم مترجم کہتا ہے کہ مسجد بنی معاویہ مین یہ نماز پڑھی تھی اور یہ سوال

Marfat.com

کئی بار واقع ہوا اور بعض دفعہ چار باتین مانگنا مذکور ہے اور طوفان غرق سے یہ مراد کہ مانند طوفان نوح کے عموم غرق سے پناہ ہو اور قحط سے ہلاک نہ ہونے سے یہ مراد کہ عموماً قحط کا عذاب مانند طوفان کے ایسا نہ ہو کہ سب قحط سے ہلاک ہو جاوین اور امت سے مراد ایمان و اسلام والے ہین اور مسجد بنی معاویہ ایک مسجد قریب حرہ کے عوالی مدینہ منورہ مین ہی اور اس مسجد مین اس دعا کی خصوصیت شاید ظہور آثار قضاء و قدر تھا کہ بعد زمانہ آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین کے یزید پلید کے لشکر سے اسی مقام پر اکابر مدینہ و صلحاء امت کیساتھ بے ادبیان و خونریزیان واقع ہوئین جو کتب سیر مین مذکور ہین بلکہ صحاح احادیث مین وارد ہے کہ آنحضرت صلعم لوگون کو آثام مدینہ سے بلاء و فتنہ کی خبر دیتے تھے۔ قال الامام احمد قرأۃ علی عبد الرحمن بن مہدی عن مالک عن عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک۔ کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حرۃ بنی معاویہ مین جو انصار کے محلات مین سے ہے ہمارے پاس آئے اور مجھ سے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ تمھارے اس مسجد مین رسول اللہ صلعم نے کس مقام پر نماز پڑھی تھی مین نے کہا کہ ہان اور مین نے ایک جانب کو اشارہ کرکے بتلایا پھر پوچھا کہ تجھے معلوم ہے کہ اسمین جن تین باتون کی دعا فرمائی تھی وہ کیا ہین تو مین نے کہا کہ ہان۔ فرمایا کہ مجھے خبر دیدے تو مین نے کہا کہ یہ دعا فرمائی کہ امتیون پر ان لوگون کے سوائے دوسری قوم سے کوئی غالب نہ فرمایا جاوے اور قحط سے وہ ہلاک نہ کیے جاوین اور یہ دونون باتین منظور ہوئین اور یہ دعا کی کہ آپس مین ایک دوسرے سے ان کو ضرر قتل و تعذیب نہ ہو تو اس دعا سے منع کیے گئے۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا اور فرمایا کہ قیامت تک برابر آپس مین خونریزی و تعذیب جاری رہیگی۔ قال الحافظ ابن کثیر اسنادہ جید قوی ولیس فی شئ من الکتب الستۃ اور مترجم کہتا ہے اور غیر قوم سے کوئی دشمن اُن پر غالب ہو اس سے یہ مراد کہ اس طرح غالب ہو کہ اُن کو نیست کر دے جیسا کہ دوسری روایات مین مصرح ہے۔ اور ابن مردویہ کی روایت بطریق محمد بن اسحاق مین آٹھ رکعات پڑھنا مذکور ہے اور امام احمد کی روایت معاذ بن جبل مین اس نماز کو نماز رغبت و رہبت فرمایا وقد رواہ ابن ماجہ و ابن مردویہ اور امام احمد کی روایت انسؓ مین ایک سفر مین آٹھ رکعت نماز چاشت مذکور ہے اور اسکو نماز رغبت و رہبت فرمایا اور تیسری دعا باین الفاظ ہے کہ مین نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ لا یلبسہم شیعا۔ یعنی فرقہائے مختلف الاہواء مخلوط نہ فرماوے تو یہ قبول نہ ہوئی۔ وقد رواہ النسائی۔ مترجم کہتا ہے یہ سفر مین نماز چاشت مین واقع ہوا اور ظاہرا اسمین تیسری دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ آپس مین لڑین نہین بلکہ یہ مقصود تھا کہ دین مین ان کے قلوب مختلف و متفرق ہو کر خواہش نفسانی و رائے کے پابند نہ ہون واللہ اعلم۔ اور امام احمد نے خباب بن الارتؓ سے نماز شب کے قصہ مین ہے کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اس رات ایسی نماز پڑھی کہ مین نے آپ کو ایسی نماز پڑھتے نہین دیکھا تھا فرمایا کہ ہان یہ نماز رغبت و رہبت تھی مین نے اسمین اپنے پروردگار سے تین باتین مانگین تو دو مجھے عطا فرمائین اور ایک سے منع فرمایا مین نے پروردگار عزوجل سے مانگا کہ ہم کو ایسی چیزون سے ہلاک نہ فرماوے جن سے اگلی امتین ہلاک ہوئین تو مجھے عطا فرمایا۔ الحدیث نحو ما سبق عن انسؓ وقد رواہ النسائی و ابن حبان و الترمذی و قال حسن صحیح۔ ابن جریر نے خالد الخزاعیؓ سے روایت کی کہ نبی صلعم نے نماز خفیف یعنی کم قرأۃ پڑھی جس کے رکوع و سجود پورے تھے۔ الحدیث اسمین ہی کہ اور مین نے دعا کی کہ تم پر ایسا دشمن غالب کرے جو تمھاری جڑ اُکھاڑ ڈالے یہ قبول ہوئی۔ قال الامام احمد حدثنا عبد الرزاق قال قال معمر اخبرنی ایوب عن ابی قلابۃ عن الاشعث الصنعانی عن ابی اسماء الرحبی عن شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین لپیٹ دی مین نے اُس کے مشارق و

ومغارب کو دیکھا اور میری اُمت کا ملک عنقریب وہانتک پہونچے گا جسقدر میرے واسطے لپیٹی گئی اور مجھے سپید و سرخ دو خزانہ عطا ہوئے اور
مین نے دعا مانگی کہ ہلاک نہ فرماوے میری اُمت کو قحط سے عموماً یعنی عذاب قحط ایسا نازل نہ ہو کہ سب کے سب عموماً ہلاک ہو جاوین اور یہ
دعا مانگی کہ اُن پر ایسا دشمن مسلط نہ فرماوے کہ اُن کو عموماً ہلاک کر دے اور یہ دعا مانگی کہ ان لا یلبسہم شیعا وان لا یذیق بعضہم باس بعض یعنی نہ مخلوط
فرماوے فرقہائے مختلف الاہواء اور نہ چکھاوے بعض کو بعض سے مضرت قتل و تعذیب کو تو اللہ عز و جل نے فرمایا کہ اے محمد جب مین نے
کوئی حکم مقدر کیا تو وہ رد نہین ہو سکتا پس مین نے تیری اُمت کو پناہ دی کہ اُن کو قحط سے عموماً ہلاک نہ کرونگا اور نہ اُن پر ایسے دشمن کو
اُن کے غیر مین سی مسلط کرونگا کہ ان کو عموماً ہلاک کر دے یہان تک کہ یہ ہوگا کہ بعض ان مین سے بعض کو ہلاک کرے اور بعض ان مین سے
بعض کو قید کرے۔ شداد رض نے کہا کہ پھر حضرت صلعم نے فرمایا کہ مین اپنی اُمت پر خوف نہین کرتا مگر ایسے سردارون سے جو گمراہ کرنے والے
ہون پھر جب میری اُمت مین تلوار رکھی جائے گی تو قیامت تک پھر اُن پر سے نہین اُٹھائی جائے گی۔ قال الحافظ رح اسنادہ جید قوی ولیس
فی شئی من الکتب الستۃ و مترجم کہتا ہے کہ اسمین قولہ اور نہ اُن پر ایسے دشمن کو ان کے غیر مین سے مسلط کرونگا جو کہ اُن کو عموماً ہلاک کر دے
یہانتک کہ الی آخرہ۔ اس سے دو احتمال ہین ایک یہ کہ اُمت اسلام پر غیر مین سے کسی قوم کا مسلط نہ ہونا اُسوقت تک ہے کہ آپس مین بعضے
بعض دیگر کو ہلاک نہ کرین اور جب ایسا کرینگے تو غیر مین سے مسلط ہو سکتے ہین اور صحیح ہوا کہ مسلمانون مین جبتک آپس مین خونریزی نہین ہوئی تب تک
کوئی غیر قوم اُن پر مسلط نہین ہوئی اور دوسرا احتمال یہ کہ غیر قوم ان پر اس طرح مسلط نہ ہو کہ نیست کر دے اور یہ عموماً وعدہ ہے جب تک کہ وہ اسلام
و توحید پر ہین اور قولہ یہان تک کہ یہ ہوگا الخ۔ اسکے معنی یہ کہ غیر مسلط نہ ہوگا ہان یہ ہوگا کہ آپس مین ہلاک کرنے والے ہون گے اور مترجم کہتا ہے
کہ ظاہر لفظ اس روایت سے احتمال اول اقرب ہے اور دیگر روایات سے احتمال دوم اقرب ہے اور بر تقدیر احتمال دوم کے دو باتین محفوظ ہین
یعنی غیر قوم اس اُمت اسلام پر مسلط نہ ہوگی بشرطیکہ یہ دین توحید اسلام پر ثابت ہون اور ایسی حالت مین یون مسلط نہ ہوگی کہ عموماً اُن کو ہلاک کر سکے
بخلاف ان لوگون کے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمت سے موحد رہے تھے یعنی ایمان توحید پر ثابت رہے تھے کیونکہ ان کو مشرک ہو جانے
والون نے بالکل قتل کر ڈالا تھا۔ امام احمد نے ابو السبرہ غفاری رض سے مرفوعاً روایت کی جسمین تین اُمور مذکور کے ساتھ چوتھا امر یہ بھی مذکور ہے
کہ مین نے دعا کی کہ میری اُمت کسی گمراہی پر اتفاق نہ کرے یعنی اجماع نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور اس حدیث مین
مذکور ہے کہ ان لوگون کی جماعت مقتدی تھی اور آپنے التحیات کے جلسہ مین یہ دعا مانگی تھی۔ قال ابن کثیر رح صحاح ستہ مین سے کسی کتاب
مین یہ روایت نہین ہے پس اسکو یاد رکھنا چاہیئے۔ طبرانی رح نے حضرت علی رض سے تین اُمور مذکورہ کی دعا مرفوعاً روایت کی اسمین ہے
قلت یارب لا تسلط علیہم عدوا من غیرہم یعنی اہل الشرک فیجتاحہم قال ذلک لک یعنی دوسری دعا یون مذکور ہے کہ مین نے عرض کیا کہ
اے میرے پروردگار نہ مسلط فرمائیو ان لوگون پر یعنی میری اُمت والون پر کوئی دشمن ایسا جو اُن کے غیر مین سے ہو یعنی مشرکون مین
سے ہو کہ وہ ان سب کو جڑ سے نیست کر دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرے واسطے ہے یعنی یہ تیری دعا قبول ہے۔ اور معنی حدیث کو
ابن مردویہ نے ابن عباس رض سے بھی روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے چار باتون کی دعا روایت کی اور چوتھی بات یہ ہے کہ
میری اُمت سب کی سب کافر نہ ہو جائے۔ تو اسکو قبول فرمایا۔ پھر حافظ ابن کثیر رح نے آثار نقل کئے چنانچہ حضرت ابی بن کعب رض نے قولہ
قل ہو القادر علی الآیۃ۔ مین عذاب من الفوق کی تفسیر پتھر برسائے جانا اور من تحت الارجل کی تفسیر خسف ہونا بیان کر کے کہا کہ اسمین
چار باتین ہین جنمین سے دو ہو گئین اور دو باقی ہین۔ کذا ذکرہ من طریق سفیان الثوری رح اور ابو جعفر رازی کے طریق سے ابی بن کعب رض کی

روایت مین ہی کہ یہ چار باتین ہین جنمین سے دو باتین تو آنحضرت صلعم کی وفات سے پچیس برس پر گذرین کہ مختلف الاہوا ہو کر مخلوط ہوئے اور بعض کو بعضون سے قتل وغیرہ کی اذیت پہونچی اور دو باقی رہین یعنی آسمان سے پتھر برسنا اور زمین مین دھنس جانا اور یہ بھی ضرور واقع ہونگی رواہ احمد وابن ابی حاتم۔ مترجم کہتا ہی کہ خلفائے عباسیہ مین سے بعض کے وقت مین متعدد طور پر خسف واقع ہونا تاریخ کی کتابون مین مذکور ہے واللہ اعلم ولیکن علماء نے کہا کہ یہ آخر زمانہ مین واقع ہوگا اور حدیث صحیح مین ہی ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا اور وہ بیداء کے مقام پر پہونچکر سب کے سب زمین مین دھنس جاوینگے۔ پھر ابن کثیر رحمہ اللہ نے ابن جریر وابن ابی حاتم کی روایت سے ابن عباسؓ سے قولہ عذابا من فوقکم کی تفسیر گمراہ اور گمراہ کنندہ سردارون کے ساتھ اور قولہ من تحت ارجلکم کی تفسیر بدکار خادمون کے ساتھ ذکر کی پھر کہا کہ اس قول کی اگرچہ توجیہ صحیح ہی لیکن قول اول یعنی جو ابی بن کعب و مجاہد وغیرہم سے پتھرون کی بارش و خسف کا مذکور ہوا وہ اقوی و اظہر ہے اور ابن جریر نے کہا کہ اس کی صحت پر شاہد ہی قولہ تعالیٰ ءامنتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض فاذا ہی تمور ام امنتم من فی السماء ان یرسل علیکم حاصبا فستعلمون کیف نذیر۔ اور حدیث مین ہی کہ ضرور اس امت مین قذف[1] و خسف و مسخ واقع ہوگا اور یہ سب علامات قیامت مین مفصل مذکور ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مقام پر آوینگے۔ فانظر۔ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ۔ اے انظر متعجبا کیف نبین لہم الدلالات علی قدرتنا یعنی تعجب سے دیکھ کہ کیسے ہم ان لوگون کے واسطے اپنی ہر طرح اور ہر بات پر قدرت والا ہونے کی دلالت کثیرہ بیان کرتے ہین۔ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ۔ یعلمون ان ما ہم علیہ باطل۔ تاکہ جان جاوین یہ بات کہ جس پر وہ اڑے ہین وہ سب غلط و باطل ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اوپر معلوم ہو چکا کہ اولاً و بالذات تو یہ کافرون و مشرکون کو فہمائش و تہدید ہے اور حاصل آنکہ سمجھدار جو اللہ تعالیٰ کے آیات و دلائل پاکیزہ مین نور ایمان سے یا ادنیٰ تامل سے سمجھ رکھتا اور علم حاصل کرتا ہی وہ ان صریح آیات سے ضرور امید کریگا کہ جن کی فہمایش کے لئے ایسے ایسے پاکیزہ دلائل بیان ہوئے وہ سمجھ جاوین گے اور اسکو بہت تعجب ہوگا کہ یہ بیوقوف مشرک کیونکر نہین سمجھتے ہین مگر آنکہ وہ یقین کے ساتھ یہی کہیگا کہ پاک ہی تو اے پروردگار ہدایت تیرے ہی قبضہ قدرت مین ہی تو ہمارے دلون کو بعد ہدایت کے اپنے فضل و کمال کے صدقے مین کج نہ فرمانا اور ایمان پر سلامتی و عافیت سے مغفرت فرما کر خاتمہ بخیر کرنا جیسے مترجم اپنے پروردگار ارحم الراحمین کی درگاہ مین یہی دعا کرتا ہی آمین پھر اسمین اہل اسلام کو بھی بطریق اشارت و دلالت کی فہمائش ہی کہ راہ توحید پر مستقیم رہین۔ قال الحافظ۔ اور ابن ابی حاتم و ابن جریر نے روایت کیا کہ زید بن اسلم رحمہ نے کہا کہ جب نازل ہوا قولہ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم الآیۃ۔ (یعنی مشرکون کے شرک و کفر و فسق و فجور پر تہدید ہوئی ان امور سے اور اہل توحید و اسلام کے کان کھول دیئے کہ تم ہرگز ایسے افعال مت اختیار کرنا کہ اس تہدید کے مصداق ہو جاؤ) تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد تم لوگ مت لوٹیو الٹے پاؤن کافر ہو کر کہ بعضے تمھارے تلوار سے بعضون کی گردنین مارین تو لوگون نے کہا کہ ہم تو گواہی دیتے ہین کہ کوئی معبود نہین سوائے اللہ تعالیٰ کے اور آپ رسول اللہ ہو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہان یہ بات تو ٹھیک ہی پس بعض نے کہا کہ ایسا تو کبھی نہ ہوگا کہ بعض ہم مین سے بعض کو قتل کرین حالانکہ ہم مسلمان ہین تب نازل ہوا انظر کیف نصرف الآیات لعلہم یفقہون وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ۔ مفسر رحمہ نے کہا کہ یہ اے بالقرآن یعنی قرآن کو تیری قوم نے جھٹلایا اور بعض نے اس وعید مذکورہ کی طرف ضمیر راجع کی اور مترجم کہتا ہی کہ عموماً قرآن کی طرف راجع ہونے مین یہ بھی آگیا کیونکہ یہ وعید بھی منجملہ قرآن ہے پس حاصل یہ ہوا کہ جھٹلایا قرآن کو از آنجملہ وعید مذکورہ بالا کو بھی تیری قوم نے یعنی قریش کے مشرکون نے اور جھٹلانے کے یہ معنی کہ اسکو سچ نہین جانا۔ اور زید بن اسلم کی روایت مین جو مذکور ہوا کہ بعض لوگون نے آپس کی قتل و خونریزی کو کہا کہ ایسا کبھی نہین ہوگا تو قرآن یا وعید مذکور کی کچھ بھی تکذیب

[1] یعنی آسمان سے پتھرون کی بارش سے مارا جانا اور خسف و دھنس جانا اور مسخ صورت بگڑ جانا ۱۲ م

Marfat.com

نہین ہی کیونکہ وہ لوگ اس بات کو قطعاً سچ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے چاہے جو کچھ کرے بلکہ اُن کے کلام کے یہی معنی ہین کہ آپنے جو ہم کو آپس کی خونریزی سے منع فرمایا تو ہم ایمان لائے اور ہم کبھی آپس مین خونریزی نہین کرینگے پس یہ تو عین تصدیق ہے اور مشرکین مکہ البتہ جھٹلاتے اور سچ نہین مانتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کو تیری قوم قریش نے جو مشرک ہی جھٹلایا وَهُوَ الْحَقُّ حالانکہ یہ قرآن حق یعنی سچ ہے حاصل آنکہ قرآن مین جو اخبار ہین اور جس طرح وعدہ و وعید و دلائل قدرت و توحید مذکور ہین سب سچ ہین۔ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ۔ تو ان مشرک کافرون سے کہدے کہ مین تم پر وکیل نہین ہون تاکہ تمھارے اعمال کی جزا و سزا دیدون مین تو فقط ڈر سنانے والا ہون مشرکون کافرون کو اور باقی رہا تمھارے اعمال کا بدلا وغیرہ وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت و اختیار مین ہی اور یہ بمانند قولہ قل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ پھر واضح ہو کہ مفسر رح نے کہا کہ جہاد کا حکم ہونے سے پہلے یہ حکم ہوا تھا فعلے ہذا یہ منسوخ ہوگا اور معنی یہ کہ تم نے یہ فعل کیا کہ قرآن کی تکذیب کی تو مین اس امر کا وکیل نہین ہون کہ تم کو اس فعل پر سزا دون۔ پھر جب جہاد کا حکم ہوا تو اُن سے قتال کرنے لگے اور صحیح یہ کہ منسوخ نہین ہی اور معنی یہ کہ تم نے کفر کیا اور مین وکیل نہین ہون کہ تمھارے اعمال کی حفاظت میرے اوپر واجب ہو حتی کہ تم کفر کرو تو مجھ پر الزام آوے پس تم جیسا کروگے ویسا پاؤگے چنانچہ آخر دنیا مین بھی ان پر جہاد کرنے کا حکم ہو گیا اور مترجم کے نزدیک یہی اولیٰ ہے کیونکہ منسوخ کہنا بضرورت ہی اور یہان کوئی ضرورت نہین ہی اور کلام مفسر رحمہ اللہ بھی اسی طرف راجع ہو سکتا ہے کیونکہ نسخ کو مفسر رح نے نہین کہا بلکہ صرف یہ کہا کہ حکم قتال سے پہلے یہ حکم ہوا تھا پھر قتال کا حکم اسکے بعد ہوا ہی اور جہاد کا حکم ہونے کے وقت بھی یہ صادق ہے کہ لست علیکم بوکیل۔ کیونکہ جو کوئی جیسا کرے ویسا پاوے رسول علیہ السلام کو وحی الٰہی پہونچانا اور اسکی پابندی کرنا فرض ہی اور موجودہ تفاسیر مین کسی مفسر نے اسکے نسخ کو نہین لکھا۔ اور مترجم نے جو کہا اسی کی صحت پر دلالت کرتا ہی جو فرمایا۔ لِكُلِّ نَبَاٍ خبر مُّسْتَقَرٌّ وقت یقع فیہ ویستقر ومنہ عذابکم۔ نبا بمعنی خبر ہے اور مستقر صیغہ ظرف زمان ہی یعنی اور ہر چیز کے واسطے ایک وقت ایسا مقرر ہے جسمین اسکا وقوع و استقرار ہوتا ہے خواہ گذشتہ امر کی خبر ہو یا آئندہ ہونے والی چیز کی خبر ہو پس حکم دیا کہ کافرون مشرکون سے یہ سمجھاوے اور حاصل آنکہ اے منکرو تمھارے عذاب پانے کی خبر کا بھی یہی حال ہی تم مت انکار کرو بلکہ وقت مقدر پر عذاب پاؤگے بلکہ فرمایا۔ وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ اور عنقریب جان جاؤگے اور یہ ان کافرون کو تہدید ہے

ف فی العرائس قولہ قل اللہ ینجیکم منہا ومن کل کرب الآیۃ۔ بعض نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین جملہ ہم و غم سے نجات دینے والا ہون جس نے ہم و غم مین میرا قصد کیا اس کا ہم و غم با ایمان دور ہوا اور جس نے کسی اور کا قصد کیا اسکی وجاہت مین ساقط کر دیتا ہون پھر جب بیان فرما دیا کہ ہر غم و محنت کا حل ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہی ولیکن بے عقل لوگ شرک کرتے اور غیر کی طرف سکون کرتے ہین تو ان کو اپنی قدرت ازلی سے تہدید فرمائی کہ دوبارہ ان کو عذاب و کرب مین مبتلا کر دے بقولہ قل ہو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم یعنی تمھارے دلون سے تجلی ملکوتی و مشاہدہ غیب کو منقطع فرماوے۔ قولہ او من تحت ارجلکم۔ یعنی عبادت و نماز وغیرہ سے تمھارے قدم پھسلا دے کہ ربوبیت کی درگاہ مین خصوصیت کیساتھ قیام نہ کر سکو۔ اور قولہ یلبسکم شیعا۔ یعنی تمھارے درمیان جو الفت رکھی ہی وہ دور کر دے۔ اور قولہ ویذیق بعضکم باس بعض۔ یعنی ہوا و ہوس والے ایک دوسرے کی تکفیر کرین۔

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ

اور جب تو دیکھے وہ لوگ کہ بکتے ہین ہماری آیتون مین تو اُن سے کنارہ کر جبتک کہ بکنے لگین اور کسی بات مین

Marfat.com

غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

اور کبھی بھلادے تجکو شیطان تو مت بیٹھ بعد نصیحت کے بے انصاف قوم کے ساتھ

وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

اور پرہیزگاروں پر نہیں کچھ اُن کا حساب لیکن نصیحت کرنی ہے شاید وہ ڈرین

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۔ اور جب تو دیکھے ایسے لوگون کو جو خوض کرتے ہین ہماری آیات مین یعنی قرآن مین جھٹلانے اور مسخرہ پن کے طور پر خوض کرتے ہین ۔ خوض در اصل پانی مین گھسنا اور عبور کرنا اور یہان مضمون مین خوض کرنا عقلی چیز کیلئے محسوس سے استعارہ ہی یا خوض بمعنی خلط ہی کما یقال ۔ خاض الماء بالعسل یعنی شہد مین پانی ملادیا پس مراد آنکہ جب تو ایسے لوگون کو دیکھے جو ہماری آیات مین خلط کرتے اور معنی مین تاویل بیجا کرتے اور بے پڑھون پر شبہہ ڈالتے ہین تاکہ کلام الٰہی کی تحریف وتکذیب کرین ۔ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ تو ایسے مفسد لوگون سے اعراض کر اور ان کے ساتھ مت بیٹھ تاکہ انکے مکر وفریب کا ضرر تجکو نہ پہونچے اور یہ گناہ عظیم تو کانون سے نہ سُنے پھر اس اعراض کی حد فرمائی بقولہ ۔ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۔ یعنی اسوقت تک اعراض کر کہ وہ اور کسی بات مین نہ خوض کرین سوائے آیات الٰہی کے اندر جھٹلانے یا فریب دہی کیواسطے خوض کرنے کے ۔ غیرہ کی ضمیر مذکر بمعنی آنکہ فی حدیث غیر ہذا الحدیث ۔ اور ضمیر مذکور کو آیات کی طرف سمجھنا وہم ہے کیونکہ مراد خوض در آیات کی باتین ہین اور لفظ صفت حدیث ہی ۔ پھر خطاب یا تو ہر شخص لائق خطاب کو ہی یا آنحضرت صلعم کو لفظاً خطاب ہے اور مراد ہر فرد آپکی اُمت کا ہی حتی کہ اہل اسلام کو روا نہین کہ اپنے لڑکون کو ایسی صحبت مین بیٹھنے کی اجازت دین جنمین ایسے مفسدہ کی باتین ہون اور جائز نہین کہ جاہل یا عامی آدمی یہود و نصاریٰ وغیرہ کے وعظ مین سننے کو شریک ہو جبکہ وہ ان کے دھوکا دینے والی باتین جن سے قرآن وحدیث کی تکذیب ہوتی ہی رد نہ کرسکتا ہو ۔ اسی طرح رافضی وخارجی ودیگر بدعتی وگمراہ فرقہ مثل نیچری وغیرہ کی باتین سننے کا بھی یہی حکم ہے ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنون کو اتفاق رکھنے کا حکم دیا اور اختلاف وپھوٹ سے منع کیا اور آگاہ فرمایا کہ اگلے لوگ اسی سے ہلاک ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے دین مین جھگڑے اور بحثین ڈالین ۔ مترجم کہتا ہی کہ وہابی وبدعتی اور مقلد اور غیر مقلد کا جھگڑا بھی اسی قسم کا ہے اور خود حنفی مذہب و شافعی مذہب والے بھی اسی جھگڑے مین مبتلا ہین اگرچہ حقیقت مین یہ لازم تھا کہ کتاب وسنت کو بدون جھگڑے وتعصب کے ان مجتہدون سے لیتے اور باہم اختلاف نہ رکھتے ۔ محمد بن علی سے روایت ہی کہ اصحاب الاہواء انھین لوگون مین سے ہین جو آیات الٰہی مین خوض کرتے ہین ۔ مقاتلؒ نے کہا کہ مشرکین مکہ مین جب قرآن سنتے تو اسمین خوض کرتے بدین غرض کہ فریب سے جھٹلاوین اور شک ڈالین تو اصحاب رسول اللہ صلعم نے کہا کہ ہم کو ان کی باتین سننے اور ساتھ بیٹھنے مین نقصان ہوگا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری ۔ مترجم کہتا ہے کہ مقاتل کی روایت اہل تفسیر کے نزدیک قوی نہین اگرچہ اس روایت کے معنی ٹھیک ہون ۔ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ اصل مین ان ما تھا ادغام کردیا اور ان شرطیہ اور ما زائدہ ہے اور ینسینک ۔ مین دو قراۃ ہین ایک قراۃ ۔ لسکون نون بدون تشدید کے یہی قرار معروفین مین سے اکثر کی قرأت ہی اور دوم بفتح وتشدید نون اور یہ ابن عامر کی قراۃ ہے اور نسی والنسی کے ایک ہی معنی ہین یعنی دونون متعدی آتے ہین معنی آنکہ اور اگر شیطان بھول مین ڈالدے تجکو یعنی اگر بھولے سے بیٹھ گیا ۔ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ تو مت بیٹھ بعد یاد آجانے کے قوم ظالم کے ساتھ ۔

Marfat.com

قولہ بعد الذکری۔ بعد تذکرہ۔ اس کے یاد آجانے کے بعد پس ذکری مصدر ہی اور الف لام عوض مضاف الیہ ہی ای بعد ذکراہ۔ اگر کہا جاوے خوض کرنے والون کے ساتھ بھول کر بیٹھا تھا اور یاد آجانیکے بعد ظالمین کے ساتھ بیٹھنے سے منع کیا تو جواب یہ کہ معنی یہ ہین کہ فلا تقعد بعد الذکری معہم۔ لیکن بجائے ضمیر کے جس کا مرجع خائضین ہے ایک اسم ظاہر یعنی قوم ظالمین لاکر اشارہ کردیا کہ یہ خائضین قوم ظالم ہین اور ظلم ہر ایسی چیز کو کہتے ہین جو بے محل رکھی گئی پس جن خائضین کا حال مذکور ہوا وہ بھی چونکہ آیات الٰہی کے نصائح و وعظ و پند و معانی حق و دلالت توحید کو بے محل رکھتے اور بجائے تاویل واقعی کے بیجا و فریب آمیز تاویلین کرتے اسلئے ظالم فرمایا پھر ظالم لفظ عام ہے کافر و فاسق وغیرہ پر صادق ہی پس اگر ایسا بیجا خوض کیا کہ کفر تک پہونچا جیسے مشرکین ہٹلاتے اور فریب دیتے تو یہ ظالمین یعنی کافرین ہون گے ورنہ فاسقین ہون گے اور جو لوگ ایمان و یقین کیساتھ آیات الٰہی مین علوم اخلاق و حکمت لینے کو خوض کرتے ہین ان کے ساتھ بیٹھنا منع نہین بلکہ مستحب ہے لہذا مفسرؒ نے بخوضون بالاستہزاء کی قید لگا دی پھر سہو سے بیٹھنا عفو ہے اور حدیث مین آیا کہ میری امت سے خطا و نسیان و جبر و زبردستی سے استکراہ کئے گئے ہون دور کیا گیا ہے اور قولہ انہ سینک۔ یعنی اگر بھول کر بیٹھ جاوے پھر یاد آجاوے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھے۔ کذا قال السدی عن ابی مالک و سعید بن جبیر و کذا قال مقاتل بن حیان اور واضح ہو کہ قولہ تعالیٰ وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم آیات اللہ یکفر بہا و یستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم الآیۃ۔ آیہ مدنیہ کی طرف ہی پھر مفسر سیوطیؒ نے لکھا کہ جب یہ حکم اترا تو مسلمانون نے کہا کہ اگر یہی ہوا کہ ہر بار جب کافرون نے خوض کرنا شروع کیا اور ہم وہان سے اٹھ کھڑے ہوے تو ہم مسجد مین بیٹھ نہین سکتے اور طواف نہین کر سکتے تب نازل ہوا۔ وَمَا عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ اللّٰهِ مِنْ حِسَابِهِمْ الخائضین مِنْ زائدۃ شَيْءٍ اذا حاسبوہم وَلٰكِنْ عليهم ذِكْرٰى تذکرۃ لہم وموعظۃ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ الخوض یعنی اور نہین ہے اُن لوگون پر جنہون نے تقویٰ رکھا اللہ تعالیٰ سے خوض کرنے والون کے حساب مین سے کچھ بھی ولیکن متقیون پر واجب ہی کہ خوض کرنیوالون کو یاددہانی اور نصیحت کرین شاید وہ خوض سے پرہیز کرین۔ مترجم کہتا ہی کہ حاصل معنی یہ کہ جو لوگ خوض کرنے والون کے ساتھ بیٹھین تو خوض کرنیوالون کے حساب یعنی مواخذہ و عذاب مین سے ان کے نامۂ اعمال مین کچھ بھی نہ ہوگا جبکہ خود متقی رہین ولیکن متقیون پر ان کو وعظ و نصیحت کرنا واجب ہے پس ذکری مرفوع مبتدا محذوف الخبر ہے او سبیل الرفع ہوا لوجوب یعنی واجب علیہم ذکری۔ اسی واسطے مفسرؒ نے علیہم خبر کی طرف مقدر کیا۔ پھر واضح ہو کہ بنا بر اس تفسیر کے حکم سابق اعراض و تجنب کا اس سے منسوخ ہوگا کیونکہ پہلی آیت سے اعراض اور اُن کے ساتھ نہ بیٹھنا واجب تھا اور اس سے بیٹھنے کی اجازت نکلتی ہی ولیکن یہ شرط کہ اُن کو خوض مذکور سے وعظ و نصیحت کرین اور شیخ ابن کثیرؒ نے بروایت ابن ابی حاتم من طریق السدی عن ابی مالک عن سعید بن جبیرؓ ذکر کیا کہ قولہ وما علی الذین یتقون من حسابہم من شیٔ۔ کہا کہ یہ معنی کہ جب تونے ان سے اعراض و پرہیز و کنارہ کرلیا تو تجھ پر خوض کرنے والون کے عذاب سے کچھ حساب نہین ہی وہ خوض کیا کرین۔ قال الحافظ اور مجاہد و ابن جریج و سدی وغیرہم نے کہا کہ یہ معنی نہین بلکہ معنی آنکہ اگر متقی ان خوض کرنیوالون کے ساتھ بیٹھین تو متقیون پر ان کے حساب سے کچھ لازم نہین قال الحافظ اور ان علماء نے زعم کیا کہ یہ حکم سورۂ نساء مدنیہ سے منسوخ ہے اور وہ قولہ تعالیٰ انکم اذا مثلہم الآیۃ ہی اور ان علماء کے قول پر قولہ ولکن ذکری لعلہم یتقون کے یہ معنی کہ ولیکن ہم نے قم کو ان سے اعراض کا حکم اسواسطے دیا کہ جس حال خراب مین وہ پڑے ہین اس سے ہوشیار ہو کر تقویٰ اختیار کرین اور پھر ایسا نہ کرین اور بعض نے لکھا کہ یہ رخصت ابتداے اسلام مین تھی کہ جب مسلمانون پر تقیہ اور اپنے بچانے کی ضرورت طاری تھی پھر سورۂ نساء کی آیت مدنیہ یعنی قولہ وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم الآیۃ سے خوض کرنے والون کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت

Marfat.com

منسوخ ہوئی۔ قال المترجم یہ عجب ہی اسواسطے کہ سورۂ نساء مدنیہ کی آیت مصدرہ مین خوض کرنے والون کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت یاد دلائی جاتی ہے کہ پہلے تم پر نازل ہو چکا کہ خائضین کیساتھ مت بیٹھو اگر بیٹھوگے تو تم بھی انھین کے مثل ہو۔ پس آیت سابقہ مکیہ یعنی جو یہان اعراض واجب ہونے کے واسطے بیان ہوئی ہی اگر منسوخ ہو۔ تی یا رخصت کے معنی مین ہوتی تو اس کے حوالہ پر زجر و ملامت کے معنی نہین ہو سکتے پس حق یہ ہی کہ آیت کے معنی وہی ہین جو سعید بن جبیر رض سے مروی ہوئے ہین اور سراج مین کہا کہ جمہور کے نزدیک محکم ہے کیونکہ خبر پر نسخ نہین داخل ہوتا اور تبر ساتھ بیٹھنے کی اباحت بشرط وعظ و نصیحت ہی۔ پھر غیر منسوخ ہونے کی تفسیر پر قولہ ولکن ذکری کے یہ معنی ہونگے کہ معض ان خوض کرنے والون کے جلسہ سے اعراض کرنے سے امر بالمعروف ساقط نہین بلکہ اعراض کرو اور کافرون و خوض کرنے والون کو نصیحت کرو۔ قال المترجم اسمین خلجان یہ ہی کہ مکہ مین قبل ہجرت کے مسلمانون کا یہ حال تھا کہ اپنے کو چھپائے اور بچائے رکھتے تھے پس امر بمعروف و نہی از منکر اسوقت علانیہ ان پر واجب ہونا بعید اور خلاف تصریح ہی اور ظاہر معنی قولہ وما علی الذین الآیۃ کے یہ ہین کہ جن ایمان والون نے خوض و استہزا و تکذیب کرنے والون کی مجلس سے اعراض و تجنب کیا ان پر ان مسخرون کے عذاب سے کچھ بھی نہ ہوگا ولیکن ان پر خود اپنے نفس کیواسطے وعظ و تذکیر واجب ہی یا یہ اعراض ان کو نصیحت کے طور پر ہے جس سے ان کو خود تقوی کا مرتبہ کمال کو پہونچے۔ قال المترجم پس یعلمہ کی ضمیر بجانب الذین یتقون یعنی موصول کی طرف راجع ہی اور پہلا تقوی از مجالس خائضین ہی اور بعض نے جو کہا کہ متقین کی طرف یعلمہ کی ضمیر راجع کرنا بعید ہی تو یہ وہم و غفلت ہی فافہم واللہ اعلم۔ وَذَرِ الَّذِیْنَ ترک کردے ایسے لوگون کو جنھون نے اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ الذی کلفوا بہ۔ بنا لیا اپنے اس دین کو جس سے مکلف کیے گئے تھے یعنی قرآن و حدیث رسول کے طریقہ کو لَعِبًا وَّلَهْوًا استہزا بہ۔ لعب لہو یعنی لہو و لعب بنا لیا کیونکہ اس سے ٹھٹھول کرتے اور جھٹلاتے اور ظلم و بے انصافی کے ساتھ اسمین خوض کرتے ہین وَغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا۔ اور مغرور کیا اور فریب مین ڈالا ہے ان کو دنیا کی زندگانی نے یعنی اپنی پیدائش اسی زندگانی دنیاوی مین منحصر سمجھتے ہین اور بعث و حشر کے اور جزا و قیامت کے قائل نہین ہین حاصل آنکہ ایسے لوگون سے کچھ تعرض مت کرو اور یہ حکم پہلے تھا پھر جہاد کا حکم ہوا۔ کذا قال المفسر رح اور ظاہر المفسر رح کی یہ مراد ہی کہ یہ آیت پیچھے کو منسوخ ہو گئی ہی کیونکہ بنا بر تفسیر مذکور کے اس وقت مین مارنے پیٹنے وغیرہ کے ساتھ تعرض کرنے سے ممانعت تھی پھر جہاد کا حکم آیا ولیکن صیغۂ امر جو یہان مذکور ہے بمعنی تعرض مت کر یہ بعد حکم جہاد آنے کے معلوم ہو گیا کہ ایک مدت خاص تک کے واسطے تھا۔ بعض نے کہا کہ دینہم سے مراد وہ دین ہی جو مشرکون نے خود نکالا تھا کہ بتون کے واسطے بحیرہ و سائبہ وغیرہ بناتے اور بعضے جانور مرد ہی کھاتے اور بعضے فقط عورتین اور بعض مین دونون شریک ہوتے اور مانند اسکے دیگر امور جو ایک کھیل و تماشا ہین۔ اور قتادہ نے لہو و لعب کی تفسیر کھانے پینے سے بیان کی یعنی انھون نے اپنا دین بھی کھانا پینا و ناچ تماشا وغیرہ بنا لیا اور زندگانی دنیاوی نے ان کو اپنا فریفتہ کر لیا اور بیضاوی رح نے لکھا کہ مراد آنکہ انھون نے اپنے دین کو خواہش نفسانی پر مبنی کیا اور ایسے امور سے بدین رکھا جسکا کچھ نفع بھی ان کی طرف فی الحال یا انجام کار مین عائد نہین جیسے بتون کی پرستش اور بحیرہ و سائبہ کو اپنے اوپر حرام کر لینا وغیرہ اور حاصل آنکہ ان کے اقوال و افعال کی کچھ پروانہ کر اور ان سے اعراض کر۔ مترجم کہتا ہی کہ اعراض سے یہان یہ مراد نہین ہو سکتی کہ ان کو فہمایش مت کر کیونکہ تبلیغ رسالت آپ پر واجب تھا بلکہ اعراض بمعنی بے پروائی ان کے ناکارہ افعال سے ہی قال ابن کثیر رح یعنی انکو چھوڑ اور ان سے اعراض کر تھوڑی مدت کیونکہ وہ لوگ عذاب عظیم کی طرف جانیوالے ہین اسی واسطے فرمایا۔ وَذَكِّرْ بِهٖٓ اے عظ ان کو

بالقرآن۔ اور ان لوگون اور دوسرون کو نصیحت کر قرآن کے ساتھ اور ان کو قیامت کے عذاب الیم سے تحذیر دلا۔ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ اے لان لا تسلم الی الھلاک باعملت تاکہ سپرد نہ ہو جاوے کوئی نفس طرف ہلاکت کے بسبب اپنے اعمال کے۔ اور بعض نے مفعول لہ قرار دیا اے کراہتہ ان تبسل یعنی بوجہ مکروہ ہونے اس بات کے کہ کوئی نفس اپنی جہالت کے اعمال سے ہلاکت کے سپرد ہو جاوے بسل لغت مین بمعنی حرام و ممنوع ہی۔ کہتے ہین کہ ہذا بسیل علیک۔ یہ تجھپر حرام و ممنوع ہی۔ یا سل مرد شجاع کہ اسکی برابری نہ ہو سکے اور اسد باسل۔ کیونکہ شیر محفوظ و ممنوع از دیگر جانور ہی یا شکار اسکے پنجے سے چھٹنا ممنوع ہی اور ایسال یہ کہ آدمی اپنے آپ کو ہلاکت مین سونپ دے یقال البسلت ولدی یعنی خون کے عوض مین نے اسکو رہن کر دیا کیونکہ انجام کار ہلاک ہوگا پس تبسل بمعنی تسلم الی الھلاک ہے یعنی کوئی جان اپنے آپ خود اپنے کو ہلاکت و عذاب دائمی کے سپرد کرے کذا فسرہ ابن عباس و مجاہد و عکرمۃ والحسن والسدی۔ قال ابو العالی عن ابن عباس اے فضیحت ہو۔ قال قتادہ۔ یعنی محبوس و مرہون ہو۔ وقال ابن زید یعنی ماخوذ ہو۔ قال الحافظ ان سب عبارات کے معنی قریب ہی قریب ہین اور یہ بمانند قولہ تعالی کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین الآیۃ۔ حاصل آنکہ مشرکون کے افعال ناکارہ کی پروا مت کر اور ان کو بھی دوسرون کے ساتھ قرآن سے نصیحت کر کیونکہ مکروہ ہی یہ بات کہ جہالت مین کوئی نفس اپنے اعمال بد کے سبب سے اپنے آپ کو ہلاکت کے سپرد کرے۔ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيعٌ۔ درحالیکہ اس نفس کے واسطے اللہ تعالی کے غیر سے یعنی تمام عالم مین سے جو سوائے اللہ تعالی کے ہے کوئی اسکا مددگار و سفارشی الہانہ ہو کہ اللہ تعالی عذاب کرنا چاہے تو وہ اس نفس کی مدد کرے یا عذاب نہ ہونے دے۔ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا۔ اے وان تفد کل فداء لا یوخذ منہا ما تفتدی بہ۔ اور اگر وہ نفس پورا فدیہ دے تو اس نفس سے نہ لیا جاوے یعنی اگر فدیہ دیوے بھی تو نہ چھوٹے۔ پس ضمیر لا یوخذ کی ما تفتدی بہ کی طرف راجع ہے یعنی نہ لیا جاوے اُس سے وہ جو کچھ فدیہ مین دیوے۔ عدل بمعنی برابری و فدیہ کیونکہ فدیہ بھی جان کے برابر مال دینے کو کہتے ہین پس عدل بمعنی المعدل بہ ہی۔ اُولٰٓئِكَ یعنی یہی جنھون نے دین کو لہو و لعب بنایا اَلَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا۔ یہی ہین وہ لوگ کہ ہلاکت کے سپرد کئے گئے ہین بسبب اپنے کمائے ہوئے کامون کے۔ پھر دوسری خبر یا جملہ مستانفہ بیان حال ان بدکارون کا یہ ہے۔ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ما یشرب ان کے واسطے پینے کی چیز من حمیم نہایت درجہ گرم پانی سے۔ حدیث مین اور دوسری آیات مین ہے کہ اس سے آنتین کٹ گرینگی۔ وَعَذَابٌ اَلِيْمٌ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ۔ ما مصدریہ ہے اے بسبب کفرہم اور عذاب مولم ہی بسبب ان کے کفر کرنے کے۔ واضح ہو کہ اللہ تعالی خالق عزوجل کو اپنا پروردگار جاننا اور اسکو وحدہ لاشریک لہ پہچاننا مخلوق پر فرض عین ہی اور نہ پہچاننا بڑی خطا ہے پھر اوتعالی جل جلالہ نے کتاب و رسول کو بھیجا تو بڑا احسان جان کر فوراً مان لینا اور پہچان لینا چاہیئے تھا نہ پہچاننا خطائے سخت عظیم ہے پھر نہ ماننا کفر پھر معجزے دکھلا دیے پھر نہ ماننا سخت کفر پھر اُسپر خالق پاک کا شریک بنانا کفر پر کفر اور نہایت ہی بدتر جو قیاس مین نہ آوے پھر رسول و کتاب الٰہی سے ٹھٹھول کرنا نہین معلوم کس درجہ بدتر ہوا پھر رسول کو ایذا دینا اب کہان اسکی انتہا رہے۔ لیکن کافر لوگ ملحد زندیق جب عذاب سنتے ہین تو کہتے ہین کہ کسی گناہ پر اتنا عذاب خلاف عدل و قیاس ہی حالانکہ اپنی خطا و گناہ کو مشرک کچھ نہ سمجھا اور اس نے عذاب آلہی بھی ایسا ہی سمجھ لیا جیسے بندے اپنے پائے ہوئے بوتے پر کسی دوسرے کو دے سکتے ہین اگر غور کرتا تو یہ بھی اُسنے شان باری تعالی مین اسکی عظمت و شان کبریائی مین سخت بے ادبی کی پس وہ کفر و شرک سے سخت ڈرے اور عذاب آلہی سے پناہ مانگے اور اسکے حکم کو مانے

ورنہ چند روز بعد مرینگا اور خواہ مخواہ عذاب مین مبتلا ہوگا ۔ اے بندہ چو بندگی نہ کردی ؛ از بندگیت کہ کار دارد ؛ چون او تو گر خدا نہ داری او بہ ز تو صد ہزار دارد ۔ ف فی العرائس ۔ قولہ وما علی الذین یتقون من حسابہم من شی ۔ سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ اولیا د مومنین سے یہی عہد کر لیا کہ ہمدون کو نصیحت و وعظ کرین جیسے انبیا علیہم السلام پر تبلیغ واجب ہی پس اولیا بھی نصیحت و وعظ کرین اور اگر ایسا نکرینگے تو قصور کرنے والے ہون گے قولہ وذر الذین اتخذوا دینہم الآیۃ یعنی یہودیون کو چھوڑ دے جو جہان کے حظوظ مین مشغول ہو گئے ہین تاکہ اہل صدق کے مجالس مین مزاحمت نہ کرین کیونکہ وہ ہمارے خطاب کے فہم سے اپنی شہوات کے مشغولی کی وجہ سے محجوب ہین ۔ حسین رح نے کہا کہ جو شخص ہماری مخلوق مین مشغول ہو کر ہم سے محجوب ہوا اور اپنی حیات دنیاوی سے مانوس اور اسپر مغرور ہوا اور درحقیقت یہ موت ہی اور زندگی وہی جو حق تعالی حی القیوم سے زندہ ہو تو ایسے بیہودہ لوگون کو چھوڑ دے کہ وہ فہم و حقائق سے معزول و محروم ہین ۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا

تو کہہ کیا ہم پکارین اللہ کے سوائے جو نہ بھلا کرے ہمارا نہ برا اور پھر جائین الٹے پاؤن

بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ

جب اللہ ہم کو راہ دے چکا جیسے ایک شخص کو بھلا دیا جنون نے جنگل مین

حَيْرَانَ ۖ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۭ قُلْ اِنَّ هُدَى

بھٹکتا اسکے رفیق پکارتے ہین راہ کی طرف کہ آ ہمارے پاس تو کہہ اللہ نے راہ بتائی

اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۭ وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

سو یہی راہ ہے اور ہم کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہین جہان کے صاحب کے اور یہ کہ کھڑی رکھو نماز

وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِىْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور اس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جسکے پاس اکٹھے ہوگے اور وہی ہے جس نے ٹھیک بنائے آسمان

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۙ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ

اور زمین اور جس دن کہے گا ہو تو ہو جاوے گا اسکی بات سچ ہے اور اسی کی

ثلث الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ

سلطنت ہو جس دن پھونکا جاوے صور چھپا اور کھلا جاننے والا اور وہی ہے تدبیر والا خبردار

قال المترجم قال السدی رحمہ اللہ مشرکون نے مسلمانون سے کہا کہ تم ہمارے دین کی پیروی کرو اور دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دو پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا ۔ قُلْ اَنَدْعُوْا ۔ دعا ر بمعنی عبادت ۔ اے تعبد ۔ کہدے جملہ مومنین کی طرف سے کہ کیا ہم عبادت کرین ۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ غیر خدا سے مَا لَا يَنْفَعُنَا بعبادتہ ۔ وہ چیز جو ہم کو نہ نفع دیوے اپنی عبادت سے وَلَا يَضُرُّنَا ۔ اور نہ ہم کو ضرر دیوے اسکی عبادت چھوڑنے سے ف اور یہ چیز بت ہین حاصل آنکہ جو چیز ایسی ہے کہ نہ ہم کو اسکی عبادت سے نفع پہونچے اور نہ اسکی ترک عبادت سے ضرر پہونچے کیا ہم اسکو پکارین و عبادت کرین ۔ وَنُرَدُّ عَلٰٓى

اعقابنا - اور اپنے پچھلے پاؤن لوٹین یعنی مشرک ہوجاوین - بعد اذ ھدانا اللہ بعد اسکے کہ ہم کو اللہ تعالی نے اسلام کی ہدایت فرمائی ہو حاصل آنکہ ہم ایسا نہ کرینگے جس کی مثال یہ ہو - کالذی استھوتہ اضلتہ - مانند ایسے شخص کے جس کو بھٹکا دیا - الشیاطین فی الارض شیطانون نے زمین مین یعنی سفر کے درمیان جنگل مین درحالیکہ وہ حیران ہو یعنی متحیر ہے نہین جانتا کہ کدہر جاوے یہ لفظ استھوتہ کی ضمیر ہا سے حال واقع ہو یعنی کیا ہم ایسے ہوجاوین جیسے کسی کو سفر مین شیطانون نے آوارہ کردیا - اور حال یہ کہ لہ اصحاب اسکے ساتھی لوگ ہین کہ یدعونہ الی الھدی اسکو ہدایت کی طرف بلاتے ہین یعنی تاکہ اسکو سیدھی راہ پر کردین اور اُس سے کہتے ہین کہ ائتینا ہمارے پاس آجا مگر وہ نہین مانتا بلکہ شیطانون کی راہ بھٹکائی ہوئی پر جاتا ہو پس ہلاک ہوجاتا ہے - واضح ہو کہ ادعوا مین استفہام انکاری ہے اور جملہ کالذی حال از ضمیر نرد ہے اے نرد حال کونا کالذی الخ - اور بعض نے کہا کہ استھوتہ - از ہوی یہوی بمعنی نزول از اعلی باسفل ہو یعنی شریر جن اسکو اُٹھا لیگئے اور زمین پست مین ڈالدیا ولیکن قولہ لہ اصحاب الخ - اس معنی سے چندان مناسب نہین ہو - حاصل آنکہ مشرکون کو مومنون نے جواب دیا کہ ہم تمھارے بہکائے مین مشرک ہوکر ایسے شخص کے مانند نہ ہوجاوین گے جس کو شیطانون نے جنگل مین راہ بھٹکا دی حالانکہ اسکے رفیق بلاتے رہے کہ ارے سیدھی راہ یہ ہو ادہر آ مگر نہ مانا اور اندھا بیوقوف بن کر شیطانون کی راہ جاکر ہلاک ہوگیا - قال علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس یہ ایک مثل ہو بتون وبت پرستون کی جو آدمی کو بت پوجنے کی راہ پر بلاتے ہین اور ان لوگون کی جو راہ حق عزوجل کی طرف بلاتے ہین مثال یہ ہو کہ ایک آدمی راہ مین حیران ہو اسکو آدمی کی صورت غول بیابانی نے جنگل مین پکارا کہ ارے ادہر راہ پر آ اور اسکے ساتھیون نے پکارا کہ ادہر راہ پر آ پس اگر اول کی بات پر چلا تو مرا اور اگر دوسرے کی راہ پر چلا تو راہ پائی پس جس نے بتون کی عبادت کرلینے کی راہ بتانے والے کا کہنا مانا وہ سمجھا کہ راہ پر ہون یہان تک کہ موت آئی اور ہلاک ندامت پیش آئی - قال ابن کثیر - قولہ کالذی استھوتہ الشیاطین - یہ شیاطین غول بیابانی ہین کہ آدمی کو اسکے نام واسکے باپ دادا کے نام سے پکارتے اور بے راہ لیجاتے ہین اور وہ راہ پر سمجھتا ہے حتی کہ انجام کار اسکو مقام ہلاکت مین ڈالدینے یا پیاس سے مرجاتا ہے اور بسا اوقات خود کھا جاتے ہین وقد رواہ ابن جریر عن ابن عباس رض وقولہ اصحاب یدعونہ الی الھدی - وتقدیر کلام آنکہ اور وہ ان کو بلانے کو نہین سنتا اور ماننے سے انکار کرتا ہے آخر کو غول بیابانی کی راہ مین ہلاک ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالی چاہتا تو وہ پھر کر راہ پر آجاتا لہذا فرمایا - قل ان ھدی اللہ ھو الھدی - ای الاسلام ہو الھدی وما عداہ ضلال - کہدے کہ اسلام ہی ہدایت ہو اور جو اس سے متجاوز ہے وہ گمراہی ہے - وامرنا لنسلم اے امرنا بان نسلم - ہم حکم کیے گئے ہین کہ ہم سب اسلام لاوین وتوحید وانقیاد کرین - لرب العالمین رب العالمین کیلیے وان اقیموا عطف برلنسلم بتاویل مذکور ہے اے وامرنا بان اقیموا الصلوۃ اور ہم کو حکم دیا گیا کہ نماز کو ٹھیک درست قائم رکھو واتقوہ واتقوا اللہ تعالی - اور تقوی رکھو اللہ تعالی کا اسکے ساتھ مشرک ہونے سے اور وہی حکم دینے والا ہی خبردار رہو کہ سب اسی کا حکم ہے - وھو الذی الیہ تحشرون یجمعون یوم القیامۃ للحساب وہی ہو کہ جس کی طرف محشور ہوگے یعنی حساب کے لئے قیامت کے روز جمع کیے جاوگے پس اسکی شان مین عصیان وبے ادبی کرنے سے خوف کرو کہ سب اسی کے پیدا کیے ہوئے ہو - وھو الذی خلق السموات والارض بالحق - اور اسی نے آسمانون وزمین کو پیدا کردیا درحالیکہ حق ہو یعنی انکی پیدایش بیہودہ وباطل نہین - ویوم یقول کن فیکون - اور بیان کردے نصیحت کے طور پر وہ دن کہ شی کے واسطے فرمادیگا

Marfat.com

کہو جا پس وہ چیز اسی طرح مشخص ہو جائیگی جیسے اسکی مراد ہو اور یہ قیامت کا دن مراد ہی کہ اس روز مخلوق مردہ آدمی وغیرہ سے کہے گا کہ کھڑے ہو جاؤ پس سب اُٹھ کھڑے ہون گے اور دو قول ہین ایک یہ کہ کن سے حقیقی یہی قول مراد ہے اور دوم آنکہ یہ سمجھانے کے واسطے ہی ورنہ ازل مین پیدائش اشیاء سے پہلے کلام نفسی کے ساتھ مخلوق کیا پس یہ اسکے ارادہ وقدرت کی مثال ہے کہ بدون دیر دور رنگ کے وجود ہو جاتا ہے۔ قَوْلُهُ الْحَقُّ یعنی قولہ حق وصدق واقع لا محالۃ۔ اسکا قول حق ہی خواہ مخواہ واقع ہونیوالا ہی پس قیامت مین حشر و بعث ونشر ضرور ہے تم مت انکار کرو اور کیونکر ایسے مالک خالق ذو الجلال والاکرام کے حکم سے انکار کرتے ہو جس نے تم کو پیدا کیا اور نعمتین دین ملک وسلطنت دی اور سب اسی کا ہی اور تم سب اسی کے زیر فرمان ہو ولیکن وہ حلم و حکمت والا ہی اپنی قدرت مین مسخر کیا ہوا تم کو امتحان مین چھوڑ رکھا ہی کہ اپنی ملک و بادشاہت گمان کرتے ہو اور گمراہ ہو پھر یہ کتنے دن آخر نیست ونابود ہو گے اور یہ ظاہری پردہ بھی اُٹھ جائے گا۔ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ اور اسی کا ملک و بادشاہت آنکھون سے نظر آویگی جس دن پھونکا جائیگا صور مین اور صور بہ معنی قرن ہے جسکو سنکھ کہتے ہین اور مراد اس نفخہ سے تین نفخون مین سے دوسرا نفخہ ہی اور اسرافیل یہ صور پھونکین گے پس اُسدن ظاہر ہو گا لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ آج کس کا ملک و بادشاہت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی واحد القہار کا ہی اور کسی کا نظر بھی نہین آتا کیونکہ نظر تو امتحان کی جگہ یعنی دنیا مین خطا کرتی تھی آج کھلا معلوم ہو گا کہ ملک ثابت ہی واسطے اللہ تعالیٰ ہی کے۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ۔ ایسا اللہ تعالیٰ جو عالم ہے اس چیز کا جو نظرون سے غائب ہی اور اس چیز کی حقیقت کا جو آنکھون مین مشاہدہ ہی۔ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ یعنی پیدا کرنے مین حکمت والا ہے اور ہر چیز کے باطن سے بھی مانند اسکے ظاہر کے آگاہ ہی۔ کذا قال المفسر رحمہ اللہ۔ ابو داؤد و ترمذی ونسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن ابی حبان والحاکم و بیہقی و عبد بن حمید وابن المبارک کی حدیث عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مین آنحضرت صلعم کے صور کے حال بیان کرنے مین ہی کہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صور کیا چیز ہے فرمایا کہ قرن ہی جسمین نفخ کیا جائے گا۔ قال المترجم احادیث اس باب مین بہت ہین اور اہل سنت نے اسپر اجماع کیا ہی کہ قیامت مین صور پھونکا جائے گا۔ طبرانی کی روایت حدیث صور مین ہی کہ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ کس کیفیت کا ہی فرمایا کہ قسم اُس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اسمین سے ایک حلقہ کی بڑائی اسقدر ہی کہ آسمانون و زمین کی چوڑائی اسمین سما جاوے۔ اسمین اسرافیل یعنی جو اسپر منہ رکھے ہوئے منتظر حکم الٰہی ہین تین نفخہ پھونکین گے پہلا نفخہ فزع ہی اور دوم نفخہ صعق ہی اور سوم نفخہ پروردگار کے حضور مین کھڑے ہونے کا ہے اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم فرماویگا کہ پھونک پس وہ پھونکے گا اور یہ اول مرتبہ ہی پس آسمانون و زمین والے فزع مین ہر جاوینگے سوائے اُس شخص کے جسکو اللہ تعالیٰ چاہے اور حکم دیگا پس اسرافیل برابر پھونکے جاویگا اور طول دیگا اور درمیان مین فتور نہین کریگا۔ (یہ مانند قول اللہ عز وجل وما ینظر ہؤلاء الا صیحۃ واحدۃ ما لہا من فواق) پس اللہ تعالیٰ پہاڑون کو چلاویگا اور وہ بادل کی رفتار چلین گے پس سراب ہو جاوینگے پھر زمین اپنے لوگون کو لیکر ایک بڑی جنبش کریگی پس ایسی ہو جاویگی جیسے کوئی کشتی سمندر مین ہچکولے کھائے کہ اسکو ہر طرف سے سمندر کی تھپیڑین پہونچین کہ وہ ادھر اُدھر اپنی سواریون کے بوجھ سے اوندھی ہوئی جاتی ہے جیسے عرش سے لٹکی ہوئی قندیل کہ ہوا کے جھونکون سے گھومتی ہی۔ اور یہ وہی ہے جسکی نسبت قرآن مین فرمایا۔ یوم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ قلوب یومئذ واجفۃ الآیات۔ پس لوگ اپنی پیٹھ کے بل جھکینگے اور مرضعہ کو ذہول ہو جائے گا (یعنی دودھ پلانے والی عورت پلانا بھول جائے گی یا دودھ پینے والا بچہ بھول جائیگا والاول اولے

نسخہ ابن کثیر تفسیر لطیف حدیث الصور
لہ کرانوالی و ابن جریر نفخ فی الصور ففزع من
الصور فرفعت الاصوات
فی الصور ایضا ابن
صور ہو نفخ فی الصور
ہامش ہین ۱۲ منہ

اور پہاڑ ڈالیان پھٹ ڈال جائین گی اور لڑکے بوڑھے ہوجاوینگے اور فزع سے شیاطین بھاگ کر اقطار مین پہونچین گے پس ملائکہ آکر
ان کے منہ پر مار کر پھر لوٹائین گے اور لوگ بنی آدم کے اُلٹے بھاگین گے لیکن حکم الٰہی سے ان کو محفوظ رکھنے والا کوئی نہین اور آپس
مین لوگ ایک دوسرے کو پکارینگے اسی سے اللہ تعالیٰ نے اس روز کو یوم التناد فرمایا پھر اسی حال مین ہونگے کہ ناگہان زمین
ایک قطر سے دوسرے قطر تک چاک ہوجائیگی پس ایسا سخت واقعہ دیکھین گے کہ کبھی ایسا نہین دیکھا اور اسکی وجہ سے ان کو ایسا
کرب و ہول سماویگا کہ اسکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے پھر آسمان کو دیکھین گے تو وہ مانند مہل کے ہوگا پھر پھٹ جائیگا اور تارے بکھر
جاوینگے اور سورج و چاند مین گہن لگ جاویگا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مردون مین سے کسی کو ان باتون سے آگاہی نہ ہوگی۔ ابوہریرہؓ
نے کہا کہ یارسول اللہ قولہ تعالیٰ یوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ استمین اللہ تعالیٰ نے کن لوگون
کو مستثنیٰ کرلیا ہے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو اللہ تعالیٰ کی راہ مین شہید ہوئے اور فزع ان ہی لوگون کو پہونچیگا جو زندہ موجود ہین اور شہید
لوگ تو اللہ عزوجل کے یہان زندہ ہین اور رزق پاتے ہین اُن کو اللہ تعالیٰ نے اس فزع سے بچایا اور مامون فرمادیا ہے اور یہ فزع
تو عذاب الٰہی ہے جو اسکی نہایت شریر مخلوق پر وارد ہوگا اور یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم یوم
ترونہا تذہل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملہا وتری الناس سکاری وما ہم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید۔ پھر یہ لوگ اس
بلا مین پڑے رہین گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے لیکن اسکو زمانہ دراز ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو نفخۂ صعق کا حکم دیگا پس وہ صعق کو
پھونکے گا پس آسمانون و زمین والے مصعوق ہوجاوینگے سوائے اسکے جسکو اللہ تعالیٰ چاہے (یعنی مرجاوینگے سوائے ان کے جو مرکر
زندہ ہوے اور حدیث مین آنحضرت صلعم نے حضرت موسیٰ کو استثنا کیا اور اموات صعق کا بھی بیان سے ظاہر فرمایا واللہ تعالیٰ
اعلم۔ پھر جب ٹھنڈے ہوجاوینگے تو ملک الموت آکر حضرت باری تعالیٰ سے عرض کریگا کہ آسمانون و زمینون کے سب لوگ
و چیزین سب مرگئین سوائے انکے جنکو تو نے چاہا ہے اور تعالیٰ جو خوب جانتا ہے فرماویگا کہ کون باقی رہا وہ عرض کریگا کہ تو پاک زندہ جو
نہین مرتا گیا اور عرش کے اُٹھانیوالے اور جبرئیل و میکائیل باقی رہے ہین پس عرش بتقدیر الٰہی گویا ہوگا کہ اے پروردگار کیا جبرئیل و میکائیل
بھی مرجاوینگے حکم ہوگا کہ چپ ہو۔ کہ مین نے ہر اس چیز پر جو میرے عرش کے تحت مین ہے موت لکھدی ہے پھر جبرئیل و میکائیل مرجاوینگے
پھر ملک الموت عرض کریگا کہ اے پروردگار وہ دونون مرگئے پھر اللہ تعالیٰ جو خوب جانتا ہے ارشاد کریگا کہ کون باقی رہا وہ عرض کریگا
کہ تو پاک الحی الذی لایموت باقی رہا اور تیرے عرش اُٹھانے والے رہے پس حکم ہوگا کہ حاملان عرش مرجاوین اور عرش کو حکم کریگا واسرافیل سے
صور لے لیگا پھر فرماویگا کہ کون باقی رہا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون رہا پس ملک الموت عرض کریگا کہ تو پاک باقی رہا تیری ذات و صفات
کو زوال نہین ہے اور مین رہا ہون پس وہ فرماویگا کہ تو میری مخلوق مین سے ایک بندہ ہے مین نے اپنے علم حکمت سے تجھے پیدا کیا اب
تو مرجا پس وہ مرجائیگا پھر اللہ عزوجل باقی رہیگا جو واحد قہار ہے نہ اسکا بیٹا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہے جیسا پہلے تھا ویسا ہی
آخر مین ہے تو آسمانون و زمینون کو مانند سجل کتاب کے لپیٹ کر پھر ان کو بچھا دیگا پھر تین مرتبہ اُن کو ملفوف کریگا پھر فرماویگا کہ
لمن الملک الیوم تین مرتبہ فرمائیگا۔ کوئی جواب نہ دیگا خود فرماویگا للہ الواحد القہار۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یوم تبدل الارض غیر الارض
والسموات مطویات الخ۔ پھر دونون کو بچھا دیگا اور سمط کریگا پھر اُن کو تان دیگا جیسے ادیم عکاظی ہوتا ہے کہ ان مین نیچا اونچا کچھ نہ ہوگا
پھر مخلوق کو ایک زجر فرماویگا تو وہ اس آسمان و زمین تبدیل شدہ مین ویسی ہی ہوجائے گی جیسے پہلے تھی جو زیر زمین تھے وہ بچے اور

Marfat.com

جو اوپر تھے وہ اوپر ہو جائے گی پھر اوتعالی زیر عرش سے اپنے پانی برسائے گا پھر آسمان کو حکم کریگا وہ چالیس روز تک ان پر پانی برسا دیگا یہان تک کہ بارہ گز ان پر اونچا ہو جائے گا پھر جسمون کو حکم کریگا پھر وہ بقل و طراثیث کی طرح اوگین گے جیسے تھے ویسے ہی ہو جاوینگے پھر حکم ہوگا کہ حاملان عرش زندہ ہون وہ زندہ ہو جاوین گے اور حکم الٰہی سے اسرافیل پھر صور کو لیکر اپنے منہ کو لگا دیگا۔ پھر اوتعالی کے حکم سے جبرئیل و میکائیل زندہ ہونگے پھر اوتعالی ارواح کو بلا دیگا پس وہ لائی جاوینگی ان مین سے مومنون کی روحین نور سے چمچماتی ہونگی اور کافرون کی روحین سیاہی مین لتھڑی ہون گی ان سب کو لیکر صور مین ڈالدیگا پھر اسرافیل کو نفخہ صور کا حکم دیگا اسمین سے روحین مانند شہد کی مکھیون کے نکلین گی اور آسمان و زمین کے درمیان بھر جائین گی پھر فرماویگا میری عزت و جلال کی قسم ہر روح اپنے جسم مین جاوے پس روحین زمین مین داخل ہو کر نتھنون مین گھسین گی اور اجسام مین روان ہونگی جیسے زہریلے کیڑے کے کاٹے ہوئے مین زہر پھیلتا ہے پھر ہم سب لوگون کے اوپر سے زمین شق ہوگی اور سب سے اول ہون جنکے واسطے زمین شق ہوگی پس سب لوگ جلد اپنے پروردگار کی طرف روان ہونگے اور کافر کہین گے کہ یہ بڑا سخت دن ہے ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ۔ پس سب ایک مقام مین کھڑے ہون گے اور مدت تک جس کی مقدار ستر برس ہے کھڑے رہین گے نہ تمھاری طرف توجہ ہوگی اور نہ فیصلہ ہوگا لوگ روئین گے یہانتک کہ آنسو منقطع ہو جائین گے۔ پھر خون روئین گے اور پسینے مین نہ ہون گے یہان تک کہ گردن یا ٹھوڑی تک پہونچیگا اور کہین گے کہ ہمارے پروردگار کے پاس کون ہماری سفارش کریگا کہ ہم مین فیصلہ فرما دے۔ کہین گے کہ سوائے تمھارے باپ آدمؑ کے کون اس لائق ہے اسکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح اسمین پھونکی اور سامنے کلام کیا پس آدم پاس آوینگے مگر وہ انکار کرینگے کہ مین کچھ بول نہین سکتا پس نبی نبی کرکے ہر نبی کے پاس آوینگے اور ہر نبی ان پر انکار کریگا۔ یہان تک کہ میرے پاس آوینگے پس مین فصل کی طرف جاؤنگا اور سجدہ مین گر پڑونگا ابوہریرہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ فصل کیا ہے آپنے فرمایا کہ عرش کے آگے ہی پڑا رہونگا یہانتک کہ اوتعالی اپنا فرشتہ میری طرف بھیجے گا وہ میرے بازو پکڑ کر اٹھاویگا اور اوتعالی فرماویگا کہ محمدؐ ہے عرض کرونگا کہ ہان اے پروردگار فرماویگا کہ تیرا کیا حال ہے حالانکہ اوتعالی سب کچھ داناتر ہے۔ مین عرض کرونگا کہ اے پروردگار تو نے وعدہ فرمایا تھا مجھے شفاعت دینے کا تو اپنی مخلوق کے حق مین میری سفارش قبول فرما کر انمین فیصلہ کر دے۔ حکم ہوگا میری سفارش قبول ہے مین آکر تم مین فیصلہ کرونگا۔ مین لوٹ کر لوگون کے ساتھ کھڑا ہونگا پھر ہم کھڑے ہون گے کہ ناگاہ آسمان سے آواز شدید ہولناک سنین گے۔ پھر آسمان والے اسمیں اتر ینگے جس قدر جن و انس زمین مین ہین جب زمین سے قریب ہونگے تو زمین انکے نور سے چمکنے لگیگی اور وہ قرینہ سے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو جاوینگے ہم انسے کہین گے کہ کیا تم مین ہمارا پروردگار ہے وہ کہین گے کہ نہین پھر اتنے گروہ اور اتر ینگے یہانتک کہ رب العزت پارہ ابر مین ملائکہ کے نزول فرماویگا اور اسدن عرش کو آٹھ اٹھانے والے لئے ہون گے اور آج کے روز وہ چار ہین ان کے قدم زمین زیرین کے جڑ پر ہین اور زمین و آسمان انکی کمر تک ہین اور عرش انکے کاندھون پر ہے ان کی تسبیح سے ایک گونج ہوگی کہین گے سبحان ذی العرش و الجبروت سبحان ذی الملک و الملکوت سبحان الحی الذی لایموت سبحان الذی یمیت الخلائق و لایموت سبوح قدوس قدوس قدوس سبحان ربنا رب الملائکۃ والروح سبحان ربنا الذی یمیت الخلائق ولایموت۔ پھر اوتعالی اپنی زمین مین اپنی کرسی جہان چاہے گا رکھے گا۔ قال المترجم۔ یعنی کرسی الٰہی ایسی وضع پر ہوگی کہ زمین اسکے زیر مین فیصلہ والون کیلئے مستقیم ہو اور یہ مطلب

Marfat.com

نہین کہ زمین کے اندر کرسی سما جاویگی۔ فافہم۔ پھر آواز دی جاویگی کہ اے گروہ جن وانس تم لوگ آج کے دن تک جب سے اوتعالیٰ نے
تم کو پیدا کیا خاموش چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ تمھارے اقوال سنتا اور اعمال دیکھتا رہا۔ تم اپنے نامۂ اعمال دیکھو جو بہتری پاوے وہ اللہ تعالیٰ
کی تعریف کرے اور جو بد اعمال پاوے وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے پھر اوتعالیٰ جہنم کو حکم کریگا اس سے ایک گردن دراز نکلیگی
پھر فرماویگا کہ الم اعہد الیکم یا بنی آدم ان لا تعبدوا الشیطان انہ لکم عدو مبین وان اعبدونی ہذا صراط مستقیم ولقد اضل منکم جبلاً کثیرا افلم تکونوا
تعقلون ہذہ جہنم التی کنتم توعدون۔ یعنی اسی کو جھٹلاتے تھے۔ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون۔ پس اللہ تعالیٰ لوگون کو الگ فرماویگا نیکوکار
وبدکار جدا ہو جاوینگے اور امتین گھٹنون کے بل بیٹھین گی۔ اوتعالیٰ فرماتا ہے وتری کل امۃ جاثیۃ۔ ہر امت اپنی کتاب کی طرف
بلائی جائیگی۔ پھر اوتعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کے درمیان سوائے جن و انسان کے فیصلہ فرماویگا حتی کہ وحوش کے درمیان و بہائم مین
فیصلہ فرماویگا حتی کہ سینگدار چوپائے سے بے سینگ والے کا بدلا لیگا جب کسی کا حق حقوق نہ رہیگا تو اللہ تعالیٰ فرماویگا تم سب خاک ہو جاؤ
پس یہ دیکھکر کافر کہین گے کہ یا لیتنی کنت ترابا۔ پھر اوتعالیٰ بندون کے درمیان فیصلہ کریگا پس سب سے پہلے جسکا فیصلہ ہوگا وہ
خون ہین اور راہ خدا مین جو مقتول ہوئے ان کے چہرے چمکین گے اور جو راہ شیطان کفر و ضلال مین قاتل یا مقتول ہوئے وہ خوار
ہون گے پھر کوئی نفس نہ چھوٹے گا جسنے دوسرے کو ناحق قتل کیا مگر آنکہ اس سے مظلمہ لیا جائیگا اور کوئی مظلمہ نہ رہیگا جو کسی ظالم نے
مظلوم پر کیا ہے مگر آنکہ عوض لیا جائیگا حتی کہ اگر دودھ بیچنے والے نے پانی ملایا تو اس سے الگ کرایا جائیگا اور کہان الگ کر سکتا ہے
اسکو عذاب کیا جائے گا جب یہ امور فیصلہ ہو جاوینگے تو آواز دینے والا اس طرح آواز دیگا جسکو سب مخلوق سنینگے کہ خبردار ہر گروہ اپنے
معبود کو لیکر دوزخ مین جاوے۔ یہی فرمایا۔ لو کان ہؤلاء الہۃ ما وردوہا وکل فیہا خالدون۔ پھر جب نہ باقی رہین گے سوائے مومنون کے جنمین
منافق شامل ہونگے۔ تب آویگا اللہ تعالیٰ جس شان سے چاہیگا اور فرماویگا کہ اے لوگو مخلوق اپنے معبودون کے ساتھ گئی تم بھی اپنے
معبود سے جا ملو تو کہین گے کہ واللہ ہم تو سوائے اللہ وحدہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہین پوجتے ہین ہم نہین جاوینگے پس اوتعالیٰ ان پر کشف
ساق سے اپنی عظمت کی تجلی فرماویگا جس سے پہچان جاوینگے کہ اوتعالیٰ ان کا پروردگار عزوجل ہے پس سجدہ مین اس کے سامنے
گر پڑینگے ولیکن منافق لوگ اوندھے گدی کے بل گرینگے اور اوتعالیٰ ان کے پیٹھون کو صیاصی بقر کے مانند کر دیگا پھر اوتعالیٰ ان کو
سر اٹھانے کا حکم دیگا پس سر اٹھاوینگے۔ اور جہنم کی پشت پر پل صراط رکھا جائیگا جیسے بال یا تلوار کی دھار اسپر کلالیب و خطاطیف
اور سعدان کے سے کانٹے ہون گے حکم ہوگا تو پلک مارتے یا بجلی چمکتے یا ہوا چلتے یا گھوڑے دوڑتے یا سوار یا پیدل دوڑتے گذر جاوینگے
کسی نجات پانیوالے پر سلامتی رہیگی اور کسی کو خدشہ ہوگا یعنی جیسے چھل گیا اور کوئی اوندھا جہنم مین گریگا پھر جب جنت والے جنت تک
پہونچے تو کہین گے کہ کون ہمارے لئے پروردگار سے سفارش کریگا پس تمام حال ہر ہر نبی کے پاس آنے اور اسکے انکار کرنے کا ذکر
کرکے کہا کہ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پھر وہ لوگ میرے پاس آوینگے اور میرے لئے پروردگار کے پاس تین شفاعتین ہین مین چلکر
جنت پر آؤنگا اور دروازہ کھلواؤنگا تو حیاک اللہ و مرحبا کہکر کھولا جائیگا جب مین جنت مین داخل ہوا تو میری نظر میرے پروردگار
پر پڑیگی پس سجدہ مین گر پڑونگا پس اوتعالیٰ مجھے اپنی حمد و تمجید سے ایسی چیز تعلیم فرماویگا جسکی کسی کو مخلوق مین سے اجازت نہین ہوئی
ہے پھر کہا جائے گا کہ اے محمد سر اٹھا سفارش کر مقبول ہوگی اور مانگ تجھے ملیگا پھر جب مین نے سر اٹھایا تو اوتعالیٰ فرماویگا کہ تیرا
کیا حال ہے۔ حالانکہ اوتعالیٰ جانتا ہے عرض کرونگا کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے اہل جنت کے بارے مین شفاعت کا وعدہ کیا تھا۔

Marfat.com

حکم ہوگا کہ مین نے سفارش قبول کی اور ان کو جنت مین داخل ہونے کی اجازت دی اور حضرت صلعم فرماتے تھے کہ قسم اُس ذات کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ تم دنیا مین اپنی ازواج و مساکن کو اسقدر نہین پہچانتے جتنا جنت والے اپنی ازواج و مساکن کو پہچانین گے پس ہر مرد ان مین سے بہتر ایسی جورؤن کے ساتھ داخل ہوگا جنکو اللہ تعالیٰ ایجاد کریگا اور دو عورتین اولاد آدم علیہ السلام سے ہون گی جن کو ان بہتر پر فضیلت ہوگی کیونکہ ان دونون نے دنیا مین اوتعالیٰ کی عبادت ادا کی تھی پھر بعد ذکر انعامات اہل جنت کے بیان کیا کہ جب دوزخی دوزخ مین جائین گے تو ان مین بہت سی وہ مخلوق بھی پڑجائیگی جو پروردگار کے اوپر اسلام لائی تھی ان کو ان کے اعمال نے ہلاکت مین ڈالا بعض کو ان کے قدمون تک اور بعض کو نصف ساقین تک اور بعض کو گھٹنون تک اور بعض کو کمر تک حتی کہ بعض کو تمام بدن سے سوائے چہرہ کے آگ نے کھایا ہوگا اور چہرہ اُس کا اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کیا ہی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ دعا کرونگا کہ پروردگار میری اُمت سے لوگ دوزخ مین ہین حکم ہوگا کہ نکال لو تو جسکو تم پہچانو پس نکالے جائین گے یہان تک کہ ایسا کوئی نہین رہیگا پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت دیگا سو کوئی نبی و شہید نہ رہے گا مگر آنکہ شفاعت کریگا - الیٰ آخر الحدیث فی تتمۃ الشفاعۃ وغیرہ بما ہو مشہور - پھر طبرانیؒ نے بعد روایت اس حدیث کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور اسکے بعض مضامین کے شاہد متفرق احادیث مین مذکور ہین اور اسکے بعض الفاظ مین نکارت ہی اسکو اسمٰعیل بن رافع قاضی اہل مدینہ نے متفرد آ روایت کیا اور اس راوی کے بارہ مین اختلاف ہی چنانچہ بعض محدثین نے اس کی توثیق کی اور بعض نے اسکی تضعیف کی اور اکثر محدثین ائمہ نے اس کی حدیث منکر ہونے پر تنصیص کردی ہی مانند امام احمد بن حنبل و ابو حاتم الرازی و عمرو بن علی الفلاس وغیرہ کے اور بعض نے کہا کہ متروک الحدیث ہی اور ابن عدی نے کہا کہ اسکی جملہ احادیث مین تامل ہی و لیکن منجملہ ضعفاء مین اسکی حدیث لکھی جاوے قال ابن کثیر اس سے اس حدیث کی اسناد مین وجوہ کثیرہ مختلفہ ہین مین نے ان کو ایک علیحدہ جزو مین جمع کیا ہی لیکن اسکا سیاق غریب ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اس نے اس حدیث کو چند احادیث متفرقہ سے جمع کیا اور ایک سیاق مین بیان کیا اس سبب سے اسپر انکار کیا گیا اور مین نے اپنے استاد شیخ حافظ ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ سے سُنا کہ مین نے ایک کتاب ولید بن مسلم کی دیکھی جسمین اُسنے اس حدیث کے بعض باتون کے جملہ شواہد مفردات کو جمع کیا ہی - قال المترجم ایسا ہی شیخ سیوطی رحمہ اللہ نے بدور سافرہ مین بعد ایراد اس حدیث کے کلام کیا ہی اور واضح رہے کہ مضامین اس حدیث مین بعض باتین بوصحاح کی روایت مین خود ظاہر ہین اور بعض باتون سے انکار کیا گیا اور ایک خاص وجہ انکار کی یہ بھی ہی کہ ترتیب وار اس بیان کا ثبوت کسی حدیث ثابت سے نہین اور متفرق احادیث مین جو مضامین ثابت ہین ان مین سے بعض کی بعض سے ترتیب صرف راوی مذکور کی رائے ہی اگر غلطی کی تو اللہ تعالیٰ اسکو عفو کرے - والکلام فی المتفردات یاتی فی تفسیر الآیات انشاء اللہ تعالیٰ فـــ فی العرائس قولہ قل ان ہدی اللہ ہو الہدی - اللہ تعالیٰ کی ہدایت امر غیبی ہی اور راہ ہدایت یہی طریقہ ہی جو انبیاء علیہم السلام نے شرائع و احکام راہ مستقیم کے بیان کئے ہین اور یہی اسکے عرفان و مشاہدہ حاصل ہونے کا طریقہ ہی اور یہ طریقہ اسکے انھین بندون کو ملتا ہی جو معرفت والے ہین اور کمعرفت والا وہ ہی جو قضاء پر راضی ہو اور بلا پر صبر کرے اور جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اسکو تسلیم کرے اس حیثیت سے کہ اسکے نفس سے معارضہ نہ رہے - قولہ اُمرنا لنسلم لرب العالمین - شیخ ابو عثمان نے کہا کہ بندہ کو تعلیم کا حکم ہوا اور یہ کہ تدبیر چھوڑ کر تسلیم اختیار کرو اور مجاری قضاء پر راضی ہو پھر اسکی نماز کا حکم دیا اور اسمین سستی کرنے سے ڈرایا بقولہ وان اقیموا الصلوٰۃ واتقوہ - نماز کی اقامت یہ ہی کہ عبودیت مین ربوبیت کا ظہور ہو اور حالت

خدمت مین مشاہدہ کا چاند نظر آوے لقولہ علیہ السلام تعبد اللہ کانک تراہ۔ تقوی یہ مقام پر یہ ہو کہ نماز مین اوتعالی سے متقی ہو کیونکہ وہ مقام ہیبت واجلال و مناجات ہو اس سے پرہیز کرو کہ تمھارے دل پر سوائے اوتعالی کے اور کچھ خطور کرے پس اوتعالی کے مشاہدہ سے محروم رہوگے۔ ابن عطا رح نے کہا کہ اقامت نماز یہ کہ اسکے حدود کو حکم الٰہی کے ساتھ مخلوط رکھے اور اسکے اسرار کو اللہ تعالی کیساتھ حد ادب پر نگاہ رکھے از انجملہ یہ کہ اول تو سوائے اوتعالی کے کچھ خطرہ نہ آوے۔ قولہ قولہ الحق ولہ الملک الآیہ۔ ہرگاہ اوتعالی نے عدم سے وجود مین اس تمام خلقت کو جو ہو یا ہوگی لانا چاہا تو ذات سے اپنی صفات کیواسطے تجلی فرمائی اور صفات سے امر یعنی فعل کے واسطے اور امر سے کاف ونون کے واسطے پس ہر دو حرف مین سے ایک دوسرے سے قدح کرتا اور اُن کے درمیانی نور سے تمام حوادث کا ظہور ہوتا ہو بسبب اسکے کہ نور ذات کا اتصال صفات سے اور نور صفات کا افعال سے اور نور امر کا کاف ونون سے ہوا ہے پس مراد ازلی یہی سے متحقق ہوئی پس معنی قولہ قولہ الحق یعنی جو اس کے علم ازلی مین ہو وہ عدم سے وجود کی طرف خارج ہونے سے متحقق ہوتا ہے اس خوبی کیساتھ کہ ایک ذرہ بھی اسمین سے خلل پذیر نہین ہوتا۔ اسکا فعل موافق امر ہے اور امر اسکا ارادہ ہو کیونکہ اسکی قدرت ازلیہ قائم اسکی ذات سے باقی از ازل تا ابد ہو کبھی اسکی انتہا نہین ہو اور نہ کبھی تغیر وفنا ہو حسین رح نے کہا کہ وہ حق ہو اور جو کچھ حق سے ظاہر ہووے وہ خواہ مخواہ حق ہوگا یعنی صحیح وصادق واقعی ہوگا باطل ودروغ نہین ہوسکتا پس قولہ الحق اسی معنی کر کہ وہ حق عزوجل سے صادر ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ

اور جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر کو تو کیا پکڑتا ہے مورتون کو خدا مین دیکھتا ہون تو اور تیری قوم

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ

صریح بہکی ہوئی دکھانے لگے ابراہیم کو سلطنت آسمان

وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ

اور زمین کی اور تا اسکو یقین آوے پھر جب اندھیری آئی اُس پر رات کو

رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝

دیکھا ایک تارا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا مجکو خوش نہین آتے چھپنے والے

فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ

پھر جب دیکھا چاند چمکتا بولا یہ ہے رب میرا پھر جب وہ غائب ہوا بولا اگر

لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ

نہ راہ دے مجکو رب میرا تو بیشک مین رہون بہکتے لوگون مین پھر جب دیکھا سورج

بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا

چمکتا بولا یہ ہے رب میرا یہ ہے بڑا پھر جب وہ غائب ہوا بولا اے قوم مین بیزار ہون اُن سے جنکو تم

تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

شریک کرتے ہو مین نے اپنا منہ کیا اسکی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہو کر اور مین نہین شریک کرنیوالا

Marfat.com

وَاذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ - واذکر اذ قال ابراہیم لابیہ الذی لقبہ آزر واسمہ تارح - یعنی بیان کر بطور نصیحت کے جبکہ کہا ابراہیم نے اپنے باپ سے جسکا لقب آزر تھا اور اصلی نام اسکا تارح تھا آخر مین حائے مہملہ ہے چنانچہ قاموس مین بھی باب الحاء المہملہ مین مذکور ہے اور بعض نے بخاء معجمہ ضبط کیا - وضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارح تھا رواہ ابن ابی حاتم وکذا فیما اسندہ عن عکرمہ عن ابن عباس کہا کہ آزر بت کا نام ہے اور ابراہیم کے باپ کا نام تارح تھا اور سان کا نام مشلی اور جیرو کا نام ساروا اور ملوکہ باندی کا نام ہاجرہ تھا - قال ابن کثیر وہکذا قال غیر واحد من علماء النسب - مجاہد و سدی نے کہا کہ آزر بت کا نام ہے قال ابن کثیر شاید اس بت کی خدمت کرنے کی وجہ سے اسپر یہ نام غالب ہو گیا ہو وقال ابن جریر - شاید اس کے دو نام ہون آزر و تارح اور شاید ایک لقب ہو اور صواب یہ ہے کہ اسکے باپ کا نام آزر تھا قال ابن کثیر - یہ قول جید قوی ہے قال المترجم مفسر نے شاید تاریخ و نسب بیان کرنے والون کی جماعت پر نظر کر کے یہ اختیار کر لیا کہ آزر لقب ہے اور تارح نام ہے اور حق وہی ہے جو ابن جریر رح نے کہا جیسا کہ ابن کثیر رح نے اسکی تجوید کی ہے اور تارح نام بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاری سے سنا ہوا مروی ہوا ہے اور اسی پر دلالت کرتا ہے جو سراج مین لایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر مین کہا کہ ابراہیم بیٹے ہین آزر کے جسکا نام توریت مین تارح ہے پس ابراہیم کے باپ کے دو نام ہوئے جیسے یعقوب و اسرائیل دونون حضرت یوسف کے باپ کے نام تھے اور بخاری رح نے افراد مین روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر سے ملینگے اور آزر کے چہرہ پر قترت و غبرت ہوگی الی آخر الحدیث پس اسمین مصرح کر دیا کہ آزر ان کا باپ تھا - قال ابن کثیر رح اللہ تعالی نے قرآن مجید مین مصرح فرمایا کہ واذکر فی الکتاب ابراہیم انہ کان صدیقا نبیا اذ قال لابیہ یا ابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا الآیات - اور اسمین ہے کہ باپ کو کہا کہ سلام علیک سأستغفر لک ربی الآیۃ - اور فرمایا وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ الآیۃ - اور صحیح حدیث مین ثابت ہوا کہ قیامت کے روز ابراہیم اپنے باپ آزر سے ملینگے پس آزر اُنسے کہیگا کہ میرے بیٹے آج کے روز مین کچھ تیری نافرمانی نہ کرونگا پس ابراہیم علیہ السلام عرض کرینگے کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ بروز بعث تجکو خجیف نہ کرونگا اور اس سے بڑھکے کیا خواری ہے کہ میرا باپ دور پڑے پس کہا جائیگا کہ اے ابراہیم پیچھے دیکھ پس دیکھینگے تو نظر آویگا کہ ایک بدبخ ملتطخ ہے پس اسکے چاروں پاؤن پکڑ کر آگ مین پھینکدیا جائیگا - قال المترجم پس صحیح و صواب یہ ہے کہ ابراہیم کے باپ کا نام آزر تھا اور تارح اسکا دوسرا نام ہوگا جیسا کہ اہل تاریخ و نسب اگلے اہل کتاب نے کہا ہے کیونکہ توریت مین تارح اسکا نام لیا گیا جیسے اسرائیل حضرت یعقوب کا نام لیا گیا ہے اور بعد آیات و احادیث صحیحہ کے کسکی مجال نہین ہے کہ آزر نام ہونے مین کلام کرے فی السراج آزر نام ہونا اصح ہے اور یہی ثابت ہے اور اصلی نام تارح نہین اور کہا کہ وہ کوثی نام گانون کا رہنے والا تھا جو سواد کوفہ مین ہے پھر کثرت اتی لوگ جہان یہ موجود تھا وہان والے یہ اعتقاد کرتے کہ آسمان مین سات سارے معبود اکہ ہین اور زمین مین بت ہین پس ہر سارہ کے واسطے ایک بت قرار دیتے پس جب اُس سارے سے تقرب چاہتے تو اُس کے نام کے بت کو پوجتے تھے تاکہ اس سارے کی یہان سفارش کرے تو ابراہیم علیہ السلام نے اُن پر انکار کیا اور اُن کے فساد پر تنبیہ کر کے کہا - اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً - تعبدہا - یعنی الٰہ بناتا ہے باین معنی کہ ان کی عبادت کرتا ہے اور یہ استفہام توبیخی ہے بطور ملامت کے اور اسمین حق قرابت ادا کیا کہ پہلے اپنے باپ کو حق راہ بتائی - اِنِّیْ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ - یعنی بسبب

Marfat.com

بتون کے معبود بنانے کے تجکو اور تیری قوم کو مین حق سے کھلا دور بھٹکا دیکھتا ہون اور معنی آنکہ یقین جانتا ہون اور یہ نور نبوت سے مشاہدہ تھا جسکو دیکھنا فرمایا۔ وَكَذٰلِكَ اے کما اریناہ اضلال ربیہ وقومہ کذلک نُرِيْٓ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ مَلَكِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لیستدل بہ علی وحدانیتنا۔ جیسے ہم نے ابراہیم کو اسکے باپ و باپ کی قوم کی گمراہی دکھلادی ایسی ہی ہم دکھلاتے ابراہیم کو ملک سموات والارض تاکہ اس سے ہماری وحدانیت پر دلیل پاوے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مخلوقات مین شرعی طریقہ سے فکر کرنا اور اس سے دلی معرفت سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جاننا خوب ہے اور او تعالیٰ نے فرمایا ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت ہذا باطلا۔ سبحانک فقنا عذاب النار۔ اور یہ جبھی میسر ہوگا کہ آدمی علم شرع سے کسی طور پر واقف ہو اور شرع پر سنت کے ساتھ قائم ہو۔ اور جو لوگ فلسفی طریقہ سے اسمین خوض کرتے ہین وہ برے کام مین پڑے ہین بلکہ طریقہ تفکر درحقیقت ہدایت الٰہی ہے۔ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔ یعنی ان اشیاء پر ان کے مخلوق ہونے کے ساتھ یا ہماری وحدانیت کے ساتھ یقین کرنے والا ہو۔ واضح ہو کہ قولہ وکذلک نری سے یہانتک جملہ معترضہ تھا جس سے قطعاً معلوم رہے کہ ابراہیم علیہ السلام خود مرتبہ یقین وتصدیق مین حد کمال کو پہونچے ہوئے تھے اور باپ و قوم کو ہدایت ایک اچھے طریقہ سے بتلاتے تھے بس پہلے تو ان کو زبانی صاف صاف کہا کہ تم گمراہ ہو رہے ہو جب نہ مانے تو وہ ہوا جو آگے فرمایا۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ۔ یعنی رات کی اندھیری چھائی تو۔ رَاٰ كَوْكَبًا ایک روشن ستارہ دیکھا۔ قال فی المدارک جسکو وہ لوگ پوجتے تھے۔ قال المفسر بعض نے کہا کہ وہ زہرہ تھا اور مدارک مین کہا کہ یا مشتری تھا اور مترجم کہتا ہے کہ یہ قول بے دلیل ہین اور بہت بعید ہین کیونکہ ظہور زہرہ و مشتری کا بہت خفی ہوتا ہے اور اس تعیین سے کوئی غرض متعلق نہین صرف اتنا بیان چاہیے کہ ایک ستارہ دیکھا۔ قَالَ لقومہ وکانوا نجامین۔ تو اپنی قوم سے کہا اور یہ لوگ نجوم کے دین پر تھے اگر کہا جاوے کہ یہ کہان سے تفسیر فرمائی کہ خود اپنے آپ نہین کہا بلکہ قوم سے کہا تو جواب یہ کہ آگے خود فرمایا کہ قال یا قوم انی بری مما تشرکون۔ بالجملہ خود یقین پر تھے اپنی قوم کو الزام دینے اور قائل کر کے توحید کی راہ سوجھانے کو قوم سے کہا کہ هٰذَا رَبِّيْ یعنی تم لوگون کے اعتقاد کے موافق میرا پروردگار یہ ستارہ ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَ جب غروب ہو گیا وغائب ہو گیا قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ۔ تو فرمایا کہ مین غروب ہو جانے والون کو نہین دوست رکھتا ہون کہ ان کو معبود بنالون کیونکہ پروردگار پر تغیر اور ایک حال سے دوسرے حال پر منتقل ہو جانا نہین روا ہے کیونکہ تغیر و انتقال تو حادث کی شان سے ہے۔ اسمین اشارہ ہے کہ تم لوگون نے اپنی پسند و خواہش نفسانی سے بدون راہ نور عقل کے معبود بنائے ہین کیونکہ عقل نہین روا رکھتی کہ متغیر و منتقل ہونیوالا معبود آلہ ہووے لیکن اس دلیل نے ان لوگون مین کچھ کام نہ کیا اور آزر و قوم کے لوگ نہ سمجھے تو پھر ان کو تنبیہ فرمائی۔ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا پھر جب قمر کو طلوع ہوتا دیکھا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ قوم سے کہا کہ یہ میرا رب ہے یعنی تمھارے اعتقاد کے موافق۔ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ اگر پروردگار تعالیٰ ہدایت نہ دے تو ہدایت نہین خواہ اول مین یا حالت ثبات مین چنانچہ مجکو ہدایت فرمائی ہے اگر اسپر مجکو ثابت نہ رکھے لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ۔ تو مین بھی گمراہ قوم مین سے ہو جاؤن۔ اسمین قوم پر تعریض فرمائی کہ تم لوگ گمراہی پر ہو ہوش مین آؤ اور پروردگار حق عزوجل کی ہدایت مانگو مگر قوم گمراہ کو کچھ اثر نہ ہوا۔ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا۔ اس لفظ ہذا سے اشارہ ہے شمس کی طرف اور وہ اگرچہ مؤنث سماعی ہے لیکن یہان خبر کی رعایت بھی ہے کہ خبر اسکی مذکر ہے اے ہذا المرئی رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ من الکوکب والقمر یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے یعنی انتہا کر دی کہ کوکب کا وہ حال ہوا اور قمر کا یہ حال ہوا اب نجوم و ستارون مین سے ایک یہی آفتاب سب سے

بڑا رہا ہے۔ فَلَمَّآ اَفَلَتْ جب وہ بھی ڈوبا تو معبود کہان ہو سکتا ہے اور قوم پر حجت پوری ہو گئی مگر وہ لوگ باز نہ آئے تو قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کچھ تم شرک لاتے ہو خواہ بت ہون یا تارے یا اور کوئی چیز ہو مین سب سے بری ہون بالکل اس سے لگاؤ نہین رکھتا مشرک بنے کہ تو پھر کیا پوجتا ہے تو کہا۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ قصدت بعبادتی۔ مین نے اپنی عبادت کرنے سے مقصود رکھا۔ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ اس ذات پاک کو جس نے آسمانون وزمین کو پیدا کیا یعنی اللہ تعالیٰ حَنِیْفًا۔ مائلاً الی الدین القیم۔ درحالیکہ مین تمام دینون سے منھ موڑ کر دین قویم وراہ مستقیم کی طرف مائل ہوا ہون۔ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اور مین نہین ہون اس خالق پاک کے ساتھ شرک کرنیوالون مین سے قال المترجم شیخ امام الحافظ العماد رح نے لکھا کہ مفسرین نے اس مقام پر اختلاف کیا اس باب مین کہ آیا خود حضرت ابراہیمؑ کی نظر تھی یا قوم سے مناظرہ تھا۔ شیخ ابن جریر نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس سے ایسا کلام روایت کیا جو مقتضی ہے کہ یہ قوم سے مناظرہ نہ تھا بلکہ خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دی کہ اُنھون نے مخلوقات مین نظر کر کے خالق عزوجل کی معرفت حاصل کی اور شرک وبیوقوفی سب چھوڑ کر توحید الٰہی کو اختیار کیا اور اسی کو ابن جریر رح نے خود اختیار کیا ہے بدین دلیل کہ کہا۔ لئن لم یھدنی ربی لاکونن الآیۃ۔ اور محمد بن اسحاق نے کہا یہ نظر کرنا و توحید پر دلیل لینا حضرت ابراہیمؑ سے اسوقت ہوا کہ جب اس کھوہ مین سے نکلے تھے جسمین ان کی والدہ بخوف نمرود بن کنعان کے ان کو وضع کر آئی تھین کیونکہ نمرود ہر بچہ کو قتل کر ڈالتا تھا اسکو نجومیون نے خبر دی تھی کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہو گا جو تیری سلطنت جانی رہنے کا سبب ہو گا پس اس خوف سے ان کی والدہ بروقت وضع حمل کے قریب شہر کے پہاڑ کے کھوہ مین جا کر وہین وضع کر کے چھوڑ آئی تھین کہ میرے سامنے ذبح ہونے سے یہ بہتر ہے کہ درندے کھا جاوین اور حضرت ابراہیم کی غذا ان کی انگلیون سے دودھ وغیرہ خود نکلتا تھا۔ قال الحافظ۔ اور محمد بن اسحاق نے یہان چند باتین خوارق عادات وکرامات الٰہی کی نقل کین جیسے اور مفسرین سلف وخلف نے بیان کی ہین۔ قال المترجم مانند آنکہ ہر ساعت مثل دن کے اور دن مانند مہینہ کے اور مہینہ مانند سال کے بڑھتے اور نشو ونما پاتے تھے اور بچہ تھے جب ماں سے کہا کہ تیرا رب کون ہے وہ بولی کہ تیرا باپ تو فرمایا کہ باپ کا رب کون ہے وہ بولی کہ نمرود تو فرمایا کہ نمرود کا رب کون ہے وہ بولی کہ خاموش ہو اور بہین سے بعض نے کہا کہ حضرت ابراہیم نے ستارے وقمر وغیرہ سے بچپن مین استدلال کیا اور جمہور مفسرین کے نزدیک بعد بلوغ کے واقع ہوا۔ وفی السراج وغیرہ۔ تاویل دوم آنکہ یہ بطریق استفہام ہے یعنی قولہ ھذا ربی یعنی ھذا ربی۔ کیا میرا رب یہ تارہ بتلاتے ہو۔ جیسے قولہ تعالیٰ فَاِنْ مِّتَّ فَھُمُ الْخٰلِدُوْنَ یعنی اھم الخالدون۔ تاویل سوم آنکہ قوم کو سمجھانے کیلئے یہ طریقہ سکھلایا کہ مخلوق سے خالق کی طرف استدلال اس طرح کیا جاتا ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے جا کر دیکھا کہ ایک قوم ایک بت کے گرد ہو رہی ہین اس نے بھی اس بت کی تکریم ظاہر کی تو وہ اس شخص کی طرف گرویدہ ہوئے۔ یہانتک کہ اکثر باتون مین اُسی کی رائے پر چلنے لگے پھر کوئی مصیبت آئی اور اُس نے مشورہ دیا کہ اس بت سے عاجزی کرو انھون نے سب کچھ عاجزی کی مگر کیا ہوتا ہے تب اُس نے رائے دی کہ اللہ عزوجل کی طرف گڑگڑاؤ پس اللہ تعالیٰ نے یہ مصیبت دور کر دی پھر وہ سب بتون کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ قالوا اصح یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے یہ بات اپنی قوم پر حجت لانے کے طور پر ذکر کی۔ مترجم کہتا ہے کہ یہی مفسر جلالؒ نے اختیار کیا۔ وقال الحافظ۔ حق یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اس مقام پر اپنی قوم کے ساتھ مناظرہ کرتے تھے تاکہ اُن پر کھل جاوے کہ وہ لوگ جس حال مین پڑے ہین وہ بالکل باطل ہے پس باپ کے ساتھ کلام مین ظاہر کیا کہ تم لوگ

بتون کی پرستش مین جنکو ہیاکل سماویہ کی صورت سمجھا ہی خطا و غلطی پر ہو اور اس مقام پر ظاہر کیا کہ ستارون کی پرستش مین تم خطا کار غلطی پر ہو
قال المترجم سورۂ قصص مین انشاء اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم کا قصہ بتون کے توڑنے اور کافرون کے پہلے جھگڑنے پھر نادم ہونے کا بیان
ہوگا پس شاید بتون سے فی الجملہ مشرکون کو ندامت ہو چکی ہو تب اُن پر ستارون کی پرستش مین غلطی ظاہر فرمائی یا بجملہ مقصود یہ کہ
ستارون کی پرستش اور اُن مین اُلوہیت کا گمان کرنا محض غلط ہی یا بجملہ پہلے کوکب کے حق مین ظاہر کیا کہ یہ اُلوہیت کے لائق
نہین یہ تو حکم آلہی عزوجل کے تحت مین مسخر ہے کہ جس طرح حکم ہے برابر چلتا ہے ذرہ برابر بھی عدول حکمی نہین کرسکتا جیسے اور اجرام
سماویہ روشنی والے ہین پھر اُس سے زیادہ روشن قمر ہین یہی دلیل ظاہر کی پھر اس سے بلکہ سب سے زیادہ روشن یعنی سورج مین یہی
ظاہر کیا پھر شرک سے اپنی برأت ظاہر کی اور ان لوگون کو راہ بتائی کہ تم بھی اس گمراہی سے بچو اور خالق السموات والارض
والنجوم وکل شئی کی طرف عبادت کے لئے سر جھکاؤ۔ قال المحافظ۔ اور یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ابراہیمؑ اس مقام پر اپنے واسطے نظر
کرنیوالے ہون دین حالانکہ ابراہیمؑ کے حق مین اللہ عزوجل نے فرمایا۔ ولقد اتینا ابراہیم رشدہ من قبل وکنا بہ عالمین۔ اذ قال لابیہ وقومہ
ماہذہ التماثیل التی انتم لہا عاکفون الآیات۔ اور فطرت اسلامیہ پر سب پیدا ہوتے ہین چنانچہ آیات واحادیث سے مصرح ہو چکا ہے
پس سب خلق کے حق مین ایسا ہی تو ابراہیم تو اسمین اولی ہونگے بہ نسبت تمام لوگون کے بعد محمد رسول اللہ صلعم کے بلاشک وبلاریب
اور منجملہ ان امور کے جو ان کے مناظر قوم ہونے کے مؤید ہین ایک یہ کلام آلہی بھی ہے جو آگے فرمایا یعنی وحاجہ قومہ قال اتحاجونی
فی اللہ الخ مترجم کہتا ہی کہ عنقریب اسکی تفسیر آئندہ مذکور ہوگی مجھے درمیان مین تفسیر عرائس لانا ضرور ہی اور اگر بالفرض ابراہیمؑ اس مقام
پہ ناظر ہون تو یہ ایک طریقۂ ہدایت آلہی کا خاص ہی کہ ارأۃ ایک تو بطور بیان کے بدون نمائش ہی اور وہ انبیاء علیہم السلام
سے ہدایت کہلاتی ہی اور دوم ہدایت آلہی ہی بمعنی راہ دکھلانا بمعنی حقیقی پس اوتعالیٰ نے انکو حقائق اشیاء کو دکھلادیا کما قال تعالیٰ
وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض الآیۃ۔ قال ابن کثیرؒ ابن جریر وغیرہ نے عطاء وسعید بن جبیر وسدی ومجاہد وغیرہم رحمہم اللہ سے
حکایت کیا کہ آسمان اُن کی نظر کے سامنے کشادہ ہوا حتی کہ جو کچھ آسمین ہی سب دیکھا یہان تک کہ عرش تک نظر پہونچی اور ساتون زمینین
بھی اسی طرح کشادہ ہوئین۔ کذا قال مجاہد اور بعض نے زیادہ کیا کہ پھر ابراہیم نے بندون کو گناہون مین آلودہ اور گناہ کرتے دیکھکر
ان پر بددعا کرنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ مین تجھ سے زیادہ اپنے بندون کا دیکھنے والا ہون اور عوفی نے ابن
عباسؓ سے اسکے مانند روایت کیا۔ قال ابن کثیرؒ محتمل ہی کہ یہ انکی آنکھ کے سامنے کشف ہوا ہو کہ بالمشاہدہ ومعائنہ اسکو دیکھا اور احتمال
ہی کہ بطریق بصیرت وعلم ہو جیسا کہ امام احمد والترمذی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حدیث کو صحیح کہا کہ رسول اللہ صلعم
نے حضرت رب تبارک وتعالیٰ کو خواب مین دیکھا یعنی فرمایا اتانی ربی فی احسن صورۃ فقال یا محمد فیم تختصم الملاء الاعلیٰ فقلت لا ادری
فوضع کفہ بین کتفی حتی وجدت بردہا بین ثدیی فتجلی لی کل شئ الحدیث۔ میرا رب میرے خواب مین آیا باحسن صورت پس فرمایا کہ اے محمد
ملاء اعلیٰ کس چیز مین جھگڑتے ہین مین نے عرض کیا مجھے دریافت نہین ہی پس اپنی ہتھیلی میرے دونون مونڈھون کے درمیان رکھی پس
مین نے اسکی خنکی اپنی چھاتیون کے درمیان پائی پھر میرے لئے ہر چیز کھل گئی الخ مترجم کہتا ہے کہ ہکذا ذکرہ المحافظ اور یہ تجلی صوری
کے اقسام مین سے ہی۔ یہان سے معلوم ہوا کہ حدیث رویت منام مذکور کو ترمذی نے صحیح کہا ہی پس نسخہ صحیحہ ترمذی یون ہی کہ ہذا حدیث
حسن صحیح۔ اگرچہ موجودہ نسخون مین حسن پر اکتفا ہوا ہی ف فی العرائس قولہ۔ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض الآیۃ جیسے

Marfat.com

ہم نے خلیل علیہ السلام کو ازل مین خلت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ ایسے ہی ہم نے اسکو ملکوت آسمان و زمین دکھلائے یعنی ملکوت سماوات و ارض سے جو انوار ذات و صفات ظاہر ہین وہ ہم نے بطریق التباس کے ابراہیم کو دکھلائے تاکہ خلت ثابت ہو اور وہ محبت مین راسخ و مستقیم تھا پس شوق جمال قدم بڑھ جاوے اور تاکہ بواسطہ ملک و ملکوت کے مقام یقین مین ہمارے لقا کے مشاہدہ کرنے والون مین سے ہو جاوے قال المترجم یہ تصریح ہی کہ یہ دیدار بطور کشف التباسی تھا واللہ اعلم۔ ابو سعید خراز رح نے کہا کہ ابراہیم کو یہ دکھلا دیا کہ ہجوم عظمت کی طاقت رکھین اور واصلین مین ہون۔ فارس رح نے کہا کہ یہ ابتدا اعلام غیوب ہی کہ نفس مین سوائے اللہ تعالی کے کچھ باقی نہین رہتا اور مشائخ کے نزدیک یہ اہل توحید کے دلائل سے ہی۔ قال المترجم اس بیان سے اہل تفسیر ظاہر کے دونون قول جمع ہو گئے باین طور کہ حضرت ابراہیم نے قوم کو اس سے ابتدائی معرفت کی طرف بلایا اور ان سے مناظرہ کیا اور خود ان کو مقام توحید کا انکشاف ہوا جو انتہائے مرتبہ معرفت ہی اور مثال اسکی جیسے کوئی عالم ماہر کسی کو پڑھاوے پس وہ متعلم کو تو ابتدائی مقامات اسکے لائق صرف مضمون ظاہر کتاب بتلادے اور اپنے واسطے اسمین سے دقائق و نکات و حل اعتراضات سے علم حاصل کرلے فلیتامل۔ بعض نے کہا کہ خلیل کو ملکوت دکھلائے تاکہ انکی طرف رجوع نہ ہون اور ان سے خالق کی طرف جاوین اور بعض نے کہا کہ مشغول باستدلال ہوئے تو حقائق کا انکشاف فرمایا پس سب سے بیزار ہو گئے اور کہا کہ انی وجہت وجہی للذی الخ۔ شیخ نصر آبادی نے کہا کہ اللہ تعالی نے کذلک نری فرمایا اور یون نہ فرمایا کہ کذلک رای ابراہیم۔ کیونکہ دیدار ملکوت چشم فروع سے غیر مفید ہی اور صدق دیدار چشم معرفت از ہدایت الہی ہی۔ فافہم۔ قولہ فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا۔ منجملہ امتحان کے ہی کہ دیدار قدم سے حادث مین مشغول نہ ہون پس کوکب شعری کو منور بفعل خاص دکھلایا پس خلیل علیہ السلام نے تعجب سے کہا کہ کافر و مشرکون کے زعم مین یہی میرا پروردگار ہے پس حضور ارادت ہوا اور نور قربت سے تربیت پائی اور مقام خلت مین پہونچا پس جب معدن ذات سے نور صفت کا ظہور ہوا اور نور فعل خاص کا قمر مین دیکھکر فعل مین صفت کا مشاہدہ کیا اور زبان شوق سے ہذا ربی کہا پس در خلت ہوا اور نور وصل سے تربیت پائی اور مقام عشق مین پہونچا اور دیدار طلبی کا ہیجان ہوا پس نور ذات کا صفات مین اور صفات کا افعال خاصہ مین ظہور ہو کر سورج سے ظہور ہوا پس جب صفاء وقت حاصل ہوئی تو سورج سے مشاہدہ جلال قدم پاکر زبان عشق سے ہذا ربی کہا پس غیرت قدم نے آکر اسکو دیدار قدم مین وسائط پر نظر کرنے سے اسطرح مجرد کر دیا کہ وسائط تمام عظمت قدم مین غائب و مغلوب ہین اور ظہور قدم بتجلی خالص ہوا تب خلیل ابراہیم نے اسی کی وحدانیت سے توحید کی اور تمام وسائط سے بیزار ہو گئے اور نفس سے جو دیدار حدوث سے اپنا حظ چاہتے تھے۔ فرمایا کہ لا احب الآفلین۔ یعنی ظہور عظمت کے وقت غروب و نسیت و ساقط ہونے والے کو نہین چاہتا۔ اور عقل سے جو دیدار قمر یعنی منور بفعل سے دیدار قدرت کا حظ چاہتے تھے۔ کہا کہ لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین۔ یعنی ایسے لوگون مین ہی جو خالص صفات کے دیدار سے مقام التباس مین پڑے رہے۔ قال المترجم قمر کے دیدار سے بیزاری کرنے مین کہا کہ لئن لم یہدنی ربی۔ اسمین اشارہ ہی کہ معرفت رب تبارک و تعالی حاصل تھی فافہم۔ اور قلب سے جو مقام عشق مین وسائط کے دیدار کو چاہتا اور احتراق سے بچتا تھا کہا کہ انی بری مما تشرکون یعنی بلا واسطہ دیدار نصیب ہونے پر دیدار وسائط سے بیزار ہون اور انی وجہت وجہی للذی فطر السموات و الارض۔ یعنی مین اس ملک قدیم کی طرف متوجہ ہون جسکے انوار فعل سے ہر وسیلہ کا ظہور ہی چنانچہ کہا۔ حنیفا یعنی مائل از غیر حق بسوئے حق و فرمانبرداری و اسی کی رضا پر سر جھکائے ہوئے وما انا من المشرکین جو شرک کرنیوالے ہین کہ وسائط پر نظر رکھتے ہین بلکہ مین اپنے پروردگار کی طرف اسکی ہدایت سے جاتا ہون کہ اسی سے میری بقا رہو۔ ابو واسطی رح نے کہا

Marfat.com

کہ قولہ لئن لم یہدنی۔ یعنی اگر مجکو میرا پروردگار ہدایت پر ثابت قدم نہ رکھے گا اس مشاہدہ مین جو مین نے ظہور و کشف افعال خاص و مقام التباس مین دیکھا تو مین بھٹک جاؤنگا اور ان لوگو تمین سے ہو جاؤنگا جو اپنے نفس کی طرف جھکے اور اپنی صفات سے ہاتی ہین۔ قولہ انی بری مما تشرکون بعض نے کہا کہ مخلوقات سے خالق پر استدلال کرنے مین شرک کرنیوالون سے بری ہون کیونکہ سوائے اوتعالی کے کوئی چیز اللہ تعالی کی طرف دلیل نہین ہی قال المترجم یہ قول بہت جید اور نہایت صحیح ہی اور یہی تحقیق ہی ولیکن اہل نظر پر الزام ہی کہ مناظرہ سے معرفت ظاہر ہے پس توحید اُن پر لازم ہی ولیکن یقین ہی کہ ہدایت بدون اوتعالی سبحانہ کے ناممکن ہی اگرچہ افلاطون کیون نہ دلیل لاوے چنانچہ آخر افلاطون وارسطو سب کے سب کافر رہی۔ فافہم۔ قولہ ما انا من المشرکین۔ واسطی رح نے کہا کہ میری طرف سے راہ حق کی طرف بلانا ہو سکتا ہے اور ہدایت کرنا اللہ تعالی ہی کی طرف سی ہے۔ قال المترجم یعنی بندہ اگر دوسرے بندہ کو راہ ہدایت کی طرف بلاوے اور وہ نہ آوے اور یہ شخص اس سے کینہ و ملال کرے تو مشرک ہی اور خود گمراہ ہوا کیونکہ ہدایت کرنا فقط اللہ تعالی ہی کی قدرت ہی وقد نبہ علی تلک الاشارۃ الشیخ العباد بن العباد الخواصی الشامی کما رواہ عنہ الدارمی جعفر علیہ السلام نے کہا کہ قولہ انی وجہت وجہی۔ یعنی قلب کو مین نے اپنے خالق کا مطیع کیا اور ہر چیز سے جو اللہ تعالی سے اپنی طرف مشغول کرے اس سے منقطع ہو کر اللہ تعالی ہی کی طرف راجع ہوا اور جس کی قدرت سے یہ مخلوق ہی وہ خوب ہی قادر ہی کہ میرے دل کو ایسے خطرات سے بچاوے جو اسکے جلال ذات کے لائق نہین ہین۔ بعض نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے چند مقامات تھے۔ اول مقام الفاقہ جسمین بزبان دعا کلام کیا کہ رب اجعلنی مقیم الصلوۃ الآیۃ۔ دوم مقام نعمت جسمین بزبان شکر کلام کیا کہ الذی ہو یطعمنی ویسقین الآیۃ۔ اور سوم مقام معذرت جسمین بزبان اعتذار کلام کیا کہ والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین الآیۃ۔ چہارم مقام محبت جسمین بزبان مؤدت کلام کیا بقولہ انی بری مما تشرکون پنجم مقام معرفت جسمین بزبان انبساط کلام کیا بقولہ رب ارنی کیف تحیی الموتی۔ ششم مقام ہیبت جسمین بزبان سکون کلام کیا چنانچہ جبرئیل نے جسوقت آگ مین پھینکے جانے لگے آکر کہا کہ آپکو کوئی حاجت ہو تو مجھسے فرمائیے تو کہا اے جبرئیل تمھاری طرف تو مجھے کوئی بھی حاجت نہین ہی۔ پھر شیخ الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے صحیح فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مقام پر ناظر نہ تھے بلکہ قوم پر حجت لانے و مناظرہ تھے جیسا کہ دلالت کرتا ہے۔ قولہ تعالے۔

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ؕ وَلَآ اَخَافُ

اور اُس سے جھگڑی اُسکی قوم بولا مجھ سے جھگڑتی ہو اللہ پر اور وہ مجکو سوجھا چکا اور مین ڈرتا نہین

مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ

اُن سے جو شریک ٹھہراتے ہو اسکا مگر کہ میرا رب کچھ چاہے سمائی ہے میرے رب کی علم سب چیز کو

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ

کیا تم دھیان نہین کرتے ہو اور مین کیونکر ڈرون تمھارے شریکون سے اور تم نہین ڈرتے کہ شریک ٹھہراتے ہو

بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ

اللہ کے ساتھ جس پر نہین اُتاری اُسنے تم کو کچھ سند اب دونون فرقون مین کس کو چاہیے خاطر جمع ہو

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ

اگر سمجھ رکھتے ہو جو لوگ یقین لائے اور ملائی نہین اپنے یقین مین کچھ تقصیر انھین کو ہے

لقف لازم

لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى ع ۹ ۱۳ ۱۵

خاطر جمع اور وہی ہین راہ پائے اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے دی ابراہیم کو اُسکی

قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

قوم کے مقابل درجے بلند کرتے ہین جسکو چاہین تیرا رب تدبیر والا ہے خبردار

وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ۔ محاجہ۔ یہان بمعنی جھگڑا و جہالت کی باتین کرنا اور یہ معنی نہین کہ ایسی دلیل لانا جس سے دوسرے مقابل پر حق ظاہر ہو جاوے کیونکہ مشرکون کے پاس ایسی دلیل کہان تھی اور شاید کہ طرفین سے محاجت تھی پس حضرت ابراہیم کی دلیل حق کو محاجت فرمایا مگر مفسرؒ نے معنی اول پر اکتفا کر کے لکھا کہ معنی آنکہ قوم نے ابراہیم سے اسکے دین توحید مین جھگڑا کیا اور دھمکایا کہ اگر بت چھوڑیگا تو وہ ہمارے معبود تجکو برائی پہونچاوین گے۔ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ ۔ بولا کہ بھلا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت مین۔ وَقَدْ هَدٰىنِ ۔ حالانکہ اوتعالیٰ نے مجھے وحدانیت کی ہدایت فرمائی ہے۔ ایک قرأۃ مین تحاجونی کے نون کو تشدید ہے باین طور کہ نون رفع اور نون وقایہ کا ادغام کر دیا اور ایک قرأۃ مین تخفیف نون ہے باین طور کہ ایک نون حذف ہوا پس نحویون کے نزدیک نون رفع حذف ہوا اور فراء رحمہم اللہ کے نزدیک نون وقایہ حذف ہوا کیونکہ حذف نون رفع مع بقاء نون وقایہ خلاف اصل ہے اور کیونکہ حذف نون رفع بدون ناصب و جازم کے حذف علامت ہے پس جائز نہین۔ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖ ضمیر بہ راجع بموصول ہے اور مراد اس سے بت ہین (یعنی جن بتون سے تم شرک کرتے ہو مین اُن سے خوف نہین کرتا) کہ مجھے کوئی برائی پہونچائین گے کیونکہ بتون کو کچھ قدرت نہین ہے اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ۔ لیکن اگر میرا پروردگار چاہے کہ مجھے کوئی برائی پہونچے تو وہ پہونچے گی۔ پس استثناء بمعنی لکن ہے۔ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۔ اے وسیع علمہ کل شی۔ ہر شئے کو میرے رب کا علم وسیع ہے۔ علماً تمیز ہے جو فاعل سے محول کر کے تمیز کرائی گئی ہے۔ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۔ کیا تم یہ نصیحت نہین سمجھتے کہ ایمان لاؤ۔ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ ۔ مین کیونکر ایسی چیز سے خوف کرون جس سے تم نے شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔ حالانکہ نہ اس سے ضرر پہونچنا ممکن اور نہ نفع وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ باللہ تعالیٰ سے اس بات سے کہ۔ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۔ اے لم ینزل بہا وحیا حجۃ و برہانا۔ نہین نازل کی اس چیز کی عبادت کرنے کیلئے کوئی حجت و برہان۔ ف پھر تم اس غیر کی عبادت کرنے مین اللہ تعالیٰ سے نہین ڈرتے حالانکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۔ پھر دونون فریق مین سے کون امن نجات کا حقدار ہے۔ ف ہم کہ تم یعنی ہم لوگ توحید کرنے والے یا تم لوگ شرک کرنے والے۔ اور یہ اچھے اسلوب سے نصیحت ہے جیسے رسوم بدعات کے بارہ مین بعضے علماء بدعت حسنہ کے قائل ہین اور بعضے علماء قائل ہین کہ نہین جائز ہے پس احتیاط والون نے کہا کہ اگر جواز کا قول حق ہوا تو مستحب کا ثواب ملیگا اور اگر عدم جواز کا قول صحیح ہوا تو عذاب ہوگا لہذا امن کا طریقہ یہ ہے کہ (مثلاً) وعظ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و معجزات سنے اور اردو مین کتابین دیکھے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے جسکی فضیلت کلام اللہ تعالیٰ و احادیث صحیحہ سے بہت کچھ ثابت بلکہ ہر وظیفہ و ہر ثواب کے فضل سے یہ اعلیٰ و اولیٰ ہے واللہ الموفق۔ بالجملہ کافرون کو نصیحت کی کہ تم بغیر دلیل علم کے اپنے وہم سے شریک بنانے والے نڈر ہو یا ہم لوگ توحید الٰہی سے ڈرنیوالے۔ کون مستحق امن ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ اگر تم جانتے ہو کہ امن کا کون سزاوار ہے تو اسی پر عمل کرو یعنی وہ فریق ہم ہین توحید کرنیوالے اور شرک سے بیزار ہونیوالے پس تم

Marfat.com

ہماری پیروی کرو اور ایمان لاؤ۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ۔ شرک یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک سے نہیں ملایا تو انھیں کے واسطے امن ہے۔ اور حدیث بخاری و مسلم میں آنحضرت صلعم نے ظلم کی تفسیر شرک سے بیان فرمائی ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوا کہ ایمان لانیوالا ایسے افعال اگر کرے جو شرک ہیں تو وہ مشرک ہو گیا پس اسلام و توحید یہ ہے کہ خلط نکرے وقد قال تعالیٰ وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون۔ اور جو شرک نہیں کرتے یہاں ان کی تعریف کی کہ جو لوگ ایمان لائے اور پھر ایمان کو شرک سے خلط کر کے مشرک نہیں ہوئے تو۔ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ اُن کیلئے امن ہے یعنی عذاب سے امن ہے وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ اور وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں ہدایت پائے ہوئے ہیں اور ظلم کی تفسیر شرک سے کما فی قولہ ان الشرک لظلم عظیم ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم مانند ابوبکر الصدیق و عمر بن الخطاب و حذیفہ و سلمان فارسی و ابی بن کعب و ابن عباس رضی اللہ عنہم سے صحیح ہوئی اور جماعت کثیر تابعین رحمہم اللہ سے یہی تفسیر مروی ہے پس زمخشری نے جو کشاف میں اس سے انکار کیا اور کہا کہ لفظ لبس اس سے مانع ہے کہ ظلم کی تفسیر شرک سے کی جاوے یہ زمخشری کا ظلم باطل ہے درحقیقت یہ بیچارہ علم حدیث سے بیخبر اپنے اعتزال کی بیماری میں گرفتار رہا اور تفصیل یہ کہ معتزلہ نے کہا کہ ظلم سے مراد یہاں گناہ ہے اور شرک مراد نہیں کیونکہ ایمان و شرک کے خلط سے دونوں کا اجتماع لازم آتا ہے حالانکہ دونوں ضدیں جمع نہیں ہوتے ہیں جواب یہ کہ خلط کر کے شرک ہی رہ جاتا ہے علاوہ برین یہ اعتراض درحقیقت خود معتزلہ پر وارد ہوتا ہے کہ تمھارے نزدیک جیسے ایمان و شرک جمع نہیں ہوتے ویسے ہی ایمان و گناہ جمع نہیں ہوتے ہیں کیونکہ معتزلہ کے نزدیک گناہ کبیرہ والا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے پس ایمان تو فعل طاعات و اجتناب معاصی کا نام ہے پس مرتکب کبیرہ گناہ کا تمھارے نزدیک مومن نہ ہوگا پھر تم یہاں گناہ سے کیونکر تفسیر کر سکتے ہو۔ وَتِلْکَ حُجَّتُنَآ۔ اسمیں تلک مبتدا ہے اور وہ مبدل ہو کر حجتنا بدل سے ملکر مبتدا ہوا اور یہ ارجح قول ہے۔ اور مراد حجت سے وہ حجت ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کواکب کے غروب و غائب ہونے وغیرہ سے قائم کر دی اور مبتدا مذکور کی خبر آیندہ ہے۔ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ۔ اے ارشدناہ حجۃ علی قومہ المعنی اور یہ برہان نفیس ہماری دی ہوئی حجت ہم نے ابراہیمؑ کو اسکی راہ بتادی تاکہ اپنی قوم پر حجت قائم کرے۔ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ہم جسکو چاہتے ہیں مراتب میں بلند کرتے ہیں (یا) ہم جسکے درجات چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں ف درجات کو اکثر قراء کے قرأت میں اضافت ہے ای درجاتِ من۔ بدون تنوین کے اور کوفیوں کی قرار میں درجات کو تنوین ہے۔ اور وہ تمیز واقع ہے اور من مفعول ہے اور بنا بر قرأۃ اول کے درجات مفعول ہے۔ حاصل آنکہ علم معرفت و حکمت الٰہیہ سے ہم جسکا درجہ چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں اور جسکا نہیں چاہتے نہیں بلند کرتے۔ پس اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے اسپر کچھ بھی واجب نہیں جیسے معتزلہ بیوقوف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جو بہت بہتر ہو بندے کیواسطے وہ واجب ہے حالانکہ اس آیت کریمہ سے رد ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے پس ابراہیمؑ کو یہ تمام فضل علم و حکمت دیا کہ حجت قائم کی اور اُن کی قوم کے سیکڑوں مشرک رہے ان کو یہ ہدایت نہ ہوئی کیونکہ حکمت بالغہ حضرت الٰہی میں بھی مشیت تھی اسیواسطے فرمایا۔ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ یعنی تیرا پروردگار ہر کام میں حکمت والا دانا ہے فی العرائس قولہ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم یعنی جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو وصف معرفت و توحید سے پہچانا اور حوادث و مخلوقات سے استدلال کر کے نہیں پہچانا اور مقام مشاہدہ میں درجۂ عبودیت سے تجاوز نہیں کیا اور احکام ربوبیت میں پڑ کر اسکے حسن و تجلی سے انانیت کا دم نہیں مارا کیونکہ عارف جب مشاہدہ میں مقام عبودیت میں ثابت قدم رہا تو وہ صحو و تمکین میں ہے اور یہ انتہار درجہ معرفت ہے

Marfat.com

اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہی کہ اللہ لا الہ الا اللہ کی توحید مین انا العبد مین بندہ مخلوق ہون مطیع رہے قال المترجم لیکن واضح رہی کہ خودی سے فانی ہونے کے ساتھ ظہور احکام ربوبیت ہونے مین یہ مقام آسان نہین ہی جسکو اللہ تعالی دیوے اور یہی بھید ہی کہ قیامت مین جب ظہور عظمت و جلال کے ساتھ حضرت عیسی کو خطاب ہوگا کہ بھلا تونے ان لوگون سے کہدیا کہ مجکو اور میری مان کو معبود بنالو تو وہ کانپتے ہوے اس سے بالکل بیزاری کرینگے اور اوتعالی کی حمد و ثنا کرینگے بخوف آنکہ شاید مقام سکر و تلوین مین کوئی چوک زبان سے بیخبری مین نکلے اور اللہ تعالی جل جلالہ علیم و خبیر ہے حالانکہ اُن سے ایسی خطا نہین ہوئی ہے۔ قال الشیخ اور اگر نور ربوبیت کے ادراک سے انانیت مین پڑگیا تو وہ سکر و تلوین مین رہا اور یہ مقام اضطراب ہی درجہ معرفت تک نہین پہونچتا جیسے بعض نے انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی۔ اپنی زبان سے بیخودی مین نکالا اگرچہ معذور ہین ولیکن یہ ظلم ہے اور ظلم یہی ہے کہ کسی چیز کو اپنی جگہ سے دوسری جگہ رکھے پس جو شخص کہ مشاہدہ مین اپنے بندہ ہونے پر رہا اسکو اللہ تعالی توحید و معرفت خاصہ سے نگاہ رکھتا ہی اور اسکو موت کی سی تکلیف سکر و تلوین کی نہین پہونچتی کما قال تعالی اولئک لہم الامن وہم مہتدون یعنی اُسی کے ساتھ اُسکی طرف ہدایت پائے ہوئے ہین اور نیز آیت مین اشارہ ایسے بندون کی طرف ہی جو مشاہدہ کی حالت مین جہان کی کسی چیز کی طرف رجوع نہین کرتے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بقولہ ما زاغ البصر وما طغی۔ وصف فرمایا کیونکہ جو مقام قرب مین کسی غیر کی طرف ملتفت ہوا اگرچہ جنت الفردوس کیون نہ ہو وہ حقائق توحید مین مشرک ہی۔ پس جو اس طرح مشرک نہ ہوا یہ اس کی تعریف ہی کہ اولئک لہم الامن۔ کیونکہ جب تک حدوثیت کا کوئی وصف باقی ہے تب تک امن نہین اور کیونکر ہوگا کہ وہ عبودیت کے رقیت مین پڑا ہوا اپنے نفس کو پہچانتا ہے اور حق تعالی کو وصف قدم و بقاء و قہر و جبروت سے پہچانتا ہی قال اللہ تعالی لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون جب اس نے اللہ تعالی سبحانہ کو بوصف محبت و عشق و شوق دیکھا اور قرب حاصل ہوا اور صفات حق عزوجل سے متصف ہوا تو اوائل امن سے پاتا ہی کیونکہ صفت قدم مین خوف و امید کا نشان نہین ہی وہان تو جنت قرب و وصل ہے اور وہ لوگ خالص بندے قہر کی تجلیون سے بالکل امن مین اور جب تک متصف بصفات الٰہی ہین مہتدون ہین اگرچہ پوشیدہ مکر کے دقائق سے اللہ عزوجل کے مناقشہ سے چشم پوشی کئے ہوئے ہون۔ ابن طاہر نے کہا کہ قولہ تعالی ولم یلبسوا ایمانہم بظلم۔ اسمین داخل ہی کہ کسی دکھ و مصیبت و خوشی و ناخوشی مین ان کی نظر سوائے اللہ تعالی کے کسی اور پر نہین پڑی۔ اولئک لہم الامن۔ ہر طرح کی کفایت ان کی اوتعالی جل جلالہ کی عنایت و تقدیر پر ہی وہم مہتدون۔ انکا مرجع ہر حال مین اللہ تعالی ہی کی طرف ہی پس وہ رائے پلٹے ہوئے ہین۔ بھٹکے نہین ہین۔ قال الاستاذ رح یعنی جو لوگ اللہ تعالی کی طرف جھکے پھر کسی غیر کی طرف نہین رجوع ہوئے قولہ تعالی نرفع درجت من نشاء۔ درجات چند چیزین ہین معرفت کے مقامات اور محبت کے حالات اور معاملت کے کرامات اور یہ سب خود ہی اوتعالی کی طرف راہ ہین پھر جب بندہ واصل ہوا اور خود فنا ہوکر اس پاک کی بقاء لازوال سے باقی ہوا تو وہان کچھ درجات جنت وغیرہ نہین بلکہ وہان شان معرفت کے درجات ہین وہان عارفین و موحدین کے لئے ازل و ابد مین سیر ہے جس کی انتہا نہین بلکہ وہان انتہا و لا انتہاء کسی کو دخل نہین قال اشارہ ہے کہ مریدین مین سے ہم جس کے درجات چاہتے ہین بلند کرتے ہین پس اسکو واصل کرتے اور وصول مین ان درجات سے سیر عرفان ہے اور نیز درجات مین عشق و محبت و شوق کے درجہ ہین اور نیز درجات مین صفاء سر باطن و صحت نیت ہی اور نیز اخلاق پاکیزہ ہین اور بعض نے کہا کہ پر تو علم الٰہی و فہم حکمت از و تعالی ہی۔ قال المترجم حضرت ابراہیم علیہ السلام جب خلوص باطن سے بندہ حنیف ہوئے۔ اللہ تعالی نے

Marfat.com

اعلیٰ درجات علم و حکمت دیئے اور مزید بران یہ کہ اولاد صالح دی۔

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ

اور اُس کو بخشا ہم نے اسحٰق اور یعقوب سب کو ہدایت دی اور نوح کو ہدایت دی ان سب سے پہلے اور اسکی اولاد مین

دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم یون بدلا دیتے ہین نیک کام والون کو

وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہین نیکبختون مین اور اسمٰعیل اور الیسع

وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

اور یونس اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والون پر اور بعضون کو اُن کے باپ دادون اور اولاد مین

وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ

اور بھائیون مین اور اُن کو ہم نے پسند کیا اور راہ سیدھی چلایا

هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ

اللہ کی ہدایت ہے اُس پر راہ دے جسکو چاہے اپنے بندون مین اور اگر وہ لوگ شرک کرتے البتہ ضائع ہوتا

مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ

جو کچھ کیا تھا وہ لوگ تھے جنکو دی ہم نے کتاب اور شریعت اور نبوت

فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ

پھر اگر ان باتون کو نہ مانے یہ لوگ تو ہم نے ان پر مقرر کئے ہین وہ شخص کہ وہ نہین اُن سے منکر وہ لوگ تھے

الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

جنکو ہدایت دی اللہ نے سو تو چل اُن کی راہ تو کہہ مین نہین مانگتا تم سے اسپر کچھ مزدوری

ع ۱۰ ۸ ۱۶

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۝

یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگون کو

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اور ہم نے ابراہیم کو ہبہ کیا اسحٰق اور یعقوب یعنی پسر اسحاق کو۔ پس یعقوب علیہ السلام پوتے حضرت ابراہیم کے تھے۔ كُلًّا هَدَيْنَا ہم نے ان مین سے ہر ایک کو ہدایت دی اور یہ ہدایت خاص لائق شان نبوت ہے جو کرم و فضل سے عطا فرمائی تھی۔ شیخ ابن کثیرؒ نے یہان قصہ بشارت مطول ذکر کیا اور خود کلام مجید مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا جس کا ملخص یہ ہے کہ ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے واسطے تمام قوم عزیزون قریبون کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اولاد صالح عطا فرمائین اور دنیا و دین مین انکو بزرگ و نیک نام کیا اور عجیب قدرت دکھلائی کہ خود بالکل بوڑھے تھے اور سارہ رضی اللہ عنہا آپ کی بیوی بہت بوڑھی تھین کہ جس عمر مین اولاد کی اُمید نہین ہوتی پس بشارت دی اسحاق بیٹے کی اور جب ان دونون نے شکریہ کیا اور عجیب رحمت جانی تو اسحاق کے بیٹے

Marfat.com

یعقوب کی بھی اُسیوقت بشارت دی یعنی حضرت ابراہیمؑ کی زندگی مین بیٹا و پوتا ہوے اور بشارت کو پورا کیا کہ ہر ایک نبی ہوگا اور فرمایا اوتعالیٰ نے وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب الآیۃ - نہایت اکمل بشارت ہی کہ نبوت و کتاب کو انھین کی اولاد مین کر دیا اور یہی حضرت نوح علیہ السلام کے اوپر فضل تھا چنانچہ فرمایا ولقد ارسلنا نوحا و ابراہیم وجعلنا فی ذریتہما النبوۃ والکتاب الآیۃ - پس ذریت ابراہیمؑ در اصل ذریت نوح علیہ السلام ہین پس نوح کی تمام ذریات مین سے نبوت و کتاب حضرت ابراہیمؑ و ان کی ذریات مین مخصوص ہوئی گویا پہلا انعام حضرت نوح علیہ السلام پر ہوا اسی واسطے فرمایا ۔ وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ - اور نوح کو ہم ہدایت کر چکے پہلے سے یعنی قبل ابراہیم کے - پس نوح کی ذریت مین نبوت و کتاب ہونا حضرت ابراہیم کی تخصیص سے ظاہر ہوا کہ منجملہ تمام ذریات کے اُس گروہ خاص مین مراد تھا - اسیواسطے علمار نے مرجع ضمیر دونون طرف جائز سمجھا فی قولہ - وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ - یعنی ذریت نوح سے بسبب آنکہ مرجع قریب ہی مذکور ہین اور بعض نے حضرت ابراہیم کو مرجع قرار دیا کیونکہ اُن کے ذکر ہونے سے ہی سمجھا جاتا ہی کہ جو انبیار ما بعد مذکور ہین مراد یہ کہ ذریت ابراہیمؑ ہین یعنی - داؤدَ وسلیمٰنَ اور یہ دونون نبوت و بادشاہت کے جامع تھے - وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ - یعنی یوسف بن یعقوب - وَمُوسَىٰ وَهَارُونَ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ اور جیسے ہم نے ان خالص بندون کو نیک بدلا دیا ایسے ہی ہم نیکوکار بندون کو بدلا دیتے ہین - قال ابن کثیرؒ قولہ ومن ذریتہ داؤد اسمین ضمیر اگر نوح علیہ السلام کی طرف راجع ہو کیونکہ ابراہیمؑ و نوح ہر دو مرجع مین سے نوح ہی اقرب مذکور ہین تو یہ ظاہر ہے اور اسمین کچھ اشکال بھی نہین اور یہی شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور اگر ابراہیم کی طرف راجع ہو کیونکہ سیاق کلام انھین کی شان مین ہی تو بہتر ہے لیکن یہ اشکال ہی کہ آگے لوط علیہ السلام مذکور ہین اور لوط بن ہاران بن آزر - یعنی ابراہیم کے بھتیجے ہین اُن کو ذریت مین شمار کیا اور جواب یہ ہو سکتا ہی کہ تغلیبًا شامل کیا جیسے اسمعیل کو یعقوب کے آبار مین شمار کیا فی قولہ قالوا نعبد الٰہک وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ الآیۃ - اور بھتیجا برابر بیٹے کے ہی - وَزَكَرِيَّا وَاسکا بیٹا يَحْيَىٰ وَعِيسَىٰ بیٹا مریم رضی اللہ عنہا کا وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِّنَ الصَّالِحِينَ - ای کل واحد منہم من الصالحین - ہر ایک انمین سے صالحین بندون سے ہی - واضح ہو کہ یہان ان انبیار علیہم السلام کو باعتبار زمانہ کے ترتیب وار نہین بیان فرمایا بلکہ معنوی حکمت ہی کہ اسکو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اسمین بحث کرنا بیفائدہ ہی پس داؤد بن عیشا بعد موسیٰ علیہ السلام کے ہوئے ہین اور معالم مین جو بنی اسرائیل کی روایت لکھی کہ اُن کا حلیہ پست قد و زرد چہرہ تھے یہ یہودیون کا بہتان محض غلط ہی بلکہ خوبصورت تھے کیونکہ اُن کی خوبصورتی سے حضرت آدم علیہ السلام نے اُنکو چالیس سال اپنی عمر سے عطا کی کما صح فی الروایۃ - اور ایوب بن اموص بن رازح بن روم بن عیص بن اسحاق علیہم السلام ہین - موسیٰ بن عمران بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب - اور ہارون حضرت موسیٰ کے بھائی ایک سال بڑے تھے اور زکریا بن اذن بن برکیا - اور عیسیٰ بن مریم بنت عمران اور یہ عمران وہ نہین جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے بلکہ اُن کے نام پر تبرکًا نام رکھا تھا اور محمد بن کعب نے کہا کہ مامون اور چچا بھی والد کے حکم مین ہی چنانچہ لوط کو ذریۃ ابراہیمؑ مین شمار کیا اور عیسیٰؑ کو ذریت مین شمار کیا حالانکہ انکا کوئی باپ نہ تھا فقط ماں کے رشتہ سے نانا کی ذریت ہوئے عبد الملک بن عمیر سے روایت ہی کہ یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ حجاج ثقفی ظالم کے پاس گئے اور حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا ذکر آیا تو حجاج بولا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت مین سے نہ تھے تو یحییٰ بن یعمرؒ نے کہا کہ تو نے جھوٹ کہا - حجاج بولا کہ تم اپنے قول پر کوئی دلیل لاؤ - یحییٰ نے یہی آیت قولہ ومن ذریتہ سے عیسیٰ تک پڑھی پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے منسب سے حضرت ابراہیم کی ذریت مین سے ہین تو حجاج نے اقرار کیا کہ تم سچے ہو

Marfat.com

رواہ ابو الشیخ والحاکم والبیہقی وقد رواہ ابن ابی حاتم عن ابی حرب بن ابی الاسود۔ اور لفظ یہ ہین کہ حجاج نے یحییٰ بن یعمر کے پاس آدمی بھیجا کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ تو گمان کرتا ہے کہ حسنؓ و حسینؓ دونون آنحضرت صلعم کی ذریت ہین اور تو اس بات کو قرآن سے پاتا ہے حالانکہ مین نے قرآن کو اول سے آخر تک پڑھا ہین نہ پایا تو یحییٰ نے کہا کہ کیا تو نے سورۂ انعام نہین پڑھی ثم ذکر بنحو ما سبق مفسر رحمہ اللہ نے لکھا کہ عیسیٰؑ کے ذریہ مین شمار کرنے سے یہ حکم نکلا کہ ذریت کا لفظ بیٹیون کی اولاد کو بھی شامل ہے۔ قال الحافظ۔ اگر کسی شخص نے اپنی ذریت کیواسطے وصیت کی یا ذریت پر کوئی ملک وقف کی یا ذریت کو کچھ ہبہ کیا یعنی یون کہا کہ مین نے یہ گاؤن مثلاً اپنی ذریت پر وقف کیا یا ان کیلئے وصیت کیا یا انکو ہبہ کیا تو اسکی ذریت مین دخترون کی اولاد بھی شامل ہوگی کیونکہ ذریت کا لفظ اولاد دختر کو شامل ہوتا ہے اور اگر کہا کہ وقفت علی بنی۔ وقف کیا مین نے اپنے بیٹون پر تو یہ خاص اسکے نطفہ کے بیٹے اور پوتون کو شامل ہوگا اور نواسیون کو شامل نہ ہوگا اور دیگر علمائے کہا کہ نواسیون کو بھی شامل ہوگا کیونکہ حضرت صلعم نے حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ ابنی ہذا سید۔ یہ بیٹا میرا سید ہے الی آخر الحدیث ملی فی صحیح البخاری۔ دیگر علماء نے کہا کہ یہ پیار سے مجاز ہے بمعنی ذریت و اولاد کے۔ قال المترجم اور اولاد کا لفظ یا اقارب کا لفظ کہنے وغیرہ کے تمام مسائل ترجمہ عالمگیری یہ کتاب الوقف مین تلاش کرو۔ ومن اللہ تعالیٰ التوفیق الیاس مین اختلاف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہوا کہ وہ ادریس ہین اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ وہ الیاس بن سنا بن فنحاص بن عیزار بن ہارون بن عمران ہین یعنی حضرت موسیٰؑ کے بھائی ہارون کی اولاد مین سے ہین اور یہی صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے الیاس کو نوح کی ذریات مین گنا اور تاریخ نسب بیان کرنیوالے کہتے ہین کہ ادریس حضرت نوح کے اجداد مین سے ہین۔ ضحاکؒ نے کہا کہ الیاس از اولاد اسمعیل ہین اور قتیبی نے کہا کہ وہ یوشع بن نون کے پوتون مین سے ہین۔ اور واضح ہو کہ ان بندون کے صالحین ہدایت یافتہ ہونے کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ پر انعام و احسان قرار دیا کیونکہ بیٹون کی شرافت و بزرگی اپنے باپ دادون سے ملتی ہے۔ واسمٰعیل ابن ابراہیم خلیل علیہما السلام اور انکا ذکر اسوجہ سے مؤخر ہوا کہ پہلے اسحاق کا ذکر بطور موہبت الٰہی عطا ہونے کے ہوا پس انکی تمام اولاد انکے تحت مین مذکور ہو کر پھر اسمعیل علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ والیسع مفسرؒ نے لام زائدہ بیان کیا اور الیسع بن اخطوب بن العجوز ہین اور بعض نے کہا کہ یہی الیاس ہین اور یہ غلط ہے ہر ایک علیحدہ مراد ہے اور وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ یہ الیاس کے مصاحب تھے اور زکریا علیہ السلام سے پہلے تھے اور بعض نے کہا الیسع خضر علیہ السلام ہین۔ ولوطؑ بن متی۔ حدیث صحیح مین آپنے منع فرمایا کہ مجھے یونس بن متی پر فضیلت مت دو۔ ولوطاً ابراہیم کے بھائی ہاران کے بیٹے لوطؑ جو کہ ابراہیم کے ماتحت نبی تھے اور اُن کی قوم پر نافرمانی کا عذاب آیا تھا جسکا قصہ آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا۔ وکلاً فضلنا علی العٰلمین۔ اور ان مین سے ہر ایک کو ہم نے عالمین پر نبوت سے فضیلت دی تھی اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ آپس مین ان مین سے کون کس سے افضل ہے۔ اور اہل فقہ و علم اسمین کلام نہین کرتے ہان دلائل شرعی چونکہ اس بات پر قائم ہوئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین لہذا آپکی افضلیت کو جمہور نے کہا ہے اور جو اسمین اختلاف کرتے ہین اُن کا قول ضعیف اور قابل اعتبار نہین ہے۔ ومن اٰبآئہم وذریتہم واخوانہم یہ عطف ہے کلا پر یا نوحاً پر اور من بیان تبعیض کے واسطے ہے یعنی ان انبیاء علیہم السلام کے باپ و ذریات و بھائیون مین سے بعض کو ہدایت خاصہ عطا ہوئی اور من بیانیہ نہین ہو سکتا کہ کل باپ دادے و جملہ ذریات و برادر مراد ہون کہ ان مین سے بعض کے تو فرزند ہی نہ تھا اور بعض کے اولاد مین بعض کا فرزند ہوا جیسے نوح علیہ السلام کا بیٹا کافر تھا جو غرق ہوا۔ المعنی۔ اور اُن کے آباء و ذریات

Marfat.com

وبرادرون سے ف ہم نے فضیلت دی۔ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ اختر ناہم۔ اور ہم نے ان کو مع ان کے لاحقین کے چھانٹ لیا اور برگزیدہ کرلیا۔ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دیدی ف اسی مقام سے خاص بشر کو خاص ملائکہ پر فضیلت دینے والون نے دلیل پکڑی کیونکہ عالمین پر فضیلت دی تو ملائکہ پر بھی فضیلت ہوئی کیونکہ عالم ماسوائے اللہ تعالےٰ کے سب کو شامل ہی۔ وقال المترجم اس مسئلہ مین گفتگو کرنا بیہودہ کام ہے اور اللہ تعالیٰ دانا ہی کہ اس نے کس کو فضیلت دی ہے حالانکہ اس گفتگو مین ملائکہ کو فضیلت دینے والے لوگ بھی حد سے تجاوز کرتے ہین اور برعکس اس عقائد مین جو اسکا ذکر ہے بلاضرورت ہی واللہ تعالیٰ اعلم۔ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الَّذِيْ ہدوا الیہ۔ یعنی ذلک سے اس دین کی طرف اشارہ ہی جس کی ان کو ہدایت ملگئی تھی اور مترجم کے نزدیک دلی یہ ہی کہ ذلک الہدی المفہوم من ہدینا وفضلنا واجتبینا۔ کہا جاوے یعنی انعامات مذکورہ سابقہ سے جو مفہوم ہی اس کی طرف اشارہ ہے کیونکہ فقط دین واعمال کی طرف اشارہ قرار دینا ایک ادنی مرتبہ ہی اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ یہ ہدایت کس کمال انعام کو شامل تھی پس یہی کہنا چاہیئے کہ المعنی۔ یہ انعام جو اوپر سے مفہوم ہوا هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ یہ ہدایت الٰہی ہی اس سے جسکو اپنے بندون مین سے چاہتا ہے ہدایت فرماتا ہے پس ہدایت بنوت اسکا انعام خاص گروہ انبیاء علیہم السلام پر تھا وہ محض اپنی مشیت وفضل سے عطا ہوا اور دیگر بندون کو ہدایت ملتی ہے جو حق کی پیروی کرین اور راہ سنت پر مستقیم رہین اور باطل و شرک سے بچین بالجملہ شرک نہایت ہی بدتر چیز ہے اس سے جسکو اللہ تعالیٰ نے بچایا اسپر بڑا انعام فرمایا اور یہ بندگان خاص جہان کمال مطیع تھے وہان سب سے پہلے شرک سے بچے تھے۔ چنانچہ فرمایا۔ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور اگر یہ لوگ شرک کرتے تو جو کچھ عمل کرتے تھے وہ خبط ونیست ہوجاتا ف مفسر رحمہ اللہ نے یہان تو شرطیہ کو فرضیہ قرار دیا یعنی اگر بالفرض یہ لوگ کہین کچھ شرک کرتے تو جو کچھ کرتے تھے سب ان سے حبط اور نیست ہوجاتا پس شرک عموماً برباد کردیتا ہی قال المحافظ۔ اسمین شرک کی انتہائی برائی اور اسکے لگاؤ سے انتہائی بچاؤ کا بیان ہی جیسے فرمایا۔ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ الآیۃ۔ یعنی اے محمد تجکو اور تجھ سے پہلے والون سے ہر ایک کو وحی کیگئی کہ اگر تو نے شرک کیا تو قطعاً تیرے عمل نیست ہوجاوینگے۔ ۱۲۔ پھر واضح ہو کہ یہ شرط ہی اور شرط اس بات کو نہین مقتضی ہے کہ اسکا واقع ہونا جائز ہی بلکہ بعض شرط ایسی ہوتی ہے کہ اسکا واقع ہونا جائز نہین بلکہ محال ہوتا ہے جیسے قولہ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔ یعنی کہدے اگر ہوتا الرحمن کے کوئی بیٹا تو مین پہلا عبادت کنندہ ہوتا۔ ۱۲۔ اور فرمایا۔ لو اردنا ان نتخذ لہوا لاتخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین۔ اگر ہم چاہتے کہ اسکو بیہودہ کھیل بنادین تو ہم اپنے یہان بنالیتے۔ ۱۲۔ اور فرمایا کہ لو اراد اللہ ان یتخذ ولدا لاصطفی مما یخلق ما یشاء الآیۃ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ فرزند بناوے تو جو کچھ مخلوق فرماتا ہے اسمین سے جو چاہے چھانٹ لے۔ ۱۲۔ حالانکہ ان کا وقوع جائز نہین محال ہی۔ قال المترجم پس اسطرح قولہ ولو اشرکوا۔ مین یہ جائز نہین کہ شرک ان بندون سے واقع ہووے مسبب اسکے کہ اوتعالیٰ عزوجل نے تقدیر ازل مین ان کو برگزیدہ پاک اعمال کردیا تھا۔ لہذا مفسر سیوطی رح نے بالفرض کے معنی بیان کئے اور یہان سے ظاہر ہوا کہ بالفرض کا لفظ مقدر نہین ہے بلکہ معنی ہی اسکے یہ ہین پس یہ لفظ توضیح کے واسطے ظاہر کردیا ہے العدعلماء بیان نے جو کہا کہ حرف شرط محتمل پر داخل ہوتا ہی اسکے معنی یہ نہین کہ جو امر محتمل ہو اسپر حرف قطعی الوقوع داخل نہ ہوگا اور جو امر واقع ہو تو لازم ہوا اسپر حرف شک نہین داخل ہوگا مثلاً اذا جاءت الشمس اتیتک۔ جب سورج طالع ہوگا تو مین تیرے پاس آؤنگا۔ یہ غیر ممکن ہی پس یہان حرف ان لاؤ اگرچہ محال ہے اور مثلاً ان غربت الشمس اتیتک۔ اگر سورج غروب ہوگا اگرچہ یہ شک غلط ہی

Marfat.com

بلکہ اذا غربت الشمس کہنا چاہیئے پس جس شخص نے یہ زعم کیا کہ حرف شرط جس پر داخل ہو اسکا وقوع محتمل ہوتا ہے تو وہ غلط سمجھا | اُولٰٓئِكَ الموصوفون المذکورون۔ یہ پاک بندے جو مذکور و موصوف ہوئے ہین یہی ہین کہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ جن کو ہم نے دی ہے کتاب ف یعنی آسمانی کتابین عطا فرمائی ہین خواہ باین طور کہ ان پر نازل ہوئی یا ان کے فہم مین ہدایت کے طور پر ملی۔ وَالْحُكْمَ اور حکمت الٰہیہ۔ وَالنُّبُوَّةَ اور نبوت ف اس سے معلوم ہوا کہ کتاب و حکمت و نبوت سب الگ الگ چیزین ہین پس جس شخص نے نبوت کی ماہیت بیان کی اُس نے خطا کی ہان لوازم نبوت کو بیان کر سکتا ہے اور وہ ظاہر ہین۔ فَاِنْ یَّكْفُرْ بِهَا۔ اے بہذہ الثلثۃ۔ پھر اگر کفر کرین اس سے یعنی انھین تینون باتون کتاب و حکم و نبوت سے اور بعض نے فقط نبوت کی طرف ضمیر راجع کی۔ ورجحہ الشیخ الحافظ۔ یعنی اگر ان انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار کرین هٰٓؤُلَآءِ اہل مکہ۔ کذا فسرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما و سعید بن المسیب و الضحاک و قتادہ و السدی و غیر واحد رحمہم اللہ تعالیٰ۔ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا ارصدنا لہا۔ یعنی توکیل بمعنی ارصاد ہے المعنی تو منظور نظر کر دیا ہم نے اسکے ساتھ ایمان لانے کیلئے۔ قَوْمًا لَّیْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِیْنَ ایسی قوم کو جو کچھ بھی اس سے منکر نہین ہین اور بکافرین پر با زائدہ ہے بغرض مزید تاکید کے قال المفسر یہ قوم مہاجرین و انصار صحابہ رضی اللہ عنہم ہین اور اسی کے مانند ابن عباس سے مروی ہے اور بعض نے اس قوم سے ملائکہ مراد لئے اور بعض نے انبیاء مذکورین علیہم السلام مراد لئے اور یہ بعید ہے اور حق یہ ہے کہ جیسے کفر انکار کرنیوالے اولاً تو اہل مکہ تھے مگر ہر انکار کرنیوالا انمین شامل تھا اسیطرح ایمان لانیوالے اولاً تو صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم ہین۔ اور جو اس طرح ایمان لاوے انمین شامل ہے اور ان کی تعیین علم الٰہی مین موجود و معلوم ہے اور اسی کے مانند زید بن اسلم رح سے مروی ہوا۔ قال الشیخ الحافظ یعنی اگر نعمتون سے قریش اہل مکہ مین سے ایک گروہ نے انکار کیا اور نیز دیگر اقوام عرب و عجم و یہود و نصاریٰ نے انکار کیا تو ہم نے اسپر ایمان لانیوالی ایک دوسری قوم منظور نظر فرمائی ہے وہ برابر اسپر ایمان لاویگی یعنی جیسے ازل مین قریش وغیرہ مین سے منکرون کا کفر مقدر کیا اور ایک قوم دیگر کا ایمان مقدر کر دیا اور یہ قوم مہاجرین و انصار ہین اور نیز جو لوگ قیامت تک اسمین ان کے پیرو ہین اسطرح کہ اسمین سے ایک حرف سے بھی انکار نہین کرتے ہین بلکہ قرآن و آیات الٰہی محکم و متشابہ سب پر ایمان لاتے ہین۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ اے ہداہم اللہ تعالیٰ۔ یہی ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ اے بطریقہم من التوحید او الصبر اقتدہ پس تو بھی ان کے طریقہ توحید مین یا کافرون کے ایذاء پر صبر کرنے مین اقتدا کر ف یہ خطاب ہے آنحضرت صلعم کو اور ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کو حکم دیا گیا کہ ان انبیاء علیہم السلام کی ہدی مین اقتدا کرین اور سورہ ص مین سجدہ کرتے تھے۔ رواہ البخاری و النسائی اور اہل علم نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ آنحضرت صلعم جمیع انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین کیونکہ خصائل عمدہ جو انبیا مین متفرق تھے وہ آپ مین مجتمع ہوئے اور مترجم کہتا ہے کہ دلائل افضل ہونے کے دیگر اقوی و احسن ہین اور اس مقام پر جملہ خصائل ہدایت مذکور نہین ہین پس اگر وحی سے معلوم ہوئے تو وہ وحی مستقل ہے ورنہ توحید مین اقتدا ہوگی اور اولیٰ یہ ہے کہ جس طریقہ سے انھون نے لوگون کو ہدایت کی اور نبوت کو پہونچایا اسمین اقتدا کرنیکا حکم ہے تاکہ آنحضرت صلعم غمگین نہ ہون اس امر سے کہ مشرکین نہین مانتے اور ایمان نہین لاتے ہین و دیگر امور مین مانند صبر بر ایذائے کفار مین اقتدا کرین بمانند قولہ فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل یعنی جیسے اولوا العزم رسولون نے صبر کیا ویسے تو بھی صبر کر۔ اور اقتدا کے معنی یہ ہین کہ غیر کے فعل مین موافقت چاہنا۔ پھر اقتدہ۔ بہا سکتہ ہے پس وقف مین یہ ہا آتی ہے اور کوئی اشکال نہین اور رہا وصل مین تو باین طور کہ وصل کو وقف کے بجائے جاری کیا اور حمزہ و کسائی نے وصل کی راہ سے اسکو حذف کیا ہے اور اکثر قراء کے نزدیک اثبات ہے نہ حذف اور بعض نے کہا کہ ضمیر ہے اور

لہ اشارہ ہے کہ اولئک اشارہ بعید کیلئے نہین بلکہ درجہ عالی و مرتبہ بزرگ کے اظہار کیلئے ہے اور اشارہ مین تو یہ لوگ قریب ہین ۱۲م

لہ قولہ وکلنا بہا الوکیل کے معنی یہ کہ وہ قوم ان امور پر ایمان لائے اور اسکے ادائے حقوق کی توفیق دیئے گئے جیسے کوئی شخص کسی کام کی درستی و تعاہد و حفاظت کیلئے وکیل کیا جاتا ہے کذا فی المدارک ۱۲م

عہ یعنی باتباع شکر داؤد ۱۲م

Marfat.com

اور راجح بجانب مصدر ہی یعنی اقتدہ بمعنی اقتدار الاقتدار رہنے۔ قُلْ لاہل مکۃ۔ کہدے یعنی اہل مکہ سے کہدے کہ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ۔ اے علی القرآن۔ نہین مانگتا مین تم سے قرآن کے عوض یا تم کو راہ مستقیم کی طرف دعوت کرنے کے عوض۔ اَجْرًا۔ ان تعطونہ۔ کچھ اُجرت جسکو تم لوگ دیدو۔ بلکہ میرا اجر مجھے میرا پروردگار تعالی عطا فرماویگا پھر بے غرض نصیحت کو قبول کرو۔ اِنْ ھُوَ مَا ہٰذَا الْقُرْاٰن نہین ہی یہ قرآن۔ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْعٰلَمِیْنَ۔ مگر نصیحت واسطے عالمین کے۔ یعنی جن و انسان کے واسطے خواہ اسوقت موجود ہین یا آیندہ قیامت تک پیدا کیے جاوین اور اسمین دلیل ہے کہ آنحضرت صلعم کی بعثت عام تھی کہ جمیع مخلوق جن و انسان کی طرف تھی اور تمام خلائق پر آپکی دعوت اور راہ حق کی طرف ہدایت کرنے کو ماننا فرض ہی اور حدیث صحیح مین ہی کہ جس یہودی و نصرانی نے مجھے سنا اور میری دعوت اسکو پہونچی پھر وہ ایمان نہ لایا تو کافر مریگا اور مسئلہ معروف ہی اسمین اختلاف نہین ہان بعض نے کہا کہ ملائکہ بھی آپ کی بعثت مین داخل ہین اور اسمین اختلاف ہی اور دلیل یہی لفظ عالمین ہی جو مستغرق جمیع عوالم کو ہے جسمین سے ملائکہ بھی ہین فافہم واللہ اعلم۔ فی العرائس قولہ واجتبیناہم وہدیناہم۔ اپنی معرفت کیواسطے ان لوگون کو ازل ہی مین قبل ان کے ایجاد کرنے کے برگزیدہ فرمایا اور بعد ایجاد کے اپنے مشاہدہ کی ہدایت فرمائی کیونکہ استقامت ہر عارف کی درجہ مشاہدہ مین یون ہے کہ اس عارف مین خطرات نہ آوین اور بشریات یعنی بشریت کے مقتضیات سے مضطرب نہو اور جنید رح نے فرمایا کہ ہم نے اُن کو اپنے واسطے خالص کیا اور اپنی درگاہ کے واسطے ان کو ادب دیا اور تمام عالم سے منہ موڑ کر صرف او تعالی کی طرف توجہ لانے کی ہدایت فرمائی۔ قولہ تعالی اولئک الذین ہدی اللہ او تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم کیا کہ آداب شریعت و طریقت مین انبیائے سابقین کی اقتدا کرین کیونکہ اس مقام مین وسائط کی منزلین ہین پھر جب آنحضرت صلعم بالکل واصل و کامل ہوگئے تو پھر حکم کیا کہ درمیان سے واسطے سب ساقط کیے چنانچہ فرمایا قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی الآیۃ۔ کہدے کہ مین تو اسی کی پیروی کرتا ہون جو میرے پروردگار سے مجھے وحی کیا گیا کیا تو یہ نہین دیکھتا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب توریت پڑھتے ہوئے آئے تو انکو جھڑکا اور فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتا تو اسکو کوئی گنجائش نہ ہوتی سوائے اس بات کے کہ میری پیروی کرے قال المترجم علماء تفسیر نے بھی لکھا کہ جن امور مین آپ پر کوئی نص وحی نہین آئی اسمین آپ کو انبیاء سابقین کی شرع پر عمل کرنے کا حکم تھا لہذا علمائے کہا کہ انبیاء سابقین کی شرع جو منسوخ نہ ہوا سپر ہم کو عمل کرنا چاہیے ہی اور مترجم اس بحث کو پہلے ذکر کر چکا ہے فتذکر۔ قال الشیخ اور نیز قولہ اولئک الذین ہدی اللہ کے یہ معنی ہین کہ ان کو عرفان کا مرتبہ عنایت کیا اور حقائق کے آداب انکو سکھلائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اپنی امت کو اپنی شریعت کے اقتداء کا حکم دین اور یہ شریعت وہی انبیاء سابقین کی شریعت ہی چنانچہ او تعالی نے فرمایا۔ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا الآیۃ۔ واسطی رح نے اس آیت مین کہا کہ او تعالی نے ان انبیا علیہم السلام کو اپنی ذات سے ہدایت کی اور اپنی صفات سے پاکیزہ کیا اور مطالبہ عوض و غرض سب اُن سے ساقط کر دی اور اُن کے اسرار باطنی مین اشارات حقائق کو بھر دیا۔ اس آیت سے بعض نے اشارہ کیا کہ آدمی کی ارادت پوری نہین ہوتی جب تک کہ پیشواؤن سے نہ لیوے اور اُن کی نظر کی برکتین حاصل نہ کرے۔ بھلا تو نہین دیکھتا کہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونون وزیرون سے نظر برکت کا حکم دیا کہ فرمایا۔ اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی تم لوگ اقتدا کرو دونون سے جو میرے بعد راہ شریعت کو برتین وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہین پس ایسے ہی شخص کی اقتدا صحیح ہی جو پیشواؤن کے طریقہ پر ہو اور انکی برکتون نے اسمین اثر کیا ہو تو غور سے دیکھ کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ بشارت اسکو جسنے مجھے دیکھا یعنی جسمین میرے دیدار نظر نے اثر کیا ہے۔ فافہم

Marfat.com

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ

اور انھون نے نہین پہچانا اللہ کو جیسا چاہیے تھا جب کہنے لگے اللہ نے اتارا نہین کسی آدمی پر کچھ بھی تو کہہ کس نے اتاری

الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ

وہ کتاب جو لایا موسیٰ روشنی اور ہدایت لوگون کی جسکو تم نے ورق ورق کر رکھا

تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ۭ قُلِ

دکھاتے ہو اور چھپاتے ہو بہت سی اور تم کو سکھایا جو نہ جانتے تھے تم نہ تمھارے باپ دادے کہہ

اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ ۝ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ

اللہ نے اتاری پھر چھوڑ دے ان کو اپنی بک بک میں کھیلا کریں اور یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے اتاری

مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

برکت کی سچ بتانی اپنے اگلی کو اور تاکہ ڈراوے اصل بستی کو اور اس کے پاس

حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝

والوں کو اور جن کو یقین ہے آخرت کا وہ اسکو مانتے ہین اور وہ ہین اپنی نماز سے خبردار

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ ہم نے تین تعظیم کی اللہ تعالیٰ کی جیسا اسکی عظمت کا حق ہے ف کذا روی عن ابن عباس رض اور یا یہ معنی

کہ نہین پہچانا اللہ تعالیٰ کو جیسا اسکے پہچاننے کا۔ حاصل انکہ جس تعظیم تو اُس سے بڑھکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندہ پر کتاب اُتاری کیونکہ

یہ تو ادنیٰ بات ہر اوسا د تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور بنا بر معنی دوم کے حاصل آنکہ اللہ تعالیٰ کا لطف اور اسکی رحمت اپنے بندون

پر بہت ہر ازانجملہ کتاب بھی نازل فرمائی اور رسول بھی بھیجے مگر ان لوگون نے اسکی معرفت نہ پہچانی۔ اِذْ قَالُوْا۔ جبکہ کہا ان لوگون نے

نبی صلعم سے درحالیکہ آپ سے قرآن مجید کے کتاب الٰہی ہونے مین جھگڑتے تھے۔ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ من اردہ

بغرض تاکید وشمول نفی ہے یعنی نہین اُتاری اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ چیز۔ قال المفسرؒ یہ لوگ یہودی تھے کہ قرآن مجید سے

انکار کرنے مین کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نہین اُتارا۔ ابن عباس سے روایت ہر کہ یہود نے کہا کہ اے محمدؐ آپ پر اللہ تعالیٰ

نے کتاب اُتاری ہے آپ نے فرمایا کہ ہان تو بولے خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی کتاب نہین اُتاری۔ سدیؒ نے کہا کہ یہ

فنحاص یہودی نے کہا تھا اور عکرمہؒ سے مروی ہے کہ مالک بن الصیف یہودی نے کہا اور اسی کے مانند سعید بن جبیر سے مروی ہے۔ شاید

ان یہودیون نے عوام کو شک ڈالنے کیلئے اس طرح بے ایمانی سے قسم کھائی۔ بالجملہ یہ آیت اس صورت مین مدنیہ ہوگی کیونکہ یہود

تو مدینہ مین تھے یا اتفاق سے مکہ مین گئے ہون اور یہ سورۂ مکیہ ہے۔ قال الحافظ ابن کثیرؒ قولہ وما قدروا اللہ حق قدرہ۔ نہین تعظیم کی

اللہ تعالےٰ کے حق تعظیم جبکہ اُنھون نے رسول سے انکار کیا جسکو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ہدایت کو بھیجا۔ ابن عباس و مجاہد و عبد

بن کثیر نے فرمایا کہ نزول آیت کا قریش کے حق مین ہر اور ابن جریرؒ نے اسی کو اختیار کیا ہر پھر اختلاف مذکورۂ بالا ذکر کرکے کہا کہ اصح

یہ ہر کہ قریش کے حق مین نزول ہوا کیونکہ یہ سورہ و آیت مکیہ ہر اور نیز یہودی لوگ آسمان سے کتاب نازل کئے جانے سے

منکر نہین ہین ہان قریش و عرب اسے البتہ آنحضرت صلعم سے انکار کرتے اور کہتے کہ یہ تو بشر یعنی آدمی ہین کما فی قولہ قالوا ابعث

اللہ بشرا رسولا الآیۃ - اور ملائکہ کی رسالت مانگتے تھے پس یہان انکا انکار ذکر فرمایا کہ ان مشرکون نے کہا کہ ما انزل اللہ علی بشر من شیٔ
مترجم کہتا ہے کہ واقعہ محتمل ہے اور صورتین سب واقع ہوسکتی ہین اگرچہ سبب نزول مین رائے کو دخل نہین مگر توفیق یون ہوسکتی ہے
کہ یہود کمبخت نے مکہ مین یا دوسرے مقام پر قریش وغیرہ مشرکین سے ملاقات مین بہکایا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی پر آسمان سے کوئی
کتاب نہین اُتاری ہے وہی مشرکین نے مان کر آنحضرت صلعم سے انکار کیا پس یہود پر رد کرنے مین کفار قریش کا رد ہے کیونکہ قریش
تو اس بات مین یہود کی تصدیق کرنے والے تھے لہذا فرمایا۔ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی۔ ان لوگون سے
کہدے کہ کس نے اُتاری وہ کتاب جسکو لایا موسیٰ۔ ف یعنی توریت پھر کس نے اُتاری۔ بہ مین بار تعدیہ اور ضمیر مفعول بہ ہے
اور اسی سے حال ہے۔ قولہ نُوْرًا وَّهُدًی لِّلنَّاسِ درحالیکہ نور ہے وہ کتاب اور ہدایت ہے لوگون کے لئے یعنی منور وہادی
ہے۔ قال الحافظ یعنی مشکلات حل ہونے اور شبہات کی تاریکی دور ہونے مین اس کتاب سے روشنی لیجاتی تھی۔ اور قریش پر یہ اسوجہ
سے حجت ہے کہ وہ یہود کی تصدیق کرتے کہ موسیٰ علیہ السلام پر توریت اُتری ہے یا ہر شخص اسکو جان گیا ہے انکار نہین کرسکتا اور اگر
نزول دربارۂ یہود ہو تو ان پر الزام ظاہر ہے اور جو مترجم نے توفیق بیان کی اسکے موافق کچھ اشکال نہین کیونکہ یہود کو جھوٹا ثابت
کردیا اور قریش نے انھین جھوٹون وبہتان کرنے والون کی تصدیق کی تھی پس قریش پر بھی رد ہوگیا۔ یہودی اس سے کسی طرح
انکار نہین کرسکتے۔ پھر دوسرا جملہ حالیہ فرمایا۔ بقولہ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ۔ درحالیکہ تم لوگ (یا یہ لوگ) اس کتاب کو اجزائے
متفرقہ بناتے ہو۔ ابوعمر اور ابن کثیرؒ نے یجعلون بیاء تحتانیہ تینون جگہ پڑھا یعنی یجعلون اور یبدونہا اور یخفون۔ سب بیاء تحتانیہ
پڑھے ہین اور باقیون نے یجعلون وغیرہ کو بتاء خطاب پڑھا پس غیبت سے خطاب کی طرف التفات ہوگا جسکے فوائد مین سے
یہ بھی ہے کہ بالمشافہ وخطاب مین جھوٹ بولنے سے شرم کرین اور قراطیس جمع قرطاس بمعنی پارہ پارہ۔ المعنی تم کرتے ہو اس کو
قراطیس مین یا تقدیر کلام آنکہ یجعلونہ ذا قراطیس۔ یعنی اسکو اصلی کتاب مین سے نقل کرکے قراطیس مین لاتے ہو اور اسکو جدا جدا
ٹکڑے اور متفرق اوراق پر لکھتے تاکہ جو انکی مراد ہے وہ پوری ہو کہ تحریف کرین اور تبدیل کرین اور کچھ ظاہر کرین اور جو چاہین
وہ چھپا ڈالین جیسے نبی صلعم کی صفت پوشیدہ کر ڈالی۔ اور یہ اُن لوگون کی مذمت ہے اور یہ لوگ یہود ہین اسی واسطے فرمایا تُبْدُوْنَهَا
یعنی جو کچھ اسمین سے ظاہر کرنا چاہتے وہ ظاہر کرتے ہو (یا ظاہر کرتے ہین) وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا۔ اور اخفا کرتے ہو بہت کو (یا) وے
لوگ اسمین سے بہت اخفا کرتے جیسے نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ۔ پھر واضح ہو کہ بتاء خطاب پڑھنا اولیٰ ہے بقرینہ قولہ وَعُلِّمْتُمْ
مَا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ہے وعلمتم ایہا الیہود من القرآن مالم یعلموا انتم ولا اٰباؤکم من التوراۃ بیان ما التبس علیکم واختلفتم
فیہ۔ اور سکھلائے گئے تم اس کتاب قرآن سے جو محمد صلعم پر نازل ہوئی ہے ایسی باتین جنکو نہین جانا تم نے اور نہ تمھارے باپ
دادون نے توریت مین سے باین طور کہ قرآن مین بیان آگیا اُس چیز کا جو تم پر مشتبہ ہوگئی تھی اور تم اسمین باہم جھگڑتے تھے۔
(السیوطی) اور بعض نے کہا کہ یہ خطاب قریش کو ہے یعنی تم کو قرآن کے اُتارنے سے اگلی وپچھلی وہ خبرین وعلوم سکھلائے جو تم
وتمھارے باپ کوئی نہین جانتے تھے۔ لیکن پوشیدہ نہین کہ استفہام کے تحت مین یہ بھی داخل ہے یعنی کس نے موسیٰ پر کتاب اُتاری
ایسی اور ایسی اور تم نے اس کو اس طرح پارہ پارہ لکھا اور جو تم وتمھارے باپ نہ جانتے تھے وہ سکھلائے گئے پس اگر یہ معنی ہون
کہ قرآن سے سکھلائے گئے تو کسی قدر انتشار ہوتا ہے پس اولیٰ وہ ہے جو بعض نے کہا کہ یہ بطور منت واحسان کے ہے یہود پر

Marfat.com

اور نعمت کی یاد دہانی ہی تاکہ جان بوجھکر جاہلون کو بہکانے سے شرم کرین۔ پھر حضرت صلعم نے حکم دیا کہ ان جھوٹون کو جو انزال کتاب سے انکار کرتے ہین بعد استفہام مذکور کے کہ کس نے توریت موسیٰ پر اُتاری تھی جواب دے بقولہ قُلِ اللّٰہُ اے اللہ تعالیٰ انزلہ۔ رواہ علی بن ابی طلحہ عن ابن عباس یعنی کہدے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اُتارا۔ یعنی یہودی جھوٹے مفتری شرمندہ ہوکر کیا جواب دینگے جواب تو یہی ہی تو خود جواب دیدے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکو اُتارا پس جیسا ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر کتاب اُتاری تو مشرکون و یہودیون کا قول کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نہین اُتارا ہے رد ہوگیا اسلئے کہ سالبہ کلیہ کے غلط ہونے کیواسطے موجبہ جزئیہ کافی ہے۔ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ فِي بَاطِلِهِمْ يَلْعَبُونَ۔ پھر اُن کو اُن کی جہالت و گمراہی اور بہتان و افترا مین چھوڑدے کہ لہو و لعب کرین ف یہان تک کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر و مشیت ہی انمین جاری ہو۔ اور یہ بیان مشیت ہی کہ صریح الزام ان پر عائد ہین و کہتے و جانتے ہین پھر ہدایت نہین پاتے ہین پس بعض نے جو کہا کہ یہ آیت السیف سے منسوخ ہے یہ بعید ہی کہ پھر قرآن مجید کو بیان فرمایا۔ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ایسی کتاب ہی کہ ہم نے اسکو اُتارا مبارک ہی اپنے روبرو والے کی تصدیق کرنے والی ہے یعنی اپنے زمانہ سے پہلے اُتری ہوئی کتابون کی تصدیق کرتی ہی وَلِتُنْذِرَ دو قراءۃ ہین بتا خطاب پس آنحضرت صلعم کو خطاب ہی اور بیا تحتانیہ پس قرآن مجید فاعل ہی اور یہ اپنے ماقبل پر از راہ معنی کے عطف ہی اور حاصل آنکہ یہ قرآن ایک کتاب ہی کہ اسکو ہم نے اُتارا واسطے برکت و اگلی کتابون کی تصدیق کے اور واسطے اس بات کے کہ اسکے ساتھ تو ڈر سُنا وے۔ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ام القری کو یعنی ام القری والون کو اور ان لوگون کو جو اسکے گرد ہین۔ قتادہؓ نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی کہ زمین جب ابتدائے خلقت مین بچھائی گئی تو اسی مقام سے بچھائی گئی اسی واسطے مکہ کو ام القری کہتے ہین کہ تمام شہر و زمین جہان کا وجود ہین سے ہی اور بعض نے اسکو کہا کہ زمین کی ناف ہی۔ بالجملہ ام القری کے گرد والے تمام روئے زمین کے باشندے ہوئے یعنی تمام ان قری والے جنکے وسط مکہ مانند مان کے ہی چنانچہ دوسری آیت مین ہے قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا الآیۃ۔ اور فرمایا۔ تبارک الذی انزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ اور فرمایا۔ لانذرکم بہ ومن بلغ الآیۃ پس یہ وارد نہ ہوگا کہ قولہ لتنذر ام القری۔ سے آنحضرت صلعم کی عموم بعثت نہین ثابت ہوتی ہی۔ کیونکہ من حولہا کے معنے عموم بعثت کے مثبت بیان ہوئے علاوہ برین دیگر نصوص صریحہ مفہر عموم بعثت موجود ہین تو اگر من حولہا سے مضافات مکہ مراد ہون تاہم ایک خاص فضل مین ہوگا کہ آنحضرت صلعم بذات خود انذار کرین اور یہ عموم بعثت کو منافی نہین باین معنی کہ جسکو بواسطہ آپکے بعثت پہونچی اسپر ایمان فرض ہی ورنہ کافر مریگا۔ فافہم۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ جو لوگ آخرت کو حق جانتے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہین ف کیونکہ آخرت کی اور روز جزا و حساب کی جو تصدیق کرتا ہے وہ ڈر سنانے پر متنبہ ہوتا اور اعمال خیر کی رغبت کرتا ہے کیونکہ حیات دنیاوی تو چند روزہ ہے اور لہو لعب بیکار ہی اور یہودیون و نصرانیون کو درحقیقت دار آخرت پر ایمان نہین رہا اسوجہ سے قرآن سے منکر ہین۔ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ اور یہ لوگ اپنی نماز پر محافظت رکھتے ہین ف یعنی عذاب الٰہی کے خوف سے اسکو محفوظ رکھتے ہین۔ قال فی المدارک نماز کی خصوصیت باین معنی کہ وہ دین کے ستون اور اصل اعمال ہی جسنے اسکو نگاہ رکھا وہ ظاہر ہی کہ سب کو نگاہ رکھیگا قال المترجم اور جن لوگون کو نماز پڑھنے سے یہ فیض نہین ہوتا کہ تمام بُری باتون کو چھوڑین تو اسوجہ سے کہ نماز کو بیدلی سے بدون مطلب سمجھے پڑھتے ہین اور اللہ تعالیٰ کے حضور مین عاجزی اور سر جھکانے

۱۲ سالبہ کلیہ موجبہ جزئیہ مین اسلئے کہ نفی حکم جزئیہ مین ہوئی ہی

کو خیال نہین رکھتے اور سورۂ الحمد مین جو دعا و مناجات ہی اسکو دل سے نہین مانگتے ہین اللھم وفقنا ایای والمسلمین جمیعا وانت ارحم الراحمین
ف فی العرائس قولہ تعالی وما قدروا اللہ حق قدرہ - اس سے خلائق کی ہوس اس بات کی توڑ دی کہ اسکے کنہ قدم کو پا دین
کیونکہ اسکی درگاہ عزت تک پہونچنے مین تو یہ کیفیت ہی کہ وہان حدوث کا اثر و نشان نہین رہتا پھر قدر عظمت و کبریا کو کوئی
کیا جانے ہان معرفت اسکا فضل ہے سو جسکو معرفت نہین وہ قدر کیا کریگا اور معرفت اسکو کیا ہوگی جو اپنے نفس کو تو پہچانتا نہین و
لیکن اپنے نفس کی حقیقت کہان جان سکتا ہے الا اسی صورت سے کہ اسکا خود خالق ہوتا پھر نعوذ باللہ منہ کوئی اور خالق کہان
سے ممکن ہی حضرت باری تعالی کی درگاہ پاک ہی ہر شرک و ضد و ند وغیرہ سے اور اسکی سطوات عظمت مین غیر کا وجود ہی ندارد ہے
سبحان اللہ تعالی وہ پاک پروردگار وحدہ لاشریک ہی وہ اپنی قدر معرفت خود ہی جانتا ہی اسکا ادراک کسی بندۂ مخلوق کی طاقت
نہین یعنی کوئی غیر اسکے جناب مین نہین ہے وہان عقلین حیران ہین کہ غیر متناہی ہی اور قلوب متحیر ہین کہتے ہین کہ غیر محدود ہی کہین
مکان و زمان مین اسکا حلول نہین اسکا علم سب کو محیط ہی وہ پاک ذات منزہ و مقدس ہی کہ زبانین جتنی بے انتہا تعریف کرین وہ اسکی
پاک برترشان مین تھوڑی سی ہے اس کی تعریف و حمد و ثنا وہی خود کر سکتا ہی - اسکا فضل ہے جس بندے کو مقرب فرمایا وہ
عارف کہلایا اور جس حال و بزرگی مین یہ بندہ پہونچا اسکی نظر مین ہفت اقلیم کی سلطنت و بہشت و جنت بلکہ دونون جہان کی نعمت گرد
ہے وہو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم ویعلم ما تکسبون - یہ آیت پڑھو اور اسکی عظمت کیواسطے گردن جھکاؤ سبحانک
اللھم آمنا بک و بما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسین رحمہ اللہ نے کہا کہ اوتعالی پاک پروردگار ہے بھلا کوئی اسکی حق قدر کب جان سکتا ہے
اسی نے اسکو مقدر کیا ہے اور اوصاف قدم سے حوادث کے اوصاف پر ایک پرتو ہے پس اپنی قدر جانتا تو اپنی وسعت بھر قدر الٰہی
ادا کرتا - قال المترجم یعنی فنا ہو جاتا - بعض نے کہا کہ اوتعالی کی قدر نہین پہچانی ورنہ ہر صنع الٰہی کے وارد ہونے پر ان کی روحین
پگھل جاتین اور فنا ہو جاتین قولہ قل اللہ ثم ذرہم یعنی جب کہ واصلین کے اسرار وادی الوہیت مین پڑے اور شوق ہویت
مین ان کی روحین متحیر ہوئین اور سطوات قدرت مین عقلین فنا ہوئین اور تجلی مشاہدہ مین اجسام فنا ہوئے اور موارد تجلی جمال و جلال کے واردات
سے جو ان پر وارد ہوا اسکے مسالک نہین پہچانتے پس تجھ سے پوچھتے ہین اس حیرانی مین کہ ہم کون ہین اور کہان ہین تو زبان ادائے
محبت کہدے اللہ یعنی جسمین تم پڑے ہو یہ دریائے ازل ہی تم اللہ تعالی کی عنایت سے اس معرفت مین پہونچے ہو اور جب وہ لوگ
تجھ سے پوچھین جو قہر الٰہی مین پڑکر حیرت گمراہی مین بھٹکے پھرتے ہین کہ ان کو یہ کہان سے ہی تو کہدے کہ مشیت الٰہی نے تم کو اسمین ڈالا ہے
اور ولی و محبوب ہونا کچھ مجاہدہ سے نہین ہی اور گمراہ ہونا کسی علت پر نہین ہے پھر چھوڑ دے دونون گروہ کو اور تو میری طرف مشغول ہو کیونکہ
جس دل مین اللہ تعالی کی محبت ہو اسکو حوادث و ممکنات سے مشغول ہونا لائق نہین ہے - قال المترجم ہر دو گروہ کی تفسیر جو اشارہ
مین داخل کی مترجم کی سمجھ مین تو جب شاید نہین آئی اور شاید قولہ علمتم مالم تعلموا انتم ولا آباءکم - کی تفسیر مین حضرت قتادہ رح سے مروی ہوا کہ یہ
مشرکون کیواسطے ہی اور حضرت مجاہد سے مروی ہوا کہ یہ مسلمانون کے واسطے ہی پس یہی اشارہ ہی ان دونون گروہ اہل ایمان و ولایت
کے اور اہل قہر و ضلالت کے اسکے حکم مین شامل ہونے کا ذو جہت سے واللہ تعالی اعلم - قال الشیخ اور نیز قولہ قل اللہ - یعنی زبان سے
اللہ کا ذکر کر اور زبان سر باطن سے ایسا نہ ہو کیونکہ مذکور کے سوائے ذکر کی طرف مشغول ہو جانا بندہ کے واسطے پردہ ہی اور نیز جب تبلیغ
رسالت سے فارغ ہو تو ماسوائے حق سے اوتعالی کی طرف متوجہ ہو اور اللہ کہ کہ غیر اللہ کوئی نہ تھا پھر تمام مخلوقات ماسوائے کو چھوڑ دے

Marfat.com

تاکہ زبان باطنی موافق بزبان ظاہر ہو۔ بعض نے کہا کہ خواص کو اس آیت سے دعوت فرمائی کہ ہر چیز سے منقطع ہو کر محض اللہ تعالیٰ کیواسطے بلکہ وہی وہ رہے۔ بعض نے کہا کہ اللہ کا نام پاک سر باطنی مین رکھ اور دہان کے حسب حال ادا کر اور زبان سے چھوڑ دے۔ حکایت ہی کہ ایک شخص نے شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ لا الٰہ الا اللہ نہین کہتے اور اللہ کہتے ہین اسمین کیا بات ہی فرمایا کہ اسکا ضد کہان ہے جس کی نفی کرون پھر زیادہ کہا کہ میری زبان کلمہ انکار پر جاری نہین ہوتی پھر زیادہ کہا کہ مجھے خوف ہی کہ وحشت انکار پر ماخوذ ہو جاؤن پھر اس شخص نے اور زیادہ کی درخواست کی تو پڑھا قولہ تعالیٰ قل اللہ ثم ذرہم پس وہ شخص بیہوش ہو گیا اور اسکی روح نکل گئی پس اس شخص کے وارثون نے شبلی رح پر خون کا دعوی کیا اور خلیفہ کے پاس لیگئے پس خلیفہ نے شبلی رح سے دعوی کا استفسار کیا تو شبلی رح نے کہا کہ ایک روح تھی کہ محبت مین سرشار ہوئی اور بلائی گئی تو قبول کیا پھر میرا کیا قصور ہی پس خلیفہ نے حاجیون کو بلند آواز دی کہ چھوڑ دو اسکا کچھ قصور نہین ہے قال المترجم کمال یقین و کمال محبت ہی کہ لا الٰہ الا اللہ سے توحید ثابت کرنے کیلئے انھین کو حکم ہی کہ آلہہ باطلہ بناتے ہین اور جن کو یقین بڑھتا جاتا ہے وہ کافرون و مشرکون پر تعجب کرتے ہین کہ وہ کوئی اور معبود ہو سکتا ہی نہین پھر کس معبود کی نفی کرین یہان تو فقط ایک اللہ پاک معبود برحق ہی ہان اگر کوئی اور وہم خیال مین آتا ہوتا تو نفی کرتے اسی واسطے شبلی رح نے کہا کہ ضد کہان ہے جس کی نفی کرون حاصل آنکہ اگر بادشاہ کے واسطے کوئی کہے کہ نہایت خوش خلق ہی تو بد خلقی کا تصور ہو سکتا ہی اور اگر کہے کہ بادشاہ ہمارا گدھا یا جانور نہین ہی تو بات اگرچہ سچی ہی لیکن اہل عقل اس سے شرم کرینگے یہی کافرون کے معبودون کا حال ہے کہ وہ معبود ہو ہی نہین سکتے بلکہ ان کے معبود ہونے کا انکار ہی کچھ نہین ہی کیا اُن مین الوہیت کا وہم ہو سکتا ہے ہرگز نہین پھر کیا ان کی الوہیت کی نفی کی جاوے۔ فافہم۔ قولہ وہذا کتاب انزلناہ مبارک الآیۃ یعنی اس کتاب پر وہم کی تہمت بھی نہین ہو سکتی اور مخلوقات اسکے حقائق کو ادراک نہین کر سکتے ہین اور نیز مبارک ہی تجھ پر اور تیری اُمت پر جو صادقین ہین کہ شوق و محبت سے اسکی اتباع کرتے ہین اور یاد و ہیبت کے ساتھ اُسکو سمجھتے ہین جس سے دیدار صفات قدم کے خزانون تک پہونچتے ہین کیونکہ یہ صفت ہی جسکے کلمات تمام صفات کی دلیل ہین جنسے معرفت صفات حاصل ہوتی ہے کیونکہ خزائن صفات کی کنجی ہی اور یہ مبارک ہی کہ ایسے بندے پر جو اسکا عارف اور آسمین نورانی عقل سے غور کرنیوالا ہو جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا کتاب انزلناہ مبارک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولوا الباب۔ اور نیز مبارک ہی باین معنی کہ حبیب کی کتاب حبیب کی طرف ارسال ہی جسمین اسرار قرب و صال ہین اور تشویق بحسن و جمال ہی اور تحذیر از ہجر و فراق ہی اسمین اہل نور و تقوی کے واسطے راز دنیا دی کی باتین ہین اسمین عارفین کے لئے اشارات ہین اور موحدون کے لئے مفرحات ہین اسکے رموز و اسرار چشم اغیار سے محفوظ اور لطائف اسکے چشم غرور سے دور ہین یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی توحید و ثنا و صفت مین سب اگلی کتابون سے موافق ہے کیونکہ سب ایک ہی مصدر سے صدور ہین اور یہ زیادہ جامع و کاشف مقامات ہی بعض نے کہا کہ مبارک ہی اپنے تابعین پر اور اپنے اوپر ایمان لانے والون کے لئے۔ اور ایسی ہی تصدیق و عمل کرنے والون کے لئے اور ایسے ہی اس کے حکم و نہی سمجھنے والون کے لئے اور ایسے ہی حضور دل سے سمجھکر پڑھنے والون کے لئے۔ قال الاستاد۔ حبیب کی کتاب نہایت عزیز ہوتی ہے جس سے غلبہ وجد و حال مین تسکین اور شفا از درد ہجر و فنا رہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ

اور اُس سے ظالم کون افترا جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا کہے مجکو وحی آئی اور اُسکو وحی کچھ نہین

Marfat.com

شَيْءٍ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ

آئی اور جو کہے مین اُتارتا ہون برابر اسکے جو اللہ نے اُتارا اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم ہین

فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ

موت کی بیہوشی مین اور فرشتے ہاتھ کھول رہے ہین کہ نکالو اپنی جان

اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ

آج تم کو جزا ملیگی ذلت کی مار اُس پر کہ کہتے تھے اللہ پر جھوٹھ باتین

وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ

اور اُس کی آیتون سے تکبر کرتے تھے اور تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے ہم نے بنائے تھے

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۗءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا

لی بار اور چھوڑ دیا جو ہم نے اسباب دیا تھا پیٹھ کے پیچھے

نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰۗؤُا ۭ

دیکھتے نہین تمہارے ساتھ سفارش والے جن کو تم بتاتے تھے کہ اُنکا تم مین ساجھا ہے

لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ۝

ٹوٹ گئے تم آپس مین اور جاتے رہے جو دعوے تم کرتے تھے

وَمَنْ اَظْلَمُ۔ اے لا احد اظلم۔ کوئی زیادہ ظالم نہین۔ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ یا دعاء النبوۃ ولم یکن نبیا ایسے شخص سے جس نے بہتان باندھا اللہ تعالی پر۔ باین طور کہ نبوت کا دعوی کیا حالانکہ وہ نبی نہ تھا۔ اَوْ قَالَ عطف خاص بر عام ہے بنا بر قول شیخ ابوحیان کے۔ یا کہا کہ۔ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ۔ مجھے وحی آلہی کی گئی حالانکہ اسکو کچھ وحی نہین کی گئی ہے۔ عکرمہؓ سے ابن جریرؒ نے روایت کیا کہ یہ مسیلمہ کذاب کے حق مین نازل ہوا اور معاطم نے قتادہؓ سے بھی یہی سبب نزول ذکر کیا اور شیخ ابن کثیرؒ نے عکرمہ و قتادہ دونون کا قول ذکر کیا ہے۔ وَمَنْ قَالَ اے ومن قال۔ پس عطف ہے من افتری۔ پر یعنی اور کون اظلم ہے اسلیے جس نے کہا۔ یعنی کوئی اظلم نہین اُس سے جس نے کہا۔ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ۔ کہ مجھ پر اُترنے والا ہے جیسا اللہ تعالے نے محمد صلعم پر اتارا۔ اور یہ ان لوگون نے بیباکی و حماقت سے کہا دیا۔ مطلب اُنکا یہ تھا کہ یہ بنائی باتین ہین ہم چاہین تو ہم بھی بنا لین کما قال تعالی واذا تتلی علیہم آیاتنا قالوا قد سمعنا لو نشاء لقلنا مثل ہذا۔ اور بعض نے کہا کہ یہ شخص عبداللہ بن ابی سرح تھا جو آنحضرت صلعم کی وحی لکھا کرتا تھا جب حضرت صلعم نے قولہ تعالی ثم انشانا خلقا آخر۔ اسکو لکھوایا تو عبداللہ بولا کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ لکھ یون ہی نزول ہوا ہے اور یہ مکر قدم تھا مگر یہ شخص سمجھا کہ اگر محمد سچے ہین تو مجھ پر بھی اُن کے مثل وحی کی گئی بھر آیا کریگی اور اگر یہ جھوٹے ہین تو مین نے اُن کے مثل کہہ لیا پس اسلام سے مرتد ہو کر مشرکون کے پاس ہو پہنچا پھر فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گیا۔ قال المترجم یہ سورہ مکیہ ہے اور قصہ عبداللہ مذکور کا مدینہ مین واقع ہوا تھا ہان خبر غیب ہو سکتا ہے اور عموم کلام مین عبداللہ مذکور کے مانند لوگ بھی شامل ہین لہذا مفسر رحمہ اللہ نے یہی اختیار کیا کہ نزول کے وقت اُسکے مصداق وہی خوض کرنیوالے

ع ۱۱

مفسد لوگ تھے۔ پھر ان سے اظلم لوگون کا حال خراب بیان فرمایا۔ وَلَوْ تَرٰی یا محمد اور اگر اے محمد تو دیکھے۔ اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ جبکہ ظالم مذکور سکرات موت مین ہونگے غمرات جمع غمرہ بمعنی شدت۔ جمع آن غمر مانند توبہ و توب۔ قال ابن عباس رض غمرات الموت وہ سکرات موت ہین۔ وَالْمَلٰٓئِکَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ۔ اور ملائکہ اپنے ہاتھ بڑھائے ہون گے ف ان ظالمون کی طرف مارنے و عذاب دینے کیواسطے اور ان سے سختی سے کہتے ہون گے کہ۔ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ نکالو اپنی روحون کو ف ہم اُن کو قبض کرینگے۔ مدارک مین کہا کہ یہ بیان ہے روح نکالنے مین سختی و درشتی کرنے کا جسمین بالکل مہلت و آسانی نہ ہوگی اور ابن عباس رض سے روایت ہو کہ ملائکہ سے مراد ملک الموت علیہ السلام مع اعوان و انصار ہین۔ قال ابن کثیر رح باسطوا ایدیہم یعنی مار پیٹ سے دست درازی کرنے والے۔ قال الضحاک و ابو صالح یعنی عذاب کرنے پر ہاتھ بڑھانے والے مانند قولہ تعالیٰ ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکة یضربون وجوہہم و ادبارہم۔ اسی واسطے فرمایا۔ اخرجوا انفسکم۔ کیونکہ جب کافر کی موت آگئی تو ملائکہ اُسکو عذاب و سختی و خواری و غضب الٰہی کی خبر سناتے ہین پس اُسکی روح اُسکے جسم مین ڈری ہوئی دیکھتی ہو اور نکلنا نہین چاہتی ہو پس ملائکہ مارتے و عذاب کرتے ہین اور کہتے جاتے ہین کہ نکالو۔ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ آج تم لوگ عذاب ہوان و ذلت و خواری دیئے جاؤگے۔ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ۔ بوجہ ناحق بہتان باندھنے کے اللہ تعالیٰ پر ف یعنی جھوٹ دعوی نبوت و وحی کئے جانے اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا وغیرہ بنانے مین اللہ تعالیٰ کی جناب مین بہتان باندھنے کے سبب سے۔ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ۔ اور اوتعالیٰ کے آیات سے تکبر کرنے کے سبب سے یعنی ایمان نہ لانے کے سبب سے۔ قال المفسر جواب لو محذوف ہی بسبب ظہور کے یعنی ولو تری یا محمد حین یکون الظالمون مبتلین فی کذا و کذا لرأیت امرا عظیما یعنی اگر تو دیکھتا ظالمون کو جبکہ موت کے وقت ایسے ایسے عذاب مین مبتلا ہو کر بدحال ہون گے تو البتہ تجکو ایک نہایت کریہ منظر ہولناک ان لوگون کا حال نظر آتا بالجملہ کافرون پر یہ حال ہونا ضرور ہے نعوذ باللہ منہ۔ پھر روز حشر کا حال فرمایا۔ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى یعنی جب حشر کے روز زندہ کرکے اُٹھائے جاوین گے تو اُن سے کہا جاویگا کہ تم ہمارے پاس فرادی آئے یعنی درحالیکہ مال و اولاد اور یار مددگار سب سے منفرد اکیلے ہماری طرف آئے ہو۔ كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسے ہم نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا۔ قال المفسر یعنی ننگے پاؤن ننگے بدن بے ختنہ کئے ہوئے یہی حدیث صحیح مین اہل حشر کی حالت بیان ہوئی ہے اور حضرت عائشہ رض نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم لوگ کیونکر شرم نہ کرینگے فرمایا کہ اے عائشہ وہ وقت نہایت سخت ہوگا کہ کسی کو کسی کی طرف نظر نہو۔ بدانکہ فرادیٰ تنوین بنابر لغت بنو تمیم پڑھا گیا اور بالف تانیث مقصورہ پڑھا گیا بنابر آنکہ جمع فرد و فرید ہے اور بعض نے کہا کہ فرد کی جمع فرادی نہین پس اسم جمع ہی اور راغب رح نے کہا کہ فرید کی جمع فرادی ہے۔ بالجملہ وہ حال واقع ہے۔ اے جمعنا منفردین الگ الگ ایک ایک آئے ہو جیسے پیدا ہوئے تھے۔ عکرمہ سے مروی ہو کہ نضر بن الحارث نے کہا کہ لات و عزی میری سفارش کرینگی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ اعطیناکم من الاموال۔ اور چھوڑا تم نے وہ سب کچھ جو ہم نے تم کو دیا تھا مال و متاع وغیرہ خول۔ جملہ متاع دنیا جو اللہ تعالیٰ نے بندہ کو دی ہون قال ابن کثیر رح یعنی جو نعمتین و مال تم نے دار دنیا مین جوڑ جوڑ رکھے سب تم نے چھوڑے۔ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ۔ اپنے پیٹھ پیچھے بدون اپنے اختیار کے پس اگر ایمان لاکر اپنی نیت نیک و اختیار سے کار خیر مین صرف کرکے چھوڑا ہوتا تو وہان ملتا اب آخرکار جارنا چار چھوڑ آئے۔ حدیث صحیح مین ہی کہ آدمی کہتا ہے کہ میرا مال میرا مال بھلا کچھ

Marfat.com

تیرا مال بھی ہو سوائے اسکے جو تو نے کھاکر فنا کر دیا اور پہنکر پھاڑ ڈالا یا صدقہ دیکر آخرت کیلئے باقی رکھ چھوڑا - اور جو اسکے سوائے ہے وہ سب اوروں کے لئے چھوڑ جانے والا ہے - وَمَا نَرٰی مَعَکُمْ شُفَعَآءَکُمُ - الاصنام - اَلَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّھُمْ فِیْکُمْ شُرَکٰٓؤُا - یعنی ملامت کرنے کے طور پر اُن سے کہا جائے گا کہ ہم تمھارے ساتھ مین لات عزی وغیرہ بتون کو جو تمھارے زعم مین تمھارے شفیع تھے اب نہین دیکھتے جن کی نسبت تم کو اعتقاد تھا کہ عبادت کے استحقاق مین یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے شریک ہین - لَقَدْ تَقَطَّعَ بَیْنَکُمْ - وصلکم - ٹکڑے ہو گیا وصل وميل تمھارا - یعنی تمھارا جتھا ٹوٹ گیا اور یہ بنا بر قراءۃ رفع کے ہو یعنی بینکم فاعل واقع ہو اور یہی اکثر قراء رحمہم اللہ کی قراءۃ ہے - بین اسم ہے بمعنی وصل یعنی ملاپ اور زجاج رح نے کہا کہ بین ایک لغت ہے جو وصل اور جدائی دونون معنی مین آتا ہے پس یہ اضداد مین سے ہو اور یہان بمعنی اول ہے اور حفص ونافع وغیرہ کی قراءۃ مین بینکم منصوب ہے یعنی تقطع ما بینکم اور یہی ابن مسعودؓ کی قراءۃ ہے اور مراد ما موصولہ سے میل جول ہے - وَضَلَّ عَنْکُمْ مَّا کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ - یعنی دنیا مین جو تم کو ان کی سفارش و مددگاری پر گھمنڈ تھا وہ اب سب گم ہو گیا اور یہ بمانند قولہ اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب و تقطعت بھم الاسباب الآیۃ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری الآیۃ - اسمین اشارہ ہے کہ امر الٰہی مین ہر مفتری وجھوٹا ایسا ہی ظالم ہے چنانچہ جو کوئی عرفان الٰہی کا دعوی کرے اور عارف بنے وہ ظالم ہے اور لوگون کو بہکاتا اور ناحق خراب و برباد کرتا ہے انجام کار خود دین و دنیا مین برباد ہو گا - بعض نے کہا کہ جو لائق جناب الٰہی نہ ہو اسکو بیان کرنا بھی اسی حکم مین داخل ہے - سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ جس نے ذکر کیا اس نے افترا کیا اور مراد ذکر غفلت ہے - قولہ تعالےٰ ولقد جئتمونا فرادی - اس سے ظاہر ہوا کہ اعمال تمام مخلوق کے اسکے عظمت و جلال کے ظہور مین ہیچ و مضمحل ہین جب بندون پر انوار ازل ظہور کرینگے تو اپنے اعمال بلکہ اپنی ہستی سے بیزاری ظاہر کرینگے کیونکہ اعمال کو کچھ بھی اسکی عظمت کے لائق نہ دیکھینگے اور نہ کسی نعمت و کرامت کے مقابلہ مین ان کی کچھ ہستی سمجھینگے اور دیدار قدم کے وقت ایسے ہون گے جیسے عدم سے نکلے - بعض نے کہا کہ بندہ کا بڑا مقام یہ ہے کہ تمام طاعت و بندگی سے اپنے کو مفلس جان کر اوتعالیٰ کی درگاہ مین رجوع لاوے - شیخ ابو حفص رح سے کہا گیا کہ آپ اپنا کون عمدہ عمل لیکر حضور الٰہی مین جاوینگے فرمایا کہ خاموش بھلا فقیر کے پاس سوائے فقر کے کچھ اور بھی ہے کہ ایسے غنی کی درگاہ مین لیجاوے - قال تعالیٰ لقد جئتمونا فرادی - یعنی اپنے اعمال و احوال و طاعات سب سے خالی آئے - قال الشیخ مجھے یہان ایک لطیفہ معلوم ہوا کہ یعنی تم میرے پاس آئے درحالیکہ موحد ہو میری وحدانیت سے اور کشف کیساتھ میرے مشاہدہ کے شاہد ہو جیسے تم ابتدائے حال مین عدم سے پیدا کر کے میری ربوبیت پر شاہد ہوئے تھے کہ تم نے الست بربکم کے جواب مین بلی سے ربوبیت کا اقرار کیا تھا بدون اشارہ تشبیہ و بدون غلطی تعطیل کے چنانچہ حدیث حضرت صلعم کل مولود یولد علی الفطرۃ الی آخرہ مین اشارہ ہے کہ فطرۃ ازل پر پیدا ہوتا ہے اور اوتعالیٰ نے قولہ وترکتم ما خولناکم وراء ظہورکم سے سبقت ارادہ ازلی پر داغ عبودیت بدون علت ہونیکا اشارہ فرمایا ہے

اِنَّ اللّٰہَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ط یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَیِّتِ

اللہ ہے کہ پھوڑ نکالتا ہے دانہ اور گٹھلی نکالتا ہے مردے سے زندہ اور نکالنے والا زندہ سے

مِنَ الْحَیِّ ط ذٰلِکُمُ اللّٰہُ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ۵ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ط وَجَعَلَ

مردہ یہ ہے اللہ پھر کہان پھرے جاتے ہو پھوڑ نکالنے والا صبح کی روشنی اور رات

اللَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝

بنائی آرام اور سورج اور چاند حساب یہ اندازہ رکھا ہے زور آور خبردار نے

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ

اور اُسی نے بنا دیئے تم کو تارے کہ اُن سے راہ پاؤ اندھیرون مین جنگل اور

الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

دریا کے ہم نے کھول سنائے پتے اُن لوگون کو جو جانتے ہین

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى - یہان سے عجائب قدرت الٰہی کا بیان ہے اور فالق اسم فاعل از فلق بمعنی شق ہے اے چاک کر دینا اور بعض نے بمعنی خالق کہا اور یہ بعید ہے۔ کما قال ابن جریرؒ اور حب ہر دانہ جسکے اندر گٹھلی نہ ہو مانند گیہون وغیرہ کے اور نوی ہر گٹھلی جیسے خرما کی گٹھلی ہوتی ہے معنی آنکہ دانہ سے اللہ تعالیٰ درخت اُگاتا ہے جسمین بالیان ہزارون دانہ لاتی ہین اور گٹھلی سے درخت جماتا ہے جس کا سر ہوا مین بلند ہوتا اور ہری ہری پتیان و شاخین ہوتی ہین یہ اسی کی قدرت کاملہ ہے اور مشرک و کافر جن کو اپنا معبود بتاتے ہین انمین سے کسی کو ایک پتی کی قدرت نہین ہے پھر بدون عطف کے مزید توضیح فرمائی بقولہ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ مردے سے زندہ کو نکالتا ہے ف ہر دانہ و گٹھلی و حیوان و انسان کا نطفہ مردہ ہین اس سے زندہ نکالا اور یہان سے استیناس ہے کہ ہر درخت سبز و نباتات مین جان ہے وقد قال تعالیٰ فانظر الی آثار رحمۃ اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا ان ذلک لمحی الموتی الآیۃ۔ پھر فالق پر عطف کیا بقولہ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ - زندہ سے مردہ نکالتا ہے ف جیسے انسان و پرند وغیرہ سے نطفہ و انڈا نکالتا ہے حالانکہ پھر اس سے زندہ نکالتا ہے جیسے مذکور ہوا پس بعد موت کے زندہ ہونے مین ذرہ برابر بھی شک و انکار کو مجال نہین مگر آنکہ آدمی بیوقوف اندھا ہو۔ پھر اپنی توحید کی طرف بلایا۔ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ یعنی جس کی قدرتون مین سے تمھاری سمجھ کے لائق یہ قدرت بیان ہوئی ہے یہی تمھارا اللہ تعالیٰ ہے اسی کی خالص عبادت و بندگی واجب ہے فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ - یعنی باوجود ان دلائل کے جو ایمان کے موجب ہین تم کہان منھ موڑے جاتے ہو اور مفسرؒ نے انی بمعنی کیف لیا یعنی کیونکر منھ موڑتے ہو۔ عن ابن عباس کیونکر جھٹلاتے و کفر کرتے ہو پھر عجیب قدرتین بیان فرمائین۔ بقولہ۔ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ - اصباح کو شق کرنے والا ہے ف مفسرؒ نے کہا کہ اصباح مصدر بمعنی صبح ہے یعنی اصباح بمعنی صبح کے اندر داخل ہونا پس مصدر سے صبح کا نام رکھا گیا اور معنی یہ کہ شق کرنے والا ہے عمود صبح کا اور عمود صبح وہ روشنی ہے جو صبح کاذب کے وقت تاریکی شب سے ظاہر ہوتی ہے۔ قال فی الکمالین یعنی جو صبح کاذب کے بعد طاری ہوتی ہے اور حاصل یہ کہ او تعالیٰ اس پردۂ نور کو جو صبح کاذب کے وقت ہوتا ہے چہرۂ شب سے کھولنے والا ہے پس جو وہم یہان وارد ہوتا تھا کہ مشقوق تو تاریکی حتی کہ صبح ظاہر ہوتی ہے اور آیت سے مفہوم اسکے برعکس ہے یہ وہم دفع ہو گیا اور نیز دو وجہ دیگر سے وہم مذکور دور کیا گیا کہ او تعالیٰ شق فرمایا ہے صبح کے عمود کو جو عکس ہے دن کی روشنی سے و دوم آنکہ اصباح کی تاریکی کو شق کر دینے والا ہے۔ قال قتادہ فالق الاصباح ای فالق الصبح - وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا اور رات کو سکن بنانیوالا ہے ف سکن یون کہ اسمین تمام مخلوق تعب و مشقت یعنی تھکاوٹ سے سکون و راحت حاصل کرتی ہے سکن محل سکون قال قتادہ اسمین ہر چوپایہ و پرند سکون لیتا ہے۔ قال ابن کثیرؒ صہیب رومی رحمہ اللہ کی جورو نے اسکو زیادہ جاگنے پر ملامت کی تو کہا کہ او تعالیٰ نے رات کو محل سکون بنایا سوائے صہیب کے کہ وہ جب جنت کو یاد کرتا ہے تو اسکا شوق بڑھتا ہے اور جب دوزخ کو یاد

Marfat.com

کرتا ہے تو اسکی نیند اُڑ جاتی ہے۔ رواہ ابن ابی حاتم وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا۔ اور سورج و چاند کو حسبان بنانے والا ہے ف واضح ہو کہ شمس و قمر کو نصب کا اعراب بنا بر آنکہ اللیل کے محل پر عطف ہی کیونکہ اللیل اگرچہ جاعل کا مضاف الیہ ہی یعنی بحسب المعنی مفعول ہی پس اسی پر شمس و قمر کا عطف ہی اور حسبان یعنی اوقات کا حساب قرار دیا اور یہ فعل مقدر سے حال ہی یعنی یجریان بحسبان۔ پس با محذوف ہی چنانچہ سورہ الرحمن مین ظاہر مذکور ہی اخفش نے کہا کہ حسبان جمع حساب مانند شہبان و شہاب اور ابن عباس سے روایت ہی کہ حسبانا یعنی عدد ایام و ماہ و سال۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ جاری ہوتے ہین بحسبان مقدر بقانون متقن کہ نہ تغیر ہے اور نہ اضطراب ہی بلکہ ہر ایک کیواسطے منزلین ہین کہ جاڑے گرمی مین اسی پر چلتے ہین اور اسی پر رات و دن کی کمی زیادتی ہوتی ہی۔ کما فی قولہ وجعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل۔ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ جو مذکور ہوا یہ مقدر کیا ہوا ایسے پاک پروردگار کا ہے جو غالب ہی اپنی بادشاہت مین دانا ہی اپنی مخلوق سے یعنی یہ تقدیر الٰہی عزوجل ہی۔ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ۔ جمع نجم ہر جرم روشن پس شمس و قمر کو بھی شامل ہے اور ظاہر یہان ماسوائے شمس و قمر کے ثوابت ستارے ہین یعنی اسی پاک عزوجل نے تمھارے لئے ستارے بنا دیئے لِتَهْتَدُوا بِهَا۔ تاکہ راستہ تلاش کرلو ان نجوم کے ذریعہ سے فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ یعنی اپنے سفرون مین یعنی رات کی تاریکیون مین خواہ خشکی مین ہو یا سمندر مین ہو اور ظلمات کی اضافت ان دونون کی طرف بسبب ملابست کے ہی یا ظلمات سے مراد ان دونون کے اندر راہون کا اشتباہ ہی کہ بدون نجوم کے وہان شناخت نہ ہو۔ واضح ہو کہ اکثر روئے زمین پر ملکون کی راہین بسبب علامت نہونے یا علامت کے ساتھ رات ہونے کی وجہ سے خصوص جہان ریگستان و جنگل و پہاڑ ہین ہرگز پتہ نہین لگتا کہ کدھر جاوین اور اکثر نادان مسافر تباہ و ہلاک ہو جاتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے ستارے ثوابت پیدا فرمائے جن سے خوب راہ بلجاتی ہی اور آنحضرت صلعم نے انھین سے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو تشبیہ دی فبایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ یعنی میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ستارون کے مانند ہین جن سے اقتدا کروگے اُسکے پیچھے راہ پر پہنچ جاؤگے۔ ظاہر ہوا کہ ستارون کی پیدایش اسلئے نہین کہ کافر و مشرک اُن کی پرستش کرین یا اُن کی طرف سے اپنے حق مین رزق وغیرہ مقدرات خیال کرین بلکہ یہ فائدہ ہی کہ راہ بھول جاوین تو راستہ کا پتہ لگاوین۔ قال ابن کثیر رح بعض سلف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے ستارون مین سوائے تین باتون کے کچھ اعتقاد کیا تو وہ گمراہ ہوا اور اُسنے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو آسمان کی زینت کیا ہی اور شیطانون کیلیے رجوم کیا اور اندھیرے مین جنگل یا دریاؤن مین اُن کے پتے سے راہ ڈھونڈھنے کا فائدہ رکھا ہے عمر بن الخطاب رض سے روایت ہی کہ فرمایا اے لوگو تم ان ستارون سے خشکی و تری مین راہ ڈھونڈھ لینا سیکھو پھر اپنے اوہام کو رد کو کیونکہ واللہ یہ ستارے نہین پیدا ہوئے مگر آسمان کی زینت کیواسطے اور شیاطین کے رجم کیواسطے اور علامات کیلیے کہ ان سے راہ ڈھونڈھ لو۔ قتادہ رح سے اسی کے مانند مروی ہی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ ستارون سے اسقدر سیکھو جس سے خشکی و تری کی تاریکیون مین راہ ڈھونڈھ لو۔ پھر اور باز رہو۔ رواہ ابن مردویہ و الخطیب۔ امام غزالی رح سے جو نقل کیا جاتا ہے کہ علم نجوم مین دقائق و معرفتین ہین جو اہل علم کی شان ہی اور عوام اس سے ممنوع ہین تو ایسے کلام سے اگر غزالی رحمہ اللہ کی یہ مراد ہے کہ عجیب قدرت الٰہی انسے ظاہر ہے تو وہ تفکر فی خلق السموات والارض مین شامل ہی اور اگر مراد یہ کہ اہل علم ان مین بطور معروف نجوم جاننے پر نظر کرین تو یہ صحیح نہین ہی اور حق یہ ہی کہ ان مین اس معنی

Marfat.com

کرکے نظر کرنا ممنوع وحرام ہے تو نہین دیکھتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ مجھے نہی فرمائی رسول اللہ صلعم نے نجوم مین نظر کرنے سے۔ رواہ ابن مردویہ والخطیب وحضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً اسکے مثل انھین دونون امامون (ممانعت ۱۲) ومرہبی نے روایت کیا اور خطیب نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً اسی کے مثل روایت کیا۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ جب میرے اصحاب کا ذکر آوے تو زبان سنبھالے رہو اور جب تقدیر کا ذکر آوے تو بد اعتقادی سے بچے رہو اور جب نجوم کا ذکر آوے تو باز رہو رواہ الطبرانی والخطیب۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس نے نجوم سے علم اقتباس کیا تو اسنے جادو مین سے ایک شعبہ اقتباس کیا۔ رواہ بن ابی شیبہ وابوداؤد وابن مردویہ۔ اور بعض آثار واقوال سلف جن سے مجمل معلوم ہوتا ہے کہ ستارون وغیرہ مین نظر کرنا روا ہے تو بر تقدیر صحت کے مراد اُن سے یہ ہے کہ تین اُمور مذکورہ یا مانند دریافت جہت قبلہ کے یا مانند دریافت اوقات نماز کے ان مین نظر کرنا روا ہے۔ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلعم اللہ تعالی کے نزدیک محبوب بندے وہ ہین جو نگاہ رکھین سورج وچاند کو اپنی نماز کے وقتون کیلئے رواہ الحاکم وصححہ۔ وعن ابن ابی اوفی وابی الدرداء وابی ہریرۃ نحوہ رواہ ابن شاہین والطبرانی والخطیب والامام احمد۔ اگر کہا جاوے کہ ستارون کی بہت سی تاثیرات کتابون مین لکھی ہوئی جمع ہین اور وہ موافق ہوتی ہین تو جواب یہ ہے کہ تاثیر کے معنی ہین کسی چیز مین اپنی قدرت سے اثر کرنا اور یہ بالکل باطل ہے کہ مخلوقات مین سے کوئی چیز خود اس امر پر قادر ہو کہ کسی چیز مین اثر کرے اور اگر یہ مراد ہے کہ اللہ تعالی نے ظاہر مین جو اسباب نظر مخلوق مین رکھے ہین کہ اللہ تعالی کی تاثیر دینے سے اس چیز سے اثر پیدا ہوتا ہے تو اب یہ غور ہوگا کہ جو اثر بیان کرتے ہو یہ کس دلیل سے ثابت ہوئے ہین اگر تجربہ وقیاس وگمان سے ہین تو انکا کیا اعتبار ہے اور کیونکر یہ یقین ہوا کہ آیندہ زمانہ مین یون ہی ہوگا خصوص جبکہ بارہا تجربہ کر چکے کہ جنتری مین چاند اُنتیس ۲۹ کا لکھا ہے اور ہرگز نہ ہوا باوجودیکہ مطلع صاف تھا چنانچہ امسال ۱۳۰۴ھ ہجری مین مطلع نہایت صاف تھا اور جنتری سے خلاف تیس کا چاند ہوا پس نجوم پر اعتقاد نہایت بدتر ہے اول تو ان مین خود تاثیر نہین دوم انکا علم فقط وہم وگمان پر ہے۔ سوم تاثیر کا حال معلوم نہین کہ اللہ تعالی تاثیر دے یا نہ دے۔ چہارم حرکت بتقدیر الٰہی ہے پنجم چاند نکلنا وبارش ہونا یا نہ ہونا اور چنین وچنان جو نجومی بیان کرتے ہین صدہا مرتبہ تجربہ ہوا کہ بالکل غلط وخلاف نکلا اور ایسی ہی بہت سی وجہین کھلی ظاہر ہین پھر مرد مسلمان ومومن کو عقل کی راہ سے بھی ہرگز روا نہین کہ اسپر اعتماد کرے اور شرع پاک صحیح مین صریح مذکور ہے کہ جو اسپر اعتقاد کرے وہ دین اسلام سے منکر ہوا جیسا کہ صحیح احادیث سابق مین مذکور ہو چکی ہین اور دل یون مطمئن کرو کہ جو امر حضرت باری تعالی نے مقدر فرمایا بدون اسکے حکم کے ایک ذرہ تجاوز نہین کر سکتا پھر ستارے وغیرہ جو ایک ادنی مخلوق سب اسکے حکم کے موافق آدمیون کیطرح رات دن حرکت مین یا ثابت ہین اور اسی کی یاد مین مصروف ہین اسی کے حکم مین مسخر ومجبور ہین وہ بھلا کیا کر سکتے ہین لہذا ایسے اعمال کرو جو اللہ تعالی عزوجل کے نزدیک پسندیدہ ہین اور دنیا کو فانی جانو اور موت ضرور آیا چاہتی ہے پس آخرت کا توشہ درست کرو جسکو قبر مین ساتھ لیجاؤ حدیث صحیح مین ہے کہ قبر یا تو جنت کا ایک باغ ہے یا دوزخ کا ایک کھڈ ہے پس اللہ تعالی سے ڈرو اور اس سے ہدایت مانگو اور کفر وشرک وبد اعتقادیون سے بچو اللہ تعالی مجھ پر اور تم پر رحم فرماوے وہی ارحم الراحمین ہے والسلام قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ اے قد بینا الدلالات علی الوحدانیۃ والقدرۃ لقوم یتدبرون۔ یعنی ہم نے اپنی وحدانیت وقدرت پر دلالات بیان کر دین ایسی قوم کیلئے جو اپنے خالق عزوجل کی عظمت مین فکر کرتے ہین۔ یہ ایسا کھلا بیان ہے کہ جس قوم کو اللہ تعالی

Marfat.com

نے علم وہدایت فرمائی وہ اسکی عظمت وجلال وتوحید کے مشاہدہ سے پگھلے جاتے ہین وہی خوب یقین لاتے ہین اور جو یہود شیطانی خیالات مین پڑے ہین وہ اپنی گمراہی کے اندھیرے مین اوندھے گھسے جاتے ہین نعوذ باللہ من الضلال ف فی العرائس قولہ تعالی فالق الاصباح الآیۃ۔ صبح انوار شہود کو اہل ایمان ومعرفت کیلئے منکشف فرمایا۔ از انجملہ مطلع قلوب انبیاء علیہم السلام واولیاء رضی اللہ عنہم سے آفتاب چمکا جس کے نور نے اُن کے چہرون سے ظہور کرکے نیک بندون کو منور کردیا۔ قال المترجم حضرت صلعم مین یہ آفتاب بدرجۂ کمال تھا اور اپنے دیکھنے والون کو بھی بشارت دی ہے اور جو شخص کہ حالات صحابہ رضی اللہ عنہم اور پروانہ کی طرح ان کا اپنی جانین فدا کرنا احادیث وآثار سے جانتا ہے وہ ان اشارات سے معرفت وہدایت پاتا ہے فتذکر۔ قولہ جاعل اللیل سکنا جنکو انس ہے وہ رات مین اسکا کلام پاک تنہائی مین پڑھتے اور اوتعالی دانا تر ہے کہ کیا مکاشفات پاتے ہین۔ قال المترجم حدیث صحیح مین افضل بندہ کو بیان کیا کہ وہ ہی کہ جس نے تنہائی مین اوتعالی کو یاد کیا اور آنسو جاری ہوئے۔ یہ جوش محبت کی خبر ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ قلوب وسینہ کو انوار غیب سے کشادہ کرنے والا۔ بعض نے کہا کہ اسرار کو نور معرفت سے منور کرنیوالا۔ قولہ تعالی وہو الذی جعل لکم النجوم لتہتدوا الآیۃ۔ واضح ہو کہ عوام لوگ جسم وجسمانیات کے متعلق جو قوت ہی اُس کو عقل سمجھتے ہین اور اہل معرفت کے نزدیک جنکو عوام ظاہری وباطنی حواس کہتے ہین جیسے یہ حواس کچھ چیز نہین ویسی ہی یہ عقل کچھ چیز نہین ہی بلکہ عقل اُن کے نزدیک جسکا نام ہی وہ عقل کلی ہے اور عارف تابع شریعت وسنت اس سے فیض پاتا ہی پس اشارہ ہے کہ عقل کے ستارے ہین جس سے حقائق آیات ملتے ہین توضیح از جانب مترجم تمام عبارت شیخ کے ساتھ یون ہی کہ نفوس کی تاریکیون مین عقول کے ستارون سے حقائق آیات وانوار صفات کی راہ ملتی ہی اور روح کے ستارون سے انوار ذات کی ہدایت ملتی ہے افعال قدرت کے ستارے راہ بتاتے ہین صفات کی اور صفات کے ستارے انوار ذات کی۔ شیخ ابو علی جوزجانی رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے رات کو سکن کردیا کہ ہر اضطراب سے ساکن ہوکر رضا وتسلیم کے ساتھ درجہ قرب ومنزلت حاصل کرو اور نجوم ہدایت سے بارگاہ رضا حق عزوجل پر پہونچکر اسکی جنت کی راہ پاؤ اور نعمت دیدار حاصل کرو۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ ۭ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ

اور اسی نے بنا دیا تم کو نکالا ایک جان سے پھر کہین تم کو ٹھہراؤ ہے اور کہین سپرد رہنا ہم نے کھول سنائے ہے

لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ۝ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ

اُس قوم کو جو بوجھتے ہین اور اسی نے اُتارا آسمان سے پانی پھر نکالی ہم نے اس سے اُگنے والی ہر

شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ

چیز پھر اسمین سے نکالا سبزہ جس سے نکالتے ہین دانے جھڑے ہوئے اور کھجور کے گابھے مین سے گچھے

دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ

لٹکتے ہین اور باغ انگور کے اور زیتون اور انار آپس مین ملتے اور جدے

اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

دیکھو اس کا پھل جب پھل لاتا ہے اور اُسکا پکنا ان چیزون مین سب پتے ہین یقین لانے والون کو

Marfat.com

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ خلقکم۔ تم کو پیدا کر دیا بعد از انکہ تم نہ تھے مگر او تعالیٰ کے علم مین تھے حاصل آنکہ وہی اللہ تعالیٰ خالق پاک ہے جسکی عجائب قدرت پاک مین سے ہے کہ تم کو پیدا کر دیا۔ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ آدم علیہ السلام سے۔ اگر کہا جاوے کہ آدم وحوا علیہما السلام سے پیدا ہوئے ہین تو جواب آنکہ حوا بھی آدم کی پسلی سے پیدا ہوئین جیسا کہ مذکور ہو چکا۔ فَمُسْتَقَرٌّ بکسر قاف قراۃ ابو عمر اور ابن کثیر رحمہما اللہ تعالیٰ یعنی بعض تم مین سے قرار پکڑ ینوالے ہین رحم مین۔ وَّمُسْتَوْدَعٌ۔ بفتح دال یعنی بعض دیگر تم مین سے اپنے باپون کی پشت مین ودیعت رکھے ہوئے ہین اور اس تفسیر کو عبد الرزاق نے قتادہ رح سے روایت کیا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن مین باسناد صحیح اسکو ابن عباس سے روایت کیا۔ قال الحافظ وکذا روی عن ابن مسعود ومجاہد والسلمی وقیس بن ابی حازم وابراہیم النخعی والضحاک والسدی وعطاء الخراسانی اور نیز ابن مسعود رض و ایک گروہ علماء سے اس کے برعکس مروی ہوا یعنی مستقر تو پشت پدر مین اور مستودع رحم مادر مین۔ وفی الکمالین عبد الرزاق نے ابن مسعود رض سے روایت کی کہ مستقر تو دنیا مین اور مستودع آخرت مین۔ اور طبرانی نے ابن مسعود رض کی حدیث روایت کی کہ مستقر تو رحم اور مستودع قبر ہے۔ قال الحافظ اور قول اول زیادہ ظاہر ہے وقال القرطبی وہی اکثر اہل تفسیر کا قول ہے اور اسی پر شاہد ہے قولہ تعالیٰ ونقر فی الارحام ما نشاء اور روایت عبد الرزاق عن ابن مسعود کا شاہد ہے قولہ ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین لیکن شہادت تمام اس صورت مین ہوگی کہ موافق قراۃ باقی قراء رحمہم اللہ کے فمستقر بفتح قاف پڑھا جاوے بصیغہ ظرف یعنی قرار پکڑنے کی جگہ اور بعض نے کہا کہ مصدر ہے اور مستودع بفتح دال کے مصدر و ظرف دونون محتمل ہونے مین اتفاق ہے۔ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّفْقَهُوْنَ ہم نے آیات کو مفصل کر دیا ایسی قوم کیلئے جو فقہ رکھتے ہین یعنی یفقہون ما یقال لہم۔ جو ان سے کہا جاوے اسکو سمجھ لیتے ہین۔ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً یہ نوع دیگر از عجائب صنعت الٰہی ہے اور بعض نے کہا کہ ماء یعنی مینھ پہلے آسمان سے ابر مین اترتا ہے پھر ابر سے زمین پر نازل ہوتا ہے اور ابر کا بخارات سے پیدا ہو جانا اسکے منافی نہین ہے اور مقام ایک تحقیق بسیط کو چاہتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ موقع پر مذکور ہوگی یہان اسقدر تنبیہ کافی ہے کہ ہر چند جاڑے و گرمیون وغیرہ مین بارش ہو لیکن زمین کی حیات جو موسم برسات مین ہوتی ہے اور کسی مینھ سے نہین ہوتی ہے۔ الحاصل اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان سے پانی اتارا۔ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ اسمین غیبت سے تکلم کی طرف التفات فرمایا اے اخرجنا بالماء المطر نبات کل شیء ینبت "یعنی پھر ہم نے باران رحمت سے ہر ایسی چیز کو جو اگتی ہے اگایا" حاصل آنکہ کل شیء سے مراد اگنے والی ہر شے ہے۔ رہا قولہ تعالیٰ وجعلنا من الماء کل شیء حی۔ مین بھی کہا جا سکتا ہے کہ ہر شے جو آب باران سے زندہ ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ جس طرح فرمایا ہے بلا تقیید و تاویل کے درست ہے ولیکن نظر قاصر کے واسطے ایسی تاویل کرنے مین مضائقہ نہین ہے اور یہ تحقیق بھی انشاء اللہ تعالیٰ آویگی۔ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا۔ فاخرجنا من النبات شیئا خضرا۔ پھر ہم نے نبات مین سے ایک شیء سبز نکالی پس خضر بمعنی اخضر ہے بعض نے کہا کہ قولہ فاخرجنا منہ نبات کل شیء۔ ہم نے پانی سے ہر شے کی نبات نکالی یعنی آدمیون و ہر قسم کے جانورون و چرند و پرند و حشی و پالو وغیرہ ہر ایک کی روزی نکالی پھر اس نبات کی تفصیل فرمائی کہ پھر اس سے ایک سبز چیز نکالی نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا۔ نکالتے ہین ہم اس اخضر چیز سے دانہ متراکب یعنی ایک دوسرے پر سوار جیسے گیہون وغیرہ کی بالیان ہوتی ہین اور بجائے اخرجنا کے نخرج مضارع اسواسطے کہ اس عجیب پیدائش کی تصویر عقل مین آوے۔ سبحان اللہ تعالیٰ عجیب نادر صنعت ہے

Marfat.com

جسمین نادر حکمتین ہین ولیکن گویا آنکھین دیکھتے دیکھتے پتھرا گئین حالانکہ ہر وقت وہر باران کو معرفت زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ وَمِنَ النَّخْلِ
مبدل منہ اور مِنْ طَلْعِهَا بدل البعض دونون ملکر خبر مقدم ہوئی۔ قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ مبتدا موخر ہی۔ نخل درختان خرما جمع نخلہ اور طلع
اول ما یخرج منہا فی اکمامہا۔ یعنی طلع اول وہ چیز کہ برآمد ہو نخلہ مین سے ہے اس کے اکمام ہین۔ اکمام جمع کم بالکسر غلاف جو
طلع پر ہوتا ہی۔ قبل طلع وہ کفری ہی قبل اسکے کہ اغریض چاک ہو اور اغریض کے اندر غذق ہوتا ہے یعنی خوشہ خرما پھر جب غلاف
کھل گیا تو غذق کہلاتا ہے اور اسی کو قنو کہتے ہین جسکو ہندی مین گچھا و گودھ بولتے ہین اور غذق خاص خرما کے گودھ کو کہتے ہین
اور قنو کی جمع قنوان مانند صنو وصنوان کے اور مفسرؒ نے قنوان کی تفسیر عراجین سے کی جو جمع عرجون ہے اور بعض نے کہا کہ
جمار اور دانیہ اے بعض قریب ببعض یعنی آپس مین ایک دوسرے سے ملی ہوئی اور بنا بر تفسیر اول کے دانیہ یعنی مندلیہ یعنی
لٹکے ہوے کذا قال مجاہد اور ابن عباس سے مروی ہے کہ چھوٹے درخت جن کی گودھین لدی ہوئی زمین پر ٹھیٹی پڑتی ہین اور
ضحاک نے کہا کہ خوشہ چننے والے سے نزدیک خواہ بسبب درخت کی چھوٹائی کے یا بسبب بوجھ کے کہ گودھ خوب بھری ہوئی ہی کہ شاخ
اسکا بوجھ نہین سنبھال سکتی ہی۔ وَجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ یعنی اور نکالا ہم نے اس پانی سے باغون کہ انگور
کے اور زیتون و انار کو۔ واضح ہو کہ پہلے حبوب و اناج کو بیان کیا پھر خرما کو کہ وہ غذا و اناج کے ساتھ کھانے کے قابل دونون
ہے پھر فواکہ کو بیان کیا اور انگور کی کثرت ظاہر ہے پھر زیتون و رمان کو وہ یا یا۔ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ۔ یعنی درحالیکہ مشتبہ
ہین زیتون و رمان کے پتے اور نہین متشابہ ہین پھل دونون کے کذا روی عن قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کیونکہ زیتون و رمان کے پتے
زیادہ مشتبہ ہوتے ہین۔ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ۔ اے عبرت کی نظر سے دیکھنے والو غور سے دیکھو اس کے ثمر کو
جب اسمین پھل آوین۔ الثمر بفتحتین واحد ہی اور بضمتین جمع ثمر مانند شجرہ و شجر اور خشبہ و خشب حاصل آنکہ ابتدائے حال پھل آنے
مین دیکھو کیسا ہوتا ہی چنانچہ منجملہ کیفیات کے ایک یہ کہ کھانے کے قابل نہین بدمزہ ہوتا ہے وَيَنْعِهٖ۔ والی پختہ یعنی اسکی
پختگی کی طرف دیکھو کہ جب تیار ہو گیا تو کن کیفیات پر ہو جاتا ہے از انجملہ یہ کہ بہت خوش مزہ مرغوب ہوتا ہے۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ
یعنی ان فی ذلک اور التفات خطاب کم سے سب کو اس قدرت کی طرف مخاطب فرمایا یعنی اس قدرت عظیم مین۔ لَاٰيٰتٍ یعنی
دلالات ہین او تعالیٰ عزوجل کی قدرت پر کہ وہ پاک پروردگار خالق جو ایسی قدرتون سے ابتدائی خلقت پر قادر ہے
وہ ضرور بدرجہ اولیٰ بروز بعث وحشر کے دوبارہ زندہ کر دینے پر قادر ہی مگر یہ سب آیات فقط لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ قوم مومنین کیلیے
ہین ف پہلے تو خطاب کم سے عام توجہ و تفکر و تدبر کا اشارہ فرمایا اور یہان قوم مومنین کو خاص کر دیا اسواسطے کہ اس صنعت
او تعالیٰ عزوجل سے انتفاع انھین لوگون کو ہے اور باوجود ظہور اس تمام قدرتہاے گوناگون کے مشیت مین چونکہ کافر و
مشرک مطرود ہوے ہین ان کی آنکھون پر پردے پڑے ہین کہ ان کو یہ نظر ہی نہین آتا اور یہ خود چشم ایمانی مین عجیب قدرت
نظر آتی ہے اور سخت حیرت ہوتی ہے کہ سبحان اللہ تعالیٰ یہ کہ آنکھون والے موٹے تازے یہان اندھے ہین اللھم ثبت قلبی
وقلوب المومنین علی دینک ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا انک انت الوہاب اے پروردگار تو نے محض اپنے فضل سے یہ ہدایت
ہم کو ہبہ فرمائی ہی تو وہاب ہی ہم امیدوار ہین کہ یہ موہبت عظمیٰ ہم سے مسترد نہ ہو تو ارحم الراحمین ہے ف فی العرائس قولہ
وہو الذی انشأکم الآیۃ۔ دوسرے مقام پر یعنی سابق مین تفسیر قولہ خلقکم من نفس واحدۃ۔ بیان ہو چکی ہی۔ سب کو جوہر فطرت سے

Marfat.com

پیدا کیا اور جوہر فطرت کا منشاء وجود اسکے فعل خاص کا نور ہی اور نور فعل خاص کا منشاء وجود اسکی صفت ایجاد کا ظہور ہی اور یہ ظہور اس کی ذات کے انوار کا ظہور ہی۔ قدم نے عدم پر تجلی فرما کر سب معدوم کو موجود و ظاہر کر دیا اور لطائف خطاب مین سے اشارہ کیواسطے مخصوص یہ قول یعنی من نفس واحدۃ۔ ہی یعنی بظہور نفس واحدۃ ازلیہ ابدیہ جو منزہ از افتراق و اجتماع ہی پس بعض قلوب کا مستقر تو ملکوت ہی اور مستودع اسکا عالم جبروت ہی اور بعض عقول کا مستقر مقام ملکوت اور مستودع انکا عالم جبروت ہی اور بعض عقول کا مستقر آیات ہین اور مستودع انکا صفات ہین اور بعض ارواح کا مستقر تو صفات ہین اور مستودع انکا ذات ہی بایں طور کہ صفات مین تو بقاء دائمی کے ساتھ باقی ہین اور ذات مین فناء وحدت سے فانی ہین کیونکہ قدم اس امر سے پاک ہی کہ وہان کسی چیز کا حلول ممکن ہو پس ہر ممکن و حوادث وہان فانی ہین اور یہی فنائے توحید ہی اور نیز مستقر جو آیت کریمہ مین مذکور ہی پس دلون کا مستقر تو مقامات ہین اور مستودع انکا حالات ہین اور مستقر عقول کا عبادات ہین اور مستودع انکا کرامات ہین اور ارواح کا مستقر تو انوار معرفت ہین جو تجلی صفات سے ظاہر ہوئے ہین اور مستودع انکا انوار توحید ہین جو تجلی ذات پاک سے ظاہر ہوئے۔ ابن عطاء نے کہا کہ تمام اہل معرفت ایک ہی جہت و منزلت پر پیدا ہوئے ہین جنمین مستقر و مستودع ہین پس مستقر تو حال معرفت مین مکشوف عنہ ہے اور مکشوف حال معرفت مین مستقر علیہ ہی۔ قال المترجم یعنی اس کلام کے یہ ہین کہ اہل معرفت کو اللہ تعالیٰ نے ایک جہت پر پیدا کیا یعنی جو راہ معرفت اور حاصل معرفت ہی اہل معرفت کو اپنی اپنی منزلت و استعداد مقدر ازلی کے موافق ایک ہی جہت پر کم و بیش عطا ہوتی ہی پھر تمام امور معرفت جو کسی فرد عارف کے واسطے مقدر ہین وہ دو قسم کے ہو جاتے ہین اس جہت سے کہ جب اس کو عرفان حاصل ہونا شروع ہوا تو جو مستقر ہے اسکی معرفت جب اس عارف کو عطا کرنی منظور ہوئی تو وہ کشف ہونا شروع ہوا پس وہ مکشوف عنہ ہوا یہان تک کہ اسکا عرفان کامل اس کو حاصل ہو لیا تب وہ اسمین مستودع ہو گیا اور یہی مستودع بحال معرفت اسکے اندر مستقر تھا۔ ہکذا یفہم واللہ اعلم۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مستقر اسکی طاعت و عبادت کے واسطے مع اسپر ایمان رکھنے کے اور مستودع اسی کے واسطے بعد موت کے اس سے زائل ہی۔ واسطی رح نے فرمایا کہ مستقر انوار ذات تا ابد ہی اور مستودع اس کی طرف عود نکر گیا جبکہ اس سے جدا ہو چکا ہو۔ محمد بن عیسیٰ ہاشمی نے کہا کہ ہر ایک وہ اپنی مخلوق کا عالم ہی جیسا کہ چاہا ویسا کیا جو اسکے کلام مین مستقر ہوا اسکو لوح محفوظ مین رکھا پھر لوح کو مقادیر مین ودیعت رکھا جو اسمین مستقر ہوا پھر اسی طرح ایک حالت کے بعد دوسری حالت مین ہوتا رہا یہانتک کہ اسکو درجہ شقاوت یا سعادت پہونچا پس یہی مستقر و مستودع ہے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ

اور ٹھہراتے ہین شریک اللہ کے جن اور اُسنے اُن کو بنایا اور تراشے ہین اسکے واسطے بیٹے اور بیٹیان بن سمجھے وہ اس لائق نہین

وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ ع ۱۲ ۵ ۱۸

اور بہت دور ہے اُن باتون سے جو بتلاتے ہین نئی طرح بنانے والا آسمان و زمین کا اُسکو کہان سے ہو بیٹا

وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اور اُس کو کوئی عورت نہین اور اُسی نے بنائی ہر چیز اور وہ ہر چیز سے واقف ہے

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ ۔ اور مشرکون نے اللہ تعالیٰ کے واسطے جنات ساجھی بنائے ف یہ رد ہی مشرکین کا جنھون نے اللہ تعالیٰ کیساتھ جسکی قدرت کے نمونہ عجیب غریب اوپر مذکور ہوئے ہین اپنی جہالت و ضلالت سے شریک بنائے عبادت مین

Marfat.com

پس جملہ افعل اور مشرکین فاعل ہین اور نام پاک بمنزلہ مفعول دوم کے ہی اور شرکا مفعول اول ہی اور الجن اس سے بدل ہی یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکا، بنائے اور وہ جن ہین۔ اگر کہا جاوے کہ وہ لوگ تو جنون کو نہین بلکہ فقط بتون کو پوجتے تھے تو جواب یہ ہے کہ جنون ہی کی اطاعت کی تھی کہ شیطان نے ان کو بتون کی عبادت کا حکم دیا پس انھون نے عبادت کرنا شروع کیا جس بھبری رحمہ اللہ سے یہ مصرح مروی ہی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان یدعون من دونہ الا اناثا وان یدعون من دونہ الا شیطانا مریدا لعنہ اللہ وقال لاتخذن من عبادک نصیبا مفروضا ولاضلنھم ولامنینھم ولآمرنھم الآیہ۔ حاصل آنکہ مشرکون نے عبادت کے استحقاق مین جنون کے کہنے سے بتون وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا۔ وَخَلَقَهُمْ۔ اے والحال انہ قد خلقھم فکیف یکون شرکاء۔ حال یہ کہ اوتعالیٰ نے جنون کو پیدا کیا پھر کیونکر اسکے شریک ہو سکتے ہین۔ مشرکون نے بتون کی عبادت کی اور جنون کے حکم کی پابندی کی اور یہ بھی شرک ہی چنانچہ قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ کی تفسیر مین ثابت ہوا کہ عالمون اور درویشون کا قول جو کچھ وہ خلاف و باطل کہتے اسکو اُن کے قول کی حیثیت سے مان لیتے تھے پس یہی اُنکا رب بنانا تھا ایسے ہی بتون کی عبادت کرنے مین مشرکون نے جنون کا قول مان کر ان کو شرکا، ٹھہرایا اور جملہ حالیہ سے نکلا کہ بت بھی مخلوق الٰہی ہین اگرچہ مشرکون نے اپنے ہاتھ سے گڑھے ہون اور کسی مخلوق کا حکم اسکا قول لیکر نہ ماننا چاہیئے جیسے مشرکون نے جنون کا قول مان لیا بلکہ حکم فقط اللہ تعالیٰ کا ہے اور عالم و درویش اگر اوتعالیٰ کا حکم بتادے تو مان لینا لازم ہے لیکن اگر اسکو معلوم ہو جاوے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم موافق قرآن یا حدیث کے نہین ہی تو فوراً ترک کر دے بالجملہ مشرکون کی گمراہی بیان فرمائی کہ انھون نے جنون کا حکم مان لیا بتون کی عبادت مین اور شریک بنایا۔ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ۔ اکثرون کی قرأۃ مین خرقوا تخفیف رائے مہملہ ہی اور معنی اسکے تراش لیا ان لوگون نے۔ چونکہ کثرت سے ایسا واقعہ کیا تھا اسی معنی ایک قرأۃ نافع وغیرہ مین خرقوا بتشدید راء مہملہ ہی یعنی کثرت سے ان کافرون نے تراشا و گڑھ لیا حضرت پاک پروردگار کے واسطے بیٹے و بیٹیان بدون علم کے چنانچہ بعض نے کہا کہ عزیر بیٹا تھا اللہ تعالیٰ کا اور بعض نے کہا کہ مسیح بیٹا تھا اور بت پرستون نے کہا کہ ملائکہ بیٹیان ہین المعنی اور مشرکون نے اسکے لئے بغیر جانے ہوئے بیٹے و بیٹیان تراشین۔ سُبْحَانَهُ پاکی ہی اُس پروردگار کے واسطے۔ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَصِفُونَ۔ اور برتر ہے اس بات سے جو یہ مردود بیان کرتے ہین کہ اسکی اولاد ہے۔ بلکہ وہ ہر عیب و نقص سے پاک ہی وہ بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ہے یعنی بدون کسی نمونہ کے اُن چیزون کو پیدا کرنیوالا ہے اس سے ان کافرون کا وہم دور کیا کہ جن اوہام سے ان لوگون نے فرزند کو خیال کیا وہ جہالت ہی اس بات سے کہ اوتعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے جیسے چاہے کرے چنانچہ آسمانون و زمین کی خلقت کو جو عجیب قدرت سے ایجاد فرمائے ہین غور سے نہین دیکھتے تاکہ اس وہم مین خوار و برباد نہ ہوں ایسے پاک خالق قادر مطلق ذو الجلال والاکرام کی شان سے فرزند وغیرہ نقصان و احتیاج کی باتین کہان ہو سکتی ہین محال ہین۔ اَنّٰى يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَّهُ صَاحِبَةٌ۔ کیف یکون لہ ولد ولم تکن لہ زوجۃ۔ یعنی کیونکر اسکے فرزند ہوگا حالانکہ اسکے زوجہ نہین۔ اسمین بھی کافرون کو ارشاد ہی کہ بدون باپ کے مثلاً عیسیٰؑ کی پیدایش مین تو بیٹا سمجھے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کی قدرت کو بھول گئے پھر بدون زوجہ کے بیٹا ہونے کو محال کیون نہین سمجھتے۔ پھر سخت کفر یہ ہی کہ بعضے کافر مریم رضی اللہ عنہا کو زوجہ کہتے ہین حالانکہ وہ ایک نیک بندی مخلوق مانند اور عورتون کے اللہ تعالیٰ کی لونڈی تھی جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی و شاکر ملکون مفلسی و محتاجی کی حالت مین اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی پھری اور اپنے بیٹے حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لائی اور

اللہ تعالیٰ نے اسکو صدیقہ فرمایا بقولہ وامہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام الآیۃ - پس اوتعالیٰ پاک اس سے ہے کہ اسکی زوجہ ہو بلکہ مخلوق ہے وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ اور اوتعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا اسکی شان پاک یہ ہے کہ مخلوقات کو ایجاد فرماوے - وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے اُسپر کچھ پوشیدہ نہین ہے قال البیضاوی وغیرہ اس آیت مین کئی طور سے فرزند کی نفی پر استدلال کیا گیا - اول آنکہ اوتعالیٰ مبدع سموات وارض ہے اور یہ تمام اجسام عظیمہ اسی جنس کے ہین جس جنس کا فرزند بتلاتے ہین کیونکہ یہ بھی مخلوق ہین پس باوجودیکہ ایسے اجسام اسی جنس کی مخلوق ہین اور ولادت سے مبرا ہین کیونکہ برابر اسی طرح چلے آئے ہین - ایک زمانہ دراز گذرا پس اوتعالیٰ اُن کی بہ نسبت اولیٰ ہے کہ اس نقص سے بری ہو اور نیز ان اجسام کا اختراع کرنیوالا جسم نہ ہوگا کہ اسکا کوئی فرزند ہو اور نیز کسی کا فرزند ضرور اسکی جنس سے ہوگا اور اسکا نظیر ہوگا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نظیر نہین ہے دوم آنکہ فرزند سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایک جنس کے زوادہ سے پیدا ہو حالانکہ اوتعالیٰ جل جلالہ مجانست سے پاک ہے - سوم آنکہ اوتعالیٰ کا کوئی کفو نہین ہے اور جسکا فرزند ہوتا ہے فرزند اسکا کفو ہوتا ہے پس اوتعالیٰ کا فرزند کفو ممکن نہین ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ ہر چیز ہوائے اوتعالیٰ عزوجل کے ہے وہ اسکی مخلوق ہے پس اسکا کفو نہین ہوسکتی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ اوتعالیٰ اپنی ذات سے تمام معلومات کا عالم ہے اور اُسکے سوائے کوئی ایسا نہین ہے اور اسپر اجماع ہے چہارم آنکہ باپ کو فرزند کی طرف احتیاج ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا پس سب اسکی مخلوق ہے پس وہ ہر چیز سے پاک بے پرواہ ہے ف فی العرائس قولہ تعالیٰ بدیع السموات والارض یعنی بقدرت محکم ان کو اپنے علم ازلی کے موافق اختراع فرمایا جسمین ذرہ برابر بھی تفاوت نہین ہے پس کوئی چیز اوتعالیٰ سے مشابہت نہین رکھتی ہر ایک کو اوتعالیٰ نے اپنی علم وحکمت کے موافق پیدا کیا اور بعض کو اپنے بندون کی معاش وزندگانی کردیا - بعض نے کہا کہ وہی مبدع ومبدی ہے اور بعض نے کہا کہ اوتعالیٰ تمام اشیاء سے جو مخلوق ہین جمال وکمال مین فوق ہے قال المترجم بلکہ کسی چیز کو اس سے نسبت نہین ہے -

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

یہ اللہ ہے رب تمہارا اُسکے سوائے کسی کو بندگی نہین بنانیوالا ہر چیز کا سو تم اسکی بندگی کرو اور اُس پر ہر

شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ۝

چیز کا حوالہ ہے اُسکو نہین پاسکتی آنکھین اور وہ پاسکتا ہے آنکھون کو اور وہ بھید جانتا ہے خبردار

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ - یہی پاک قدرت والا اللہ تمہارا رب ہے - لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نہین کوئی معبود آلہ مگر وہی - اگر کہا جاوے کہ مشرکون کافرون نے اور چیزون کو مخلوقات مین سے مانند بت وغیرہ کے معبود بنایا تو جواب یہ کہ اندھے بیوقوف جانور سے بدتر عقل سے خارج لوگون نے کفر کیا اور شرک کیا اور مخلوق ناچیز کو معبود بنایا اور اُن کی عبادت کرنی شروع کی مگر انکے معبود بنانے سے یہ چیزین آلہ نہین ہوسکتی ہین کیونکہ آلہ کے معنی واجب الوجود قدیم ازلی ابدی خالق رازق جامع جمیع صفات کمال علیم وخبیر جس پر کسی مخلوق کی کنہ وماہیت کچھ ذرہ برابر بھی پوشیدہ نہین اور اسکو کوئی مخلوق اس طرح نہین جان سکتا کہ احاطہ کرے اسکی تمام قدرت کاملہ آسمان وزمین ودیگر اشیاء کی پیدایش مین ظاہر وباہر ہو پس ایسا پاک پروردگار تو آلہ اور وہی اللہ تعالیٰ وحدہ لہ لاشریک لہ ہے اور اسکے سوائے کوئی بھی آلہ نہین ہے اور اسی اللہ تعالیٰ پاک عزوجل کے واسطے عبادت کا

Marfat.com

حق ہی اور کوئی بھی معبود ہونے کی لیاقت نہین رکھتا پس جب کافرون ومشرکون نے دیگر اشیاء کو معبود بنایا تو کفر وشرک کیا اور نہایت ہی بڑا ظلم اپنی جانون پر کیا۔ پس اوتعالیٰ عزوجل نے اگر دائمی عذاب دوزخ مین ان کو ڈالا تو عین انصاف ہی کیونکہ الٰہ معبود فقط خالق ہے۔ وہو خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اور وہی پاک پروردگار ہر چیز کا خالق ہے۔ پس اے لوگو قبل موت کے ہوش مین آؤ اور اسی پاک پروردگار کے حکم کو مانو۔ فَاعْبُدُوْہُ وحدہ وہ یعنی اسی کی توحید کو یقین مانو اور اسی کی عبادت کرو۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ۔ اے حفیظ یعنی وہی ہر چیز پر وکیل یعنی حافظ ہے سب اسی کے رزق سے رزق پاتے ہین اور اسی کی رحمت سے حفاظت مین رہتے ہین اسی کے علم مین ہر ایک کا احاطہ ہی خود فرمایا۔ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ نہین ادراک کرتی ہین اسکو ابصار یعنی جملہ ابصار اسکو ادراک نہین کرتی ہین۔ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ اور وہ تمام ابصار کو ادراک فرماتا ہے۔ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ اور وہ لطف ومہربانی والا خوب خبردار ہے پس باوجود نافرمانی وشرک وکفر وعصیان بندون کے جسکو وہ خوب جانتا اور اس سے خبردار ہی یہ صرف اسکا لطف ہی کہ ان کو ایک وقت تک نہین میٹ دیتا ہے لیکن کبھی جب خالص بندون پر زیادہ ظلم ہوتا ہی تو موذی ظالمون پر عذاب نازل ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ اقوام مبتدعہ یعنی خارجی ورافضی ومعتزلہ وغیرہ نے اسی آیت سے اپنے گمان ناقص پر فساد برپا کیا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار محال ہی کیونکہ اوتعالیٰ فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار۔ اور جماعت اہل سنت نے اسکو رد کر دیا اور کہا کہ اس سے محال ہونا ثابت نہین ہوتا اور یہی صحیح وحق ہے اور جماعت صحابہ وتابعین وسلف صالحین وائمہ علماء سب کے برخلاف ان مبتدعین نے یہ اعتقاد نکالا کہ دیدار الٰہی مطلقاً محال ہے اور کلام اسمین تفصیل کیساتھ انشاء اللہ تعالیٰ آویگا یہان صرف مختصر طور پر ان بدعتیون کا رد یہ کافی ہی کہ قولہ لاتدرکہ۔ جملہ نافیہ ہی اور نفی ومحال مین فرق ظاہر ہے چنانچہ اگر کہا جاوے کہ آفتاب پر نگاہ نہین ٹھہرتی تو اس نفی سے کیا محال ہونا ثابت ہوا کہ آفتاب پر نگاہ ٹھہرنا محال ہے کیونکہ محال تو وہ ہی جو ممکن ہی نہ ہو اور نفی کیواسطے یہ بات ضرور نہین چنانچہ اگر زید کے پاس آج کپڑا نہین تو روا ہی کہ کل کو ہوجاوے اسی طرح اگر دنیا مین ابصار اسکو نہین دیکھتی ہین تو جائز ہی کہ قیامت مین دیکھین اور ضرور ایسا واقع ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت سے والحمد للہ رب العالمین اور درجہ دوم آنکہ لاتدرکہ سے ادراک کی نفی ہی اور رویت کے نفی نہین اور دونون مین فرق یہ کہ ادراک ایسا دیکھنا جو بطور احاطہ ہو اور رویت مطلقاً دیکھنا خواہ احاطہ ہو یا نہ ہو اور ادراک کسی چیز کی کنہ وحقیقت پر واقف ہونا اور اسکو احاطہ کرنا اور رویت فقط دیکھنا پس دیکھنا بدون ادراک واحاطہ کے ممکن ہی بلکہ واقع ہے کما فی قولہ تعالیٰ قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون قال کلا۔ یعنی جب موسیٰ مع اسرائیل کے تیر روانہ ہوکر سمندر کے کنارے پہونچے اور فرعون نے مع لشکر پیچھا کیا اور قریب پہونچ گیا تو موسیٰ کے ساتھیون نے کہا کہ ہم ادراک کر لئے جاوینگے تو موسیٰ نے فرمایا کہ ہرگز نہین۔ پس قوم فرعون نے ان لوگون کو ضرور دیکھا تھا جیسا کہ مصرح بھی ہے پھر باوجود دیکھنا ثابت ہونے کے ادراک کی نفی کی پس جائز ہی کہ اوتعالیٰ کا دیدار ہو بدون احاطہ کے چنانچہ فرمایا ولا یحیطون بہ علما۔ پس علم سے احاطہ کی نفی کی حالانکہ اللہ تعالیٰ پر اعتقاد وعلم مومنون کو موجود ہی وکما فی صحیح مسلم لا احصی ثناءً علیک الحدیث۔ یعنی احاطہ ثناء الٰہی کی نفی کی حالانکہ بدون احاطہ کے ثناء موجود ہی۔ قال سعید بن المسیب قولہ لاتدرکہ الابصار یعنی ابصار اسکو احاطہ نہین کرتے ہین۔ قال عطاء رح ابصار اسکو احاطہ کرنیسے عاجز ہین۔ قال ابن عباس کسی کی بینائی حضرت باری تعالیٰ کو احاطہ نہین کر سکتی۔ عکرمہ رح پر یہی آیت پیش کی گئی کہ اوتعالیٰ نے لاتدرکہ الابصار فرمایا ہی تو کہا کہ اسے کیا تو آسمان کو

Marfat.com

نہین دیکھتا۔ اس نے کہا کہ ہان تو فرمایا کہ کیا تو پورے آسمان کو اپنی نگاہ سے گھیر لیتا ہے۔ یعنی اگر تو گھیر نہین سکتا تو دیکھ سکتا ہے
وجہ سوم آنکہ ہم نے مان لیا کہ ادراک بمعنی رویت ہی یہان مستعمل ہوا ہے تو بھی بدعتیون کا قول نہین بنتا ہے کیونکہ الابصار سے بالاتفاق
بدعتیون کے نزدیک بھی جمیع ابصار مراد ہین پس سلب داخل ہوا موجبہ کلیہ پر اے لا یدرکہ کل بصر۔ اور رفع ایجاب کلی کا وہ سالبہ
جزئیہ ہے کیونکہ ایجاب کلی کے رفع سے یہ لازم نہین کہ ایجاب جزئی صادق نہ ہو مثلاً کل انسان عالم نہین ہین اسکے منافی نہین کہ بعض انسان
عالم ہین اسی طرح ہم نہین کہتے کہ قیامت مین سب ابصار کو دیدار ہوگا بلکہ بعض کو ہوگا اور وہ مومنین ہین اور کافرون کو نہ ہوگا چنانچہ
فرمایا۔ کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون یعنی قیامت کے روز کافر لوگ اپنے پروردگار سے حجاب مین محروم رہین گے۔ امام مالک و شافعی
نے کہا کہ اس سے ثابت ہوا کہ مومنین محجوب نہ ہونگے بلکہ دیدار سے ان کو کرامت ملیگی۔ وجہ چہارم نفی ادراک سے نور ذات عظمت و جلال
کی نفی مراد ہے عکرمہ نے روایت کی کہ ابن عباس رض نے فرمایا کہ محمد صلعم نے اپنے پروردگار تبارک و تعالیٰ کو دیکھا تو مین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تو یون
فرمایا کہ لاتدرکہ الابصار الآیۃ تو فرمایا کہ اے تیری مان روئے یہ تو وہ نور ہے جو اسکا نور ہے جب اپنے نور سے تجلی فرماوے تو کسی چیز کی ہستی نہ رہے رواہ
ابن مردویہ والحاکم و صححہ اور حدیث ابو موسیٰ اشعری مین جو بخاری و مسلم نے روایت کی کہ آنحضرت صلعم کے خطبہ مین خود موجود ہے کہ حجابہ النور لو کشفہ
لاحرقت سبحات وجہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلقہ۔ اور ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ اگلی بعض کتابون مین ہے کہ موسیٰ نے جب دیدار کا سوال کیا تو حکم ہوا کہ
اے موسیٰ کوئی زندہ مجھے نہین دیکھ سکتا مگر آنکہ مرجاویگا اور کوئی تر و تازہ نہ دیکھے گا مگر آنکہ خشک ہو جائیگا تا آخر کلمات مترجم کہتا ہے کہ لا الکائی
ہبۃ اللہ المحدث نے اسکو کتاب السنۃ مین بطور اثر کے روایت کیا اور یہ سوال موسیٰ خود دلیل اہل سنت ہے چنانچہ اسکی تفسیر مین انشاء اللہ
تعالیٰ مذکور ہوگا اور خود ابن عباس رض و ایک جماعت سے آنحضرت صلعم کا دیکھنا ثابت ہوا اور سورۂ نجم کے اوائل مین انشاء اللہ تعالیٰ
مذکور ہوگا۔ عائشہ رض سے اسکے خلاف ثابت ہوا۔ چنانچہ مسروق رح نے حضرت ام المومنین سے روایت کی کہ جس نے زعم کیا کہ محمد صلعم
نے پروردگار کو دیکھ لیا وہ جھوٹ بولا کیونکہ اوتعالیٰ فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار الایۃ۔ رواہ ابن ابی حاتم وقد روی عنہا من غیر وجہ فی الصحیح
پس عائشہ رض کے کلام سے دنیا مین دیدار کی نفی نکلتی ہے۔ قال اسمٰعیل بن علیہ وغیرہ فی قولہ لاتدرکہ الابصار۔ یہ دنیا مین ہے اور رہا آخرت مین مومنین
اپنے پروردگار کو دیکھین گے۔ قال الرازی فی التفسیر الکبیر۔ قول ام المومنین رضی اللہ عنہا فقط اجتہاد سے تھا اور مجتہد سے کبھی خطا ہو جاتی ہے
اور یہ نہین دیکھتے کہ جماعت صحابہ مانند ابن عباس رض وغیرہ کے اُنسے برخلاف ہوئے جیسا کہ اوپر گذرا مترجم کہتا ہے کہ قول ام المومنین رض سے یہ ثابت
ہی نہین ہوتا کہ آخرت مین دیدار نہوگا اور دیدار محال ہے بلکہ وہ تو دیدار آخرت کے قائل تھین صرف دیدار بمعنی جلال و عظمت آلہی کے دیکھ لینے
سے جس شان پر اوتعالیٰ عزوجل ہے انکار کرتی تھین قال الحافظ ابن کثیر رح دیدار جلال و عظمت و کبریا حضرت باری تعالیٰ جس شان پر وہ ہے
اسکو ابصار ادراک نہین کر سکتی اسیواسطے ام المومنین عائشہ رض مومنون کے حق مین آخرت کا دیدار ثابت کرتی تھین اور دنیا مین اسکی نفی
کرتی تھین قال المترجم بیہقی کی روایت صحیح مین اوتعالیٰ عزوجل کے دیدار جنت مین ملنے کے بیان مین ہے کہ رداء الکبریاء علی وجہہ فی جنت عدن
یعنی اس پاک پروردگار کی وجہ پاک پر رداء کبریائی ہوگی جنت عدن مین۔ قال البیہقی اسکے معنی یہ ہین کہ اہل جنت عدن کی آنکھون پر جلال
و عظمت آلہی طاری ہوگا جس سے کسی کو بدون اُسکی شان دیدار کے مجال نظر نہ ہوگی ورنہ اوتعالیٰ خود فرماتا ہے کہ وجوہ یومئذ ناضرۃ
الی ربہا ناظرۃ۔ قیامت کے روز بعضے چہرے لہلہاتے ہوئے اپنے پروردگار کی طرف ٹکٹکی لگائے ہونگے پس یہ مخصوص
بروز قیامت ہے اور قولہ لاتدرکہ الابصار۔ عام ہے جس سے دیدار قیامت خاص ہوا اور دونون مین تعارض نہین ہے تاکہ تاویل کی طرف

Marfat.com

اضطرار ہوا اور مبتدعین جو استحالہ پر دلیل عقلی لاتے ہین وہ انشا اللہ تعالیٰ قصۂ موسیٰ مین ذکر کرکے رد کردیجائے گی بلکہ وہان کی آیت کریمہ خود دیدار باری تعالیٰ ثابت ہونے کی دلیل ہی اسکی تقریر مذکور ہوگی اور سوائے ان آیات کے احادیث صحاح و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین و صلحار اُمت کے متواتر بیشمار ہین جنسے بتواتر قطعی ثابت ہوا کہ سلف اُمت کے درمیان یہ اعتقاد ضروری تھا اور شیخ مفسر سیوطی رح نے بدور السافرہ مین ایک اچھا ٹکڑا ان آثار و احادیث کا ذکر کیا ہی اور یہان تفسیر مین اس حدیث صحیح بخاری و مسلم پر اکتفا کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم عنقریب یعنی قیامت مین اپنے پروردگار کو دیکھوگے جیسے تم چودھوین رات مین چاند کو دیکھتے ہو۔ یعنی کھلے کھلے دیکھوگے بدون حجاب شک کے اللھم ادخلنا برحمتک فی عبادک الصالحین آمین اور آئندہ انشا اللہ تعالیٰ ہر آیت مثبت رویت کے متعلق اسکے مناسبات سے باستدلال قطعی ثابت کیا جائیگا۔ ومن اللہ تعالیٰ التوفیق ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ذلکم اللہ ربکم جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو تمام اشیا کی پیدائش پر قادر ہونے سے موصوف فرمایا اور اظہار آیات سے مخلوق کو اپنی پاک ذات پہچنوائی اور حدوث کی عدت سے اپنی ذات کا پاک ہونا ان پر ثابت فرمایا اور اپنی تنزیہ اور تقدیس اظہار کی اور اپنی ذات و صفات کا واحد و فرد ہونا اور تمام شرک و ضد وغیرہ کو محال بتلایا تو وحدانیت ازلی اور جلال قدیم سے وصف فرمایا اور بعد اسکے ان پر اپنی حیات مین عبودیت لانا لازم کیا بقولہ فاعبدوہ یعنی ایسے پاک پروردگار ہی کی عبادت کرو جو واحد فرد جامع جمیع صفات کمال ہی اور کسی مخلوق پر بھروسہ مت کرو کیونکہ تمام جہان اور جو کچھ اسمین ہی سب اسکی عظمت و جلال کے حضور مین خضوع مین پڑے ہین یعنی اسکی تقدیر و حکم سے کسی کو سرتابی کی مجال نہین ہی سب ہی اسکے قبضۂ قدرت مین ہین کوئی کسی کو نفع نہین دیسکتا اور کوئی ضرر نہین دیسکتا وہی ہوتا ہی جو اسکا ارادہ و مشیت ازلی مقدر ہوا ہی۔ یہی فرمایا وہو علی کل شئ وکیل یعنی اسی پاک پروردگار کی طرف ہر چیز کا مرجع ہے اگرچہ وہ چیز اسکو نہ سمجھے۔ قال الاستاذ پہلے بندون کو اپنی آیات سے پہچنوایا پس جو نہین سمجھے قہر مین زیادہ اندھیرے مین ڈوب گئے اور جو سمجھے ان کو نور عرفان زیادہ ہوا پھر اپنی صفات صرف سے پہچنوایا اسمین بھی کافرون پر اندھیرے پر اندھیرا چھایا اور مومنون پر نور پر نور بڑھایا پھر اپنی ذات پاک کی مکاشفہ فرمایا کہ منکرو کافر تو جہنم مین دھنس گئے اور اہل عرفان و توحید اسمین فانی اور اسکے ساتھ باقی ہوگئے پس قولہ لا الہ الا ہو۔ تو انبیاء علیہم السلام و بزرگون کی معرفت کا مقام ہی اور قولہ خالق کل شئ یہ عوام کی معرفت ہی۔ پھر اسکے بعد اپنی پاک ذات کا وصف فرمایا باین طور کہ حدوث و مخلوقات کی آنکھین اسکی جانب کو احاطہ کرنے سے عاجز ہین اور اسکی ذات و صفات قدیم کے درک کرنے اور اسکی درگاہ کبریائی مین آنکھ اُٹھانے سے مجبور و معذور ہین اسکی قدرت کاملہ تمام ذرات وجود کو محیط ہی۔ کما قال تعالیٰ لا تدرکہ الابصار وہو یدرک الابصار۔ کسی بصر کو اسکے ادراک کی مجال نہین اور ہر بندۂ خالص جبھی اسکے دیدار سے کرامت پاویگا جب اسکے جلال سے بینائی حاصل کریگا اور ظاہر ہے کہ حوادث کو کیا مجال ہی کہ اسکی عظمت ظاہر ہونے کے وقت اپنی خودی و ہستی مین باقی رہین بلکہ از خود فانی ہوکر اسکے جلال و نور سے آنکھین پاکر اسکو چودھوین رات کے چاند کی طرح مشاہدہ کرینگے اور او تعالیٰ العتہ اپنی قدیم صفت سے مخلوقات کے ذرہ ذرہ کو دیکھتا ہے پس اہل ایمان و خلوص و توحید اسکو آخرت مین دیکھین گے باین طور کہ او تعالیٰ عزوجل آپکو اپنے انوار صفات سے لباس عطا فرماویگا پس قوت صفات کے انوار سے او تعالیٰ عزوجل کو دیکھین گے اور یہ نہین کہ حادث اپنے حدوث سے دیکھے کیونکہ حوادث کو اسکی ذات عظمت و کبریائی مین ہستی کی تاب و طاقت نہین ہی۔ ہان او تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کے ذرہ ذرہ کو اپنے علم قدرت سے محیط ہی اُن کے وجود و عدم کو جانتا ہی قولہ وہو اللطیف الخبیر۔ اسکے لطف جمال سے ہی کہ عشق کے ساتھ قلوب

Marfat.com

اسکی وجہ ذوالجلال کی طرف کھینچتے ہین اور بیخود و عاجز ہوتے ہین اسی کے لطف سے تمام ارواح اسکی دریائے محبت مین غرق ہوگئین اور اسرار فنا ہوئے اور عقلین اسکی علوم مین مضمحل اور عاجز ہوئین شیخ ابو یزیدؒ نے فرمایا کہ قولہ لا تدرکہ الابصار او تعالیٰ قلوب سے بھی محجوب ہے جیسا کہ ابصار سے محجوب ہے۔ اور اگر کوئی تجلی فرمائی تو جیسے دل ویسی آنکھین دونون برابر ہین۔ بعض نے کہا کہ او تعالیٰ ابصار پر تجلی کرنے کے ساتھ ان پر مطلع ہوتا ہے اور یہ نہین کہ ابصار کو اسکی جناب مین خود رسائی ہو حسین رح نے کہا کہ لطیف از کنہ ہے پھر کہان اسکا وصف۔ اسکے لطف سے ہے کہ یاد فرمایا بندہ کو دہر خالے مین جبکہ آسمان مینی اور زمین گسترده تھی قبل خلقت وقت و اظہار دو جہان کے مع تمام موجودات کے پس یہ معنی لطیف کے ہین۔ قال المترجم فی الاصل ہکذا قال الحسین فی قولہ اللطیف قال لطف عن الکنہ فانی لہ الوصف ومن لطفہ ذکرہ لعبدہ فی الامور الخالیۃ اذ السماء بینۃ والارض مدحیۃ قبل سبق الوقت واظہار الکونین وما فیہا فہذا معنی لطیف انتہی ما فی النسخۃ والمترجم لم یحصلہ حق تحصیلہ۔ قاسم رح نے کہا کہ لطیف وہ ہے کہ کسی کو نہ چھوڑا کہ اسکے نام کی ماہیت پر واقف ہو پھر اسکے وصف کی واقفیت کہان ممکن ہے۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ قولہ لا تدرکہ الابصار۔ کوئی فہم اسکو نہین پاتی اور وہ ہر شے کو علم سے محیط ہے۔ ابو سعید خدری رح نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپنے قولہ لا تدرکہ الابصار کی تفسیر مین کہا کہ اگر بالفرض تمام جن و انسان و ملائکہ جب سے پیدا ہوئے اور اسوقت تک کہ فنا ہوئے سب کے سب ایک صف باندھین تو کبھی اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہین کر سکتے ہین۔ قال المترجم اسکو ابن ابی حاتم نے من طریق بشر بن عمارہ عن ابی روق عن عطیۃ العوفی عن ابی سعید رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے اور عطیۃ العوفی ضعیف ہین اور ایسے بعض دیگر پس یہ اسناد ضعیف ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ صحاح ستہ والے محدثین مین سے کسی نے اسکو روایت نہین کیا اور سوائے اس اسناد مذکور کے اور کسی سند سے مروی نہین ہوئی پس غریب ہے واللہ اعلم۔ جنیدؒ نے فرمایا کہ لطیف وہ ہے جس نے تیرے قلب کو منور کیا اور غذا سے تیرے جسم کو تربیت کی اور بلاء و محنت مین تجھے ولی کیا اور آگ مین ہوا تو تیری حفاظت فرمائی اور جنت مین تجھے داخل فرماویگا۔ بعض نے کہا کہ لطیف وہ ہے کہ تو نے دعا کی تو قبول فرمایا اور اسکی درگاہ کا قصد کیا تو تجھے جگہ دی اور تو نے اسکی محبت کی تو نزدیک کر لیا اور اسکی اطاعت کی تو تجھے کفایت کی اور اگر تو نے اعراض کیا تو تجھے دعوت فرمائی اور ہدایت کی طرف بلایا اور اگر تو اسکی طرف متوجہ ہوا تو تجھے ہدایت دیدی۔ قال المترجم یہ قول و جنید رح کا قول دونون اوفق بسیاق و معنی لغوی ہین۔ فافہم

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا ؕ

تمکو پہونچ چکین سوجھ کی باتین تمھارے رب سے پھر جو سوجھا سو اپنے واسطے اور جو اندھا رہا سو اپنے برے کو

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ۝ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ وَلِيَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ

اور مین نہین تم پر نگہبان اور یون پھیر پھیر سمجھاتے ہین ہم آیتین اور تا کہین کہ تو پڑھا ہے اور

لِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

تا واضح کرین ہم اسکو واسطے سمجھ والون کے

قل لہم یا محمد کہدے ان مشرکون و منکرون سے اے محمد صلعم۔ قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ۔ بصائر جمع بصیرہ۔ بمعنی نور قلب ہے اور مراد یہان حجت و برہان واضح ہے۔ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ۔ اے فمن ابصرہا و آمن فانما ابصرہا لنفسہ لان الفوز

یا لجنۃ والنجاۃ من النار لہ - یعنی جس نے ان حجتون کو ابصار کیا اور ایمان لے آیا اُسنے اپنے نفس کیواسطے فائدہ اُٹھایا اس سے اللہ تعالیٰ کی درگاہ کو کوئی فائدہ نہین کیونکہ ایمان لانے سے جنت کا ثواب اور دوزخ سے نجات پانا اسی مومن کے لئے ہے اور احتمال ہے کہ البصر بمعنی بصیرت مین داخل ہوا جیسے اصبح بمعنی صبح مین داخل ہوا۔ حاصل آنکہ جس نے ان بصائر سے بصیرت حاصل کی تو اپنی ہی ذات کیواسطے حاصل کی۔ کما فی قولہ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ یعنی اوتعالیٰ عزوجل نے مخلوقات کو پیدا کرکے ان کے لئے بصائر قدرت و آیات قائم کر دئیے ہین تاکہ ہلاک ہونیوالا اُن سے اندھا ہوکر نہ مانے اور ہلاک ہوکر دوزخ مین جاوے اور زندہ ہونیوالا ابصارت حاصل کرکے جنت مین دائمی زندگی پاوے۔ اسی طرح یہان فرمایا فمن ابصر فلنفسہ۔ ومن عمی فعلیہا وما انا علیکم بحفیظ۔ اور جو اندھا ہوا اور ان بصائر مین داخل نہوا تو اسکا وبال اسی شخص پر ہی کیونکہ دائمی عذاب دوزخ مین رہیگا اور مین تم پر حفیظ نہین ہون یعنی آنحضرت فقط ابلاغ رسالت کیواسطے تھے جب آپنے رسالت الٰہی کو تمام و کمال پہونچا دیا تو اگر کوئی کافر رہے اور نہ مانے آپ سے اسکی باز پرس نہین ہی وکذالک نے کما بینا ما ذکر کذلک نصرف الآیات ہنین الآیات لیعتبروا۔ جیسے ہم نے بصائر مذکورہ کو بیان کیا اسی طرح ہم آیات کو صاف صاف ظاہر کرتے ہین تاکہ عبرت و پند حاصل کرین تاکہ ان پر حجت قائم ہو۔ ولیقولوا درست عطف ہی لیعتبروا مقدر پر۔ قال المفسر اے ذاکرت اہل الکتاب وفی قراۃ درست اے قراۃ وتعلمت کتب الماضین وجئت بہذا منہا یعنی دارست بمعنی ذاکرت ہی یعنی تو نے اہل کتاب سے ملکر باہم مذاکرہ کیا ایکدوسرے سے اور یہ معلوم کر لیا ہی اور ایک قرأت مین درست ہی یعنی تو نے پڑھی اور سیکھی ہین اگلون کی کتابین اور یہ باتین ان کتابون سے لایا ہی اور ابن عامر کی قراۃ مین درست بسکون تا رفوقانیہ ہی از درس یعنی یہ باتین گذشتہ اور مٹی ہوئی ہین۔ قال الحافظ فی التفسیر قولہ لیقولوا دارست اے ولیقول المشرکون والکافرون المکذبون دارست یا محمد من قبلک من اہل الکتاب قارأتہم وتعلمت منہم۔ یعنی تاکہ کہین مشرکین و کافرین کہ باہم ذکر کیا تو نے اے محمد گلی کتابون والون یہود و نصاریٰ کیساتھ اور باہم ایکدوسرے سے پڑھا اور اُن سے تو نے یہ سیکھا ہے۔ یہی ابن عباس و مجاہد و سعید بن جبیر وغیرہ نے تفسیر کی اور طبرانی رح نے من طریق عمر بن کیسان از حضرت ابن عباس روایت کی کہ دارست یعنی تو نے تلاوت کی مخاصمہ کیا مجادلہ کیا۔ قال الحافظ اور یہ بمانند قولہ تعالیٰ وقال الذین کفروا ان ہذا الا افک نافتراہ واعانہ علیہ قوم آخرون فقد جاؤ ظلما وزورا وقالوا اساطیر الاولین اکتتبہا الآیۃ مترجم کہتا ہے کہ جن لوگون کو وسوسۂ نفس ہی وہ ایسا ہی سمجھتے ہین کیونکہ بالکل صریح وہم و غلط تھا جو مشرکون نے باندھا تھا جب دیکھا کہ آنحضرت صلعم باوجود امی ہونیکے صحیح صحیح اخبار غیب بیان فرماتے ہین۔ اور اب اُن کی صدق نبوت پر اقرار کرنا واجب ہوا تو یہ وہم پیدا کیا کہ درپردہ چھپے چھپے وہ دیگر اہل کتاب سے سیکھ لیتے ہین حالانکہ یہ کیا بُرا جھوٹا وہم تھا کیونکہ اہل کتاب سب دشمن تھے اور کھلی ہوئی عداوت کرتے تھے اگر اُن سے سیکھا ہوتا تو کھلا ہوا ظاہر ہو جاتا اور نیز جدید اخبار غیب وہ مذکور ہین جو خود اہل کتاب کو نہین معلوم تھے پس یہ کافرون کی جہالت و حق سے عداوت کی وجہ سے تھا۔ نعوذ باللہ منہ۔ قال الحافظ تیمی رحمہ اللہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ کہا درست یعنی تو نے پڑھا اور سیکھ لیا۔ کذا قال مجاہد والسدی والضحاک وابن زید وغیرہ واحد اور حسن بصری رح نے پڑھا ولیقولوا درست بسکون تا یعنی پرانا ہوگیا اور محو ہوگیا۔ قال المترجم اس زمانہ مین بھی بہت سے ملحد زندیق و نیچر پیدا ہوئے جو اللہ تعالیٰ کی توحید و طریقہ عبادت کو پرانی روشنی کہتے ہین اور اپنے لئے

Marfat.com

نئی روشنی ثابت کرتے ہین اور یہ لوگ ایمان سے بہت دور اور کفر سے بہت قریب ہین واللہ اعلم۔ ذکر الحافظ ابن الزبیرؒ نے فرمایا کہ لڑکے دارست پڑھا کرتے ہین اور لفظ تو درست ہی اور بسکون آخر قرأۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی اور قتادہ رح نے درست بفتح آخر پڑھا اور ابی بن کعبؓ نے کہا کہ مجھے حضرت صلعم نے ولیقولوا درست پڑھایا۔ رواہ ابن مردویہ والحاکم وقال صحیح الاسناد وَلِنُبَيِّنَهٗ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ - یعنی بصائر خود ہدایت ہین لیکن انجام کار یہ ہی کہ کفار کو اس سے گمراہی زیادہ ہوگی اور مومنین کو ہدایت زیادہ ہوگی۔ قال ابن عباس قوم دانا سے مراد وہ لوگ ہین جن کو ہدایت دی ہی اس آیت مین دلیل ہی کہ تصریف آیات ایک قوم کیواسطے ہدایت اور ایک قوم کے ضلالت ہی۔ ف فی العرائس قولہ قد جاءکم بصائر۔ او تعالی نے اپنے بندون پر منت واحسان رکھا ان بصائر آیات سے جن سے صفات ازلیت ظاہر ہوتے ہین اور ان کلمات تامات سے جس سے تجلی ہوتی ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہی کہ اللہ تعالی قرآن مین اپنے بندون کے واسطے تجلی فرماتا ہی۔ ان بصائر سے اللہ تعالی نے عارفین کی آنکھین روشن کین اور ان مین انوار صفات ہین اور صفات از سجات ذات ہین پس جسمین استعداد از کرم جناب باری تعالی ہی اُسنے اپنی ذات کیواسطے راہ ہدایت پائی اور جسکو یہ استعداد نہین ہی وہ آیات و بصائر و قرآن سے اندھا ہے لہذا قال ومن عمی فعلیہا۔ وہان اسی پر ہی۔ خواص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے بصائر کو نازل فرمایا پس بشارت اس شخص کو جسکو اُن سے بصیرت حاصل ہوئی اور کمتر بصیرت یہ ہی کہ انسان کو ہدایت حاصل ہو۔ قولہ ولنبینہ لقوم یعلمون۔ اللہ تعالی نے کافرون و مشرکون سے فہم خطاب پھیر کر اسکے حقائق ولطائف کو بندگان مومنین کے دلون مین کشادہ فرمایا کیونکہ حبیب کے خطاب کو حبیب ہی خوب سمجھتا ہی۔ یہ احسان آلہی ہی کہ مطیع بندون کو یہ فہم عطا فرمائی جس سے اپنے دلون کے دوائع سے انوار غیوب کو ادراک کیا اور خطاب کے رموز کو پہچانا اسی واسطے جن لوگون کو یہ صفت حاصل ہوئی ان پر احسان رکھا بقولہ ولنبینہ لقوم یعلمون یعنی جو فہم قدرت آلہی رکھتے اور خطاب آلہی کو سمجھتے ہین اور یقین و ایمان لاتے ہین اور یہ قرآن مجید ایسے لوگون کو نافع نہین جو خطاب و مراد نہین سمجھتے ہین۔ ابن عطار رح نے فرمایا کہ قولہ تعالی لقوم یعلمون۔ ایسی قوم کے لئے جو حقیقت بیان کو جانتے ہین یعنی او تعالی عزوجل کی قدرت وقوت کو ہوس سے وقوف لیتے ہین اور اسی کی تعلیم پر چلتے ہین کسی غلبہ خواہش سے پیش قدمی نہین کرتے اور کسی کاہلی و سستی سے بچھڑتے نہین ہین۔ پس یہی مومنین کاملین ہین ۔ ؛

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

تو چل اُسپر جو حکم آوے تجکو تیرے رب سے کسی کی بندگی نہین سوائے اسکے اور جانے دے شریک والون کو

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝

اور اگر اللہ چاہتا تو شریک نکرتے اور تجکو ہم نے نہین کیا اُنکا نگہبان اور تجہ پر نہین اُنکا حوالہ

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ - امین آنحضرت صلعم کو اور بواسطہ آپ کے آپکی اُمت کو حکم دیا کہ وحی آلہی پر جو بالکل حق و صحیح ہی عمل کرین لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ بس جو امر آلہی ہے وہی حکم وحق ہے باقی سب باطل ہی اور کافرون مشرکون کی طرف مشغول نہون۔ کما قال وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ - مشرکون کی طرف التفات نہ کر اور اُنکی باطل باتون پہ لحاظ نہ کر کیونکہ حکمت آلہی مین قابل قہر ہین۔ پس کیونکر ان صریح وظاہر آیات و بصائر کو دیکھین گے اور بدون ہدایت آلہی کیونکر

Marfat.com

بینائی پاوینگے۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا چونکہ حکمت کاملہ الٰہی ہین راست و صحیح و محکم حکمت سے یہ لوگ قابل ہدایت نہین پس او تعالیٰ کی مشیت مین یہ نہین ہی کہ شرک نہ کرین لہذا یہ ضرور شرک کرینگے پس تو دلگیر مت ہو کہ ایسے صریح آیت پر ایمان کیون نہین لاتے اور کیون شرک مین خوار ہوتے ہین۔ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔ اور تو تو رقیب نہین کیا گیا کہ اُن کے اعمال کا نگہبان ہو اور اُن کے جرمون کی تجھ سے باز پرس ہو۔ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ اور تو اُنکے منافع کا پرداخت کرنے والا نہین کہ جسمین ان کی بہبودی ہی خواہ مخواہ ان کو تو اسی طرف لیجاوے بلکہ تجھ پر فقط رسالت پہونچانا واجب ہی اگر آیات و بصائر سے ہدایت لیوین ان کے حق مین بہتر ہی نہ لیوین خود خراب خوار ہون واضح ہو کہ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔ کی تفسیر مین بعض نے کہا کہ اس سے فی الحال کے واسطے اعراض مراد ہی پس نسخ جاری نہوگا مترجم کہتا ہے کہ نسخ یہی ہی کہ حکم کسی مدت تک کیواسطے ہو پھر بعد اسکے نہ ہوگا لہذا یہ توجیہ مہمل ہی بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ یہ حکم اعراض باین معنی نہین کہ ان کو رسالت کا ابلاغ مت کر کیونکہ بالیقین معلوم ہی کہ آپ پر ابلاغ واجب تھا بلکہ عدم التفات انکے اقوال کی طرف ہی بدین معنی کہ رسالت حقہ ان مین تاثیر نہین کرتی اور کیون نہین کرتی ہی پس اس معنی کر اعراض مین نسخ نہین ہی اور نیز یہ امر منجملہ تدابیر ابلاغ کے ہی حکم عملی شرعی دوامی نہین ہی پس از قبیل احکام محتملہ نسخ نہین ہی۔ بعض نے کہا کہ آیۃ السیف سے منسوخ ہی کما قال السدی و الاولیٰ اظہر واللہ اعلم۔ و فی قولہ ولو شاء اللہ ما اشرکوا۔ دلیل ہی کہ شرک مشرکون کا و کفر کافرون کا او تعالیٰ کی مشیت پر ہی اگر اسکی مشیت مین ہوتا تو سب ہدایت پر ہو جاتے کما فسرہ ابن عباس اور یہین سے ظاہر ہوا کہ جو کچھ عالم مین ہی سب او تعالیٰ کے احکام قضا و قدر کے تحت مین مسخر و محکوم ہی ف فی العرائس قولہ اتبع ما اوحی الیک من ربک۔ پہلے جملہ اہل علم و ایمان کے واسطے عموماً بیان کیا فی قولہ لقوم یعلمون۔ پھر اُن کے درمیان سے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اسرار ربوبیت و لطائف محبت و حقائق انبساط مقامات و حالات مین مخصوص فرمایا اور تمام مخلوق سے آنحضرت صلعم کو منفرد کیا اسوجہ سے کہ اورون کو ایسے اسرار کے مطالعہ اور ایسی واردات کی برداشت کی طاقت نہین ہی کیونکہ تائید نبوت و رسالت فقط آپ ہی کو تھی لہذا اتبع ما اوحی الیک مین خطاب فقط آپ ہی کو مخصوص کیا اسی واسطے درمیان آیت مین اپنی فردانیت و الوہیت کو بقولہ لا الٰہ الا ہو۔ اسی نے تجھ پر وصف و نعت سے تجلی فرمائی کیونکہ تو ہی مخلوق ہی اس استعداد کے ساتھ کہ تجلی و ظہور ازلیت کو برداشت کرے پس تیرے ساتھ مین کسی غیر کو اس مقام مین قیام کی مجال نہین ہی۔ وقولہ واعراض عن المشرکین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے وحی مین مقامات متعدد تھے اول وحی خاص الخاص فقط آپ کو نہ کسی غیر کو اور یہ مقام سر السر درمیان و لو اللہ تو ہی یعنی کمال نزدیکی مین سر السر کا مرتبہ ہی جیسا کہ قولہ تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ مین یہ وحی مخفی مذکور ہی۔ دوم وحی خاص جو آپ و دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ قولہ تعالیٰ انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح و النبیین الآیۃ۔ مین مذکور ہی۔ سوم وحی عام جیسا کہ قولہ بلغ ما انزل الیک من ربک الآیۃ۔ مین مذکور ہی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ وحی تو ایک بھید بلا واسطہ ہی اور رسالت و انزال امر ظاہر بواسطہ ہی اسی واسطے فرمایا بلغ ما انزل الیک۔ اور وحی آپکے واسطے امر اسراری تھا بقولہ تعالیٰ فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ اور قولہ واتبع ما اوحی الیک۔ پھر اسمین اولیاء کے واسطے اشارہ یہ ہی کہ ان کو وحی مین اور شیطانی وساوس مین فرق رکھنے کا ادب سکھلایا یعنی تم لوگ وحی کی اطاعت کرو اور ماسوائے اسکے جو کچھ وسواس و خیالات ہین سب چھوڑ دو اور اسکی اتباع کرو جو تمہارے دلمین پاکیزہ الہام خطاب سے آوین

ل دونہین نزدیکی ۱۲

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دع ما یریبک الی ما لا یریبک و استفت قلبک و ان افتاک المفتون یعنی ترجمہ کہتا ہے کہ الفاظ حدیث بروایت صحیحہ اوپر مذکور ہو چکے ہین حاصل آنکہ شک چھوڑکر بیشک کو اختیار کر اور فتوی پر نہ جا بلکہ دل کو مطمئن کرے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ

اور تم لوگ برا نہ کہو جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوائے کہ وہ برا کہنہ بیٹھین اللہ کو بے ادبی سے بن سمجھ اسی طرح

زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۖ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

ہم نے بھلے دکھائے ہین ہر فرقہ کو اُنکے کام پھر انکو اپنے رب پاس پہونچنا ہے تب وہ جتاویگا جو کچھ کرتے تھے۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ صلہ مین یدعون کا فاعل مشرکین ہی اور ضمیر مفعول کی راجع بجانب موصول ہے۔ وہ محذوف ہی اور معنی یہ ہین کہ مت برا کہو ان چیزون کو جن کو پکارتے یعنی جن کی عبادت کرتے ہین مشرک لوگ اور وہ چیزین ماسوائے اللہ تعالے کے ہین۔ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ جس چیز سے نہی فرمائی اس چیز پر یہ نتیجہ مترتب ہی اگر اس چیز سے باز نہ رہا جاوے یعنی مشرکون کے معبودون کو برا کہوگے تو وہ لوگ ظلم و عدوان سے محض جہالت کی وجہ سے اللہ تعالی کو برا کہین گے حالانکہ انکو اللہ تعالے کا علم و معرفت نہین ہی۔ حاصل آنکہ اوتعالی نے رسول اللہ صلعم و مومنون کو بتون وغیرہ مشرکون کے معبودون کو سخت زبانی کیساتھ ذکر کرنے سے منع فرمایا کیونکہ بتون کی ہجو کرنے مین اگرچہ فائدہ مترتب ہی مثلاً باطل اعتقاد ان چیزون کی طرف سے اُٹھ جاوے لیکن اسکے مقابلہ مین ایک فساد بڑھا ہوا بھی موجود ہی وہ یہ کہ مشرکین بھی اہل ایمان کے معبود برحق کو برا کہین گے۔ قال علی بن ابی طلحۃ عن ابن عباس۔ مشرکون نے کہا کہ اے محمد تم باز رہو اس سے کہ ہمارے معبودون کو برا کہو ورنہ ہم تمھارے معبود کی ہجو کرینگے پس اللہ تعالی نے منع فرمایا۔ عبد الرزاق نے قتادہ رح سے روایت کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا واقع ہوا تھا اور ابن جریر و ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے سرداران قریش کا ابو طالب کے مرض مین جانا اور کہنا کہ منع کردو کہ تمھارا بھتیجہ ہمارے معبودون کے حق مین بدزبانی نہ کرے ورنہ ہم اسکے معبود کے حق مین بدزبانی کرینگے۔ ایک قصہ روایت کیا ہی۔ قال الحافظ اسی قبیل سے کہ مفسدہ دور ہو حدیث صحیح مین آیا ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ملعون ہی وہ شخص جسنے اپنے والدین کو گالی دی تو لوگون نے کہا کہ یا رسول اللہ آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دیگا فرمایا کہ دوسرے کے باپ کو گالی دیگا تو وہ اسکے باپ کو گالی دیگا اور دوسرے کی ماں کو گالی دیگا تو وہ اسکی ماں کو گالی دیگا۔ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ یعنی جیسے ان مشرکون کے نزدیک ہم نے ان کے کاہون کو مزین کردیا اسی ہی ہر امت کے نزدیک اسکے افعال کو مزین کیا ہی خواہ واقع مین اچھے ہون یا بُرے ہون وہ اُمت اُسکو اچھا سمجھکر بجالاتی تھی آیمین اوتعالی کی مشیت و حکمت بالغہ ہی بندہ کی مجال نہین کہ تمام حکمت الٰہی کو محیط ہو سکے جو وہ چاہتا ہی کرتا ہی۔ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ یعنی بعد چند روزہ زندگانی دنیاوی اور اسکی مہلت کے پھر آخرکار اوتعالی کی طرف اُن کا مرجع ہے فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ آیمین سخت تہدید ہی یعنی جو کرتے تھے وہ ان کو بتلایا جائیگا اور بعض نے اسکو وعدہ و وعید دونون پر محمول کیا کیونکہ ابلغ ہے اور آگاہ کرنا بذریعہ نامہ اعمال ہی پس اس آگاہ کرنے سے مقصود یہ کہ انکے نیک اعمال یا بد اعمال کی جزا سزا ملیگی۔ فی العرائس فی قولہ تعالی کذلک زینا لکل امۃ عملہم۔ اوتعالی نے عوام کو دنیاوی جاہ و مال و قتال مین مبتلا کردیا اور خواص کو اپنے اعمال آخرت و عوض پر نظر رکھنے مین مبتلا کیا پس جو شخص کہ خالص عبادت کرنیوالا حق تعالی کا نہین ہی اسکو لذت قرب و وصال سے محروم کرکے اسی کی مُراد پر

Marfat.com

مقصور رکھا اور جو شخص خالص بندہ ہی اسکی آنکھ سے پردہ دور کر دیا کہ وہ ان چیزون کی کچھ قدر و منزلت نہین دیکھتا بلکہ احسان الٰہی جو ازل مین اسپر ہوا ہے اسکے شکریہ کے ادا ہونے سے شرم مین غرق ہی بلکہ ادا نہ ہونے کو بھی نہین صرف احسان پر نظر رکھتا ہی جو لوگ باطل پر ہیودہ ہین وہ اپنے بد اعمال کو اچھا سمجھتے ہین - زاہدون کو انکے اعمال اچھے دکھلائے کہ اسمین زیادہ رغبت کرین - واسطے رہ نے فرمایا کہ ہر عمل کرنے والیکو اسکے اعمال پسند ہونا جاری کر دیا پس ایسے لوگ درجہ محققین سے گر گئے اور کوئی نہین بچا سوائے ان بندون کے جنکو اللہ تعالیٰ نے نور مشاہدہ سے محظوظ فرمایا پس اسنے مشاہدہ کیا کہ توفیق ہوئی بلکہ حضرت عزوجل نے احسان کیا تو مین نے ایسا کیا پس اپنے آپ کو الگ رکھا۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا

اور قسمین کھاتے ہین اللہ کی تاکید سے کہ اگر اُن کو ایک نشانی پہونچے البتہ اُسکو مانینگے تو کہہ

الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ ۙ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَنُقَلِّبُ

نشانیان تو اللہ کے پاس ہین اور تم مسلمان کیا خبر رکھتے ہو کہ جب وہ آوینگے تو یہ مانینگے اور ہم اُلٹ دینگے

اَفْـِٕدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوْا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ

اُن کے دل اور آنکھین جیسے منکر ہوئے ہین پہلی بار اور چھوڑ رکھین گے اُن کو

طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

اپنے جوش مین بہکتے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اے غایۃ اجتہادہم فی الایمان۔ یعنی مشرکون نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی نہایت اپنی کوشش سے قسم مین یعنی نہایت کوشش سے سخت و شدید قسمین کھائین اس بات پر کہ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا۔ اگر کوئی ایسی آیت آجاویگی جسکو وہ اصرار اور ہٹ کرکے مانگتے ہین تو ضرور اسپر ایمان لاوینگے ف یہ اپنے آپ کو قادر سمجھکر غرور کیا۔ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ تو ان مشرکون سے کہدے کہ آیات تو اللہ تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت مین ہین۔ وہ تعالیٰ مختار ہی چاہے بھیجے اور چاہے اپنی حکمت قدیم کے موافق نہ بھیجے اور میرے اختیار مین نہین۔ مین تو فقط ڈر سنانیوالا ہون۔ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ مفسر رحمہ اللہ نے انہا سے استیناف بکسر ان لیا اور معنی یہ بیان کئے ما یشعرکم۔ اے مایہ ریکم بایمانہم اذا جاءت۔ کس نے تم کو آگاہ کیا ان کے مومن ہو جانے پر جبکہ آیت اُنکی مانگی ہوئی آجاوے یعنی تم اس بات کو نہین جانتے ہو قولہ انہا اذا جاءت لا یؤمنون۔ اور علم الٰہی مین یہ بات سابق ہو چکی ہی کہ آیت مقترحہ آنے پر بھی یہ لوگ ایمان نہین لاوینگے۔ قال المترجم اس تفسیر پر ما یشعرکم کا خطاب مومنون کو ہے اور بعضے مسلمانون نے حرص کی تھی کہ کاش ان کی مقترحہ آیت آجاتی کیونکہ مشرکون نے مومن ہو جانے پر حلف کیا تھا جیسا کہ ابن جریر نے محمد بن کعب سے مرسلاً روایت کی کہ قریش نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ اے محمد تم ہم کو خبر دیتے ہو کہ موسیٰ کے ساتھ ایک عصا تھا جس سے پتھر کو مارتے تو پانی روان ہوتا اور عیسیٰ مردون کو زندہ کرتے اور ثمود کا ناقہ تھا پس تم بھی کوئی آیت لاؤ کہ ہم تمھاری تصدیق کرین پس رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم کیا چاہتے ہو تو کہنے لگے کہ یہ کوہ صفا خالص سونا ہو جاوے آپنے فرمایا کہ بھلا پھر میری تصدیق کروگے تو کہنے لگے کہ واللہ ہم سب تمھارے تابع ہو جاوینگے تو حضرت صلعم نے دعا کی

ع ۱۳ ۱۹

پس جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اگر آپ چاہین تو کوہ صفا سونے کا ہوجاوے لیکن پھر اگر یہ لوگ تصدیق نہ کرینگے تو اللہ تعالی انپر عذاب نازل کریگا اور چاہے تو چھوڑ دیجئے کہ جن کے حق مین توبہ مقدر ہی وہ توبہ کرین تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ یہی چاہتا ہون کہ جن کے حق مین توبہ مقدر ہی وہ توبہ کرین۔ قال ابن کثیر رح اس مرسل روایت کے شواہد بھی ہین پھر واضح ہو کہ قولہ انہا اذا جاءت بفتح ان بھی پڑھا گیا اور لایومنون بتاء خطاب یعنی لا تومنون پڑھا گیا ہی اور ما یشعرکم مین خطاب مشرکون کو قرار دیا گیا قال الحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ وما یشعرکم مین خطاب مشرکون کو کیا گیا اور یہی مجاہد رح کا قول ہی گویا مشرکون سے کہا گیا کہ تم نے کیونکر جانا کہ تم ان قسمون مین سچے ہو بنا برین قراءۃ انہا بالکسر ہے اور یہ مستقل خبر دی کہ یہ لوگ ایمان نہین لاوینگے اگرچہ انکی مطلوبہ آیات آوین بسبب اسکے کہ علم الٰہی مین انکا عدم ایمان مقدر ہو چکا ہی اور بعض نے لا تومنون بتاء خطاب پڑھا۔ پس استیناف بھی ہو سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ خطاب مومنون کو ہی یعنی اے مومنو تم نے کیونکر جانا کہ آیات مقترحہ آنے پر مشرکین ایمان لاوینگے۔ بنا برین جائز ہے کہ انہا بالکسر ہو جیسے اول صورت مین مذکور ہوا اور جائز ہے کہ بالفتح ہو بنا برین کہ وہ یشعرکم کا معمول ہی اور درصلوت معمول ہونے کے قولہ لایومنون۔ مین لا زائدہ مانند صلہ کے ہوگا جیسے قولہ تعالی ما منعک ان لا تسجد اذ امرتک۔ اور جیسے قولہ تعالی وحرام علی القریۃ التی اہلکناہا انہم لا یرجعون۔ اور معنی آنکہ کس نے تجھے روکا کہ تو سجدہ کر لیتا جبکہ مین نے تجھے حکم کیا تھا اور دوسرے قول مین معنے یہ کہ حرام ہی کہ وہ لوگ رجوع کرین اور معنی اس حالت مین یہ ہونگے کہ اے مومنو تم کو کس چیز نے یقین دلا دیا کہ آیت مقترحہ آنے پر یہ لوگ ایمان لے آوینگے تاکہ تم حرص کرتے ہو اور بعض نے کہا کہ انہا بمعنی لعلہا ہی۔ ابن جریر نے کہا کہ علماء نے ذکر کیا کہ حضرت ابی بن کعب کی قراءۃ مین بجائے انہا کے لعلہا موجود ہی اور نیز عرب کے نثر و نظم سے اسپر بہت سے شواہد ذکر کئے مانند آنکہ اذہب الی السوق انک تشتری شیئا یعنی لعلک تشتری شیئا۔ بازار جا شاید تو کچھ خرید لے۔ اور یہی ابن جریر رح نے اختیار کیا ہے اور کلام مجید مین ہے وما یدریک لعلہ یزکی۔ واضح ہو کہ زجاج و نحاس وغیرہ نے لا زائدہ ہونے کو خطا و غلط قرار دیا اور ذکر کیا کہ کلام مین حذف بلیغ ہی اے انہا اذا جاءت لا یؤمنون اولا یومنون یعنی تم کو کس چیز نے آگاہ کیا کہ آیات آنے پر وہ ایمان نہ لاوینگے یا لاوینگے پس ایک حذف ہوا۔ قال المترجم زیادت لا غلط نہین ہی اور قول حذف الضد مین تامل ہی اسواسطے کہ یہ تو عین صواب ہی کہ آیات آنے پر وہ ایمان لاوین یا نہ لاوین پس یہ تو بالضرورۃ معلوم ہی کہ امران دو حال سے خالی نہین ہی اور اگر کسی ایک بات کے قطع پر انکار ہے تو مقتضائے مقام بدون لا تھا کیونکہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہ وہ ایمان لے ہی آئینگے اللہم الا ان یقال ان نفی الشعور عما ہو خلاف المقصود ابلغ فی عدم العلم مطلقا یعنی تم یہ بھی نہین جانتے کہ ایمان نہ لاوینگے پھر ایمان لانے کو بھی بقرینہ ان کی قسمون کے نہین جانتے ہو۔ وَنُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ نحول قلوبہم عن الحق فلا یفقہونہا۔ ہم انکے دلون کو حق کی طرف سے پھیرتے ہین پس وہ حق کو نہین سمجھتے ہین۔ وَاَبْصَارَهُمْ عنہ فلا یبصرونہ فلا یومنون۔ اور انکی بینائیون کو حق سے پھیرتے ہین پس وہ لوگ حق کو نہین دیکھتے۔ پس ایمان نہین لاتے۔ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهٖٓ۔ بما انزل الیک من الآیات۔ اَوَّلَ مَرَّةٍ جیسے کہ وہ لوگ نہ ایمان لائے ان آیات پر جو تجھ پر نازل کی گئین اول مرتبہ۔ اور یہ تفسیر حضرت ابن عباس و مجاہد وغیرہ سے مروی ہی۔ قال ابن عباس جبکہ مشرکین نے قرآن سے انکار کیا تو کسی چیز پر ان کے دل ثابت نہین رکھے گئے اور ہر امر سے مردود کر دیئے گئے اور مجاہد رح نے کہا کہ قولہ ونقلب افئدتہم وابصارہم۔ یعنی ان کے و ایمان کے درمیان مین ہم رد ک حائل کر دینگے اور ہر آیت آوینگی تب بھی ایمان نہ لاوینگے جیسے کہ

Marfat.com

ہم نے اول مرتبہ ان کے درمیان وان کے ایمان کے درمیان مین حیلولت کر دی کذا قال عکرمۃ وعبد الرحمٰن بن زید بن اسلم یعنی جو معجزہ بلیغ کہ ان کو اول مرتبہ عطا کیا گیا اور اس کو دیکھنے وسمجھنے کے بعد ایمان نہ لائے اور وہ پردہ حائل ہو گیا جو تقدیر الٰہی عزوجل سے ان کے خبیث نفس مین شیطان نے ڈالا تھا جس سے نور رحمت کا ظہور ان کے قلب تک نہین پہونچتا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے قلوب پر مہر ہے اسی طرح اگر اس معجزہ کے مثل معجزات باہرات ان کو دیئے جاوین تو بھی وہی پردہ حائل ہوگا پس ہر معجزہ کے وقت اُن کی آنکھین و دل جانب رحمت سے پھیرے جاتے ہین۔ وَنَذَرُهُمْ ترکہم۔ فِي طُغْيَانِهِمْ ضلالہم اور ہم ان کو چھوڑتے ہین ان کی گمراہی مین ف جو اُنھون نے اپنی ذات کیلئے اپنی خواہش نفس سے پسند کی ہو يَعْمَهُونَ۔ تیردون متحیرین۔ درحالیکہ یہ لوگ اس گمراہی مین متحیر پھرتے ہین ف یہی قول ابو العالیہ وربیع بن انس وقتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہو۔ کیونکہ انکو نور معرفت نہین پہونچا تو اپنی تاریکی نفس مین بھٹکتے پھرتے ہین اور عنقریب معلوم ہوگا کہ یہ سب ان کے نفوس خبیثہ کے خطیات مین سے ہے۔ ف فی العرائس قولہ تعالیٰ ونقلب افئدتہم وابصارہم الآیۃ۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے۔ دلون کا پھیرنا اور بینائیون کا لوٹ دینا اپنی طرف نسبت فرمایا کہ ہم ان کے دلون و بینائیون کو پھیرتے ولوٹتے ہین اور یہ حق ہے اور مترجم کہتا ہے کہ احادیث صحیحہ مین کثرت سے ثبوت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت مین سب قلوب ہین وہ جس طرف چاہتا ہے پھیرتا ہے (الصحیحین وغیرہ) اور بعض احادیث مین ہو کہ قلوب کا حال قبضۂ قدرت الٰہیہ مین اس مثال سے ہے جیسے میدان مین ایک پتا یا پر پڑا ہوتا ہو کہ ہواؤن کے جھونکے اُسکو اُلٹ پھیر کرتے ہین یعنی اسی طرح جس طرف مشیت الٰہی عزوجل ہو اسی طرف دل پھر جاتے ہین۔ (الصحیح) شیخ نے لکھا کہ جب دلون کا یہ حال ہو تو جہان کسی دل کو حق کی طرف پھیرا یعنی اپنی عظمت وکبریائی مین متوجہ کر کے محبت و شوق ومعرفت سے اپنے معجزات وآیات وصفات کا دیدار اس کو نصیب فرمایا تو بینائی بھی قلب کے پیچھے ہو جاتی ہو کہ وہ آیات معجزات مین انوار قدرت وعظائم عظمت کو مطالعہ کرتی ہو اور قلب سے موافق ہو جاتی ہے پس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معاملات صحیح ہو جاتے ہین یعنی طاعات صوم وصلوٰۃ وحج وزکوٰۃ مین اس کی نیت صالح وخلوص وحیا ہوتی ہے اور اسرار پاکیزہ ہو جاتے ہین یعنی معارف قلبیہ خلوص کے ساتھ ہوتے ہین اور حالات صافیہ نصیب ہو جاتے ہین جسمین شک ونفاق وبدنیتی وغیرہ کا میل کچیل نہین رہتا ہو برخلاف اسکے جہان کہین قلب کو اپنی رحمت سے موڑ دیا تو بینائی بھی اندھی ہو کر ٹاپتی پھرتی ہے اور آیات قدرت مین اس کو انوار عظمت مشاہدہ نہین ہوتے ہین اسی واسطے حضرت سرور عالم ہمیشہ دعا فرماتے رہتے تھے کہ اے مقلب القلوب میرے قلب کو اپنے دین حق پر ثابت رکھیو۔ (رواہ اصحاب الصحاح) شیخ ابو حمزہ رح نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ جن دلون کی طرف متوجہ ہوا تو وہ دل اسکی جناب مین توبہ کرتے ہوئے خشوع وخضوع سے متوجہ ہین اور جن دلون سے اعراض فرمایا وہی گمراہی مین خوار ہین (عس) مترجم کہتا ہے کہ یہان بعضے گمراہ جو اپنے تردد مین متحیر ہین اپنی رعونت نفس مین بڑبڑا دین گے کہ پھر جب گمراہون کے دل ہی پھیر دیئے گئے تو ہم محض بخطا اور بالکل گناہ سے پاک ہین ہم کو جہنم مین رکھنا ہم پر زبردستی ظلم ہے مترجم کہتا ہو کہ یہان دو مقام لکھون جس سے ہر بندہ صالح عاقل کو ان گمراہون کی جہالت عیان ہو جاوے۔ اول مقام یہ ہو کہ مین

Marfat.com

ان گمراہون کے اس سوال ناپاک مین بحث کردن - واضح ہو کہ اہل دنیا سب ہی متفق ہین کہ مالک کو اپنی ملکیت مین ہر طرح کا اختیار ہے اور غیر کی ملکیت سے تعرض کرنا ظلم و بیجا تصرف ہے یہ تو اپنے نفس کی پسند یدگی ہے اور جب ان کو جناب باری تعالیٰ کی شان مین نصیحت کی جاوے تو اپنے نفس ناپاک کو بخیطا بتلاوین اور جناب باری تعالیٰ کی شان مین ظلم کہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو عدم سے موجود کیا تو اس کو ہر طرح اپنی مخلوق مین تصرف کا اختیار ہے چاہے اُن کو دوزخ مین لاوے یا بہشت مین لاوے تو یہ بدسرشت اپنے آپ کو کس رعونت سے مستحق جانتے ہین حالانکہ جس نے پیدا کیا چاہے وہ ان کو نیست کردے یا بجائے زمین کے ان کو جہنم مین پیدا کرے کیونکہ جب ان کو خود کسی طرح کا اختیار اپنے وجود مین نہین ہے تو استحقاق کہان سے ہوسکتا ہے لیکن باوجود اسکے حق سبحانہ عزوجل نے تمام انعام و محض رحمت سے اپنی مخلوقات کو ممتاز فرمایا ہے اور جس طرح مخلوقات پر ظلم حرام کیا اسی قانون سے اپنی رحمت عام کو بھی جاری فرمایا ہے تاکہ کافرون و بدکاردن پر حجت تمام ہو (مقام دوم تحقیق) واضح ہو کہ گمراہون نے اپنی جہالت نفس سے زعم باندھا کہ ہم پر ظلم ہوا ہے حالانکہ یہ بے ادبی کے سوائے محض جھوٹ و بہتان ہے تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے مخلوقات کو عالم ازل مین قبل وجود دنیاوی کے پیدا فرمایا کما فی قولہ واذا خذربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الآیۃ مین مفصل بیان ہے اور ان کو اپنی ربوبیت سے معرفت عطا فرمائی بقولہ تعالیٰ الست بربکم اور سب نے اقرار کیا کما فی قولہ قالوا بلیٰ الآیۃ - پھر بعد اسکے جب دنیا مین ظہور ہوا تو عہد مذکور بالکل فراموش کیا اچھا وہ اگر فراموش تھا تو مخلوقات کو کسی حالت مین یہ گنجایش نہین ہے کہ اپنے آپ کو مخلوق نہ جانے اور اپنے خالق عزوجل کو نہ مانے باوجود اسکے ان کی ہدایت کیلئے انبیاء علیہم السلام بھیجے اور ان کے ذریعہ سے ہدایت کاملہ پہونچائی کہ بعد اسکے کافرون کے واسطے کچھ بھی عذر باقی نہ رہا - حاصل یہ نکلا کہ خالق عزوجل نے اپنی حکمت و مشیت کے موافق دنیا مین انواع و اقسام کی اشیاء کو پیدا کیا اور آدمیون کو اس دنیا مین امتحان کیا اور ان کو دو باتون مین منحصر فرمایا اول یہ کہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق لین دوم یہ کہ دنیا کو شیطانی زینت کے موافق لین پھر اگر دنیا کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے موافق لین تو انکا انجام نور قلب و جنت دائمی ہے اور اگر انھون نے دنیا کو شیطانی زینت کے موافق لیا تو نور سے محرومی اور دائمی جہنم ہے پھر جب آدمی پیدا ہوا تو بالغ ہونے تک اسکو معذور فرما کر مطلق العنان کر دیا اور بعد بلوغ کے اسکو ان دونون باتون مین مکلف کیا پس مومنون نے عقل سے جان لیا کہ دنیا صرف چند روزہ ہے اور لامحالہ اسکے بعد ایک دار آخرت ہوگا جہان ہر ایک کو عوض دیا جائے اس واسطے کہ دنیا مین ہم دیکھتے ہین کہ جس کو سب لوگ نیکبخت و میلنع و خیرخواہ و عادل جانتے ہین وہ کبھی تنگدست ہوتا ہے اور جس شخص کو سب لوگ ظالم تبہ کار فاسق فاجر جانتے ہین وہ کبھی دنیا مین مالدار بلکہ بادشاہ ہوتا ہے اور غیر ممکن ہے کہ خالق عزوجل نے اپنی مخلوق مین سے نیک کو عمر بھر خوار کیا اور فاجر کو عمر بھر خوش حال رکھا پھر دونون خاک ہین علاوہ ازین انسان جو شرف المخلوقات ہے اس دنیا مین درخت برگد سے بہت کم زندہ رہتا ہے پس اگر اسکے لئے دار آخرت نہ ہو تو وہ سب مخلوقات سے بدتر نکلے گا اسی طرح اس کثرت سے دلائل صحیحہ موجود ہین کہ بالیقین دار آخرت و جزا و سزا ضروری ہے بالجملہ مومن نے عقل سے معجزات پیغمبری و آیات قرآنی کو پہچانا برخلاف ان کے کافرون نے دنیا کو شیطانی اتباع مین لیا اور آخرت سے شک کیا اور پیغمبرون کو نہ مانا اور اسی خواہش پر جم گئے -

Marfat.com

حتی کہ ہزارہا سال عمر پاوین تو بھی اس سے نہ ٹلین تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلون مین دنیا کی محبت سمائی جو محض نجس ہے اور زر عقل سے محروم رکھا اور دل پر مہر کر دی پس بدن کے سوائے ان مین کچھ نہین ہے وہ اپنے بدن کی پرورش مین مصروف ہین اللہ تعالیٰ نے اُن کے دماغ مین حواس دیدیئے کہ وہ لوگ ان حواس سے دنیاوی زینت حاصل کرتے اور تن پروری کے سامان پیدا کرنے مین ہوشیار ہین پھر دل سے اندھے اور لایعقل ہو کر دنیا مین اپنی عمر بھر سامان جمع کرتے ہین پھر اچانک موت آجاتی ہے تو سب جمع کیا ہوا سامان چھوٹ جاتا ہے اور خود اپنے انجام یعنی جہنم کو پہونچ جاتے ہین اور ان کو اسقدر مہلت دی گئی مگر اُنھون نے سوائے شرک و کفر کے ہرگز نہ مانا کہ جہنم نصیب ہوئی اب ان لوگون سے پوچھا جاوے کہ تم نے اپنے ہاتھون یہ سب کیا ہے یا اللہ تعہ نے تم پر کچھ ظلم کیا کیونکہ تم نے ہر طرح اپنے قصد و اختیار سے اسی پر عزم کیا کہ اسلام کچھ چیز نہین ہے اور برابر شرک پر قائم رہے اور اسی پر لڑے و مرے پس اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب اخیار رضی اللہ عنہم حتی کہ آخری درجہ کے مسلمانون کو تم پر فتح و نصرت عنایت فرمائی اور تم دنیا و آخرت مین خوار ہوئے فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔

تمت

ساتوان جزو تمام ہوا بعدہ آٹھوان و لو اننا ہے۔

Always trust in God

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

یہ ہمارا دفتر ہے، بولتا ہے تمہارے کام ٹھیک (الجاثیہ)

اُردو زبان میں قرآنِ پاک کی ضخیم ترین مستند تفسیر

تفسیر الرحمٰن

جلد ۱

بحر العلوم علامہ سید امیر علی ملیح آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۱۲۷۴ھ / ۱۸۵۸ء ——— ۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۹ء

پارہ ○ ۷

مکتبہ رشیدیہ ملیسڈ

۳۲-اے شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

Marfat.com